یادگار سالگرہ مبارک
اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوب علیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ
INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY
Sl. No. 4531 No. 7
Date
خدنگ نظر
اردو علم ادب
کے
خزانے کا ایک نہایت قیمتی۔ خوبصورت
اور دلکش زیور جسمین مضامین نظم
اور ناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
مین ماہوار شائع ہوتے ہین
بصد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر
مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر و پروپرائٹر
آصفی پریس نواز گنج لکھنؤ سے شائع ہوا

دکھی جائیگی۔ اگر وہ تمام چیزین جسسے وہ مرکب ہی شمار کیجائین تو اُنکا حساب ہماری سمجھ کو پریشان کردیگا۔ اور قوت ناطقہ اُسکے اظہار کی قدرت نہ رکھے گی۔ کیا ہم "فلسفہ" کے ان اشتہارات پر حیرت کرنے لگے ہیں؟ اور کیا ہم شدت استعجاب مین چلا اُٹھنے کو طیار ہیں؟ کہ کسقدر توانا اور قادر وہ "خالق" ہوگا جسنے اتنا بڑا آسمان روشن کیا ہی۔ اور مُدتون سے اس عظیم الشان شعلے کو دیکھتا ہوا رکھا ہی؟

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی وسیع اُمیدون کیطرف رجوع کریں۔ تاکہ ہم اُن خیالات سے آشنا ہو جائیں جو آفتاب سے زیادہ وسیع اور روشن ہیں۔

آفتاب مع اپنے تمام ستارون کے خلقت کی شاندار وسعت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی اور جسکے متعلق خیال کیا گیا ہی کہ قدرت نے ایسے ہی کتنے آفتاب اور ستارے پیدا کیے ہونگے۔

ہر ستارہ گو وہ ہمکو اُس ہیرے کے ٹکڑے سے کچھ بڑا نہیں دکھائی دیتا جو کسی ناموش لیڈی کی خوشنما انگشتری میں ہوا کرتا ہی۔ مگر دراصل وہ ایک وسیع عالم ہیں جو وسعت و شان مین مثل آفتاب کے ہیں۔ وہ دنیا مین دل کے پیدا کرنے والے آفتاب سے کشادگی اور درخشانی میں کم نہیں ہیں ہر ستارے کو صرف آپ یہی نہیں سمجھ سکتے کہ وہ "ایک دنیا ہی" بلکہ وہ خدا کی پُر شوکت خلقت کا ایک مرکز ہی۔ جسکے جلوس مین کتنی ہی دُنیائیں مخلوق ہیں جو اُسکی روشن شعاعون سے منور رہتی ہیں اور اُسکے دلکش آثار کے گرد گردش کھایا کرتی ہیں۔

یہ سب "ستارے" ہماری نظروں سے دُور ہیں۔ اور اُس خالص ہوا کی سرحد میں ہیں۔ جسکی کوئی انتہا نہیں۔

ستارے، جو اسقدر چھوٹے۔ اور مشکل سے نظر آنے والے نقطون کیطرح دکھائی دیتے ہین۔ اُنکے اس چھوٹے نظر آنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ ہمسے بے انتہا فاصلے پر ہیں۔ مگر اب تمہیں اس امر کی فکر ہوگی کہ بے انتہا فاصلے کے کیا معنے ہین جو فی الحقیقت بے انتہا اور خیال میں نہ آنیوالا فاصلہ انھین ستاروں کی جانب رہا کرتا ہی کیونکہ اگر ایک توپ کا گولہ اوپر کی جانب چھوڑا جائے۔ جو نہ رُکنے والی تیزی کے ساتھ اوپر کو جاتا ہوا اور اپنی عجیب سُرعت کے آگے کسی تیز سے تیز پرون سے اُڑنے والے جانور کی حقیقت نہ سمجھتا ہو تو اُسکو اپنی اس حیرت انگیز سُرعت پر بھی تقریباً

ہیں بہت بڑا دکھائی دیتا ہی - وہ سراپا سرے سے ملبوس ہیں - درختوں سے آراستہ ہین - اور قسم قسم کے خوبصورت زیورات سے مرصع ہیں - مگر اُس شخص کی نگاہ مین جو ان ستارون میں سے کسی ستارے مین کھڑا ہوا ہماری دُنیا کو دیکھ رہا ہو ہماری دُنیا ایک ایسی چیز معلوم ہوگی جو سرتاپا یک رنگ اور روشن ہو جیسے کہ ہمکو اور ستارے نظر آتے ہیں اور جسکی وسعت ایک نقطہ کی برابر ہو - مگر اُن خدا کے بندوں کو جو زیادہ فاصلے پر ہیں یہ دُنیا نظر ہی نہین آئیگی -

یہ ستارے جو اسقدر تعجب خیز طور پر اپنے پُراسرار رقص میں سرگرم ہین - بذات خود سیاہ چیزین ہین اور بعکس نجوم سے روشن نظر آتے ہیں - اُنمیں دریا ہیں میدان ہین اور (وہان کے لیے) آسمان بھی ہیں اور انسانی حیوانی زندگی کے سارے اسباب مہیا ہیں - اور خیال کیا جاتا ہی کہ (ایسی حالت مین) اُنمیں خدا کی نامدار خلقت بھی موجود ہوگی یہ تمام ستارے مع ہماری زمین کے اُس "نیر اعظم" کے دست نگر ہین جو خدا کی بخششوں کا تقسیم کرنے والا ہی - اور جو ہر روز صبح کو ایک جانب سے اپنا منور چہرہ ہمکو دکھا کر کچھ عرصے میں دوسری طرف مُنہ چھپاتا معلوم ہوتا ہی - اسی آفتاب کو اُنکی روشنی کا باعث سمجھنا چاہیے - اور اُنکی تمام آسایش کا سبب بھی یہی پُرنور صورت ہے

یہ "آفتاب" جو ہمکو افلاک پر سیر کرتا ہوا نظر آتا ہی - درحقیقت ساکن اور غیر متحرک ہے اور کُرۂ آسمان کا مرکز ہی یہ ہماری سرزمین اور تمام بزرگ ستارے اِسکے گرد اگرد چکر لگایا کرتے ہیں - جسے اُس گروہِ عشاق سے تشبیہ دینی چاہیے جو کوے دوست میں ہر وقت چکر لگانا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں -

یہ "آفتاب" گو اُس حلقے سے چھوٹا نظر آتا ہی جسکو وہ روشن کیا کرتا ہی مگر دراصل وہ اس وسیع دُنیا سے بھی بڑا ہی جسپر اِسقدر خشکی اور تری کا حصہ نظر آتا ہی - اور جس میں اِسقدر بلند پہاڑ پھیلے ہوے ہیں -

اگر کوئی شخص اندازہ کرنا چاہے اور ایک لکیر کھینچ جائے جو اس منور وجود کے مرکز سے گزرے اور اُسکی دونوں کناروں پر اُسکی انتہا ہو - تو معلوم ہو جائے کہ وہ آٹھ لاکھ میلون سے کہیں زیادہ لمبی ہوگی اور اگر اُسکے دائرے کی پیمائش کیجائے تو کروروں میل کی لمبائی

اس علم پر کسی نے قلم نہیں اُٹھایا - اور اُردو سے معلےٰ اس بے بہا گنجینہ سے محروم ہوا اسلیے ہمارے معزز ناظرین کو اُس دلچسپ سلسلہ کا منتظر رہنا چاہیے جو ہمارے دلی دوست مولوی ابو الکلام محی الدین احمد آزاد دہلوی عنقریب اسی مدنگ لطر میں شائع فرمائینگے - اُس طویل مضمون میں جدید علم ہیئت کی عجیب تحقیقات مع تماثل اور نقوش کے مندرج ہے - اور علاوہ اسکے یہ مضمون ایک مدت کا لکھا ہوا ہو اور اڈیس کے بعد علم ہیئت کی تحقیقات میں بہت کچھ انقلاب ہوگیا ہو اسلیے اُس مضمون سے جسکا عنوان "علم ہیئت کی جدید تحقیقات اور علمی دنیا میں انقلاب" ہوگا تمام حال کی تحقیقات معلوم ہوگی - سمجھ لیجیے کہ جب تک علوم مغربی ہماری ملکی زبان میں ترجمہ نہ کیے جائینگے اُردو لٹریچر علمی زبان کی اعلیٰ قابلیت کو نہ پہونچیگا

اسقدر لکھکر عرض کرتا ہوں کہ جو حضرات انگریزی تراجم کی مشکلات سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسمیں کسقدر دقتیں پیش آتی ہیں ایک طرف مسٔلہ کا خیال دوسری طرف محاورے کا رد و بدل کچھ عجب کشمکش کا مضمون ہوتا ہو - اسلیے اگر میرے تراجم میں کہیں اسی قسم کی غلطیاں اہل نظر ملاحظہ فرمائیں تو اُنھیں اُن مشکلات پر محمول فرمائیں -

(مولوی) رضا علی "وحشت" از کلکتہ

ذیل کی نظم مسٹر محمد اقبال صاحب ایم اے لاہور کے مشہور رسالہ مخزن میں شائع کرائی ہو جسے ممدوح گائتری کا ترجمہ بتاتے ہیں گائتری وہ منتر ہے جسے قدیم مذہب ہنود کا کلمۂ طیبہ کہنا چاہیے جسے ہر ہندو دھرم ایمان ذریعۂ نجات سمجھتا ہو اور جسکے بغیر ہندو انی حیات و ممات دونوں کی تکمیل نہیں ہو سکتی ہمارے دلی عنایت فرما مسٹر محمد اقبال صاحب اپنے تمہیدی نوٹ میں اقبال کرتے ہیں کہ عادی النظر میں یہ نظم گائتری کا ترجمہ نہیں معلوم ہوتی اور اُسکے وجوہ تھی کہ ہماری زبان میں سنسکرت کی جامعیت نہیں ہو - ہم بھی ممدوح کے ہمخیال ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ ان اشعار سے ایک اسانی دل وہ اثر نہیں ہوتا جو اصل گائتری سے - لیکن چونکہ اس ترجمہ سے مصنف مزاج مترجم کی عنایت محض

سات آٹھ لاکھ برس تک چلتا ہوگا جب کہیں وہ اِن روشن اور چھوٹی چیزوں تک پہونچ سکیگا!!
دیکھو اُس قادر مطلق نے کتنی بڑی وسعت پر ہیں اتنی دُور رہنے والی چیزوں مستفیض کیا ہے!!!
جب ہم اِس عظیم الشان خلقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور پھر اپنی غایت درجہ کی تنگ ظرفی کو دیکھتے
ہیں تو ہمکو صفحۂ خاک کی ساری چیزیں کسقدر حقیر نظر آتی ہیں۔ ہماری دنیا انھیں ساری نمائشوں
کے ساتھ جسمیں ایک سرور کا پہلو نکلتا ہے۔ کیسی دکھائی دیگی اگر اُسکا مقابلہ عالم بالا کے تحت چیز
اور عالیشان پیمانے سے کیا جائے اس اُسکی حقیقت ایک مٹتے ہوئے نقطہ کی سی ہو جسکا وجود
کارخانہ قدرت کے نقشہ میں مشکل سے نظر آئیگا۔

ایک بہت بڑے مصنف مزاج مصنف کا قول ہو کہ " اگر خود " آفتاب " جو خلقت کے اِس
حصّے کو روشن کیے ہوئے ہو بجھا دیا جاتا۔ اور تمام انکی دُنیائیں جو اِسکے گرد طواف کیا کرتی ہیں
برباد کردیجاتیں تو اُنکی تضیع اُس مبصر کی نگاہ میں جو قدرت کے کُل کارخانوں کی خبر رکھتا ہو
ایسی ہی ہوگی جیسے دریا کے کنارے پر ایک ذرّہ ریگ کا ضائع ہوجاتا ہو جب یہ سارے اجرا
کلیات کے مقابل میں لائے جاتے ہیں تو اُنکی وسعت اور اُس جگہ کی وسعت جسمیں وہ موجود
ہیں اسقدر قلیل معلوم ہوتی ہو۔ کہ اُنکا عدم خدا کی آفرینش ہی میں نہیں ہوتا۔ جب ہماری دُنیا
ہی نہیں بلکہ یہ سارا کارخانہ اسقدر مختصر ہو تو ایک تباہی یا ایک ملک کی حقیقت کیا خاک ہوگی۔
یہ دُنیا کی چند ریاستیں یا اُن لوگوں کی خاندانیں جنھوں نے اپنے تئیں دُنیا کے حوالے کا خراجی
سمجھ لیا ہو۔ اور جنکی اسقدر تعریف کیجاتی ہو کیا ہیں؟ کیا چیز ہیں اجب ہم انکا قلیل البضاعت
شئے کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو وہ بیشک کسیقدر عظیم الشان نظر آتے ہیں مگر حضرت اجب ہم
" خلقت " کو معیار قرار دیتے ہیں اور اُس کسوٹی پر انکو کستے ہیں تو یہ کسقدر حقیر اور ذلیل
نظر آتے ہیں اور ایسے کہ عدم اور وجود برابر ہوا یہ ہے ہماری دُنیا جسمیں ہم بسے ہوے ہیں اور
جسکی خاک پر ہمیں اسقدر بیجا تمکین ہو!! اور یہ ہو ہماری حقیقت جسپر ہمیں اسقدر بیجا غرور
ہو!! پس سوچو!! اور سمجھو!!!۔

اس مضمون میں چونکہ ایڈیسن کو علم ہیئت کی اجمالی کیفیت بیان کرکے اُس سے اللہ تعالیٰ کی
قدرت پر استدلال کرنا تھا۔ اسلیے اُسے زیادہ بحث اس عجیب و غریب علم پر نہیں کی آجتک

بڑھ گئی ہو کیونکہ اصل الفاظ کی آواز موسیقیت اور وہ نہایت آمیز اثر جو اُسکے پڑھنے سے دل پر ہوتا ہو اُردو زبان میں منتقل نہیں ہو سکتا۔ گایتری کے مصنف نے ملک الشعراے ٹنی سن مرحوم کیطرح اپنے اشعار میں ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جنمیں حروف علت اور صحیح کی قدرتی ترتیب سے ایک ایسی لطیف موسیقیت پیدا ہو جاتی ہو جسکا غیر زبان میں منتقل کرنا ناممکنات میں سے ہو۔ اسی مجبوری کی وجہ سے میں نے اپنے ترجمے کی بنیاد اس سوکت (گھتار ریبا) پر رکھی ہو جسکو سر ایچ رائٹس ایپیسٹد میں گایتری مذکور کی شرح کے طور پر لکھا گیا ہو ترجمہ کرنے کو تو میں نے کر دیا ہو مگر مجھے اندیشہ ہو کہ سنسکرت داں اصحاب ایسی ہی رائے قائم کرینگے جو جیبسن نے پوپ کا ترجمۂ ہومر پڑھکر قائم کی تھی یعنی شعر تو اچھے ہیں لیکن یہ گایتری نہیں ہو

محمد اقبال

اے آفتاب روح و روانِ جہان ہو تو ا شیرازہ بند دفترِ کون و مکاں ہے تو !
باعث ہو تو وجود و عدم کی نمود کا ا ہو سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا ا
قائم یہ عنصروں کا تماشا تجھی سے ہے ا ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہو ا
ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہو ا تیری نگاہ رشتۂ تارِ حیات ہے ا
وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے ا دل ہو خرد ہو روحِ رواں ہو شعور ہو ا
اے آفتاب ہمکو ضیائے شعور دے چشمِ خرد کو اپنی تجلی سے نور دے
ہو محفلِ وجود کا ساماں طراز تو ! یزدانِ[1] ساکنانِ نشیب و فراز تو !
تیرا کمال ہستیِ ہر جاندار میں ا تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں ا
ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو ! زائیدگانِ[2] نور کا ہے تاجدار تو !

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری ا
آزادِ قیدِ اوّل و آخر ضیا تری ا

[1] یزداں کو قدیم حکمائے ایران اصل نور تصور کرتے ہیں اسواسطے خالق کی جگہ یہ لفظ استعمال کیا گیا
[2] یعنے دیوتے۔ سنسکرت میں لفظ دیوتا کے معنے زائیدۂ نور کے ہیں یعنے ایسی ہستی جسکی پیدائش نور سے ہوئی ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ قدیم ہندو دیوتاؤں کو دیگر مخلوقات کیطرح مخلوق تصور کرتے تھے۔ ازلی نہیں

وہ غلطی بھی دُور کرنا ہو جو مذہبی حیثیت سے اُنکی وسیع قوم میں ہمارے متعلق پھیلی ہوئی ہو اور جسکی وجہ سے ہم کافر و مشرک قرار دیے جاتے ہیں لہذا ہمارا اخلاقی فرض ہو کہ اس مضمون کو بصیغۂ نقل شامل کریں اور آیندہ بھی ممدوح کے صلح کل خیالات سے مستفید ہونیکی اُمید لگائے رہیں۔

کفر و اسلام در رہش پویاں + وحدہٗ لاشریک لہ گویاں۔    ایڈیٹر

ذیل کے اشعار رگ وید کی ایک نہایت قدیم اور مشہور دُعا کا ترجمہ ہیں جسکو گائتری کہتے ہیں یہ دُعا جذبات عبودیت کی صورت میں گویا اُن تاثرات کا اظہار ہو جنھوں نے نظام عالم کے حیرتناک مظاہر کے مشاہدے سے اول اول انسان ضعیف البنیان کے دل میں ہجوم کیا ہوگا اس قسم کی قدیم تحریروں کا مطالعہ علم ملل والنحل کے عالموں کے لیے انتہا درجہ کا ضروری ہو کیونکہ ایسے انسان کے روحانی نمو کے ابتدائی مراحل کا پتہ چلتا ہو یہی وہ دُعا ہو جو چاروں ویدوں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور جسکو برہمن اسقدر مقدس سمجھتے ہیں کہ بے طہارت اور کسی کے سامنے اسکو پڑھتے تک نہیں جو لوگ محققین السنہ شرقیہ کی تصانیف سے واقف ہیں اُن کو معلوم ہو کہ سر ولیم جونس مرحوم کو اس دُعا کے معلوم کرنے میں کسقدر تکلیف اور محنت برداشت کرنی پڑتی تھی مغربی زبانوں میں اسکے بہت سے ترجمے کیے گئے ہیں لیکن حق یہ ہو کہ زبان سنسکرت کی نحوی پیچیدگیوں کی وجہ سے السنۂ حال میں وضاحت کے ساتھ اسکا مفہوم ادا کرنا نہایت مشکل ہو اس مقام پر یہ ظاہر کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہو کہ اصل سنسکرت میں لفظ سوِتُر استعمال کیا گیا ہو جسکے لیے اُردو لفظ نہ مل سکنے کے باعث ہمنے لفظ آفتاب رکھا ہو لیکن اصل میں اس لفظ سے مراد اُس آفتاب کی ہو جو فوق المحسوسات ہو اور جس سے یہ مادی آفتاب کسب ضیا کرتا ہو اکثر قدیم قوموں نے اور نیز صوفیانے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو نور سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے "اللہ نور السموات والارض" اور شیخ محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک نور ہو جس سے تمام چیزیں نظر آتی ہیں لیکن وہ خود نظر نہیں آتا۔ علیٰ ہذا القیاس افلاطون الٰہی کے مصری پیرؤوں اور ایران کے قدیم انبیا کا بھی یہی مذہب تھا۔

ترجمہ کی مشکلات سے ہر شخص واقف ہو لیکن اس خاص صورت میں یہ دقت اور بھی

(جیسے "ٹائمز" "ڈیلی ایکسپریس" "گالوا" "پنڈیری" "لی پیٹی جرنل" وغیرہم) تو ہمیں نہیں کہ
نہایت چھوٹے اور باریک ٹائپ کی چھپائی کے ہاتھوں اس مصیبت اور بار گراں کے بھی متحمل ہو جائیں
خدا ہمیشہ کے لئے ہمیشہ خریداروں کو سلامت رکھے انکی بدولت اخبار اور پرچوں کی جو کچھ حالت ہو کم ہے اور
جسقدر ایڈیٹر کو نقصان ہو تھوڑا ہے!! ایسے میں کسی علمی میگزین کی ترقی کی کہاں تک امید کیجائے؟

اس ستم کی بھی کوئی حد ہے کہ اوراق بڑھا دیے جائیں تو اضافہ قیمت سے ملک بھر چیں بجبیں
ہوتا ہے اور معزز خریدار بھی منہ موڑ لیتے ہیں۔

اگر حجم نہ بڑھایا جائے تو طول کلام کا مرض رکھنے والے طوفانی مضامین کے چھاپنے پر مجبور
کرتے ہیں۔ اب چھاپئے تو دو دو تین تین ماہ ایک ہی مضمون کا سلسلہ معزز ناظرین کی نازک طبیعتیں
پریشان کر ڈالتا ہے۔ اور ایک کے سوا سب کے سب محروم رہجاتے ہیں۔ اور اگر نہ چھاپئے تو حضرت
مصنف طعنہ آمیز جملوں سے بھرے ہوئے خطوط کا میگزین بنا دیتے ہیں اور مذمت کرنے لگتے ہیں۔
تمام اس سے وہ زبانی ہو یا قلمی اور جو کچھ ہو سکتا ہے کر گزرتے ہیں اب ان لوگوں کی ان
سے غریب ایڈیٹر کی جان آفت میں پڑجاتی ہے۔ بالآخر اسے ایڈیٹری سے دست بردار ہونا پڑتا ہے

حالانکہ اس طویل مضمون کا رسالہ کی حیثیت سے شائع ہونا اولیٰ تر ہے جس سے ملک کے
ہر صغیر و کبیر کے ہاتھوں میں پہونچنے کا شرف بھی حاصل ہو جائے اور جو میگزین کے ذریعے سے
شائع کرنے کا مشتاق ہو وہ بھی!

اگر کتاب کی حیثیت سے شائع کرنا منظور ہو تو علمی پرچے میں بھی درج ہو سکتا ہے مگر باین شرط
کہ مختصر ہو گو کہ "حقیقی مختصر نویسی" میں محنت شاقہ ضرور ہے اور غور اور فکر بھی جیسا کہ مسٹر پلینی
نے کسی کو خط میں لکھا تھا کہ "مجھے اسقدر فرصت نہ تھی کہ مختصر لکھتا لہذا میں نے یہ طویل خط لکھا"

بہر طور اگر ایسے لمبے چوڑے مضمون اس "حقیقی مختصر نویسی" کے حوالے کر دیے جائیں تو کیا
خوب ہو جسکے سانچے میں دفتر کے دفتر صرف دو چار ہی ورق میں ڈھل کے نکل آتے ہیں"

**افسوس** ہمارے دل و دماغ یا یوں کہیں کہ ہمارے اخلاق کیطرح ہمارے قلم بھی
کمزور اور ناکارہ ہو گئے ہیں آئے دن یورپ کا "آہنی نب" ترقی کے زینے طے کر رہا ہے۔ ہر طرح کا
ایجاد ہو رہا ہے اور ہر ایجاد میں ترمیم ہو رہی ہے جسکا نتیجہ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ نہیں۔ بخلاف

سمجھتے تھے۔ غالباً ان کا مفہوم وہی ہو گا جسکو ہم لفظ فرشتہ سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ فرشتوں کا وجود بھی پوری تسلیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ انکو مخلوق مانا گیا ہے۔ پس ہندو مذہب کو شرک کا مجرم گردانا میرے نزدیک صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اقبال

نمبر ۲

مندرجہ ذیل مضمون جسکا ابتدائی حصہ قبل میں شائع ہو چکا ہے اس نمبر میں ختم کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ مولوی غلام نبیس صاحب آہ دہلوی کی تحریر سے ملک اتفاق کریگا اور اُردو میں بھی مختصر نویسی کے قواعد وضع ہو کے عام سہولت پیدا کرینگے۔

عرصہ سے یہ مختصر نویسی مجاری ہے جسے یورپ والوں نے حد تکمیل تک پہونچا دیا ہے۔ اُردو کی ترمیم اس طرز تحریر کے وہ سہل اور مفید اصول قائم کریگی جسکا سیکھنا ہر شخص کو آسان ہو جائیگا۔ بہرکیف ہمیں اُمید کامل ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے تمام ایشیا والے بھی بہرہ یاب ہوتے جائینگے اور ہر محکمہ میں اسی آرام دہ شے سے کام لیا جائیگا۔

اب "حقیقی مختصر نویسی" کو سُنیے جسکا اختصار معنوی طور پر ہوتا ہے اور جسمیں لفظی اختصار کو بہت بڑا دخل ہے کہ ایک بہت بڑے اور لمبے چوڑے مضمون اور معنی کو جسکے لیے سطروں کی سطریں اور سیکڑوں لفظ چاہییں "الفاظی ترتیب" اور "منتخب الفاظ" کے علاوہ نامعنی فقروں کی مدد سے ایک آدھ کالم میں باعمدگی لانا یہ "حقیقی مختصر نویسی" ہے جسکی تعریف میں مسٹر بٹلر فرماتے ہیں "اختصار بہت اچھا ہے خواہ کوئی ہماری بات سمجھے یا نہ سمجھے۔"

افسوس اس اختصار کا ہمارے اہل قلم بھائیوں میں کال ہے جسے دیکھیے صفحے کے صفحے سیاہ کر رہا ہے نہ سر کی خبر نہ پاؤں کی عنوان کچھ کہہ رہا ہے اور مضمون کچھ الغرض مُدعا پر غور کے ساتھ خامہ فرسائی تو بجائے خود رہی عنوان کے آس پاس تک مضمون کا پتا نہیں اور لطف یہ کہ خبریں اختتام کو پہونچیں مگر حضرت کا مضمون اتمام کا نام ہی نہیں لیتا۔ اب بیچارہ ایک علمی میگزین (اور وہ بھی دیسی) کہاں تک دامن کشادہ کرے اور صرف ۸ یا ۱۰ ورق میں کسقدر گنجایش ہو۔

یہ ہندوستان کے علمی پرچے کوئی لندن اور پیرس کے ڈیڑھ دو حرف والے اخبار اور پرچے

طوفان نوح کی خبریں دیتے تھے۔

مصر کے دو مثلث مینار کی تعمیر کی نسبت بھی آپ ہی کی جانب کیجاتی ہے۔ جو ہرمان کے نام سے مشہور ہیں (بوٹ ہرمان) ہرم سے مشتق ہے جسکے معنے پیر اور دیرینہ کے ہیں یعنے یہ دونوں عمارتیں ایسی بوڑھی اور پرانی ہیں کہ خبر نہیں لگتی یہ کسنے بنائیں اور کس سن میں)

علامہ محی الدین عربیؒ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ عبارت "الہرمان" پر کندہ دیکھی گئی ہے بنی الہرمان والنسر فی السرطان یعنے ہرمان جب بنے ہیں تو نسر طائر سرطان میں تھا۔ یہ عبارت کبریت احمر میں علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی نقل کی ہے اور علامہ عبدالکریم جیلی مصنف انسان کامل بھی یہی تحریر فرماتے ہیں۔

غرضکہ فی الحال علم ہیئت کی رو سے نسر طائر برج جدی میں ہے جو بارہ ہزار برس میں ہر برج کو طے کرتا ہے اس قاعدے سے حساب لگالینا چاہیے۔

## "خط عربی"

عربی خط حرب بن امیہ نے نکالا تھا جسکے اُستاد عبداللہ بن جدعان تھے جنھوں نے حضرت ہودؑ سے تعلیم پائی تھی بعض کا قول ہے کہ مرامر ابن مرہ کا اختراع ہے اور عسکری کا قول ہے کہ اول کتابت اسماعیل علیہ السلام سے صادر ہوئی۔

## "خط کوفی بادائرہ"

اسکا مخترع واضع الاصل ابن مقلہ بن حسن تھا۔ جسکا نام محمد اور کنیت ابوعلی تھی خلیفہ عباسی المقتدر باللہ کے زمانے میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی تھی ملک بھرنے لوہا مان لیا تھا اور واضع الاصل کے معزز خطاب سے یاد کیا جاتا تھا۔

۳۱۶ہجری میں اسکی ترقی کی ابتدا ہوئی درجہ وزارت پر فائز ہوا۔ اور روز بروز اعتبار کیطرح عزت کی افزونی ہونے لگی اور تازمانہ خلیفہ راضی باللہ عباسی سلطنت کا وزیر رہا۔

مورخین کا بیان ہے کہ ابن مقلہ سے خلیفہ راضی کی مرضی کے خلاف کچھ مکاتبات ہوے جسکے نتیجے کے اثر نے اسکے دونوں ہاتھ کٹوادیے۔ اور ساتھ ہی اک اور بھاری جرم اسپر ثابت ہوا پھر کیا تھا خلیفہ راضی نے بہت ہی ناراض ہوکر زبان تراشنے کا حکم دیا اور اسپر بھی آئی ہوئی

اسکے ہمارا اوسطی قلم ہر کا عذی میداں میں پیچھے ہی رہتا ہے اور ہر امتحاں میں ناکامیاب ا
مگر صاحبو!

"کبھی رندوں میں ہم بھی تھے ہمارے پاس بھی دل تھا"

سلف والوں نے سب علوم و فنوں کو تو جانے دیجئے صرف کتابت اور خطاطی میں وہ وہ ہنر دکھائے تھے اور نرہ وہ کمال، کہ آج اُن سب کا جاننے والا نہیں تو کوئی نہیں نظر آتا۔ کچھ جرمن اور امریکہ ہی پر فنوں و ایجادات کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ اگلی تاریخوں کے ورق اُلٹنے والے میرے قول کی تائید کرینگے کہ سلف کے باکمالوں نے جسقدر ترقی اور ایجادات کے مراحل طے کیے تھے۔ آج یہ سب کے سب اُنھیں کی بدولت موجد ہر فنوں سے بیٹھے ہیں۔ اب تو یہ معاملہ ہے کہ ذرا سی جلا دی اور کسی پہلو پر لے آئے پھر کیا ہے "موجد" کا معزز خطاب حاصل ہو گیا۔

صاحبو! اسوقت ترقی کرنا آسان اور بالکل آسان ہے کیونکہ جس چیز کی ضرورت ہو بآسانی ملسکتی ہے ریل اور ٹیلیگرام کے احسانات حد سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ اب "تبادلۂ اشیا" کی شان کچھ اور ہی ہو گئی ہے اور گزشتہ زمانے میں ان باتوں اور ان ساز و ساماں کی صورتیں اور تھیں قوت متخیلہ کی بدولت بھی دیکھی نصیب نہیں ہوتی تھیں۔ ایسے میں جو کچھ اُنسے صادر ہوا ہے (باقتضاے وقت) قابل تعریف اور لائق ستائش ہے اور اُنکی طبیعت کے رو سے جو کچھ ایجادات کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اسوقت کے اختراع سے کہیں زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔

## "کاغذ"

مورخین کا قول ہے کہ کاغذ حضرت یوسف علیہ السلام کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ جسکو ریان بن ولید والی مصر کا زمانہ ملا تھا ۱۵۴ سال بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔

## "کتابت از خامہ"

قلم سے لکھنا حضرت ادریس ہی کا اختراع ہے آپ کا اصلی نام عبرانی زباں میں اخنوخ ہے حکیم الحکما اور ہرمس الہرامسہ آپ ہی سے عبارت ہے۔ زاید درس و تدریس کی وجہ سے آپ ادریس مشہور ہو گئے آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی تھیں۔ آپ

(۲) ارغون کاملی۔

(۳) مولانا یوسف شاہ مشہدی

(۴) مبارک شاہ "زرین قلم"

(۵) سید حیدر۔

(۶) میر یحییٰ۔

یہ قاعدے کی بات ہو کہ "نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول"۔ متقدمین میں سب سے پہلے کتابت کی ایجاد کا سہرا حضرت ادریس علیہ السلام ہی کے سر رہا (کما ذکر سابقاً) اور قلم بنانیکے علاوہ "قانون تحریر" انھیں نے منضبط کیے جسمیں آئے دن ترقی ہوتی رہی اور پچھلوں کے ہاتھوں سیکڑوں شاخیں نکلیں جیسے خط کوفی۔ خط سریانی۔ خط قبطی۔ خط معقلی۔ خط یونانی خط ہندی خط کشمیری۔ خط حبشی۔ خط ریحانی خط ثلث خط نسخ۔ خط محقق۔ خط رقاع۔ خط تعلیق۔ خط مدور۔ خط طومار۔ خط مسلسل۔ خط توقیع۔ خط نستعلیق۔ خط مستور۔ خط غبار۔ خط بہار۔ خط ماہی۔ وغیرہم جنمیں ہمارے اساتذہ کے نزدیک آٹھ خط معتبر ہیں۔ منجملہ اُن خطوں کے چھ خط (خط کوفی یا دائرہ کے علاوہ) ابن مقلہ کی طرف منسوب ہیں جسنے ذہن رسا کی مدد اور "عقل" کے رو سے ۳۱۰ ہجری میں استخراج کرکے ہر ایک خط کے جداگانہ قانون قائم کیے۔ وہ چھ خط یہ ہیں۔

ثلث نسخ توقیع محقق ریحان رقاع

کسی اُستاد کا قطعہ ہے

رقاع و ثلث و توقیع و محقق دگر ریحان و نسخ اینها خط شش

نہیں شد اختراع ابن مقلہ بسال سہ صد و دہ ہجری خوش

ساتواں خط تعلیق ہو جسے رقاع اور توقیع سے اہل عجم نے نکالا۔ ایک فارسی قطعہ میں پہلے تو ابن مقلہ کے خطوں کے ایجاد کا بیان ہے اور بعد کو اِس ساتویں خط کا ذکر ہے ؎

بعد ازیں از خطِ توقیع و رقاع اہل عجم ہفتمیں خطِ دگر تعلیق کردند اختراع

اِس خط کا لکھنے والا "خواجہ تاج سلمان" سے بڑھکر کوئی نہیں گذرا جسنے اس فن کے ڈنکے بجا دیے تھے۔

ثلاثہ ٹلی ملکہ نصف راں سے ایک پاؤں بھی کاٹا گیا جسکی نہ برداشت ہونے والی تکلیف نے ۳۲۸ھ ہجری میں وزیر ابن مقلہ کا خاتمہ کردیا اور خلیفہ راضی کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی

اس مقلہ کی خوشنویسی ضرب المثل ہے باوجود کثرتِ مشاغل وزارت نہایت خوشخط اپنے ہاتھ سے تین قرآن شریف لکھے تھے۔ جو ایک مدت تو شاہی کتب خانوں میں سخت حفاظت سے رکھے رہے مگر پھر زمانے کے زبردست ہاتھوں نے پتہ لگنے نہ دیا۔

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

| | |
|---|---|
| فَصَاحَتُہٗ سُحْبَانِ وَخَطُّ ابْنِ مُقْلَۃٍ | فصاحت سحباں کی اور خط ابن مقلہ کا |
| وَحِکْمَتُ لُقْمَانَ وَزُہْدُ ابْنِ اَدْھَمٍ | اور حکمت لقمان کی اور زہد ابن ادہم کا |
| اِذَا اجْتَمَعَتْ فِی الْمَرْءِ وَالْمَرْءُ مُفْلِسٌ | اگر کسی شخص میں یہ سب جمع ہوں اور وہ مفلس ہو |
| فَلَیْسَ لَہٗ قَدْرٌ عَلٰی قَدْرِ دِرْھَمٍ | پس اُسکی قدر ایک درہم کی قدر جتنی بھی نہیں |

ہم اسقدر کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ خط کوفی ناداں نہ خواہ ابن ابوب ابن مقلہ سے اچھا لکھتا تھا یا بُرا! مگر ابن ایوب سے بہتر تو ابن مقلہ کے بعد کسی نے نہیں لکھا جسکا دور خلافت معتصم باللہ تک رہا۔

ابن ایوب کے شاگردوں میں سے دین جمال الدین یاقوت تھا جسنے اپنے باکمال اُستاد کا نام روشن کیا اور اعلیٰ درجے کا خطاط مشہور رہا۔

## "حروف ہجاء"

حروف ہجاء کی نسبت مورخین کا بیان ہے کہ حضرت شیث بن آدم علیہم السلام کا ایجاد ہیں جنھوں نے ۴۲ ۲ قبل طوفان حضرت نوح علیہ السلام وفات پائی مشہور ہے کہ انکا ایک فرزند صابی نام تھا جسکے ماننے والے فرقۂ صابیہ کہلاتے ہیں۔

اسکے چھ شاگرد خوشنویس ہوئے جنھوں نے اپنے اُستاد کا فنی ترکہ پایا۔

(۱) شیخ احمد سہروردی معروف بہ شیخ زادہ۔

---

۱؎ سحبان "طبع تھا اس جگہ "حسان" کہنا مناسب ہے اور شاید شاعر نے یہی کہا ہو ناقل سے سہو ہوگیا ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم ۱۲ آہ دہلوی

مشتاق اور ماہران فن جنکے ہاتھوں پر خطاطی نازکرتی تھی۔ آہ کہاں گئے آغا رشید اور یاقوت رقم خان اور آہ کہاں گئے جواہر رقم خان اور قاضی عصمت اللہ۔ آہ کہاں گئے امانت خان شیرازی جنکے مبارک ہاتھونکے کتبے تاج بی بی کے روضے کو زینت بخش رہے ہیں اور اکبرآباد کی اس اعجوبہ روزگار عمارت کے دیکھنے والوں کو تعریف کرنے کا موقع دینے کے علاوہ دعاء خیر سے یاد کرنیکی ہدایت کرتے ہیں۔ آہ کہاں گئے سید امیر دہلوی پنجہ کش جنکا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو بطور خیرات حروف تہجی خدا خدا کا عدو کے ٹکڑوں پر لکھکر (جنکی تعداد سو ڈیڑھ سو تک ہوا کرتی تھی) بعد نماز جمعہ غربا کو تقسیم کردیا کرتے تھے جو بازار میں آتے ہی ایک ایک حرف ایک ایک روپیہ کو بے تکلف فروخت کرلیا کرتے تھے۔ آہ کہاں گئے میر امام علی اور وارث شاہ آہ کہاں گئے میاں محی اور شیخ عبدالحی بن عبدالستار ہفت قلم جنکی خوشنویسی کو عالم بھر مانے ہوے تھا۔

قصہ مختصر سبکے سب وہیں گئے جہاں سے آئے تھے اور ہمارے زمانے کے اہل کمال اور ہم بھی وہیں جائینگے جہاں سے آئے ہیں۔ صرف ایک صدائے اچھوا الی سر مکہ دنیا بھر کے تعلقات کا خاتمہ کرکے سیدھا اصلی وطن کا رستہ دکھادیتی ہے۔ علم آڑے آتا ہے نہ فضل! نہ کمال مدد کرتا ہے نہ دولت کا قارونی حصہ اجو پیدا ہوا مرا اور جو مرا چھوٹا ہارا دیا میں آ ماہی یہاں سے ایک دن جانے پر دال ہے۔ ع

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

# آگ کی ماہیت

نمبر ۳

آسٹریلیا کا جادوگر معمولی امراض میں اپنے بیمار کے ضرر رسیدہ حصوںکو آگ دکھاتا ہے۔ ایرانی اپنے مکانوں کے بالاخانوں پر جہاں مریض رہتا ہے آگ جلاتے ہیں۔ ٹیناگو میں مدوق اور مسجیہ چھوڑتے اور جلتی ہوئی لکڑیاں ہوا میں پھینکتے ہیں۔ ترکستان میں بیمار نیچے جلتی ہوئی آگ پر سے

مورخین کا قول ہو کہ متاخرین خطاطوں میں خواجہ عبداللہ صیرفی اور ملا یحییٰ شیرازی اور عبداللہ آتش پر "ہروی" اور حافظ فوط ہروی اور مولانا ابوبکر اور شیخ محمود اور خواجہ عبداللہ مروارید وغیرہم نے ان ساتون خطون کو خوب چمکایا اور خوشنویسی کے میدان مین گوئے سبقت لے گئے جو میر سید علی تبریزی (موجد خط ہشتم) کے اساتذہ مین گنے جاتے ہین۔

**آٹھوان خط** نستعلیق ہے جو "نسخ" اور "تعلیق" دو خطون سے مستخرج ہو جسے کسی زمانے میں علی ابن ہلال بہت ہی خوبی سے لکھتا تھا مگر اہل عجم میں میر علی تبریزی موجد مانا جاتا ہو جسنے اُستادان سلف کے چہرے پر جدت کا پوڈر چھڑکے ایک نئے ڈھب کا حسن پیدا کیا۔ اور ہمیشہ کے لیے ایسی خوبی بخشی کہ آجتک سیکڑون اُسکے شیدائی (یعنے ماہرین) ہوتے چلے آئے ہین۔

اسمین کوئی شک نہیں کہ اِسنے جتنے اصول قائم کیے ہیں ایسی ایسی جگہ پر سہل اور نہایت ہی عمدہ ہیں جس سے اُسکی لیاقت اور دہاست کا پورا پتہ لگتا ہے۔ یہی تو وجہ ہو کہ ہر (فارسی اُردو) تصنیف اسی خط میں لکھی جاتی ہے۔

اسکے تین شاگرد رشید تھے۔

(۱) ملا جعفر تبریزی۔

(۲) ملا اظہر

(۳) مولانا سلطان علی مشہدی۔ یہ اپنے دونون خواجہ تاش سے فوقیت لے گئے تھے انھیں کا یہ شعر ہی ؎

نسخ تعلیق ہم خفی و جلی ست — "واضع الاصل" خواجہ میر علی ست

عالمگیر کے زمانے مین مکتوب خان نستعلیق لکھنے والوں میں بیمثال شمار کیا جاتا تھا جس پر عالمگیر کو ناز تھا کہ میری سلطنت مین ایک ایسا باکمال شخص ہے!!!

اور نسخ نویسون میں شیخ ابوبکر دہلوی منتظر کہے جاتے تھے جنکی نسبت عالمگیر کا بیان تھا کہ میری کُل قلمرو میں ایسا دوسرا پیدا کرنا اگر محال نہین ہو تو ممکن بھی نہیں ہو اتمام اُستادوں نے لوہا مان لیا تھا۔

افسوس کہاں گئے اگلے اور سلف کے اُستادان ہر علوم و فنون اور کہاں گئے ایسے ایسے

جس ... اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ... نظام الملک آصفجاہ ... فتح جنگ سلطان ... کی حضوری حاصل ہے



## مصرع طرح

نفس اِک تار ہے سینے مین سمجھو یا گریبا نمین

### رزو جناب سید انور حسین صاحب لکھنوی خلف اصغر جناب یاس و شاگرد حضرت جلال لکھنوی

ے کیا عیر کی کاوش سے دامن بزم جانا نمین — بہت اُبھرا ہے یہ کانٹا حلقہ پا کر گلستا نمین
قی چاہیے اب اے زلیخا سور ینہا نمین — کہ سُنتے ہین اندھیرا ہی بہت یوسف کے زندا نمین
یا ترکِ تعلق گل سے نکہت نے گلستا نمین — نکل چل تو بھی تن کو چھوڑ کر اے روح زندا نمین
ی ہے کچھ ابھی زورِ جنونِ فتنہ سا ما نمین — بڑھین ناخن تو ہاتھ اچھی طرح الجھے گریبا نمین
ی دے اتر آنا تو ضبطِ دردِ پنہا نمین — چمک جب دل مین اُٹھے برق چمکے چشمِ جانا نمین
وا ہے دفن کیا افسردہ خاطر اسجگہ کوئی — کہ شمعین روشنی دیتی نہین گورِ غریبا نمین
ھے مرنا ہو مین سگ عریانی سے بہتر تھا — رگِ جاں کاش ہوتی تار کے بدلے گریبا نمین
عدو کے غم مین آشفتہ مزاجون کی خبر کسکو — پھنسی ہے زلف جانان اپنے ہی حالِ پریشا نمین
ستان مٹتا نہین گستاخیِ دستِ تمنا کا — رفو کی کب ہے گنجایش تمہارے چاک دا ما نمین
لتی ہے طبیعت آ گئی فصلِ جنون شاید — الٰہی خیر کرنا ہاتھ کیون اُلجھا گریبا نمین
ریکِ حال آوارہ مزاجو نکے بہت سے ہین — بگولے ساتھ مارے مارے پھرتے ہین بیابا نمین
مقید وہ بھی ہین دل میں گرفتارِ محبت کے — پھنسایا عشق نے دونون ہی کو ایک ایک زندا نمین
فنا کے بعد بھی رہبر ہون آوارہ مزاجو کا — غبارِ قیس تا ال ہے مری خاکِ پریشا نمین
یہ ہیبت جسکی آمد مین ہے جلوہ اُسکا کیا ہوگا — کہ تیرہ ہو گیا دن بھی خیالِ شامِ ہجرا نمین
بچایا شرم عریانی سے عریانی نے وحشت میں — نہ تھا جب پیرہن منہ ڈالتے کیونکر گریبا نمین

پھدلائے جاتے ہین اور سات مرتبہ آگ سے انکی پیٹھ داغی جاتی ہی۔ ہر ضرب کے ساتھ بھوت سے منت کیجاتی ہی جا۔ سمندر کو جا۔ جانگل کو جا۔

فرانس کے پہاڑی قطعات میں بھی اسی قسم کے عملیات ہوتے ہیں جب مویشی کو کوئی مرض لاحق ہوتا ہی۔ جرمنی کے کم حصون مین جب سوریان بیمار ہوتی اور مرتی ہیں تو بڑے بڑے الاؤ روشن کیے جاتے ہین۔

## ہنگامی آگ

چونکہ دوپہر کے بعد آفتاب کا زور کم ہوجاتا ہی اور وسط گرما مین اُسکے دور کی لمبائی کم ہوجاتی ہی لہذا قدما، اور اسلاف کا عقیدہ تھا کہ جون جون زمانہ گزریگا آگ کی قوت کم ہوتی جائیگی لوگ مندرون اور آتشکدون مین گرمی کے سبب سے بڑے دن یا زراعتی سال کے شروع مین آگ روشن کرتے تھے۔ یہ رسم بڑی دھوم دھام سے ادا ہوتی تھی۔ دعوتیں ہوتی تھین۔ جلسے ہوتے تھے۔ اور بہت سے مذہبی فرائض ادا کیے جاتے تھے۔ مکانات خوب اچھی طرح صاف کیے جاتے تھے۔ گھر کے سب لوگ نہاتے تھے۔ اور مختلف قسم کی طہارتیں عمل مین لائی جاتی تھیں۔ نئے کپڑے زیب تن کیے جاتے تھے۔ لڑائی جھگڑوں پر خاک ڈالی جاتی تھی۔ قرضے ادا اور وصول کیے جاتے تھے۔ مجرمون کو قید سے رہائی ہوتی تھی۔ تمام چیزین از سر نو بنائی جاتی تھیں اور ہر شخص اپنی تاریخ ہستی کا ایک نیا صفحہ کھولتا تھا۔

نہ یادِ زلفِ لیلی آئے پھر۔ ایسا پریشان ہو
نکل آئے جو مجنون بھولکر میری بیابا نمین

حیاتِ جاودان پائی نہاکر آبِ خنجر سے
نکل آیا ہون مین غوطے لگا کر آبِ حیوا نمین

نگاہِ آئنہ بھی دید کو جسکی ترستی ہے
رہا کرتا ہے وہ جلوہ ہماری چشمِ حیرا نمین

بڑی سفاک ہے لیکن جو آجائے عنایت پر
نگاہِ مہر کی پھر کیا کمی ہے چشمِ جانا نمین

جدھر جا نکلے اِک ہنگامۂ محشر ہوا برپا
قیامت ہے شریک اپنے جنونِ فتنہ سامانمین

نہ آئی آجتک مردم شناسی اُن نگاہونکو
سکھایا کرتی ہے کیا رہکے پتلی چشمِ جانا نمین

لگاتے ہو جو دل اپنا بھی اطمینان کچھ کرلو
حکڑ لو اے تجلّی اُس پری کو عہد و پیما نمین

## جگر۔ عالیجناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر لکھنوی شاگرد حضرت جلال لکھنوی

بہار آئی ہے دامن پھاڑ کر چلیے بیاباں میں
مدد اے زورِ وحشت ہاتھ اُلجھا ہے گریبا نمین

کسی دن جائیگی جاں آرزوے وصلِ جانا نمین
تمنا اُسکی اے دل جو نہین ہے اپنے امکا نمین

یہ تاریکی بھی تا صبح قیامت ہم نہ بھولینگے
کہ دل کے داغ تک بجھ بجھ گئے ہین شامِ ہجرا نمین

جنون لوگونکو ہو جاتا ہے سُن سُنکر مری وحشت
بلا کا ہے اثر آوارۂ چاکِ گریبا نمین

حصر صحرا ے وحشت حیر اُلفت کا ہو مین ایدل
ضرورت قیس کو اکثر ہوئی میری بیابا نمین

گرایا اُسکی نظرونسے ہمیں جو دآنکھ سے گر کر
نہ ٹھہرے اشکِ حسرت آہ اکدم چشم گریا نمین

رجو در رفتہ کچھ ایسے ہین سمجھکر یار کا دامن
سر محشر ہے اپنا ہاتھ جو اپنے گریبا نمین

نہیں اچھا بھُلا نا اے جنون آدابِ اُلفت کو
کہیں پڑ جائے ہاتھ اپنا نہ اُس گُل کے گریبا نمین

ذرا پروا ہونکو پروا نہیں رودِ جدائی کی
کچھ ایسے محو ہین نظارۂ شمعِ شبستا نمین

جسے ہردم لگائے رہتے تھے ہم اپنے سینے سے
الٰہی خیر ہو وہ دل گیا ہے دستِ جانا نمین

بغیر اُس گُل کے اب گلشن میں بھی اِک ہو کا عالم ہے
نہین معلوم صحنِ باغ مین ہون یا بیابا نمین

وہان بھی جاکے پائے داغ غم کچھ وای ناکامی
سمجھتے تھے بہلجائیگا دل کوے حسینا نمین

کیا ہے پُرزے پُرزے دستِ وحشت نے لباس اپنا
تمیز اصلا نہین اب آستین و جیب و داما نمین

زلیخا کے جو دل سے شعلے ہوتے تھے بلند اُٹھکر
نظر آجاتی تھی کچھ روشنی یوسف کو زندا نمین

اگر ہوتا نہ اُس پردہ نشین کا پاسِ رسوائی
در و دیوار سے سر پھوڑتی شبہائے ہجرا نمین

کسی کی تیغ مین موجِ نسیمِ صبح پنہان تھی
گُلِ خندان کا عالم ہی ہماری زخم خندا نمین
اُٹھاتی ہی بگولون کو جو ملکر بادِ صرصر سے
مگر ہی روحِ مجنون کی دبی ریگِ بیابا نمین

## تجمل۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری مقیم بمبئی شاگرد رشید جناب تائب شاہجہانپوری

اُتر آنے لگے چشمِ عدو سے قلبِ پُر ارمان مین
نہ گھبرا او سمانے والے میری چشمِ حیرا نمین
یہ حیرت ہی کہ دل کیا ہو گیا بزمِ حسینان مین
نہ مُٹھی مین کسیکی ہی نہ گیسوئے پریشا نمین
خدا سی بدگمانی سے ہی جان آفت مین دونکی
نگہبان ہی نظر مین اُنکی مین چشمِ نگہبا نمین
ہنسین کیونکر نہ اپنی بیکسی پر آپ ہی بیکس
نہین ہی رونیوالا کوئی بھی گورِ غریبا نمین
کیا رسوا انہین اُلفت نے میری یار قیس کی
کہو کچھ مُنہ سے شرما کر نہ ڈالو مُنہ گریبا نمین
اُڑائے پھرتی ہی فصلِ جنون کیا مجھے وحشت
گلستان سے بیابان مین بیابان سے گلستا نمین
چھڑک اچھی طرح زخمِ تنِ مجروح پر قاتل
نہ ٹیسکی پھر بھی رہجائے نمک ناحق نمکدا نمین
حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مُسکرا دینا
عجب اندازِ معشوقانہ ہین اُس آفتِ جا نمین
پھرے ہین مُسکرا کے چاک دامان دیکھکر گُل کو
چلے ہین وہ گرا کر بجلیان صحنِ گلستا نمین
ادھر کوندی اُدھر لپکی اِسے تا کا اُسے مارا
بلا کی ہی چمک برقِ نگاہِ چشمِ جانا نمین
سما سکتا نہین دونوں جہان میں جو سمایا ہے
ہمارے قلبِ مضطر میں ہماری چشمِ حیرا نمین
تجمل نا اُمیدی سے ہی کیا سنسان دل اپنا
نظر آتا ہی اتنا عالمِ ہُو اِس بیابا نمین

## دیگر

فروغ اے بختِ تیرہ کیا ہو حاصل بزمِ جانا نمین
اثر ہی ایسے نالون مین نہ تاثیر آہِ سوزا نمین
دلِ نادان ہی اُمیدِ وفا سے اور سامانمین
لگے رہتے ہین وہ فکرِ شکستِ عہد و پیما نمین
کہین اپنا ٹھکانا ہی نہین ہی عشقِ جانا نمین
نہ ہم پروانے محفل مین نہ ہم بلبل گلستا نمین
تصورِ شوخ چشمون کا ہمین بیتاب رکھتا ہی
لیا کرتا ہی کوئی چٹکیان قلبِ پُر ارما نمین
ترے دیوانے کی اب ہو چکی برباد مٹی بھی
بگولے خاک اُڑا کر کہ رہی ہین یہ بیابا نمین
نہ پڑے دون نظر اغیار کے رُخ پر کسی صورت
حیا بنکر سما جاؤن اگر مین چشمِ جانا نمین
پری رویون کے کوچے مین بہلجاتا ہی دل اپنا
بڑھی دیوانگی جسوقت ہو آئے پرستا نمین

...ک زندہ رہتے ہین لبِ جانبخش کے کشتے  خضر سے کوئی کہدے کیا دھرا ہی آبِ حیوا نمین
...وئی کسکو ندامت کون آخر ہیو فا ٹھہرا  ذرا تلائین تو منہ ڈالنے والے گریبا نمین
...کیونکر قصرِ دل میں خوبرویون کا ہے مجمع  پریزادون کا جمگھٹ چاہیے بزمِ سلیما نمین
...ھ جاؤ تمہین کیون میرے منہ سے کہلواتے ہو  بتاؤن کیا جو حسرت ہی مری قلبِ پریشا نمین
...نکے خندۂ بیجا پہ وہ ہین مسکرانے کو  تڑپ کر بجلیاں گرنے کو ہین صحنِ گلستا نمین
...ل کو بھی ہمارے پاس آتے خوف آتا ہے  سیاہی کس بلا کی ہی شبِ تاریکِ ہجرا نمین
...سائی کسطرح ہو اُس گلِ رعنا کی محفل تک  کھٹکتے ہین مثالِ خار ہم چشمِ نگہبا نمین
...ے دیوانے جب سے ملگئے مٹی مین اے ظالم  بگولے بھی ہین دل تھامے ہوے بیٹھے بیابا نمین
...کلا مدعائے دل ہوا وقتِ سحر شاغل  گزاری وصل کی شب اُس ستمگر نے ہین ہا نمین

## ...رِ عالیجناب نواب سید سلطان علیصاحب بہادر لکھنوی شاگردِ حضرت جلال لکھنوی

...روئی ہین ایسا شکوہ آنکھین ہجرِ جانا نمین  بھرے ہیں خون کے قطرے ابھی تک نوکِ مژگا نمین
...سوجھی ہیں جوشِ جنونِ فتنہ سامانمین  کہ خونِ سر سے گلکاری کرین ہم سارے زندا نمین
...ہ کرتا ہی اپنا مشغلہ یہ کوئے جانا نمین  اُٹھا کر خاک اکثر ڈال لیتے ہین گریبا نمین
...دا ہی راز ایسا دل پھنسا کر زلفِ جانا نمین  تصور ہی تصور رہگیا عاشق کا زندا نمین
...ر شوریدہ ٹکرایا کچھ ایسا ہجرِ جانا نمین  کہ پیدا ہو گیا اِک در بیا دیوارِ زندا نمین
...ر کچھ جوشِ وحشت فیصلہ کر دی تو احساں ہو  نہایت کشمکش چیدے سی ہی دست و گریبا نمین
...ت کی اے تصورِ دلکشی اک اُسمیں پیدا ہو  جو بھر دے رنگ لیکر خونِ دل تصویرِ جانا نمین
...سوائے جہان یون حضرتِ یوسف کبھی ہوتے  اُلجھ رہتا اگر دستِ زلیخا چاک داما نمین
...ا یہ میرے اُسکے ترکِ الفت کو ہوا لیکن  ابھی تک بیتِ غم کی ہی خلش باقی رگِ جا نمین
...ار آنے کو ہے دیوانگی کی آمد آمد ہے  ہوا ہی ربط اک پیدا مرے دست و گریبا نمین
...لی دینے والا کون تھا پھر قلبِ مضطر کا  اگر عادت نہ دلجوئی کی ہوتی اُسکے پیکا نمین
...ور نے بنایا آئنہ آنکھون کو عاشق کی  نظر صاف آتی ہی صورت کسیکی چشمِ حیرا نمین
...انے کے عوض بھڑکاتی ہی اور آگ کو دلکی  عجب تاثیر ہی سیلِ سرشکِ چشمِ گریا نمین

قضا بھی دیتی ہی تکلیف بکر آرزو دل کی
نکلی روح قالب سی اُمیدِ وصلِ جانا نمین

نکل آیا جو عرضِ مدعا مین آنکھ سے آنسو
ہوے ہم خوب رسوا دل کی ہاتھون بزمِ جانا نمین

اُسی جادہ پہ آ اے قیس اگر کچھ ہوشِ سودا ہی
جہان ہی خونِ پا مجھ آبلہ پا کا بیابا نمین

تڑپکر خانۂ صیاد مین کیا مر گئی بلبل
تغیر ہو گیا کیون خود بخود رنگِ گلستا نمین

وفادارونکو خنجر دیکھنا ہے چشمِ جوہر سے
کچھ ایسا اسنے پایا ہی مزا خونِ شہیدا نمین

تری تصویر کو کیا کیا تری عاشق چھپاتے ہین
کبھی زیرِ بغل رکھکر کبھی اپنے گریبا نمین

وہ کیا جانین کسے کہتے ہین آزادی رہائی کیا
کہ ساری زندگی گزری ہو جن قیدی کو زندا نمین

جگر کچھ راز کی باتیں گل و بلبل مین ہین شاید
ٹھٹھک کر پاؤن رکھتی ہی صبا صحنِ گلستا نمین

## سلیم۔ جناب میر سید حسین صاحب لکھنوی مقیم کلکتہ

لگا یا داغ رخسارونکی صو لے ماہ تاباں مین
سہا مین بدر مین ماہِ مبین مین مہرِ درخشا نمین

ہوئی عکسِ رخِ رنگین سی سرسبزی و شادابی
شجر مین شاخ مین پتی مین غنچہ مین گلستا نمین

اکہون کس سی بھڑک اُٹھی ہی آتشِ اُلفت
جگر مین ہڈیون مین رونگٹون مین جسم مین جا نمین

کہان عیش و مسرت زندگی ایسی گزرتی ہے
تمنا مین طلب مین عشق مین خواہش مین ارما نمین

کبھی چھوٹون بھی میری جان یہ تم ثابت قدم ٹھہرے
وفا مین قول مین اقرار مین وعدے مین پیما نمین

تمہارے نام نے کیا کیا ہین تاثیر بخشی ہے
صحیفے مین دعا مین آیہ مین سورۃ مین قرآ نمین

قطعہ

جہان انسان ہو ایسی جگہ کوئی نہین بستی
زمین مین آسمان مین باغِ رضوا نمین پرستا نمین

محبت آدمی کی بس گئی ہر قوم کے دل مین
پریمین دیو مین جن مین ملک مین حور و غلما نمین

سلیم اچھی ہی زینت حسبِ حالِ رتبۂ انسان
مری ٹوپی مین سودائی کے سر مین تاجِ سلطا نمین

## شاغل۔ جناب حکیم علی محمد صاحب رئیس بمبئی شاگرد جناب تائب شاہجہانپوری

الٰہی بات ایسی کونسی ہے حسنِ جانا نمین
ہوا جاتا ہی گھر کیسا دلِ گبر و مسلما نمین

پھرین کیون مارے مارے اِسطرح دشت و بیابا نمین
ملے وحشت زدونکو گر ٹھکانا کوئی جانا نمین

ہزارونمین نہین یہ جو کتی اپنی شرارت سے
یہ کسنے کوٹ کر بھر دی ہی شوخی چشمِ فتا نمین

گلے پہ تیغِ حسرت پھیرتی رہتی ہی ناکامی
تڑپتے رہتے ہین ہم اُلفتِ ابروئے جانا نمین

سرت بلبل تیرہ مردہ دل نے جرخ کو دیکھا
گراجب پھول مرجھا کر کوئی صحن گلستا نمین

ڑھادے تو کبھی ہم بیکسو نکی قبر پر لا کر
صیاد وپھول بھی ایسے ہین شاید گلستا ئمین

## عزیز۔ جناب مرزا محمد ہادی صاحب تلمیذ جناب مولانا صفی لکھنوی

سران جنون نے شوق دیدِ روے جانا ئمین
ہزارون کر دیے رخنے در و دیوار زندا ئمین

ال آمدِ پیری جوانی مین جو آیا ہے
عیان ہی جلوۂ صبح وطن شام غریبا ئمین

شانہ کستی اتنا خیال ایجان لازم ہی
کہ دل الجھے ہوے ہیں آپکی زلف پریشا ئمین

ں سے اہل زندان میری دشمن ہوگئی شاید
تری تصویر میں لیتا گیا تھا ساتھ زندا ئمین

لِ شوریدہ آخر کوئی تو لذت اٹھائی ہی
کہ ہر زخم جگر کھولے ہی منہ ذوقِ نمکدا ئمین

جبت مین نہیں کچھ زور چلتا ضعف کے باعث
کھڑی ہو ہو کے گر پڑتی ہین موجیں جوشِ طوفا ئمین

اسوقت میں جوش جنون نے عود یا قسمت
نہین باقی رہا جب تار بھی کوئی گریبا ئمین

ب کہ ہی تحکو لے تحاشا ناقہ دوڑا نا
ارے لیلیٰ دلِ مجنون پڑا ہی اس بیابا نیں

## ثر۔ جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب لکھنوی مقیم بمبئی شاگرد رشید جناب تجلّی جلالپوری

ین بیکار اپنے دستِ وحشت عشق مژگا ئمیں
جبا کرتے ہین تنکے رات دن دشت و بیابا ئمیں

وم حسرتِ دیدار ہی قلب پرارماں میں
کہ پریوںکے پرے ہین صف بصف بزم سلیما ئمیں

لی کے بہانے دستِ رنگیں رکھکے سینے پر
لگا دی آگ ظالم نے مری قلب پر ارما ئمین

آج کس غنچہ دہن کی آمد آمد ہے
کہ بلبل نغمہ زن ہی پھول ہنستے ہیں گلستا ئمیں

احب ابرِ رحمت میکدے کی راہ لی ہمنے
ہوے تو یہ شکل ہم جب بہار آئی گلستا ئمین

ے اٹھا دلِ مضطر ہمارا برق کی صورت
جو روئیں ابر تر کی طرح آنکھیں ملیں دردانمیں

وع تھی کہ مر کے قیدِ غم سے مخلصی ہوگی
بڑا دھوکا دیا ہمکو اجل نے بحر زندا ئمین

ل پہلو مین بیٹھا ہی کھڑا ہی سامنے ساقی
مزا ہے میکشی کا آج کیا صحن گلستا ئمین

ری بربادیون کے بعد چھایا ہے وہ سناٹا
بگولے بھی نہیں اٹھتے نظر آتے بیابا ئمین

ر آئی ہے کوثر کے بھی منہ سی کچھ دعائیں لے
پلادے پھول لے ساقی اسی صحنِ گلستا ئمین

## محشر۔ جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

اسی پہلو سے برآئین آہی حسرتین دل کی
نکل آئے کبھی دل ہی لپیٹ کر اُسکے پیکا نمین

کیا ہی چاک پیراہن کو ایسا دستِ وحشت نے
تمیرا صلا نہیں اب اپنے دامان و گریبا نمین

بہت دشوار ہی ملنا نشانِ صبح فرقت کا
سحر کے حرف بھی ملتے نہین حب شامِ ہجرا نمین

وہاں جانِ حسینوں کو بھی ہو جاتا ہی حسنُ انکا
سہین کر یان ہزارون حسرتِ یوسف نے زندا نمین

مزا جب ہے کہ محشر مین بھی ہم اس شکل سے جائین
پڑا ہو ہاتھ اپنا اپنے قاتل کے گریبا نمین

شرر گر گر کے خود ہی کیون جلے جاتے ہیں پروانے
یہ کسکو دیکھتے ہین جلوہ گر شمعِ شبستا نمین

## شفا۔ جناب منشی عبدالرحیم خانصاحب غازی آبادی

یہ کیوں سوزِ جدائی سے جلے دل موسمِ گل مین
لگی ہی آگ ہر سو آتشِ گل سے گلستا نمین

سُنا ہی دیکھتے ہی اُسنے خط کو چاک کر ڈالا
بُرا ہو بیہودی کا لکھ دیا کیا جانے عنوا نمین

## صوفی۔ جناب منشی للتا پرشاد صاحب وکیل عدالت منصفی غازی آباد ضلع میرٹھ

کھٹک جو خار غم کی ہی ہمارے درد ِیہان مین
کہاں ہی وہ اذیت وہ خلش خار مغیلا نمیں

نہیں خالی کوئی جامِ دلِ عاشق مئے غم سے
یہی انعام ملتا ہی ہر اک کو بزمِ جانا نمین

رہائی قیدِ رندانِ مصائب سے نہین ممکن
تعلق جب تلک باقی ہی باہم جسم اور جا نمیں

## ضبط۔ جناب حاجی سید سُلطان احمد صاحب لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

خبر پہونچی جو فصلِ گُل کی مجھ وحشی کو زنداں میں
تو اُلجھن بڑھ گئی کچھ اور بھی دست و گریبا نمیں

الٰہی دے اثر اتنا تو جذبِ عشق پیہان مین
کہ صبحِ وصل کا عالم ہو پیدا شامِ ہجرا نمیں

کیا ہی خشک ایسا آہِ سوزان کی حرارت نے
کہ آنسو تک نہین باقی ہماری چشمِ گریا نمیں

بہت ہوتے ہیں عاشق بدگماں اسکا عجب کیا ہی
تصور میں زلیخا ساتھ دی یوسف کا زندا نمین

ہدف تیرِ نظر سے ہوتے ہی دل جی گئے عاشق
مگر تاثیر جان بخشی کی ہی ظالم کے پیکا نمین

جنوں تجھسے رہیگی اک شکایت عمر بھر ہمکو
اگر دو تار بھی باقی رہے اپنے گریبا نمیں

عدو کیا جاں رکھتا ہی یہاں سے اب جو اُٹھوا دے
جگہ پائی ہی ہمنے جاں دیکر بزمِ جانا نمیں

تمنا ہی کوئی صورت تو نکلے پائمالی کی
جگہ ملجائے بعدِ مرگ ہی کوئی حسینا نمین

مددائے جوشِ وحشت فصلِ گُل پھر آ گئی ہی
بسر کرنا ہین کچھ دن ہجر کے جاکر بیابا نمین

ین تک آکے دلکی یادگاریں خاک مین ملتیں
بہت خوش ہون شبِ غم رہگئے آنسو گریبانمین

چھٹے جب قید سے آکر ہے دلمین زلیخا کے
پھر تقدیر کاٹی زندگی یوسفنے زندانمین

دا جانے مقدر کیا دکھائے طور پر جاکر
چلو موسٰی ہمارے ساتھ آؤ بزم جانانمین

ب غم رو رہا ہوں شوق سے مین خونکے آنسو
غرض یہ ہی بھرون رنگ وفا تصویرِ جانانمین

یا ہی جسکے دن کی شام مدفن سے زیادہ تھی
نہ جانے رات کیسی گزری اُس قیدی نے زندانمین

ب اُن آنکھونمین سوزِ قلب سے حیرت ہاے محشر
جگہ تھی اشکِ خونیں کی جہان ایام ہجرانمین

## مست - جناب سید عبد المجید صاحب بنارسی شاگرد حضرت امیر مرحوم از بانکی پور

ین ہم گھر میں یا صحنِ چمن مین یا بیابانمین
کہیں ہوں دل لگا رہتا ہے اپنا کوئے جانانمین

و ہوتے ہی پھر دستِ جنون نے چاک کر ڈالا
ازل سے ہوتی آئی ہے یہی دست و گریبانمین

ن خاکی مین رہکر روح کیونکر یار کو دیکھے
سُجھائی کچھ نہیں دیتا ہے اِس تاریک زندانمین

دق کیوں نہ تجھیر اے خیالِ یار ہو جاؤن
شبِ فرقت میں بھی رکھتا ہے تو آغوشِ جانانمین

ی خورشید رو لے پھر سوئے صحرا قدم رکھا
ہماری خاک کے ذرّے چمکتے ہیں بیابانمیں

اں رہتا ہے ہر موجِ فنا پر اب ڈبو دیگی
ہمیشہ کشتیِ عمر رواں رہتی ہے طوفانمیں

ڑھیگی اور وحشت اے جنون اتنا سمجھ لینا
اگر اک تار باقی رہگیا میرے گریبانمیں

بھی تو آتے جاتے دیکھ لینگے اے صبا انکو
ہماری خاک کے ذرّے بچھادے کوئے جانانمیں

نا ہوں جستجوئے یار میں پھر بھی یہ عالم ہے
بگولہ بنکے میری خاک اُڑتی ہے بیابانمین

ے دیوانے کو زنجیر کی جھنکار بھاتی ہے
جنون نے اک بیابان کیا معشوق زندانمین

ھی والے حسرت کوئی گتھی بھی مری دلکی
اُلجھکر رہگیا شانہ بھی گیسوئے پریشانمیں

اروں وادیِ پُرخار ہیں دشتِ محبت میں
مسافر بھولتے ہیں راہ ایسے ہی بیابانمیں

خِ روشن نہ دیکھینگے تری زلفوں کے سودائی
سحر ہوتی نہیں ہے کوچۂ گیسوئے جانانمین

صب ہے دستِ وحشت کا اُسی پر زور چلتا ہے
نفس کو باندھ رکھتا ہو میں جس تارِ گریبانمین

لا سے لُٹ گئے ہم تیرے در پر - یہ خوشی تو ہے
ہمارا نام بھی ہے ساکنانِ کوئے جانانمین

وئی زلفوں کا سودائی کوئی صورت پہ مرتا ہے
بس اتنی بات کا ہے فرق کافر اور مسلمانمین

بہت جلد آئی دل کو موت قیدِ زلف جانائین
خدا جانے بسر کی کسطرح یوسف نے زندانمیں

مریضانِ محبت کی دُعا ہی شام ہجران مین
خدا وندا ہماری روح نکلے یادِ جانانمیں

ذرا چھیڑ لے غمِ ہجران دکھا دون عالم آشوبی
چھپا دُں نوح کے طوفانکو کتنک چشم گریانمیں

خدارا دم بھر اے بیتابیِ دل بیٹھنے دینا
لیے جاتا ہی فرطِ شوق مجکو بزم جانانمیں

عجب کیا حشر مین یہ رشک مجکو پھر فنا کر دے
ہزارون ہاتھ ہین میرے ستمگر کے گریبانمیں

بخیر اپنا دلِ پُرشوق پھر آئے تو ہم پوچھین
کسے قسمت نے لٹوایا سوادِ زلف پیچانمیں

نہین کچھ دُور بزم یار اگر یہ مرحلہ طے ہو
ہمیں پہلی جگہ کرنا ہے چلکر قلب دربانمیں

ہنسین گے زخم کہنہ ناوک قاتل کی آمد پر
درِ دل خود ہی کھلجائیگا ورا شوق مہمانمیں

غرض یہ ہی کہ بعد مرگ تو صحت موافق ہو
کریںگے دفن دل کی لاش ہم خاک شہیدانمیں

شبِ غم خواب بالفرض آئے بھی تو کسطرح آئے
جگہ باقی نہیں اسکو سے تل بھر چشم گریانمیں

ہزارون چاک یان ہیں اسطرف آرائشین لاکھوں
بہت کچھ فرق ہی ظالم مری تیرے گریبانمین

کہان لیجائین تجکو اے دلِ وحشی کہ چین آئے
تری بیتابیان یکسان ہیں صحرا و گلستانمیں

امیدِ وصل لے ہر حال ہین ایسی وقت کی
کہ غم کو غم نہ سمجھا دل ہمارا شام ہجرانمیں

لکھو محشر غزل اک اور کاٹو وقتِ تنہائی
کسی صورت سے جی بہلے ملالِ شام ہجرانمیں

## دیگر

بہت دن عمر ضایع کی علاج سوز پنہانمیں
یہ سودا اور آفت کا تھا دردِ عشق جانانمیں

خدائی ہر طرح میری ہی قسمت کی ہی بارت
اثر کو چھوڑ دیتی ہی دُعا بھی شام ہجرانمین

تم اپنی زلف سے دریافت کر یاسر گزشت اُتی
جہان پر بال بھر شک ہو مری حالِ پریشانمیں

عزیز جاں و دل کیونکر ہو وہ دردِ عیسیٰ
جسے پالا ہو آغوش جراحتہائے پنہانمیں

ستمگر نے کیا ہی قید طولِ شام فرقت کو
ستم ڈھایا گرہ دی موئے گیسوئے پریشانمیں

سیہ بختی مجھے دیتی ہے کارِ رحیتیانہ پر
چلا ہون ڈھونڈھنے دلکو سوادِ زلف پیچانمیں

کیا نظر دل لے یہ کارِ نمایاں وقتِ نظارہ
کہ جوہر بنگئین آئینۂ رخسارِ تابانمین

فلک دیکھین تو کیونکر یہ تعلق قطع کرتا ہے
کہ ہم ہین اپنے گھر مین اور تصور بزم جانانمین

طبیعت ہم اسیروں کی جو گھبراتی ہو زندان میں — چلے جاتے ہین بیڑی توڑ کر اپنی بیابانین

مرے وحشی کبھی غربت مین بھی تنہا نہین ہوتے — بگولے ساتھ ہو جاتے ہیں اُٹھ اُٹھ کر بیابانین

امید و بیم مین ہین طالبِ دیدار مجمع ہے — قیامت کا سمان رہتا ہی ہر دم کوئے جانانین

رہائی کی کوئی صورت نہین نکلی نہیں نکلی — تڑپ کر کٹ گئی یونہیں ہمارا کی بھی زندانین

کبھی اپنے بدن پر پیرہن سالم نہیں رہتا — ہمیشہ چھیڑ رہتی ہو مری دست و گریبانین

جہان لیجائیگی یہ وحشتِ دل اب خدا جانے — نہ گھر میں چین ہی مجکو نہ راحت ہی بیابانین

یک دوستی ہوئی حاصل یہ ہمکو دست وحشت سے — نہیں باقی رہا اک تار بھی اپنے گریبانین

اٹھتا ہی کہ رہجاؤں وہیں نقشِ قدم بنکر — گزر ہو جائے گر اپنا کسیدن کوئے جانانین

مٹائیں مرے دلمین یونہین لہرا کے رہتی ہیں — کناری سر کو ٹکراتی ہیں موجیں جیسے طوفانین

ہو گورِ غریبان دیکھ عبرت میں لگا ہوں سے — بسر کرنی ہی اک مُدت اسی سنسان میدانین

لک ہی دیکھکر واں ہو گئے غش حسرت موسے — یہاں ہر دم وہی جلوہ ہی اپنی چشمِ حیرانین

گلی میں آئے وہ جس دم تو استقبال کو اُنکے — نئے سر سے دُلھن بنکر بہار آئی گلستانین

نہی صورت کھُلی ہیں بعدِ مردن بھی مری آنکھیں — وہی وارفتگی اب تک ہے میری چشمِ حیرانین

نگاہِ گرم سے صیاد ہر دم دیکھتا ہے کیوں — نہیں ہی اب تو میرا آشیانہ بھی گلستانین

تماشائے دو عالم سے ہین آنکھیں بند کہتا ہوں — تری تصویر جب سے کھُب گئی ہی چشمِ حیرانین

بیان نالہ کیا ہے تہ و بالا ہوا عالم — اثر جادو سے بڑھ کر ہی ہماری آہِ سوزانین

وں پر ہی عجب جوشِ صبا اترائی پھرتی ہی — بہار آئی ہی اک مُدت پہ بن ٹھنکر گلستانین

نیم — جناب سید محمد نذیر حسن صاحب ہلسوی پرائیویٹ سکرٹری ریاست پیغمبرپور ضلع دربھنگہ از تلمیذ رشید حضرت داغ

عجب سا ہی جب سے میرا دل کسی کی زلفِ پیچان میں — اسیرِ عشق ہو اُسکی بسر ہوتی ہے زندانین

بنی تھی کبھی وابستگی ایسی گلستان میں — الٰہی اب وہی میں ہون ہلتا ہون بیابانین

ستم ظالم نے ہنسکر شکوۂ بیتابیِ دل پر — رہے ہین مدتوں ہم بھی کسی کے شوقِ ارمانین

نئیں موڑتے ہین یا یوں اُس جانب جو محسوس کے — کوئی تو بات ہی چبھتی ہوئی خارِ مغیلانین

یسے کے لائق ہی یہ لکھنے کے قابل ہی — یہان جو دل کی حالت ہو رہی ہی ہجر جانانین

تبِ غم مین خیالِ یار کو صدمہ نہ کچھ پہونچے
چھپا کر اسلیے رکھتا ہون اُسکو اپنے ارمانمیں

مکان سے لامکان تک ہے نگاہِ یار کا جلوہ
تماشائے دو عالم دیکھتا ہون چشمِ جانانمیں

گیا ہوتا ادھر سے کاروان اُسکا اگر اے مست
کبھی تو بھولا بھٹکا کوئی ملجاتا بیابانمیں

## ممتاز۔ جناب سیّد ممتاز حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل پولیس ضلع جونپور

پھنسا ہے جب سے دل میرا کسیکی زلفِ پیچانمین
اگر کچھ جی بہلتا ہے تو سیرِ سُنبلستانمیں

بڑھی ہے اِسقدر وحشت ہماری عشقِ جانانمین
کہ اپنے سایے سے بھی بھاگتے ہین ہم بیابانمیں

پسِ مردن بھی وحشت کا اثر آماتو باقی ہے
کہ میری خاک اُڑ اُڑ کر پہونچتی ہے بیابانمیں

رقیبِ بے ادب کے ہاتھ مین ہو آپکا دامن
ذرا شرمایئے مُنہ ڈالیے اپنے گریبانمین

وہ مہندی سے ملکے ہاتھ مین چلے ہین سیرِ گلشن کو
کرینگے خونِ بلبل آج شاید پھر گلستانمیں

جہان کھائی ہوا اِس عشق کے کوچہ کی انسان نے
ہوا وحشی وہ مجنون کی طرح پہونچا بیابانمین

نہ تڑپا اے دلِ مضطر ذرا تو چین لینے دے
نکلجائے۔ دم میرا پھڑک کر ہجر جانانمیں

## ناطق۔ جناب منشی سیّد ابو الحسن صاحب از قصبۂ گلاوٹھی ضلع بلندشہر

اِسی کو دیکھکر جیتا ہون مین شبہائے ہجرانمین
ترے گیسو کی ہے کچھ کچھ جھلک حالِ پریشانمیں

یون ہی سا ہے بس اک تارِ نفس بیمارِ ہجرانمیں
مگر افسوس سینے مین نہیں وہ بھی گریبانمیں

خدا کے سامنے کل تو ہوا اور مین ہون دل مضطر
ستالے اے عدو ہو آج جتنا تیرے امکانمیں

حرارت سے ہوا کرتے ہین پانی ابحرے دل کے
عجب تاثیر ہے سوزِ درون کی چشمِ گریانمیں

کبھی تو بختِ خفتہ جاگ کر پہونچائے دلبر تک
کسیدن اِسکی نیند آجائے یارب چشمِ دربانمین

ترا ہی ایک جلوہ دیکھتا ہون ظاہر و باطن
تو ہی ظاہر ہے ظاہر مین تو ہی پنہان ہے پنہانمین

ٹھکانے سے لگا دے بخیہ گر اِسکو تو احسان ہو
مرے تارِ نفس سی کر رفو دلبر کے دامانمین

مرے بختِ سیہ کا کچھ اثر ایسا ہوا اسیر
مہِ تابان چمک دیتا نہین شبہائے ہجرانمیں

رہا کرتے ہو کیون حیران و ششدر روز و شب ناطق
سمایا ہے کوئی آئینہ رو کیا چشمِ حیرانمین

## نذر۔ جناب حاجی سیّد نور الرحمن صاحب خلف مولینا حفیظ عظیم آبادی

نہین ممکن کہ راحت ہو خیالِ زلف جانانمین
کہان جمعیتِ خاطر بھلا خوابِ پریشانمیں

ممکن تھا کبھی سورج مین ہوتی عالم افروزی
مگر اک حسن کا شعلہ ہی روشن مہر تابانین

اڑا دیتا ہی سر جب مہربان ہوتا ہی وہ ظالم
ستم کا رنگ رہتا ہی مری قاتل کے احسانین

ملا لے اے تصور یار کی تصویر مرنے دے
فقط اب جان باقی رہگئی ہے چشم حیرانین

بھی بھولے سے بھی نکلا نہ مطلب آہ ناکامی
نصیر اب یاس کی بو بس گئی ہی اپنے ارمانین

## جر - جناب نواب ناظم علیخانصاحب شاہجہانپوری شاگرد حضرت داغ دہلوی

مارا یا تون کی زنجیر کا ہے کنج زندانین
کہ اس سے دل بہلتا ہی یاد زلف پریشانین

خیال آتا ہی رہ رہ کر یہ ہمکو کنج زندانین
کہ آزادانہ پھرتے تھے کبھی ہم صحن بستانین

ی میخوار کی توبہ کی صورت ٹوٹ جاتا ہی
ترا بھی اے بت پیمان شکن پیمان ہی پیمانین

ئی ہے جمع آکر تیرگی سارے زمانے کی
مرے بخت سیہ مین اور تری زلف پریشانین

ارے واسطے وہ ہی ہمارے واسطے یہ ہی
رہو اے شیخ تم جنت مین اور ہم کوے جانانین

ثابت قدم میری طرح کوئی تو میں جانوں
ہجوم رنج و غم میں کثرت اندوہ و حرمانین

ھا دے رہا ہوں اُسکو مقتل میں یہ کہکر
ذرا دیکھون تو کتنا دم ہی تیری تیغ برانین

مر غیر ممکن دیکھتے ہیں دیکھنے والے
کہ وہ ہیں میرے دل مین دل ہی اُنکی زلف پیچانین

گا تو جو پہلو میں تو کیا بہلے گا دل میرا
بہت گھبراؤ نگا اے حور وش مین باغ رضوانین

س پُر داغ میں میرے خیال اُس بت کا رہتا ہی
تعجب ہے کہ ہے کافر کا مسکن باغ رضوانین

دے غیر کو اور پھونکدے دل میری دشمن کا
اثر ہو کم سے کم اتنا تو میری آہ سوزانین

تک کہہ سکے کوئی کہانتک لکھ سکے کوئی
بھری ہین خوبیاں لے انتہا اُس آفت جانین

تم دیکھلو میرے دل پر داغ کا عالم
نہ جاؤ بھولکر پھر سیر کرنے کو گلستانین

ہ جب مادہ خواری کا ہمین آئیگا ای ساقی
کہ چھائی ہو گلستان پر گھٹا ہم ہون گلستانین

ھاحب دست وحشت سیکڑون لاکھون ہوئے ٹکڑے
کوئی لے ہجر میرا بھی گریبان ہی گریبانین

## قین - جناب حکیم مولوی سید محمد حسین صاحب ساکن قصبہ گلاوٹھی تلمیذ رشید حضرت صہبائی مرحوم

جناب اُلٹی تو مدہوشی ہوئی بزم حریفانین
کوئی کیفیت مے تھی نگاہ مست جانانین

لب مارک کی رنگینی ہی کب لعل بدخشانین
کہان پتھر مین ہی وہ بات جو ہی آب حیوانین

مجھی یہ منحصر کیا غیر بھی اب نام رکھتے ہین
یہاں تک بے ثباتی ہی تمہارے عہد و پیمان مین

دل راحت طلب لے کونسی راحت یہان پائی
یہ اک مدت سے کیونکر ہی تری زلف پریشان مین

[illegible] ہی جدا ئین اُنکو کی جاتی
جواب آیا ہی یہ اچھی ہوا باندھی ہی طوفان مین

ملاتا ہی نہین وہ آنکھ ہمسے بیرُخی کر کے
کہاں سے آگئی ہی تیری نخوت تیرے دربان مین

جفاؤں میں مرے ہمکو وفا کے آتے ہین ظالم
کرم کے لطف ملتے ہیں ستمہائے فراوان مین

جنون نے پاؤن پھیلائے یہ دل پھر ہاتھ سی نکلا
مجھے وحشت نے پھر اُلجھا دیا جیب و گریبان مین

فغان ہی شور ہی فریاد ہی نالہ ہی شیون ہی
دمِ آخر بھی اتنا دم تو ہے بیمارِ ہجران مین

نسیم اُس سو جگہ کو ہم سحر مین پھر یاد کرتے ہین
تڑپتا ہی دلِ بیتاب پھر شوقِ دنا نو ایمین

## نصیرؔ — جناب مولوی مسٹر نصیر الدین حسین صاحب نگرنہسوی بارسٹرایٹ لا بانکی پور پٹنہ

تری شوریدگی اے عشق جب آتی ہو انسان مین
نہیں رہتا ہی اصلا فرق داما اور دامان مین

وہ مژگان کھب گئی ہو جسسے ایسی چشم حیران مین
کھٹکتا رہتا ہی ہر وقت اک نشترِ رگِ جان مین

وہ مجنون ہون مری خاطر بہار آئی بیابان مین
ہر اک کہسار بھر کر پھول لایا اپنے دامان مین

تری صورت کی جب جلوہ گری ہو کفر و ایمان مین
تو پھر یہ چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں گبر و مسلمان مین

جوانی کیا گئی لیتی گئی ساتھ اپنے سب رونق
حسیں ہین ایسی محفل میں یہ شمعیں ہیں شبستان مین

کہاں کا عیش کیسا لطفِ صحبت کیسی آزادی
یہ دُنیا قید خانہ ہو پڑے ہیں لوگ زندان مین

انھین پاؤن سے روندون کیا یہ کانٹے دلمیں چبھتے ہیں
کہ اُس مژگان کے سب اندر ہیں خارِ مغیلان مین

خزان مین ہائے وہ عالم کہاں جوشِ بہاری کا
بجائے غنچہ و گل خاک اُڑتی ہے گلستان مین

نصیحت اور کو خود آرزو مین جور کی مرنا
ذرا مُنہ ڈال لے اے حضرتِ واعظ گریبان مین

ملک آگاہ کیا ہوتے اذیت سے محبت کی
بھرا ہی کوٹ کر اللہ نے یہ درد انسان مین

ہماری خاک بھی اُڑ کر نہ پہونچی اُنکے قدمو تک
بڑا اندھیر ہی سُرمہ جگہ لے چشم جانان مین

وہ اِس ویرانے مین رہتے ہین یہ دل اُنکی منزل ہی
بہارِ جاودان کا لطف ہو میرے بیابان مین

دہانِ گور کہتے ہین عجب حسرت کے افسانے
اِسی سے ایک سناٹا ہی اِس شہر خموشان مین

تعشق اپنی فطرت ہی وفاداری خمیر اپنا
لہو کیسا محبت دوڑتی پھرتی ہے شریان مین

جو اُسے فی ہفتہ اٹھائی گنّی دیتا ہے۔ ساتھ ہی ہوشیار بار یگر کو یہ بھی خیال گزرا کہ جب سلوسٹر عمارت کے اِس تاریک حصّے تک پہونچ چکا تھا تو ضرور ہے کہ اُسنے میری اور الائس کی گفتگو سُن لی ہوگی اور اسی نظر سے الائس اُسے ہموار کرنے کیلیے لپکی ہے کمپنی والوں کے اطمینان کے لیے بھی اِسی قدر کافی تھا کہ عام طور پر انھیں یہ راز معلوم تھا کہ الائس سلوسٹر سے پھنسی ہوئی ہے۔

لیکن اب ان جھگڑوں کو چھوڑ کے ہم اُس رسنگ روم میں داخل ہوتے ہیں جہاں پہونچتے سلوسٹر ایک کرسی پر بیٹھکے ہانپنے لگا۔ کچھ کراہٹ کچھ ندامت اور پشیمانی کسیقدر الائس غصّہ تاہم کسیقدر اُسکا تشکر گزار تھی کہ اُسے ایک محفوظ مقام پر چھپا کے عصناک بارگیر کے پنجے اور مصنوعی بادشاہ کے قہر و غضب سے بچا لیا۔ نوجوان لیڈی تھسپیس کے بھیس میں اُس سے لگی ہوئی کھڑی تھی اور اتنک اُسپر ہنسی کا اسقدر غلبہ تھا کہ قہقہے پر قہقہے لگا رہی تھی مگر کار اس ہنسی کا جوش کم ہوا اور اب سلوسٹر کی سانس بھی سمانے لگی۔

سلوسٹر۔ (منہ پھُلا کے) "یہ ایک طرفہ واقعہ ہے جو تمام عمر میں آج ہی مجھے پیش آیا کہ مین ایک ریچھ کے چنگل مین پھنسا ہوا ہون اور یہ سنگدل بدمعاش مجھپر قہقہے لگا رہی ہین۔"

الائس (جلدی سے) "کون سلوسٹر کون؟"

سلوسٹر۔ "طرّہ یہ کہ وہ بھی مجھے تالیاں دے جس سے مجھے خاص تعلق ہوا اور جسے ابھی دو ہی ہفتے گزرے ہونگے کہ مچھلیو کے کباب اور شامپین پر ہار کرا چکا ہون۔"

الائس۔ "اخاہ یہ آپ میری نسبت فرما رہے ہیں۔ کیوں؟ گستاخی معاف اِن قہقہون کی ترغیب کسنے دی؟"

سلوسٹر۔ "خیر اب میری آپکی ملاقات کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپسے آپ مجھسے کوئی اُمید نہ رکھیے گا۔"

الائس۔ "یہ کیون؟ بس اتنی سی بات پر کہ میں اُس موقع پر ہنس کیوں پڑی جو گہری تحقیقات کے قابل تھا؟ (گالو پر ہاتھ پھیر کے) پیارے سلوسٹر ہوشمیں آؤ اُ اتنے بہت بیوقوف نہ بنو!"

سلوسٹر۔ "بس بس اب بیوقوف بنا ہے جسکو میں آچکا۔ مجھے ہمیشہ سے شبہ تھا مگر آج بالکل قلعی کھُل گئی۔ میری غیبت مین اُس چھچھورے ملڈل سے میری بُرائیاں!"

الائس۔ (بناوٹ سے) "اُف سلوسٹر اکسے گمان ہو سکتا تھا کہ تم وہان چھپے ہوے سب باتین سُن رہے ہو!"

سلوسٹر۔ خیر الائس کچھ مضائقہ نہیں! جو کچھ مین نے سُنا میرا دل ہی جانتا ہے اور میں کبھی

| نہ سمجھا قیس دیوانہ جو بھاگا کوی جانان سے | کوئی لیلی بھی وحشی تھی جو لجاتی بیابانین |
| --- | --- |

## آیندہ طرحین

یرچہ پہونچتے ہی ذیل کی پہلی طرح مین غزلیں صاف خوش خط اور ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر آنا چاہیے۔

| | | |
| --- | --- | --- |
| جناب سلام مدراسی ۔ | دل ابتدا سے جوگر آغوش یار رہے ۔ | نار وغیرہ قافیہ |
| ایڈیٹر | قابل دید مرا حال پریشان نہ رہا | پریشان وغیرہ قافیہ |
| جناب حفیظ جونپوری ۔ | مال کیا ہے حال کی حیرات ہے | رات وغیرہ قافیہ |
| جناب انور ارمبئی ۔ | کسی کا ناز سے آنا قیامت ہے قیامت میں۔ | قیامت وغیرہ قافیہ |
| جناب حفیظ جونپوری ۔ | مین کیا جاوں جمیں کہتے ہیں کسکو آشیاں کیسا۔ | آشیان وغیرہ قافیہ |
| ایضاً | کچھ اور بات ہے ساقی کے مے پلانے میں | اُٹھانے وغیرہ قافیہ |
| جناب یوسف اسسٹنٹ انسپکٹر مرادآباد۔ | رہیں کرنے لگی کام آسمان کا | آسمان وغیرہ قافیہ |

# اشتہار

**یادگار ضیغم**۔ شعرائے حال کا تذکرہ۔ اِس کتاب کی ترمیم اور طبع ثانی ہو رہی ہے حضرات شعرا کو چاہیے کہ اپنا اپنا کلام و حالات و نیز اپنے اپنے اُستادون کا کلام معہ حالات کے جلد روانہ فرمائیں۔ اسقدر حالات ہونا ضرور رہیں۔ نام شاعر تخلص۔ ولدیت۔ سکونت قدیم و حال۔ تعداد عمر۔ علمی استعداد شاگردی کا حال تصنیفات۔ کتنے زمانے سے شعر کہتے ہین۔ آخر سلسلہ تلمذ کس خاندان سے ملتا ہے بشرط ممکن عمدہ تصویر بھی روانہ کریں جو صاحب شعرا کے کلام سے امداد کرینگے اُنکا خاص طور پر شکریہ تذکرہ مین ادا کیا جائیگا۔

**المشتہر**۔ محمد عبدالرشید خان ضیغم حیدرآباد عقب مکان ماما جمیلہ



**نوٹ**

جن حضرات نے سال حال کی قیمت ہنوز نہیں عنایت فرمائی اُنکی خدمت مین آیندہ پرچہ نہیں حاضر کیا جائیگا چونکہ ایسے موقع پر بعض نازک طبع حضرات ناراض ہو جاتے ہیں اسلیے اُنکی خدمت میں اتنا عرض کر دینا فرض ہے کہ پرچے کے اخراجات آپ ہی کی فیاضی پر منحصر ہین آپ دست ہمت کشادہ کریں تو خدمتگار نے صفحے آپ کیلیے دُنیا کی دلچسپی کا سب سے عمدہ سامان مہیا کر سکتے ہین۔

ایڈیٹر

اور سفلے لونڈوں پر اپنی فریفتگی کا اظہار کرو! بس اب مین اسی وقت سب جھگڑے القط کر دونگا۔"

لالئس "جناب اگر آپکی یہی مرضی ہو تو مناسب ہوگا کہ شریفانہ طور سے قطع تعلق کر دیجئے اس ہرزہ سرائی سے کیا فائدہ! مسٹر بلنڈل اِن حطابات کے ہرگز مستحق نہین!"

سلوسٹر "مَین خوب جانتا ہون کہ تم اُسپر مٹی ہوئی ہو!!! اسی لاگ پر تجہل اِس سے کہ اُسے سر توڑنا نصیب ہو مین سود ہی اُسکا بھی دونگا"

یہ کہتا ہوا سلوسٹر دروازے کیطرف جھپٹا زنجیر کھولکے معًا باہر نکل گیا۔ اب الائس نے اسکی پروا نہ کی کہ اُسے روکے اور دوبارہ صفا کرنے کی کوشش کرے۔ ڈرسنگ روم نکلکے سلوسٹر نے منحوس صورت بلنڈل کو ٹر کے کام کاج میں مشغول پایا لیکن اسوقت دوبارہ جھگڑا کرنا مناسب نہ سمجھا اور دبے پاؤن سے اُتر کے تھیٹر کے عقب ہی سے چلتا ہوا ہرہٹ مین اُسے لانسلاٹ سے بھی ملنے کا ل نہ رہا اور بھاگا بھاگ ولیسٹ منسٹر پل کے یارسگار والی گلی مین ہو نکلے دم لیا۔ ل دو گھنٹے دم لینے کے بعد اُسکی سانس ئی اور ہاٹن گارڈن کیطرف روانہ ہوا۔ ان پر ہو نکلے اُسنے اپنی ماں کو یقین دلادیا

کہ اسوقت تک مین کئی درجن امیرزادونکے ساتھ عیش و عشرت مین مشغول رہا۔

لانسلاٹ کو بھی سلوسٹر کا وعدہ بہت جلد فراموش ہوگیا۔ کیونکہ جب تک تماشا نہین شروع ہوا یہ نوجوان امیرزادہ اپنے خاص خیالات مین محو رہا۔ اور جیسے ہی اُسکی پیاری امو جن سرکس مین نمودار ہوئی اُسکے تمام خیالات اُدھر منتقل ہوگئے ہمارے اسوقت اُسپر فوجی لباس کسقدر زیب دے رہا تھا اور اس لباس مین اُسکا نازک سراپا کسقدر سانچے مین ڈھلا ہوا معلوم ہوتا تھا کس بہادرانہ شان و شوکت اور شہسوارانہ ٹھاٹھ سے وہ اپنے گھوڑے پر پٹری جمائے ہوئے تھی! اسطرح اُسکا حُسن عالم سوز اس نظر فریب سین کی زینت بڑھا رہا تھا اور اُسکی کرشمہ زا نگاہین چارونطرف کوند کوند کے بجلیان گرا رہی تھین! تاہم لانسلاٹ کی تمامتر یہ آرزو تھی کہ جسطرح ہوسکے اُسے اِس بھرے مجمع سے علیحدہ لیجاکے کسی تخلیے کے مقام پر عاشقانہ راز و نیاز کا لطف اُٹھائے۔

جب تک اموجن اپنے پارٹ مین مشغول رہی لانسلاٹ محو تماشے مین ٹھہرا رہا لیکن جیسے ہی وہ اپنا پارٹ ختم کرچکی لانسلاٹ معًا تماشے سے باہر نکل آیا۔ صحن مین پہونچکے اسکا دل پس و پیش کرنے لگا۔ کبھی دو قدم

اُس سے درگزر نہین کر سکتا!"

الائس " ہان بیشک تم درگزر نہین کر سکتے۔ (گلے میں ہاتھ ڈالکے) لیکن پیارے سلوسٹر مجھے تمسے سخت ملال تھا کہ دو تین روز سے تمنے صورت تک نہیں دکھائی ۔۔۔"

سلوسٹر " اور تمہیں اپنے رویون کا ہول ہوگا اسی لیے مجھے کینہ بنایا۔ اُف! کونسی بات تمنے اُٹھا رکھی؟ حتی کہ میری رنگت تک اُکھڑ گئی۔"

الائس " سلوسٹر اسکی تو مجھے تمسے ہمیشہ ہی شکایت رہتی ہے کہ تمہارے چہرے کی چھائیاں تمہاری ہی سہل انکاری کا نتیجہ ہیں۔ اگر تم کچھ مصفیات پی ڈالو تو تمہارا چیلا چہرہ نہایت ہی خوبصورت رنگ روپ نکال لائے۔ یہی ایک ایسی بات ہے جسپر مین تمہاری بدولت ہمیشہ کڑھا کرتی ہون لیکن تم اُسے میرے چڑچڑاپے پر محمول کرتے ہو۔ اگر تم جانتے ہو کہ ایک عورت اُن شکایتون پر ہمیشہ مجبور ہے جو اُسکے لیے سوہان روح ہون۔"

جب تک الائس یہ باتین کہتی رہی اُسکا مُنہ سلوسٹر کے مُنہ سے ملا رہا اور اُسکی میٹھی میٹھی نگاہین سلوسٹر پر جادو کا کام کرتی رہین۔ حتی کہ وہ اِن جادو بھری باتون پر کچھ کچھ پگھلنے لگا۔

سلوسٹر " فرض کیا کہ تمکو میری طرف سے کوئی ملال تھا۔ لیکن اس ملال کو اُس سفلے بلنڈل سے کہنے کی کیا ضرورت؟"

الائس " وہ مجھے اتفاقیہ مل گئے۔"

سلوسٹر " کیا خوب! اُس اندھیری مین مین کیا قیاس کرون؟ اُہو ہوا کیا مربدار اتفاق!"

الائس " پیارے سلوسٹر! یہ میری خطا ہین کہ بنیٹرے ریچھ کیوجہ سے اُسطرف روشنی گُل کروا دی؟"

اب یہ معاملہ بہت کچھ راستی پر آچلا تھا اور سلوسٹر اپنی نازآفرین معشوقہ کے گرما گرم اخلاص پر بہم راضی ہو چکا تھا کہ بدقسمتی سے الائس کو سلوسٹر کی وہ بھیانک قطع پھر یاد آگئی۔ دفعتہً اُسکے دلمین بے اختیار گدگدی ہوئی اور ہرچند کہ موجودہ پالیسی کے بالکل خلاف تھا تاہم وہ بیساختہ قہقہہ مار کے ہنس پڑی سلوسٹر غصے کے مارے اپنی کرسی پر پیچ کھا گیا اور آگ بگولا ہو کے بولا ۔۔۔"

سلوسٹر۔ بس بس مین خوب بنایا گیا الائس اب بالکل الفقط۔ یہ میری سخت حماقت تھی کہ تمسے درگذر کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ نہین مجھے یاد کرنا چاہیے کہ تم اور بلنڈل اس خیال پر کہ مین تم دونوں کے اخلاص سے ناواقف ہون کسطرح گھل گھل کے باتین کر رہے تھے! ہان الائس اور ایک آواز بھی آئی ۔ بعینہ ایسی آواز جو لب پہ لب ملا کے بوسہ لینے سے پیدا ہوتی ہے گویا مین تمہین فی ہفتہ اڑھائی گنّی اور تنخواہ میں وغیرہ اسی لیے دیتا ہون کہ تم بلنڈل ایسے بدمعاش

یرے حواس ٹھکانے ہوے! پیارے لانسلاٹ
ماری محبت وولدہی کا ہزار ہزار شکریہ الیکن
ب بھی کوئی ضروری بات ہے؟"
نسلاٹ۔ (پس وپیش کرتے ہوی) "کیا
ن تمہارے ساتھ مکان تک چل سکتا ہون؟ یا
یادہ رات آجانیکی وجہ سے تمہیں بدنامی کا
وف ہے؟"
موجن۔ "تمہارے لیے مجھے بدنامی کی کیا
پروا؟ میں تمہاری مرضی کے تابع ہون اور
ی میرے لیے کافی ہے۔ آؤ ---"
آخری لفظ کے ساتھ اموجن نے ایک
بانہ الھڑپن کی ادا سے لانسلاٹ کے شانے پر
تھ رکھدیا اور چلنے کا اشارہ کرکے آگے بڑھی۔
معشوق کا ہاتھ اپنے شانے پر اور اُسکی بھینی بھینی
عطریں اپنے چہرے پر دیکھکے لانسلاٹ کا دل اُتھل
ڑھ گیا۔ اسوقت اموجن کا حسن اُسکی آنکھوں میں
روزمرہ سے کہین زیادہ دلکش معلوم ہوتا تھا
رجس سادگی سے اموجن نے اپنی اُلفت کا
ت دیا تھا اُسنے اِس نوجوان امیرزادے
اسیر بالکل محو اور "من تو شدم تو من شدی"
مصداق بنادیا۔
اموجن کی خادمہ فینی کا معمول تھا کہ جب
تک اُسکی مالکہ تھیٹر سے واپس نہین آتی تھی وہ
سکے انتظار مین بیٹھی رہتی تھی چنانچہ جیسے ہی
لوگ مکان پر پہونچے اُسنے فوراً دروازہ کھولدیا

اور مس ہارٹ لینڈ کے ساتھ لانسلاٹ کو دیکھ کے
بدگمانی کے انداز سے متعجب ہوگئی۔ مگر اموجن نے
اُسکی اِس حرکت پر غور نہین کیا۔ یہ لانسلاٹ
ہی کی اُمیدلطر پڑی دونون کمرے مین داخل
ہوے۔ ایک صاف اور ستھری میز پر کھانا چنا
ہوا تھا اور لڑکی اوپر والے کمرے مین سو رہی تھی
اموجن نے ٹوپی اور شال اُتار کے رکھدی
اور نہایت ہی سادگی سے فینی کیطرف مخاطب
ہوکے بولی --- "فینی اب تمہین حاضر باشی
کی چندان ضرورت نہین۔ مسٹر آسبورن میرے
ساتھ کھانا کھاکے ابھی رخصت ہوجائینگے۔"
فینی کی بدگمانی فوراً دور ہوگئی کیونکہ جس
سادہ لوحی سے اُسکی مالکہ نے اُسے خطاب
کیا تھا اُس سے کسی مکروفریب کا گمان
بھی نہین ہوسکتا تھا علاوہ بریں اتنا اُسے
پہلے ہی سے معلوم تھا کہ مسٹر آسبورن اُسکی
مالکہ کو ایک شریفانہ طریقے پر شادی کا پیام
دے رہین۔ اسلیے ممکن ہے کہ وہ مس ہارٹ لینڈ کو
تھیٹر سے مکان تک حفاظت کے ساتھ پہونچادینے
کی غرض سے آئے ہون اور کھانا کھانے کے
بعد رخصت ہوجائین۔
اِس خیال کے ساتھ فینی کمرے سے
چلی گئی۔ اب دونون مین پورا تخلیہ تھا۔
کھانے کیطرف کسی نے رغبت بھی نہین کی
کیونکہ لانسلاٹ اُن خیالات کو ظاہر کرنے کیلیے

آگے چلتا کبھی ٹھہر جاتا ۔ پھر قدم بڑھاتا پھر رکتا آخر وہ ہچکچاتا ہوا آگے بڑھا اور تھیٹر کی پشت پر جا کے کسیقدر فاصلے پر اپنے دلکی مالک اموجن کی آمد کا انتظار کرنے لگا ۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اُسنے اپنی عزت کے خلاف اس مقام پر ٹھہر کے اموجن سے ملنے کی تمنا کی تھی اور بجائے اموجن کے خاص خلوتسرا مین روز مرہ ہو آنے کے تماشے کے بعد اُس سے غیر متعارف راستے مین دوچار ہونے کا متمنی ہوا تھا ۔

## تینتیسوان باب ۳۳

### تخلیہ

اموجن کا عام معمول تھا کہ اپنے ہی مکان سے تھیٹر کا لباس بدلکے اور اُسپر سے ایک فرغل اوڑھکے شام کی تاریکی میں اُس گلی سے تماشے مین نکل جاتی تھی جہان عموماً لالٹینین نہیں جلتی تھین ۔ لیکن آج کے تماشے کیلیے وہ تھیٹر ہی مین اپنا بانا بدلنے پر مجبور ہوئی تھی کیونکہ وجی لباس اور ہتھیار لگا کے راہ مین بے تکلف خرام ناز کے لیے اُسکی نزاکت مانع آئی تھی ۔ حالانکہ یہ ہتھیار بجائے فولاد کے ٹین ایسی ہلکی پھلکی دھات سے بنے ہوے تھے ۔ اپنے عظیم الشان شہسوارانہ پارٹ مین ایک نمایان کامیابی حاصل کرکے اموجن اُس ڈرسنگ روم مین گئی جو اُسکے خاص استعمال کے لیے وقف تھا ۔ یہان اُسنے وجی بانا اُتارا اور اپنے معمولی کپڑے بدلے ۔ ان کامون مین آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت صرف ہوگیا حتیٰ کہ گیارہ بجے کے قریب وہ اُس گلی مین پہونچی جہان لانسلاٹ اُسکے دیدار کا منتظر تھا ۔

**لانسلاٹ** ۔ ”پیاری اموجن ! غالباً تم مجھے اپنے انتظار مین اسطرح سر راہ کھڑا ہوا دیکھ کے میری گستاخی معاف کروگی —“

**اموجن** (چونک کے) کیون لانسلاٹ خیریت ؟“

**لانسلاٹ** ۔ مجھے تمسے کچھ خاص باتین کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک تمسے بیان نہ کرلونگا میرے دماغ مین یکسوئی نہین پیدا ہوگی —“

**اموجن** ۔ (لانسلاٹ کے شانے پر ہاتھ رکھکے اور اپنی خوبصورت آنکھین اُسکے چہرے پر جما کے) ”لانسلاٹ تم یہ تو نہین کہنا چاہتے ہو کہ تمہارے لیے میری محبت مین کوئی روک پیدا ہوگئی ہے یا کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ہم دونون جدائی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہین ؟ اِن باتونکے سُننے کی مجھ مین طاقت نہین !“

**لانسلاٹ** ۔ ”اموجن یہ تو ناممکن ہے کہ مین جیتے جی تمہاری محبت سے دست بردار ہوجاؤن لیکن آسمان اپنی تفرقہ پردازیون سے نہین چوکتا !“

**اموجن** (ٹھنڈی سانس بھر کے) ”افوہ ! ایسا

تی ہوئی لپٹ گئی ——" ارے لانسلاٹ
میری وجہ سے اتنی بڑی جوکھم مول لینے
لے ہو! اور نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنی ساتھ
ے ماں باپ اور بہن کو بھی مصیبت مین ڈالے
در پے ہو رہے ہو! مین پھر یہی کہونگی کہ یہ
مصیبتین محض میری وجہ سے آنیوالی ہین!"
نسلاٹ۔ (اموجن کو گلے سے لگا کے)
ہین پیاری محض تمہاری ہی وجہ سے نہین
ابی اُس بے اختیار محبت کی وجہ سے
جسے مین اپنی روحانی خوشی سمجھتا ہون!
صرف اسی کا پاس ہین ہو کہ تم مجھے سچے
سے چاہتی ہو۔ ملکہ میں خیال کرتا ہون
میر تمہارے میری زندگی بھی دشوار رہی ا
ن ابھی ہملوگون کو بالکل مایوس ہو جانا ہو۔
کا ایک چھوٹا سا ستارہ کسیقدر فاصلے
مک رہا ہو! اس سے میری مراد سلیما کے
آخری الفاظ ہین جنہیں اُسنے ایک موہوم
رنا تمام اُمید دلائی ہو۔"
وجن۔ لیکن اگر یہ اُمید پوری نہوئی تو
کیا جائیگا؟ صرف ایک مختصر ہفتہ باقی ہو!
ھے اس بارے مین کچھ کہتے ہوے خوف
علوم ہوتا ہو۔ لیکن تمہاری محبت کا حق ادا
رنا مجھپر فرض ہو! مجھے بھی تمہاری سلامتی
کے لیے ایک قربانی کرنا چاہیے اور نہ صرف
پنی طرف سے ایک قربانی کرنا چاہیے بلکہ ایک

تمہاری طرف سے بھی!"
یہ کہتی ہوئی اموجن لانسلاٹ کے حلقۂ
آغوش سے نکل گئی اور ہاتھ پانؤن چھڑا کے
کسیقدر الگ ہٹ بیٹھی۔
لانسلاٹ۔ (گھبرا کے) " اموجن خدا جانے
تمہارا کیا منشاء ہو؟"
اموجن۔ (غمگین آواز مین دلی بیچینی سے)
پیارے لانسلاٹ میرا یہ منشاء ہو کہ اب ہم تم
دونوں کو علحدگی اختیار کرنا چاہیے اب اس
پُرلطف خواب کی تعبیر اچھی نہین دکھائی دیتی۔
دُنیا اُنھیں لوگونکے لیے بہشت ہے جنھین
دُنیاوی نعمتیں میسر ہیں!"
لانسلاٹ۔ (دونوں ہاتھ پھیلا کے) "اموجن!
اموجن! تم مجھسے جدائی اختیار کر لے کے لیے
کہتی ہو؟"
اموجن۔ (لانسلاٹ کو پیچھے ہٹا کے) "سُنو
سُنو! اسوقت ایک نامی اور قدیم خاندان متزلزل
حالت میں ہو۔ تمہارے والد۔ تمہاری والدہ۔
تمہاری ہمشیر۔ بلکہ تم خود بھی جوکھم مین پھنسے ہوے ہو"
لانسلاٹ۔ کوئی شک نہین کہ مین اپنے والدین سے
محبت اور اُنکا ادب کرتا ہون۔ مجھے اپنی
پیاری بہن ازالن سے بھی بہت کچھ الفت
ہو۔ لیکن تمہارا عشق سب پر غالب ہو۔ اُف!
گو ایسا کلمہ زبان سے نکالنا گناہ مین داخل ہو
مگر مین اپنے دلکا مالک نہین! مجھ اپنے خیالات پر

بیچین ہو رہا تھا جو اُسکے دماغ مین ایک تلاطم
برپا کر رہے تھے۔ اور اموجن اُن باتوں کے سُننے
کی مشتاق تھی جنھین اتنی رات گئے بیان کرنیکی
ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ اسکے ماسوا باہم
مل بیٹھنے کی خوشی دونو کے دلی جذبات کو اور
بھی لے اُڑی تھی اور دعوت عشق کے سامانون
نے اُس لعیس کھانے کیطرف سے بالکل رغبت
پھیر دی تھی جو میز پر چُنا ہوا تھا۔

**لانسلاٹ**۔ (آغاز گفتگو کے انداز سے)
"مین آج سہ پہر یا شام ہی کو تمہارے پاس آنیوالا
تھا۔ لیکن چونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم اُسوقت
تماشے میں ہو گی اسلیے اسوقت سے پہلے تمسے
ملنے کا اتفاق نہوسکا۔"

**اموجن**۔ (متفکرانہ انداز سے) "لانسلاٹ
سویرے تک تو تم میرے پاس ہو گئے ہو۔ پھر
ایسی جلدی کونسا واقعہ پیش آگیا؟"

**لانسلاٹ**۔ "دوپہر کے قریب جب مین تمہارے
پاس سے مکان واپس گیا تو معلوم ہوا کہ آغاجان
مجھے تلاش کر رہے ہین۔ اُسوقت وہ مع میری
والدہ اور ہمشیر کے لائبریری مین بیٹھے ہوے
تھے اور سب کے سب انتہا سے زیادہ پریشان
ہو رہے تھے۔"

**اموجن**۔ "آہی خیر! ایسی تعجیر تمہاری کیے سمجھ گئی۔
اُسی منحوس مہاجن کا کچھ جھگڑا ہو گا۔"

**لانسلاٹ**۔ "ہان! اُسکی ایک قطعی تحریر
آئی تھی جسمین اُسنے سخت دھمکی دی تھی پر
والد گڑگڑانے لگے کہ اسیوقت ہاٹن گارڈن
جاؤ۔ وہان جاتے وقت جو کچھ میرے دل کی
حالت ہوئی ہو گی اموجن تم اُسے قیاس کر سکتی ہو"

**اموجن**۔ (لانسلاٹ کا ہاتھ اپنے دل پر رکھکے)
"یہ اُس نامراد محبت کا نتیجہ ہے جو تم مجھسے رکھتے ہو
اور جو تمہاری مسرتون کو تلخ کیے ہوے ہے۔"

**لانسلاٹ**۔ پیاری اموجن ایسی باتین
نہ کرو! وہ محبت میری مسرتون کو کیونکر تلخ کر سکتی
ہے جو میرے لیے عین مسرت ہے؟ مجھ میں اور
سلینا کیسی مین پاک اور خالص محبت ہے
مین تمسے کہتا تھا کہ وہ اپنے خاندان بھر سے
جُداگانہ طبیعت رکھتی ہے لیکن آج سے پہلے
میں اُسے اسقدر شریف النفس اور پاک باطن
نہین سمجھتا تھا۔"

اسکے بعد لانسلاٹ نے وہ تمام باتین
دُہرائین جو مہاجن کی بیٹی اور اُسکے درمیان
مین ہوئی تھین۔ ناظرین قیاس کر سکتے ہین
کہ اموجن نے یہ کہانی کسقدر کان دھر کے
سُنی ہو گی خصوصاً اُسوقت اموجن کی آنکھ
سے آنسو جاری ہو گئے جب لانسلاٹ نے
سلینا کی اُس دلی جوش کی تقریر کا اعادہ
کیا جسمین اُسنے اطمینان دلایا تھا کہ تمہاری دلی
تمناؤں کا خون نہین ہونے پائیگا۔ جیسے ہی
لانسلاٹ نے اپنی تقریر ختم کی اموجن اُس سے

بوسی اور زانو پر سر رکھے اور ایک دلفریب
لانسلاٹ کا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین تھا جسے وہ
بار بار چوم رہی تھی اور آنسو بھری آنکھوں سے
اُسے شوق و حسرت کے ساتھ دیکھتی جاتی تھی
اور اُسکی پھولی ہوئی سانس اُمڈتے ہوے
دریا کی موجون کیطرح اُسکے سینے کو تھپیڑے
دے رہی تھی۔

اموجن:۔ لانسلاٹ! بیشک مجھے تمسے
محبت ہے! خدا آگاہ ہے کہ مین تمہین کس
حسرت بھرے دل سے چاہتی ہون الکیس۔

لانسلاٹ۔ (یقین دلانے والے تیور وتسی
سے) ہوس ہم تم کبھی جدا نہونگے! مین تمسے عالم
بیشمار محبت کرتا ہون۔ مجھے اپنے عزیز و اقارب
سے زیادہ تمسے اُلفت ہے! مین قسم کھا کے
کہتا ہون کہ تمہاری خوشی سب پر مقدم ہوگی!
ان پیاری پیاری آنکھون سے آنسو بہانے اور
ان پھول سے گالونکو آنسوؤنسے تر کرنے سے
کیا فائدہ؟ ان نازک ہونٹونکو جنہین مین
اس شوق سے بوسہ دیتا ہون اور جنپر قدرتی
تبسم اٹکھیلیان کیا کرتا ہے اسطرح سوُرے سے
کیا نتیجہ؟ اُف! نہین نہین! ہرگز نہین!"

اِسکے بعد لانسلاٹ نے اِس حور وش
نازنین کو گلے سے لگا لیا اور ایک بیخودانہ
جوش مین اُسکی چشم و ابرو کو ہزارون بوسے
دیے اور اُسنے بھی یہ قرض اُسیوقت ادا کیا

اموجن:۔ لانسلاٹ اپنے اُس سے
زیادہ محبت کا اظہار کیا جو خداوند عالم نے
مرد کے دلمین پیدا کی ہے۔ اور مین بھی اُس
زیادہ اُنس و محبت کا ثبوت دینا چاہتی ہون
جو قاسم ازل نے عورت کے دلمین ودیعت
کی ہے! تم میرے لیے جن قربانیونکو گوارا کرنے
والے ہو وہ بیحد و شمار ہین۔ اور مجھے بھی
کوئی ایسی قربانی نہین جس سے تمہارے لیے
انکار ہو! مین تمہاری لونڈی ہون اگر میری
خدمات تمہارے کام آسکین۔ تمہارے سوا
مجھے کوئی خیال نہوگا۔ تمہاری مرضی پر چلنا
میرا دستور العمل ہوگا۔ اور میری سب سے بڑی
خوشی یہ ہوگی کہ پوری عقیدتمندی کے ساتھ
تمہاری اطاعت و فرمانبرداری مین سرگرم
رہون۔ لانسلاٹ مین تمہاری ہون! تمہاری
جان نثار! تمپر ہزار جان سے قربان! مین نے
جس محبت مین قدم رکھا ہے وہ پلا استقلال
ہے اور اُسے لغزش نہین ہوسکتی!"

لانسلاٹ:۔ اور اموجن مین بھی تمہارا ہون
محض تمہارا! مین پھر خدا کو گواہ کرکے کہتا
ہون کہ میرے برتاؤ اور طرز گفتگو سے کبھی
ایسا موقع نہین آنے پائیگا کہ ان خوبصورت
آنکھون سے آنسو نکلین یا ان نازک ہونٹونکو
تبسم کے سوا کسیو رنج کی نوبت آئے!"
اِس بے اختیار اور پُر جوش اُلفت کے

قدرت نہیں حاصل ! اتنا مجھ پر ضرور فرض ہے کہ جن لوگوں سے مجھے اُنس و محبت ہے اُنکے تحفظ کیلیے اپنے جان آرزو سے دریغ نکروں حتیٰ کہ کسی بدنفس کی بدسلوکی یہ کوئی دلی صدمہ بھی گوارا کرلوں ! لیکن بالفعل کوئی ایسا جون آرزو نہیں ہو بیوا لاہے !"

**اموجن**۔ (کھڑے ہوکے) "ہاں ہاں لانسلاٹ میں اجازت دیتی ہوں کہ تم اپنے سعادتمندانہ فرائض پر میری محبت کو قربان کردو اور ایسا کرتے ہوئے اُس دلی صدمے کو جوامردی اور استقلال کے ساتھ برداشت کرو جسکا تمنے ذکر کیا ہے !"

**لانسلاٹ**۔" اموجن اگر اس دلی صدمے کا اثر صرف میری ہی ذات تک محدود ہوتا تو مجھے کوئی انکار نہ تھا لیکن اپنے ساتھ تم ایسی پیاری اور ہردلعزیز کو رنج والم کے گرداب میں کیونکر لے ڈبوں ؟ اُف میں جانتا ہوں کہ تم مجھسے کسقدر مانوس ہو !"

**اموجن**۔" بیشک لانسلاٹ ! لیکن ایسے موقع پر تمہیں میرا پاس کرنا محض حماقت بلکہ دیوانگی ہے۔ اگر تم اپنے والدین اور ہمشیر کے حق میں کانٹے بوؤگے (خوف سے کانپ کے) تو روسیاہ اور لعنتی کہلاؤگے !"

**لانسلاٹ**۔ (اپنی جگہہ سے اُٹھکے اور ترشروئی سے مخاطب ہوکے) "سنو اموجن ! مجھسے زیادہ کوئی شخص اپنے سعادتمندانہ فرائض اور خانگی معاملات سے متاثر نہوگا ! لیکن میں خدا کو شاہد کرکے کہتا ہوں کہ اُن خود غرضانہ ضروریات کو (جو سلینا کے ساتھ زبردستی شادی کرکے مجھے جلتی ہوئی آگ میں ڈھکیل دیں) تمہاری محبت پر ترجیح نہیں دے سکتا ؟ نہ تمہارا خون آرزو کرنا روا رکھ سکتا ہوں ! کیا یہ خاندان کی بگڑی ہوئی قسمت سنبھالنے کے لیے اکیلا میں ہی کسی قربانی کا سزاوار ہوں ؟ یا ٹرینتھم کا معزز نام برقرار رکھنے اور اُسے بدنامی سے بچانے کیلیے اکیلی میری ہی جان فاضل ہے ؟" کچھ میری ذات سے اِس نام پر آوردہ خاندان پر مصیبت و تباہی کی کالی کالی گھٹائیں نہیں چھائی ہوئی ہیں ! پھر اموجن میں تمہارے دل میں کوئی چھری کیوں مار دوں ؟ تمہاری جوانی کیوں برباد کروں ؟ تمہیں اپنے ہاتھ سے زہر ہلاہل کیوں دیدوں ؟ اور تمہاری دلی حسرتوں کو گہری قبر میں کیوں دفن کردوں ؟ کیونکہ تم مجھے اُسی حد تک چاہتی ہو جیسا کہ تمہارا بیان ہے اور تمہاری قسمت میری محبت سے وابستہ ہے ! اموجن ! خدا مجھے ہدایت دے کہ میں تمہارے خلاف کسی گناہ کا مرتکب نہوں !"

یہ کہکے اپنے خیالات میں مبہوت لانسلاٹ کوچ پر بیٹھ گیا۔ اموجن بھی اُسکے پہلو میں

اب ہم لیڈی لینگپورٹ کے ذاتی حالات
[ک]سیقدر وضاحت کے ساتھ قلمبند کرتے ہین۔
وہ درحقیقت ساٹھ برس کے قریب
[ع]مر والی بڑھیا تھین حالانکہ خاص خاص سامان
کے زور سے اُنھین یہ قدرت حاصل تھی کہ اپنی
سے نصف عمر والی جوان عورت کے لگ بھگ
[و]جاہت پیدا کرلین۔ اس قسم کے تمام روپ
بھرنے والے سامان اُنکے آرائش خانے مین
تیار رہتے تھے۔ یہ پیشتر بیان ہوچکا ہی کہ اُنکے
آرائش خانے مین ایک کھڑکی کے پاس سنگار
[میز] لگی ہوئی تھی اور اُسکے جواب مین ایک
[ا]خروٹ کی لکڑی کی خوبصورت ترشی ہوئی
[دو]سری بڑی سی الماری نما میز رکھی ہوئی تھی۔
[ا]ن دونون میزون کے خانے ہر وقت احتیاط
کے ساتھ مقفل رہتے تھے۔ اور اسمین بالکل
[ش]ک نہین کہ جب ان میزون کے پٹ
کھولدیے جاتے تھے تو اُن مین قرابون
[بو]تلون شیشیون۔ کنٹرون۔ اور بکسون کی
[ا]سقدر کثرت نظر آتی تھی کہ اس آرائش خانے
[پر ک]سی دوافروش کی دوکان کا اطلاق ہوتا
تھا۔ بعض بوتلون اور بکسون کے لیبلون سے
ظاہر ہوتا تھا کہ ہر لیڈی شپ کے سامان آرائش
دنیا کے مختلف حصون سے آئے ہین۔ مشرقی
سرزمینون سے بھی اُسی طرح خریداری ہوئی
ہی جسطرح مغربی ممالک سے بہتا ہوا اور
قسطنطنیہ سے بھی یہ سامان اسی طرح بہم پہونچا
گئے ہین جسطرح پیرس اور برسیلز سے۔

بہت سے قرابون اور بڑی بڑی بوتلون
مین وہ خوشبودار عرق بھرے ہوے تھے جنسے
ہر لیڈی شپ صبح و شام غسل کیا کرتی تھین۔
بعض کیمیائی اجزا سے تیار شدہ خضاب تھے
جو بالونکو یکرنگ سیاہ کردیتے تھے اور جِلد پر
داغ نہین آنے پاتا تھا۔ ایسے روغن مسالے
اور دوسری قسم کی دوائین بھی موجود تھین
جو بالون سے خضاب کا روکھاپن مٹا کے
اُن مین قدرتی چمک دمک پیدا کردیتی تھین
وہ ایشیائی وسمہ بھی موجود تھا جس سے لب
اور ٹھڈی کے وہ روئین صاف ہوجاتے
تھے جو بوڑھی عورتونکے بطور داڑھی مونچھ
کے نکل آیا کرتے ہین۔ وہ مازو سے دمشقی
بھی موجود تھا جسکی سیاہی سے بوڑھی بھوین
اور رنگین معشوقانِ طناز کی کمانِ ابرو اور تیر
مژگان کیطرح سیہ تاب ہوجاتی تھیں
مصری کحل الجواہر بھی موجود تھا جسکے لگانے
سے آنکھین نور سے کیطرح صاف اور روشن
ہوجاتی تھیں۔ جلد صاف کرنے کے لیے بھی
بیشمار غازے۔ گلگونے۔ عرقیات۔ سفوف
مسالے اور روغن موجود تھے جنکی باہمی ترکیب
سے نہایت ہی خوبصورت رنگ روپ نکل آتا
تھا۔ پیرس کا بنا ہوا ایک سُرخ رنگ کا قوام تھا

تھا کہ عاشق و معشوق مین باہمی عہد محبت
اور پیمان وفا کیلیے تفصیلی اقرار ہوے۔ دونون
اکیلے بیٹھے کوئی آس پاس نہ تھا۔ رات کی
تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چارونطرف سناٹا
چھایا ہوا تھا۔ تمام بے تکلفی کے سامان مہیا تھے
اور وہ دونون بھی عام انسانون کیطرح نفس
ناطقہ رکھتے تھے۔ دونون کی محبت گہری اور
پُرجوش تھی۔ دونون ایک دوسرے کے عشق
مین محو ہو رہے تھے۔ اور اگر لانسلاٹ اموجن
کے لیے تمام دنیاوی مصیبتین جھیلنے کو تیار تھا۔
تو اموجن کو بھی اُس سے کوئی انکار نہ تھا۔ تاہم
ہمین اور کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ
یہ کہ نہ لانسلاٹ ہی اِس تخلیے کو تخلیۂ وصل
سمجھتا تھا نہ اموجن ہی کو کسی معصیت اور سیہ
کاری کا خیال تھا۔ بلکہ یہ اخلاص اور گرمجوشی
صرف اُس بے اختیار محبت کا نتیجہ تھی جسکا اثر
اِن نوجوان عاشق و معشوق پر چھایا ہوا تھا۔

# چونتیسوان باب

## ایک تبدیل ہیئت کے راز

اب ایتھل کو ہنڈن کورٹ مین ملازم ہوے
پندرہ روز ہو چکے تھے اور اِس عرصے مین
اُسے مرتھا کرڈٹن کے اُس قول کی حرف
بحرف تصدیق ہو گئی تھی کہ ایک راز کو طشت
از بام کرنے سے محترز رہکے تم لیڈی لینگپورٹ

کی بدولت کامل مسرت اور اطمینان خاطر حاصل
کر سکتی ہو۔ ہر لیڈی شپ اُسکی اِسطرح خاطر و
مدارات کرتی تھین گویا وہ اُنکی ہمسر اور ہم مرتبہ
ہے۔ نوکر چاکر بھی اُسے اپنی مالکہ کے برابر سمجھتے تھے
اُسکی تمام ضروریات میسّر سے پیشتر مہیا کیجاتی
تھین اور دو تین موقعون پر اُسے کنایۃً یہ
اطمینان بھی دلایا گیا تھا کہ تمہاری اور تمہارے
بچّے کی آیندہ خبرگیری مین لیڈی لینگپورٹ
کی توجہ روز افزون ترقی کرتی رہیگی۔
اِس پندرہ روز کے عرصے مین لیڈی
لینگپورٹ نے اپنے یہاں کوئی بزم عشرت نہین
منعقد کی۔ گویا وہ اِس امر کی منتظر تھین کہ ایتھل
کی اجنبیت اچھی طرح دور ہو جائے اور وہ اپنے
گھر کی طرح رہنے سہنے لگے تو اُس سے زندہ دل
صحبتون مین شریک ہونیکی استدعا کرین۔
البتہ متفرق ملاقاتی روزمرّہ ہنڈن کورٹ مین
آیا کرتے تھے جنکے دیکھنے سے ایتھل کو مرتھا کی
دوسرے بیان کی بھی صحت ہو گئی کہ ہر لیڈی
شپ کے تمام ملنے والے چیدہ اور منتخب وضع
کے لوگ ہین۔ اِس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی
مناسب ہے کہ اب ایتھل اِس راز کے دریافت
کر لینے مین بھی کامیاب ہو چکی تھی کہ ہر لیڈی شپ
ڈیوک اور ڈچز آف آرڈلے سے شناسائی
نہین رکھتین۔ اور اِسطرح اُسے ایک بہت بڑے
خلجان سے نجات حاصل ہو گئی تھی۔

بجاے غارون مین گھسی ہوئی ہو تیکے ... معلوم ہوتی تھین - گالون کے گڑھے بھی اُسی سُرخ رنگ کے عرق کی دولت بھر جاتے تھے - یا کم از کم اِن ترکیبوں سے آنکھون اور گالونکے گڑھے اپنی اصلی مقدار سے بہت ہی کم نظر آتے تھے -

لیڈی لینگپورٹ کے ہاتھون کی نسبت ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ وہ معمول سے زیادہ نازک تھے - یہ نزاکت بھی دراصل وہی لاغری تھی جو تمام جسم کے ساتھ یکساں مناسبت رکھتی تھی - لیکن جو مسالے اور گلگولے چہرے کے لیے استعمال ہوتے تھے وہی ان ہاتھونکی جھرّیون کو بھی مٹا دیتے تھے گو اُنکی اصلی ہیئت نہیں تبدیل ہو جاتی تھی - اسی غرض سے وہ معمولاً دستانے پہنے رہتی تھیں - لیکن جب کبھی یہ ہاتھ ذرا بھی برہنہ ہو جاتے تھے تو اُنکی صفائی اور گورے پن پر آنکھ نہین ٹھہرتی تھی - خصوصاً بادامی ناخنوں پر رنگ حنا کی سُرخی اسقدر دلکش معلوم ہوتی تھی کہ دیکھنے والے کو ہاتھونکی اصلی لاغری کیطرف غور کرنیکا موقع ہی نہیں ملتا تھا - لیڈی لینگپورٹ کے پائون بھی نہایت ہی محرابی - لمبے - اور ایک دوسرے سے بہت ہی ملے ہوے تھے جس سے فی الجملہ وہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے خصوصاً پائوں کی ساخت اور پشتِ پا کی بلندی اور خمیدگی سے اُنکی رفتار مین ایک قابل تعریف نزاکت پیدا ہو گئی تھی اور چونکہ باوجود محض ہڈیوں کا ڈھانچ ہونے کے انھین کوئی ایسی جسمانی کمزوری نہ لاحق تھی کہ اُنکی کمر جھک گئی ہو لہذا اُن کا قد کھڑا کھڑا اور بلند و بالا تھا - علاوہ برین وہ تن کے چلتی تھین - قدم بھی جلد جلد اُٹھاتی تھین - حتیٰ کہ اُنکی چال ڈھال اور عام انداز مین ایک ایسی ادا پائی جاتی تھی جو اُنکی اصلی عمر کا اندازہ کرنے مین آسانی سے دھوکا دیدیتی تھی -

لباس کے متعلق بھی وہ معمولاً اسی قسم کے ڈریس پہنتی تھیں جو حلق سے بالکل ملے ہوے اور لمبی لمبی آستینو کے ساتھ کلائیون تک ہر عضو کو چھپاے رکھتے تھے چونکہ اس قسم کا کوئی مسالہ موجود نہ تھا جو سینے اور بازو نکی لاغری کو اِس حالت مین یک لخت مٹا سکتا کہ وہ نصف سینہ اور آدھی آدھی بانہین کھُلی رکھین - اسلیے اُنھون نے اِس قسم کا ڈریس ایجاد کیا تھا جس سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ یہ لباس نہایت خوش قطع اور صوفیانہ ہے اور صبح و شام دونون وقت یکساں مریب ہے - یہ لباس جو خالص ریشم یا ساٹن یا آبِ روان کا ہوتا تھا - اپنی تراش خراش میں اسقدر خوشنما تھا کہ آدھا دھڑ سانچے مین ڈھلا ہوا نظر آتا تھا اور اُسکی آستینوں مین جتک بار دگول اور بھرے بھرے معلوم ہوتے تھے - اب ناظرین حقیقت حال سے آگاہ ہو گئے اور یا تنا انھین بخوبی

جیسے مصورانہ صنعت کے ساتھ گالون پر لگا لینے
سے گل رخسار کی سرخی و شادابی پیدا ہو جاتی تھی
اسی طرح شمالی افریقہ کی مورتس قوم کا تیار کردہ
ایک قرمزی رنگ کا مرہم یا قیروطی قسم کا روغن
تھا جسے روزانہ دو ایک مرتبہ ہونٹون پر پھیر لینے
سے لعل لب کیطرح سرخی اور تازگی پیدا ہو جاتی تھی
اس موقع پر ہم اُس ایشیائی حنا کو بھی نظر انداز
نہین کر سکتے جو ناخنوں پر ایک دلکش اور نظر
فریب سرخی پیدا کر دیتی تھی - اسی طرح اگر ہم پوری
صراحت کرنا چاہین تو اس قسم کے ہزارون روغن
مسالے - اور ادویات بتا سکتے ہین جو ایک
دوسرے کے جزو اعظم تھے اور جیسے اس لیڈی
کو تبدیل ہیئت مین پوری مدد حاصل ہوتی تھی -
اپنی جوانی کے ایام مین ہر لیڈی شپ کے دانت انتہا
خوبصورت تھین اور اُنکا نقشہ بیحد سڈول تھا -
گو بڑھاپے کے عالم مین دانتون کے گر جانے سے
اُنکا دہانہ بیٹھ گیا تھا اور اب وہ قطع بالکل بدل گئی
تھی تاہم مصنوعی دانتونکے چڑھا دینے سے اُنکا
نقشہ پھر کسیقدر اپنی اصلی صورت پر آجاتا تھا -
یہ مصنوعی دانت پیرس کے بنے ہوئے تھے
جنکے نصف درجن جوڑ ہر لیڈی شپ کے پاس
موجود تھے اور ہر جوڑ کی قیمت تین سو پاونڈ کے
قریب تھی - اس صنعت مین زمانہ حال سے زیادہ
کبھی ترقی نہین ہوئی تھی - اور یہ کمال کسیوقت
نہین پیدا ہوا تھا کہ اصلی دانت کی شبیہ پر یہ
گمان کسیطرح ہو سکے کہ یہ انسان کے قدرتی
دانت نہیں ہین جب یہ مصنوعی دانت سرخ
سرخ لبونکے درمیان مین چمکتے ہوئے نظر آتے
تھے تو کسی نوخیز معشوق کے دُرِ دندان کا دھوکا
ہو جاتا تھا -

جب لیڈی لینگپورٹ نے اول روز اپنی
سوکھی ہوئی ہڈیون اور مرجھائی ہوئی کھال کا
ڈھانچ ایسیقل ٹریور کے سامنے پیش کیا تھا
اُسوقت وہ مشکل اُنکی مخفی حالت کو اسقدر
مخدوش سمجھ سکی تھی - لیکن نفس الامر مین یہ
حالت اُسیقدر مخدوش تھی جیسا کہ ہم پیشتر
بیان کر چکے ہین کہ ایک زندہ ہڈیونکا ڈھانچ
ایک کھینٹ اور پوپلی بڑھیا - ایک ہولناک اور
ڈراونی صورت ڈائن جسکی ہر ہڈی پسلی کھال
کے نیچے سے اسقدر بے تکلف نظر آتی تھی گویا
گوشت کا کوئی پردہ حائل نہین - با ایں ہمہ چہرے
کی سخت شکنین اور جھریان جو پیرانہ سری کے
طفیل مین اُتو سے زیادہ نمایان تھین - غازون
گلگونون - اور دوسرے رنگ و روغن کے زور سے
یکقلم صاف ہو جاتی تھین - اسی طرح ایک سیت کے
پوڈر کو نہایت ہی کاریگری سے پپوٹون پر پھیر لینے
سے آنکھونکے گرد سیاہ حلقے معدوم ہو جاتے
تھے - ان دونون ترکیبونکو مصری کحل الجواہر
اور بھی جلا دیدیتا تھا جس سے آنکھین کٹورے
کیطرح صاف اور روشن ہو جاتی تھین - اور

اُسے کوئی شافی جواب نہیں دیتا تھا کہ "ہونہو
خودنمائی ہی کا لپکا ہے"۔

اگر یہ خودنمائی تھی تو عجیب قسم کی! اُن تمام
نسوانی عیوب سے زیادہ حیرتناک جو ایتھل
قیاس کرسکتی تھی ایسے ایک ساٹھ برس کی بڑھیا
اپنے ساؤ سنگار میں اسیقدر لحاظ رکھ سکتی ہے کہ
زیادہ سے زیادہ اُسکی عمر پچاس برس کی معلوم
ہو۔ یہی عورتوں کا خلقی خاصہ ہے اور روزمرّہ کے
اتفاقات میں داخل ہے لیکن وہ عورت جو اپنے
بنے سنورنے میں اِس حد تک مبالغے سے کام
لے کہ اپنے سے نصف عمر والی کی تشکل و تماثل
کرنا چاہے ایتھل کو ضرور تعجب میں ڈال سکتی
تھی۔ اِس سے بھی تجاوز کرکے یہ خیال پیدا
ہوسکتا تھا کہ لیڈی لینگپورٹ تاحدِ امکان اپنی
وشِ لاغری کو چھپانا چاہتی ہیں۔ لیکن یہ
ن گلو سوز اور معجز نما خوبصورتی جسکے پیدا
کرنے میں وہ اسقدر اہتمام کرتی تھیں۔ ایتھل
دریائے حیرت و استعجاب میں غرق کردینے
کے لیے کافی تھی۔

جب ایتھل کو اِسی اُدھیڑبُن میں پندرہ
روز گزر گئے تو ایک دن شام کو وہ ٹہلتی ہوئی
اس عالیشان نعمت خانے کیطرف پہونچی جہاں
پہلے روز دو تصویریں دیکھکے ہمہ تن اُسکا
خیال اُنکی طرف رجوع ہوگیا تھا۔ اُسروز سے
تک ایتھل کو اُن تصاویر کو دوبارہ دیکھنے کا
اتفاق نہیں ہوا تھا اسلیے اُسنے خیال کیا کہ
ایک مرتبہ لیڈی لینگپورٹ کی تصویر کو
دیکھنا چاہیے۔ اِن تصویروں کے سنہری چوکھٹوں
پر باستثنائے اُن اوقات کے جب نعمت خانے
میں مہمان جمع ہوں گرد و غبار سے محفوظ رکھنے
کے لیے ہمیشہ دبیز پردے پڑے رہتے تھے۔
ایتھل نے اِن پردوں کو ایک طرف سرکا دیا
اور دونوں تصویروں کو غور سے دیکھنے لگی۔

**ایتھل**۔ (اپنے دل سے) "اِن تصویروں کو کھینچے
ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہوگا؟ لارڈ لینگپورٹ کی
نسبت تو اسقدر کافی ہے کہ اُنکی تصویر کھینچے
کے وقت اُنکی عمر تقریباً چالیس برس کی ہوگی
لیکن ہر لیڈی شپ کا سِن اُسوقت کیا ہوگا؟
دونوں تصویروں کو مطابق کرنے سے تو اٹھارہ
یا بیس سال سے زیادہ نہیں ظاہر ہوتا (جب
غور سے تصویر پر نظر جاکے) لیکن شکلیں اسقدر
دھوکا دینے والی ہیں کہ کوئی قیاس ناممکن ہے!"

اسیوقت ایتھل کو پشت پر کسیکے پاؤں
کی چاپ معلوم ہوئی اور اُسے فوراً پلٹ کے
دیکھا تو خود لیڈی لینگپورٹ آرہی تھیں۔ ایتھل
سر سے پاؤں تک زرد پڑگئی اور بول اُٹھی۔
"پیاری میڈم! میں خیال کرتی ہوں کہ مجھسے
بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ "پیاری ہرگز خطا!
نہیں نہیں۔ اتنہیں ایسی بات کا خیال ہے!"

معلوم ہو گیا کہ لیڈی لینگپورٹ اپنی سوکھی ہوئی ہڈیونکو کسطرح تیاری کی حالت مین ظاہر کر سکتی تھین اور اپنے مقدس تن و توش کو کس ترکیب سے ایک ۳۵ سالہ زندہ دل اور رنگین مزاج بیوہ کی صورت مین دکھا سکتی تھین۔

باستثناے اس مخدوش لاغری کے (جو بجاے خود ایک خوفناک بیماری سے بدتر تھی) ہر لیڈی شپ کی صحت نہایت ہی عمدہ حالت مین تھی۔ اُنھین کبھی کوئی سخت بیماری نہین لاحق ہوئی تھی اور اگر کبھی کبھی اتفاقیہ طور پر کچھ علیل بھی ہو جاتی تھین تو ایک مزاجدان حکیم کی طرح اُنھین اپنا علاج آپ معلوم تھا۔ اُنکی خوراک بہت زبردست تھی اور معمولاً ایسے خاص کمرے مین پوشیدہ طور پر شکم سیر ہو کے کھا لیا کرتی تھین۔ یہ غذائین مقوی اور زود ہضم ہوتی تھین جو اُنکے ناتوان جسم مین طاقت اور خون کا دورہ قائم رکھتی تھین۔ باوصف ان مقوی غذاؤنکے نہین معلوم کیا سبب تھا کہ وہ ایک مور ضعیف کیطرح خشک اور ناتوان جسم رکھتی تھین۔ لیکن اسقدر زیادتیِ خوراک پر وہ مینوشی کے بارے مین بیحد محتاط تھین۔ عموماً یا اتفاقاً وہ کبھی شراب مین پانی ملائے بغیر نہین پیتی تھین۔ اور وہ بھی بہت ہی خفیف مقدار مین۔ حقیقت یہ ہو کہ اُنھین بہت جلد نشہ ہو جاتا تھا اور الکوہل کے اثر سے اُنھیں اپنے دماغ کے بگڑ جانے کا تمام روے زمین کی شراب خوارون سے زیادہ اندیشہ تھا۔ کیونکہ وہ ایک ردہ ہڈیون کا ڈھانچ۔ ایک متحرک اور سانس لیتی ہوئی برگ کاہ سے مشابہ تھیں۔ اسلیے انھین اپنی نگہداشت پر زیادہ مجبوری تھی۔ آخر مین اس عجیب و غریب راز کے متعلق یہ شک پیدا ہو سکتا ہو کہ اُسکے اخفا مین یہ اہتمام بلیغ کیون کیا جاتا تھا اور غازون گلگونون اور رنگ و روغن کی تہ گل اور ڈریس کے نیچے کُرتیون پر کُرتیان اور بیشمار دوسرے اندر پہنے والے کپڑوں مین کیون چھپایا جاتا تھا۔

کیا ان سب باتوں کا ماحصل خودنمائی تھی جسنے لیڈی لینگپورٹ کو اس عجیب و غریب خطرناک مصنوعی۔ اور نامعقول زندگی پر مجبور کیا تھا؟ کیا یہ محض نمائش پسندی تھی جو گور مین پاؤن لٹکاے کے وقت دامنگیر ہوئی تھی؟ ایام شباب گزرے ہوئے زمانہ ہو چکا تھا۔ شام جوانی کی صبح ہوئے مدت گزر چکی تھی بلکہ اگر ان تمام باتون کا قوی سبب خودنمائی ہی تھی تو کس غرض سے؟ لیڈی لینگپورٹ کسی کا دل قابو مین لانا نہین چاہتی تھین اُنھین شوہر یا کسی چاہنے والے کی تمنا تھی کیونکہ بظاہر ان باتون سے بھی اُنکا دل بھرا ہوا تھا۔ تاہم اگر یہ خودنمائی نہ تھی تو اور کونسی وجہ تھی؟ اینجل کی سمجھ مین کوئی بات نہین آتی تھی۔ روزمرہ وہ اپنے دل سے اسی قسم کے سوال کیا کرتی تھی اور اسکے سوا اُسکا

کیونکر گزرا وکیا مین تمسے کر رسکر رہنین کہہ چکی ہون کہ تم اس مکان کو اُسی نظر سے دیکھ سکتی ہو جسطرح اپنے ذاتی مکان کو وجہان تمہارا جی چاہے جاؤ"

**ایتھل** "آپ بہت ہی خلیق اور نیک مزاج ہین مجھے خوف تھا کہ آپ کہین یہ نہ خیال فرمائین کہ مین آپکی رازجوئی کرتی ہون"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (ہنسکے) احمق چھوکری! رازجوئی بیشک! البتہ اگر تمہین اِن تصویرون کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہو تو مجھسے پوچھو۔ مین بتانے کو موجود ہون"

**ایتھل** "مین یقین کرتی ہون کہ ہزلارڈ شپ کو انتقال کیے ہوئے پندرہ برس کا عرصہ ہوا ہوگا مس کرینڈٹن نے مجھسے یہی کہا تھا"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ ہان اسیقدر عرصہ ہوا۔ یہ تصویر انھین دنون مین کھینچی گئی تھی جب اُنکا انتقال ہوا۔ تم دیکھتی ہو کہ وہ ابھی جوان معلوم ہوتے ہین۔ ابھی اُنکی چالیسوین ہی سالگرہ ہوئی تھی"

اب ایتھل کی نظرین اس رئیس کی شبیہ سے ہٹ کے ہر لیڈی شپ کی تصویر پر آجمین تھوڑی دیر دونون طرف سکوت کا عالم رہا اسکے بعد ہر لیڈی شپ نے آہستہ آہستہ ایتھل کے کان مین کہنا شروع کیا "میری تصویر بھی اُسی زمانے مین لیگئی تھی جسے پندرہ برس کا عرصہ ہوا اسوقت میری عمر پینتالیس برس کے قریب تھی اور اسمین شک نہین کہ مین اپنے شوہر سے چار پانچ برس بڑی تھی۔ مین سمجھتی ہون کہ اس موقع پر تمہارے دلمین کیا سوال پیدا ہوگا۔ کیونکہ تصویر مین مین ایسی کمسن لڑکی معلوم ہوتی ہون جسکی عمر اٹھارہ یا بیس سال کی ہو" (تھوڑی دیر تامل کرکے) "ایتھل! اُسوقت بھی مین اسیطرح ایک چھپی ہوئی بیوہ تھی جسطرح آجکل!"

یہ باتین سُنکے ایتھل ٹریور کو ایک اچنبھا ہوگیا کیونکہ اُسے فوراً خیال گزرا کہ لیڈی لینگپورٹ اپنے شوہر کی حیات مین بھی اسیطرح ایک پیکر خیالی ہونگی جسطرح فی زمانہ۔

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (اُسیطرح چپکے سے) "مین نے اُنھین فریب دیا ہی فریب!"

ایتھل پھر متعجب ہوگئی اور اپنی مالکہ پر ایسی مستفسرانہ نظر ڈالی گویا وہ اُنکے بیان کی توضیح چاہتی ہے۔

**لیڈی لینگپورٹ** "لیکن یہ فریب دوطرفہ تھا! ہم دونون قابل الزام ہین! حسن وعشق کا مقابلہ تھا! ہیرے سے ہیرا خوب کٹتا ہے! یہ ایک عجیب وغریب قصہ ہے! کیا ایتھل تم میری سرگزشت سُننا پسند کرتی ہو؟"

**ایتھل** "مجھے ایسی باتون کا شوق نہین ہے"

**لیڈی لینگپورٹ** "لیکن مجھے یقین ہے کہ تم شوق سے سُنوگی! تمکو ضرور سُننا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ"

یادگار عطاء خلد سبحانی
اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوب علیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ
نمبر ۸ جلد ۶
Vol. 6. No. 8
خدنگ نظر
اردو علم ادب
کے
نے کا ایک نہایت قیمتی۔ خوبصورت
ش نیور جسمین مضامین نظم
ناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
ن ماہوار شائع ہوتے ہین
کسار نوبت رائے نظر اڈیٹر و پروپرائٹر
صد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر
آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

قیصرۂ جاپان

# قواعدِ خدنگِ نظر

۱ یہ ماہوار رسالہ ہر انگریزی مہینے کی **آخری تاریخ** کو شائع ہوتا ہے۔ اسکے **تین حصے** ہیں (حصہ اول مین) **مضامین علمی**۔ تاریخی۔ اخلاقی اور نیچرل نظمین۔ (حصہ دوم مین) **غزلیات** ہمطرح اور نامور شعرا کا غیر طرح کلام اردو۔ فارسی (حصہ سوم مین) مسٹر رینالڈز کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز **ناول** کا ترجمہ۔ ہر حصے کی ضخامت ۱۶ صفحات ہین۔ مکمل رسالہ ۴۸ صفحات پر علاوہ ایک **رنگین طلائی** کام کے ٹائیٹل پیج کے شائع ہوتا ہے۔ بنظر آسانی عام اس پرچے کا ہر سہ حصہ علیحدہ بھی مل سکتا ہے۔ درخواست خریداری کے ساتھ جن حصص کی خریداری منظور ہو انکی تصریح ضرور کرنی چاہیے۔

۲ قیمت ہر سہ حصہ **تین روپیہ** سالانہ۔ کوئی دو حصے جو **خریدار حضرات** پسند کرین **دو روپیہ** سالانہ مین ملین گے۔ کسی ایک حصے کی قیمت **ایک روپیہ چار آنہ** مع محصولڈاک مقرر ہے۔ مربیان رسالہ اور امراء عظام سے ۵ر سے ۱۰ر تک۔

۳ چونکہ اس رسالے کی اشاعت سے محض اُردو لٹریچر کو باقاعدہ اور مفید بنانا منظور ہے لہذا مذکورۂ بالا سبجکٹ کے علاوہ اور کسی مذاق کے مضامین وغیرہ نہین لیے جائین گے۔ اشعار غزلیات بھی وہی منتخب ہونگے جو لٹریچر کے لیے مفید ہون اور فن و زبان کے اعتبار سے قابل اشاعت سمجھے جائین۔ جن حضرات کو اپنے کسی غیر منتخب شعر کیلیے کچھ اعتراض ہو وہ مشہور اساتذہ سے استصواب کر کے اپنا اطمینان کر لین نہ کہ ایڈیٹر کا ہرج اوقات فرمائین۔

۴ نمونے کا پرچہ ۴ر۔ ۳ر۔ اور ۲ر کے **ٹکٹ وصول ہونے** پر حسب تشریح بالا ارسال ہوگا نہ کہ **مفت**۔

۵ ہر ماہ کا پرچہ تاریخ معینہ پر نام بنام ارسال ہوگا۔ اگر احیاناً کسی ماہ مین کسی صاحب کو نہ پہونچے تو ایک ہفتے کے اندر اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا۔ بعد کو نصف قیمت لیجائیگی

۶ اگر کوئی صاحب ایک مقام سے دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تو **وقت روانگی** اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع فرما دین اور اس امر کا لحاظ رکھین کہ تاریخ اشاعت سے قبل اُنکی اطلاع وصول دفتر ہو جائے ورنہ پرچہ نہ پہونچنے کے ہم ذمہ دار نہین۔

۷ جواب طلب اُمور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال ہو ورنہ جواب نہین دیا جائیگا۔ بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔ تمام خط و کتابت بنام **ایڈیٹر صاحب** ہونا چاہیے۔

المشتہر

منیجر خدنگِ نظر لکھنؤ

ساڑھے چار ہزار میل کی چوڑائی میں اسے بر اعظم امریکہ سے جدا کرتا ہے۔

اس ملک کے انگریزی نام "جاپان" اور جاپانی نام "نپن" یا "نیپن" چینی لفظ "جپن" کا ماخذ ہیں جسکے معنی ہیں "وہ سرزمین جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے" یہ نام چینیوں نے جاپان کیلیے اس سا پر وضع کیا تھا کہ وہ اُنکے ملک کے مشرق جانب واقع ہے جو طلوع آفتاب کی قدرتی سمت ہے۔ جاپانی لٹریچر میں اس ملک کا نام "ارض الجبر" یا "مقدس ترین سرزمین" ظاہر کیا گیا ہے۔ ڈائی نپن

جاپان اعظم اس سلطنت کی معمولی نام ہے لیکن لفظ ڈائی بالفعل متروف اور متروک الاستعمال ہو گیا ہے۔

اہل یورب مین اس ملک کو سب سے پیشتر اٹلی کے ایک سیاح مسمی مارکو پولو نے دریافت کیا تھا جسے تقریباً چھ صدیاں گذر چکی ہیں۔ اس سیاح نے جاپانیو کو بہت بڑا دولتمند اور تہذیب و شایستگی سے مشہور بیان کیا تھا اسی خیال پر اتنک کسیقدر یہ امر بھی ملک واقع ہے کہ جب دو سو برس بعد کولمبس مغربی سیاحت کیلیے چلا ہے تو اُسے جاپان ہی کی تلاش تھی۔

عموماً جاپان اپنے خوبصورت مناظر علی الاتصال زلزلوں بیشمار کوہ آتش فشان۔ اور اپنی نازک

# مجمع الجزائر جاپان

## "وہ سرزمین جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے"

سلطنت جاپان کی حیرت انگیز ترقیاں اور اپنے ملک سے اُسکے تعلیمی تعلقات کو روز افزوں ترقی پذیر دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک کے تاریخی حالات کا ایک مختصر لیکن مکمل خاکہ ملک کے روبرو پیش کیا جائے اور اپنے اہل ملک کو اُن حالات سے کم و بیش واقف کر دیا جائے جو بشرط سیاحت جاپان اُنکے لیے مفید و کارآمد ہوں۔ اِس تاریخ میں بہت سی باتیں ایسی ملیں گی جو ہمارے ملک کیلیے خاص توجہ کے قابل ہیں خصوصاً ایک ایسے ملک کے باشندوں کی حیرت انگیز ترقیاں جو قدیم دقیانوسی خیالات کے ساتھ ہزارہا ارضی و سماوی آفتوں میں گھرا ہوا ہو ہمارے لیے قابل رشک ترقی کی شاہراہیں نکالنا ایسی باتیں نہیں جو بے پروائی کی نظر سے دیکھکے چھوڑ دی جائیں اگر ہمت اور اتفاق سے کام لیا جائے تو انسان وہ کام بھی کر سکتا ہے جو فرشتوں کے امکان میں نہیں۔ بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد + اگر خارے بود گلدستہ گردد۔

ایڈیٹر

مملکت جاپان بحر الکاہل کے اُن جزائر متصلہ کا مجموعہ ہے جو ملک چین کے شمال مشرق جانب نصف ماہتاب کی شکل میں اُسے گھیرے ہوئے ہے۔ جاپان خاص مع اپنے ماتحت جزیروں کے دو ہزار میل سے زیادہ طولانی زنجیرہ بناتا ہوا چلا گیا ہے جو جزیرۂ فارموسا (واقع جنوبی چین) سے لیکے جزیرۂ کامسچاٹکا (واقع مشرقی سائبیریا) تک پھیلا ہوا ہے۔ اسکے مشرق جانب بحر الکاہل واقع ہے جو

# کچھ اور دیکھتے

غلام یٰسین "آہ" دہلوی

بچپن کر رہی ہے یہ مختصر کہانی — جب چل دیا لڑکپن اور آگئی جوانی
…چھ اور ہو گیا دل کچھ اور ہو گئے ہم — کھو کھو کے رنگ ملکے ہم رل ملکے کھو گئے ہم
… یہ محتسب سے "معذور دار مارا" — اک بات تھی "سکر نا یا ایہا السکارا"
…سے جدا رہے ہم نقشہ جدا ہی دیکھا — آنکھیں جدھر اُٹھائیں عالم نیا ہی دیکھا
…ہو کر ہاتھوں ہم با کمال ٹھہرے — ہم ذی جلال ٹھہرے ہم ذی جمال ٹھہرے
…تو کیا نہ جانا۔ سیکھا تو کیا نہ سیکھا — سب کام ہمنے سیکھے پر دیکھنا نہ سیکھا
…محبت لگا یا جسنے بہت چڑھایا — جو دیکھنے کا حق ہے وہ دیکھنے مین آیا

ناکامیاب رہنا تقدیر میں لکھا تھا
کیا خاک دیکھتے ہم جب دیکھنا نہ آیا

…و ہماری فطرت جلوے دکھا رہی ہے — اک چیز جا رہی ہے اک چیز آ رہی ہے
…ھنے لگی ضعیفی۔ ڈھلنے لگی جوانی — آنے لگا بڑھاپا۔ ٹلنے لگی جوانی
…ے ہے اصولِ نیچر آخر کو رنگ لائے — اور مضمحل قویٰ نے رہ رہ کے گل کھلائے
…صا مین کیا رکھا تھا۔ ڈھانچے مین کیا دھرا تھا — اک موت کا فرشتہ سر پر کھڑا ہوا تھا
…حران کے جھونکے۔ جیسے کی گلستانیں — مرنے کی شکل دیکھی آئینہ جہان مین
…ک مین ملے ہم یاد آ گیا کہ ڈھلنا — قسمت پکار اُٹھی "اب دیکھنا" "سنبھلنا"

ہڈی لگی چٹخنے۔ چھُٹنے لگے پسینے
واقع مین عمر بھر کے پھر بدلے لیے زمین نے

…ھیں جو بند کر لین گویا کہ کچھ نہ دیکھا — پایا کہ کچھ نہ پایا۔ دیکھا کہ کچھ نہ دیکھا!
…۔ تن بدن کی رگ رگ رہ رہ کے جل رہی ہے — اور دیکھنے کی حسرت دلمین مچل رہی ہے
…نے مین رہگیا دل۔ دل مین رہی تمنا — "کچھ اور دیکھ لیتے" یہ رہ گئی تمنا

صناعیونکے لیے مشہور ہو لیکن جو امر خاص طور پر قابل ذکر ہو وہ اسکے قدیم خیالات کی حیرت انگیز
تبدیلی ہو۔ کہا جاسکتا ہو کہ مشرقی اقوام مین جاپانیون کے برابر کسی قوم نے تمدنی ترقی مین سرگرمی نہین
ظاہر کی۔

**وسعت** جاپان خاص مین چار بڑے بڑے اور ہزار ہا چھوٹے چھوٹے جزیرے شامل ہیں ہانڈو
سب سے بڑا اور وسطی جزیرہ ہو جسکی وسعت برطانیہ سے بڑھی ہوئی ہو۔ **یزو** کی وسعت دوسرے درجے
پر ہو جو شمال جانب واقع ہو۔ **کیوشیو** (جسمین نو صوبے ہین) اور **شکاکو** (جسمین چار صوبے
ہین) ہانڈو سے جنوب مشرق جانب واقع ہیں۔ **کیورائل** اُن پتھریلے جزیرونکا طولانی سلسلہ
ہو جو کامسچاٹکا سے یزو تک پھیلا ہوا ہو۔ روسی زبان میں اس سلسلے کا نام "حقہ نوش" ہے یہ
نام اسوجہ سے رکھا گیا ہو کہ ان جزیرو مین بیشمار کوہ آتش فشان اپنا دھواں چھوڑا کرتے ہین ۱۸۷۵ء
مین یہ جزائر روسیون نے جنوبی **سگھالین** کے معاوضے مین جاپانیونکو دیدیے تھے۔ **لوچو** یا جاپان
کے ریوکیو جزائر میں مونگے کے درختون کا ایک وسیع تختہ ہو جو جاپان اور فارموسا کے درمیان واقع
ہو۔ جاپان کا کُل رقبہ ایک لاکھ پینسٹھ ہزار میل مربع ہو اور آبادی بیالیس ملین [42]۔ جو وسعت اور
آبادی مین قریب قریب احاطۂ مدراس اور اُسکی متعلقہ دیسی ریاستون کے برابر ہو۔

**قدرتی ساخت** جاپان کی نیچرل بناوٹ ایک سمندر مین ڈوبے ہوئے کوہستانی سلسلے کی
چوٹی سے مشابہ ہو۔ کنارونکے پاس سے اسکی زمین ایکدم سے گہرے پانی مین چلی گئی ہو سواحل عموماً
تیز موجونکے ٹکرانے سے کٹ گئے ہین لیکن جابجا ریگ کے ٹیلوں نے اُنھیں بھر دیا ہو اور سطح ہموار
کردی ہو وسطی سمندر مین ہزار ہا چھوٹے چھوٹے ٹاپو سر نکالے ہوئے نظر آتے ہین جو ہانڈو۔ کیوشیو
اور شکاکو کے درمیان مین محدود ہو۔ ایک دھارا کا نام **کالی نہر** ہے جسکا پانی سمندر کی بہ نسبت بہت
گرم ہو اور جو فارموسا سے سواحل جاپان کو سیراب کرتی ہوئی شمال مشرق جانب ایک مقام پر گرتی
ہو۔ جاپان کا بہت بڑا حصہ کوہستانی ہو۔ ہانڈو کے اس سرے سے اُس سرے تک غیر مسطح پہاڑونکا
سلسلہ ہو جسکی چوٹیان آٹھ ہزار سے نو ہزار فیٹ تک بلند ہین۔ **فیوجی سان** یا کوہ فیوجی ایک
آتش فشان پہاڑ کا نام ہو جسکی آتش فشانی سرد ہو گئی ہو۔ اسکی بلندی زمین سے بارہ ہزار فیٹ
اونچی ہو۔ یہ پہاڑ ایک خوبصورت نکیلی اور گاؤدم شکل کا ہو جسکی چوٹی سال کے زیادہ حصے تک

جسم کی تعریف "ماله ابعاد ثلاثة او یترکب من جوہرین"۔ جوہر کی تعریف "مایقوم بنفسه"۔ طبیعت کی تعریف "وہی التی جبل علی الجسم"۔

مد، فیاض نے ہمین ایک ایسی قوت عطا فرمائی ہے جسکی بدولت ہم طبیعت کے وجود پر
[illegible] جسمی تعلق کے ویسی ہی دلیل رکھتے ہین۔ جیسے جسم کے وجود پر ہمین شہادت حاصل ہے۔
انسان کے لیے "عقل" اسی قدر مفید ثابت ہوئی ہے جتنی جسم کے لیے روح یا چراغ
کے لیے روغن یہی انسان مین اور حیوان مین امتیاز پیدا کرتی ہے۔

عقل کی تعریف "و ہو جوہر مجرد عن المادة فی ذاته و افعاله"۔

[illegible] ایسے ہی ایسے متعدد جوہر انسان مین پائے جاتے ہین جنھوں نے موجودات عالم اور قدرت کے
[illegible] جانب انھیں توجہ مبذول کرنیکی ہدایت کی ہے۔ اگر ہم اسی کو سوال کا جامہ پہنائیں کہ ہمیں عالم
[illegible] ات اور فطرت کے اصول کیطرف متوجہ ہونا چاہیے یا نہین؟ تو حالت انکار مین شاید ہم مین
[illegible] ہیں کوئی امتیازی تفاوت باقی نہ رہے جو جنگل مین پڑے گھانس چر رہے ہین اور مطلق اس بات
[illegible] نہیں کرتے کہ یہ گھانس ہماری غذا کیونکر ہوئی؟ اور کیوں ہوئی؟ اور یہ کیونکر سرسبز ہوئی؟
[illegible] سرسبز رہا کرتی ہے؟ ایس کیا کیا فوائد ہیں؟ کذا و کذا و نعم ما قیل ؎

اے رتا تیر و نے رفتہ را آگاہ     پیش حیوان چہ زعفران چہ گیاہ

قدرت کے فیاض ہاتھوں سے ہمیں "شعور" جیسی بے بہا نعمت ملی ہے تو ہمین لازم ہے کہ حیوانیت
[illegible] باد کہکر انسانیت برتیں جو کچھ دیکھیں اُسمیں عقل لڑائیں سمجھیں تعلیم پائیں۔ آپس کی علمی قیل و
[illegible] سے تحقیق بڑھائیں خود دیکھیں تو دوسرے کو بھی دکھا کر پوچھیں کہ شاید اُسکا دماغ دل کی مدد سے
[illegible] نئی بات پیدا کرے خود سمجھیں تو دوسرے کو بھی سمجھا کر اپنے خیالات پختہ کرلین۔ الحاصل جب

---

جسم کے لیے تین بُعد ہیں (طول - عرض - عمق) یا دو جوہرون سے مرکب ہو۔ ۱۲

جوہر وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو۔ ۱۲

طبیعت وہ ہے جو جسم پر مقرر کی جائے۔ ۱۲

عقل ایک مادہ الگ تھلگ ہے اپنی ذات میں اور اعمال مین ہم نے ان تمام منطقی تعریفوں مین اسلیے زائد
[illegible] بحث سے کام نہیں لیا کہ اصل مطلب رہجاتا اور فروعی بحث میں کہاں سے کہاں پہونچ جاتا۔ اہل دانش و علم خود ہی سمجھ لینگے۔ ۱۲

دُنیا مین ہمنے دیکھا سب کچھ مگر نہ دیکھا
کیا یہ بھی دیکھا ہے جو دیکھکر نہ دیکھا؟

غلام یٰسین آہ دہلوی (مقیم کلکتہ)

# عالمِ اجسام

دیل کا فلسفیانہ مضمون مولوی غلام یٰسین صاحب آہ دہلوی کے تراوش قلم کا نتیجہ ہے جسمین اُنھون نے بہت بڑی حکیمانہ تحقیقات سے کام لیا ہے۔ چونکہ مکمل مضمون ہمارے سامنے نہیں ہے اسلیے ہم اسپر کوئی قطعی راے قائم کرنے سے معذور ہیں۔ اِن قدیم علوم کی تحقیق کے لیے ضرورت ہے کہ سنسکرت لٹریچر سے بھی وقفیت پیدا کیجائے عربی کتابین اس ضرورت کو کماحقہ پورا نہیں کرسکتیں۔

## تمہید

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کل دو عالم ہین "عالم امر" (جسمین روح بھی ہے) اور "عالم خلق" (جسمین آپ ہم ہین اور یہ ساری کی ساری دُنیا) "عالم اجسام"۔ عالم خلق سے ہے۔ یہ وہ عالم ہے جسمین محسوسات کو دخل ہونے کے علاوہ ہستی کی دل خوش کن صورتین نظر آتی ہیں یہ عالم ممکنات کی قدرتی شہادت ہے اور مصنوعی اشیا کا مخزن! اسمیں "اشرف چیز" انسان ہے انسان کی تعریف "حیوانٌ ناطقٌ" حیوان کی تعریف "جسمٌ[ا] نامٌ حساسٌ متحرک بالارادۃ" نطق کی تعریف "قوۃٌ[۲] متفکرۃ فی الجنان"۔

اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو یہ عالم اجسام کی ساری کائنات حضرت انسان ہی کیلیے ہے جو صانع مطلق کی بینظیر دستکاری کا ایک نمونہ ہے۔ انسان دو چیز سے مرکب ہے - ایک "جسم" دوسری "طبیعت"۔

---

[ا] ایک جسم بڑھنے والا حرکت کرنے والا ارادے کے ساتھ۔ ۱۲

[۲] دلمین ایک قوت متفکرہ ہے۔ ۱۲

فتاب صبح و شام طلوع و غروب ہوتا ہے اسکے متعلق سمجھ نہین پڑتی جو کچھ کرشمے نظر سے گذرین سکی چھان بین ضرور ہونی چاہیے۔

مگر یہ ان خیالات سے پہلے ہیل متاثر نہین ہوے کہین ہزار برس کے بعد جو پیدا ہونگی جماعت نے (جو جانورونکی حفاظت کی وجہ سے جاگ جاگ کے رات کاٹا کرتے تھے) دریافت یا جنھین بیکار بیٹھے ہوے اختر شماری سے بعض ستارونکی حرکات معلوم ہوئی تھی اور رات کے ت کے تعین کیلیے چند ستارونکے نام رکھ لیے تھے جسکی انتہا یہ ہوئی کہ عمل زراعت اور مسافرین رہنمائی اور موسم کے تغیرات مین بہت بڑی مدد ملی۔

اُسوقت کے ذی علم اور دانشمندوں نے ایسے طور پر قواعد منضبط کیے اور ایسی تحقیقات حاشیے چڑھائے۔ کچھ توہم کو دخل دیا۔ جو بات سمجھ مین آئی کہدی۔

چنانچہ دو ہزار برس قبل عیسیٰ علیہ السلام کے تاریکی اور روشنی کے خداؤنین باہم جنگ کا جاتا تھا۔ اور یہ بات مسلم سمجھی جاتی تھی کہ جب روشنی کا خدا غالب ہوجاتا ہے۔ دُنیا بھر مین روشنی یا کرتی ہے جسے ہم دن سے تعبیر کرتے ہین۔ اور جب رات کا خدا فتحیاب ہوجاتا ہے معاملہ برعکس نظر آتا ہے وید[۱] مین یہ جملے کسی قدیم علم ہیئت کی کتاب سے اخذ کیے گئے ہین۔

"کیا آفتاب پھر طلوع ہوگا۔ کیا روشنی پھر نمودار ہوگی۔ کیا تاریکی کا دیوتا روشنی کے دیوتا سے زیت پائیگا۔" ان جملون نے ثابت کردیا ہے کہ ہمارے بھولے بھالے سلف کو یہی گمان تھا کہ لی رات کے بعد دن نکلے یا نہ نکلے۔ حالت مغلوبی مین ہماری مراد ضرور برآئیگی ورنہ مشکل!

مورخ بیمثال مسٹر فریزر ٹیلر یورپ کا مشہور ادیب اور مدرس جیسے "لارڈ ووڈ ہوسلی" نی کہتے تھے جسکی بے تعصبی کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ اہل ہنود کی تاریخ مین لکھتا ہے۔

"ہندوہ عظیم الشان مدرسہ تھا کہ جہاں سے یورپ کے مہذب قدمانے حرفان صنائع و بدائع ون وعلوم کا ~~اقتباس~~ کیا۔"

بہرکیف اُمکا بیان ہے کہ کچھ "او یر ایک قرن کے" حکماے فرانس نے سامیون کے نوشتونکے خطے سے (جسمین مواقع اجرام فلکی مندرج تھے) گواہی دی کہ کس عجیب و غریب طور سے اُن یم لوگون مین (یعنے ہنود مین) علم ہیئت کا کمال تھا۔

[۱] اگر وید مقدس سے پہلے کوئی کتاب دُنیا میں موجود تھی تو اُسکا حوالہ دینا لازمی تھا ورنہ یہ خیال غلط ہے۔ ادہل

روے زمین پر بسے ہوے ہین تو ضرور ہی کہ یہ باتین بھی جانین ؎

(۱) زمین کیا ہی؟ اسکی ترکیب کیونکر ہوئی؟ اسکی صورت کیا ہی؟ یہ کیونکر واقع ہی؟

(۲) آسمان جو ہمیں کبودی رنگ کا سائبان دکھائی دیتا ہی کیا ہی؟

(۳) کچھ دیر روشنی اور کچھ دیر تاریکی یعنے چہ؟ رات کیونکر دن سے مبدل ہوتی ہی اور دن کیونکر رات سے مبدل ہوتا ہے

(۴) یہ فصلوں کا اختلاف کہان سے ہی؟

(۵) یہ آفتاب جہانتاب اپنی شعاع سے ہمین مسرور اور اپنی حرارت سے ہمیں محرور کیونکر کرتا ہی؟ آفتاب ہمسے کتنی دُور ہی؟ اور یہ ہی کیا؟

(۶) یہ لطیف شے "ماہ" اپنے نورانی پرتو سے ہماری تاریک اور کالی کالی راتیں کسطرح روشن کرتا ہی؟ اور ہر رات اُسکی حالت کیون متغیر معلوم ہوتی ہی۔ کبھی ہلال کبھی بدر کبھی یہان کبھی ظاہر یہ کیون؟

(۷) یہ چھوٹے بڑے ستارے جو ہمین بیحد اور بیحساب محسوس ہوتے ہین آخر ہین کیا؟ کہان سے نکل آتے ہیں؟ اور کہان غائب ہو جاتے ہیں؟ انھیں رات کی رات دیکھ لیجیے۔ دن ہوتے ہی غائب۔ یہ کسلیے؟

وقس علی ہذا ایسی ہی ایسی باتوں کا (جو حسب استعداد ہر شخص کے خیال مین بخوبی آ سکتی ہین) "علم ہیئت" جواب دے سکتا ہی۔

## علم ہیئت

یعنے "علم الافلاک" تمام موجوداتِ زمین و آسمان سے عبارت ہی جسکی بعض جزء سے سورج چاند ستارے بھی ہین۔

"علم ہیئت" علوم قدیم سے ہی۔ اسکی ابتدائی صورت ظلمت کے سیاہ پردے مین کچھ ایسی چھپ گئی ہی کہ کچھ پتہ نہین چلتا۔ اور اُسکا عکس تاریخی صحیفوں کے آئینوں پر نہین پڑتا۔ بس ایسی قدر معلوم ہوا ہی کہ بنی نوع انسان کی نظرین پہلے پہل جب کواکب پر پڑین۔ تعجب سا ہوا کہ یہ کیا شے ہی؟ لہذا کوشش کیگئی کہ اُنمین سے کسیکی شناخت ہو جائے۔

اور چونکہ یہ سب کے سب ایک ہی کینڈے کے ہین اور ایسے مخلوط کہ آنکھین دھوکے مین آجاتی ہین۔ اِس اجتماعی ہیئت مین کسی کسی کا تو نام رکھا جائے۔ سب نہ سہی دس پانچ ہی سہی! یہ

مشہور کیا - پھر بانے والون نے اپنے سے قبل والوں کی ناقابل لغزشوں کی اصلاح کی - اور پھر
قرن مین اس علم کی جداگانہ تدوین ہوتی رہی -

تواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ اسکندریہ کے معروف مدرسہ کے
چید علما کی ایک جماعت نے منجمین متقدمین کی تمام تالیفات وتصنیفات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ
اُس مدرسے کی لائبریری مین جمع کیا تھا اور حاکم وقت نے خرچ و اخراجات کی کفالت کی تھی -

اُس جماعتِ کُملا مین دو شخص اعلیٰ درجے کے منجم تھے اور ہیئت دان ! جو شہر بھر مین
دُنیا مین بہت عزت کے ساتھ لیے جاتے تھے -

ایک ہیپارکس[1] یونانی - دوسرا بطلیموس[2] مصری -

دو سو برس قبل از میلاد ( ؟ ) اس کا دورہ تھا شہر بروسہ کے نواح میں ایک قصبہ ازیق " ہے
اس حکیم کی ولادت ہوئی - اول اسی نے جغرافیہ کا طول وعرض سمجھا - اسنے ایک فہرست ستاروں کی
تھی جس سے تبدیلات کواک اچھی طرح سمجھ میں آجاتے تھے -

اعتدالی نقطوں کی حالتِ رجعیّہ کا کشف اسکے لیے باعث فخر و موجب اعزاز ہو جس سے اسکے
محروم تھے - ہیپارکس کے زائد حالات نظر سے نہیں گذرے وا لا ضرور قلمبند کیے جاتے ۱۱

ایک سو تیس سال میلاد کے قبل اسکی ولادت ہوئی - علامہ سپہر کاشانی ہبوط آدمؑ سے ۵۷۱۶ برس
ولادت بتاتا ہی - مولانا خادم علی مرحوم نے ہبوط آدمؑ سے ۵۷۹۶ سال بعد ولادت کا پتہ دیا ہے
عمر ۷۸ برس لکھی ہو - بہرکیف بطلیوس یونان کے ہمدسوںمین سے ہو - بعد تحصیل علوم حکمت اسکندریہ میں
رس ہوا - اور حکمت کے تمام آلات اور سامان جو اگلے حکما کی ایجادات سے تھے جمع کیے -

بطلیموس پہلا شخص ہو جسنے اصطرلاب ہیئات اور تسطیح کرۂ آلات نجوم" اور رصد کی مقیاس ہو
ظاہر کیا اپنی خداداد طبیعت کے زور سے عجیب عریب آلے حکمتی ایجاد کیے -

بعض کا یہ خیال ہو کہ سب سے پہلے " ارجس "نے اعمال اور آلات رصد کی بنیاد ڈالی مگر تحقیق
یہی کہتی ہو کہ تصحیح و توضیح اعمال ریاضی اور آلات رصد کہ جو آج کام میں لائے جاتے ہین بطلیموس
کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہیں -

بطلیموس نے ستاروں کی سیر اور حرکات فلک کی رصد بنائی تھی جیسا کہ خود اُسنے کتاب ص

جدولوں کا ایک مجموعہ یعنے تقویم جو کہ حال مین براہمہ سے جنٹل نے دستیاب کی۔ ایک ایسی قدیم اور ماضیہ زمانے کی خبر دیتی ہی جسکا آغاز ۳۱۰۲ برس قبل مسیح ہوا تھا۔ اور جو "کال یوگام" کے نام سے مشہور ہے متاخرین براہمہ اِن جدولون پر عمل کرتے ہین۔ مگر سچ پوچھیے تو اصل اصول ہی بے بہرہ ہین گو کہ "بیلی" نے ثابت کیا ہی کہ جسپر متاخرین عمل کرتے ہین یہ وہ ہی سابق کی تقویم ہی۔ اہالی یونان اور خالدیہ کو جانے دیجیے وہ اِس سے محض بیخبر تھے" مگر ہمین تو یقین نہین آتا۔ واللہ اعلم بالصواب

"یونان" کے ابتدائی رسالے میں یہ بات بڑے پایے کی سمجھی جاتی تھی کہ خدا ہر روز ایک آفتاب گڑھ کے بھیجتا ہی جسکے ہاتھوں ہمین تاریکی سے نجات ملتی ہی۔ اور یہ سورج شام کو سمندر کے اندر داخل ہوجاتا ہی"

بعض مورخین کا قول ہی کہ علم ہیئت کا مخترع "سام" ہی جسکا زمانہ نوح علیہ السلام کے ۷۰ سال قبل تھا اور بعض کہتے ہیں جمشید بادشاہ نے ۲۷۰۰ برس طوفان کے قبل "علم ہیئت" کا اختراع کیا۔

مگر ہمین تو شک نہین کہ پہلے پہل اِس علم کے قواعد کی داغ بیل بابل والوں کے ہاتھوں سے پڑی جنھوں نے تحصیل علوم مین سخت سی سخت ریاضتوں سے کام لیا ہی۔

ایک لائق مورخ لکھتا ہی کہ علم ہیئت کا موجد "لی بس" ہی جو "جیل ڈی آئیں" بطور دیوتاؤں کے پوجا گیا تھا۔ اور اِسکے پوجنے والوں نے ایک بڑا سا مینار تعمیر کرایا تھا جسکا نام "بیل دیوتا" رکھا اور ایک مدت تک اُسکی بھی پرستش کرتے رہے۔

میری رائے مین تو موجد اُسی کو کہا جا ہیے جسنے بالاعلان سب سے پہلے کہا ہو کہ "یہ وہی سورج ہی جو کل نمودار ہوا تھا اور آئندہ ہمیشہ نکلا کریگا"

یہانتک نافہمی بڑھی ہوئی تھی کہ سکو ہی یقین تھا کہ افریقہ کے اُسطرف آسمان و زمین دونون ملجاتے ہین۔ ایسے مین یہ غنیمت نہین ہی؟ کہ اتنی تمیز پیدا کر لیجائے۔ سورج کو ایک مان لیا جائے۔ اور اُسکی گردش کا اقرار کیا جائے۔ ہر روز کے لیے نیا سورج نہ کہا جائے۔ فافہم

فرانس کا ایک نامی ہیئت دان لکھتا ہی کہ علم ہیئت نے پہلے ہند مین پھر مصر اور ختا اور بابل اور ایران مین شہرت پائی۔ اور ہر ملک کے علما و حکما نے خاص توجہ سے اِس علم کو

موصوف الصدر) لکھتے ہین کہ تیرھوین قرن کے وسط مین ایک بڑے عالم انگلشیہ راہب
وسـ بیکن نے نمود کی - اس شخص کی قوت آخذہ اس پیمانہ پر تھی کہ گویا وہ جملہ علوم سلف کا
خیرہ تھا - اُسنے علم ہیئت اور مناظر اور کیمیا اور طب اور دستکاری مین بہت سی نئی نئی
رآمد باتین ایجاد کین - آئینون سے دوربین تیار کرنے کا اختراع اسی کی قوت عقل کی تراوش ہو -
بحرین

## "اقوال"

حکمت ایک درخت ہو جو دل مین اُگتا ہو اور زبان سے پھل دیتا ہو -
) جو کوئی بڑی حمرچاہے - دل سے سختیون اور مصیبتو کے جھیلنے کیلیے تیار رہے -
) جو کوئی دوسرو کی سرگزشت سے نصیحت نہ پکڑے دوسرے اُسکی سرگزشت سے نصیحت اختیار کرین -
) آدمی مال کو قید کرتا ہو مال اُسے -
) سب بڑے آدمیون سے زیادہ بُرا وہ ہو جسکا فعل اُسکے قول کے مطابق نہو -

بطلیموس نے ایضاحِ حرکاتِ ماہ و سیارہ کی غرض سے ایک نقشہ تیار کیا - گو کہ وہ طبیعی قاعدہ

نقشہ طرح بطلیموس
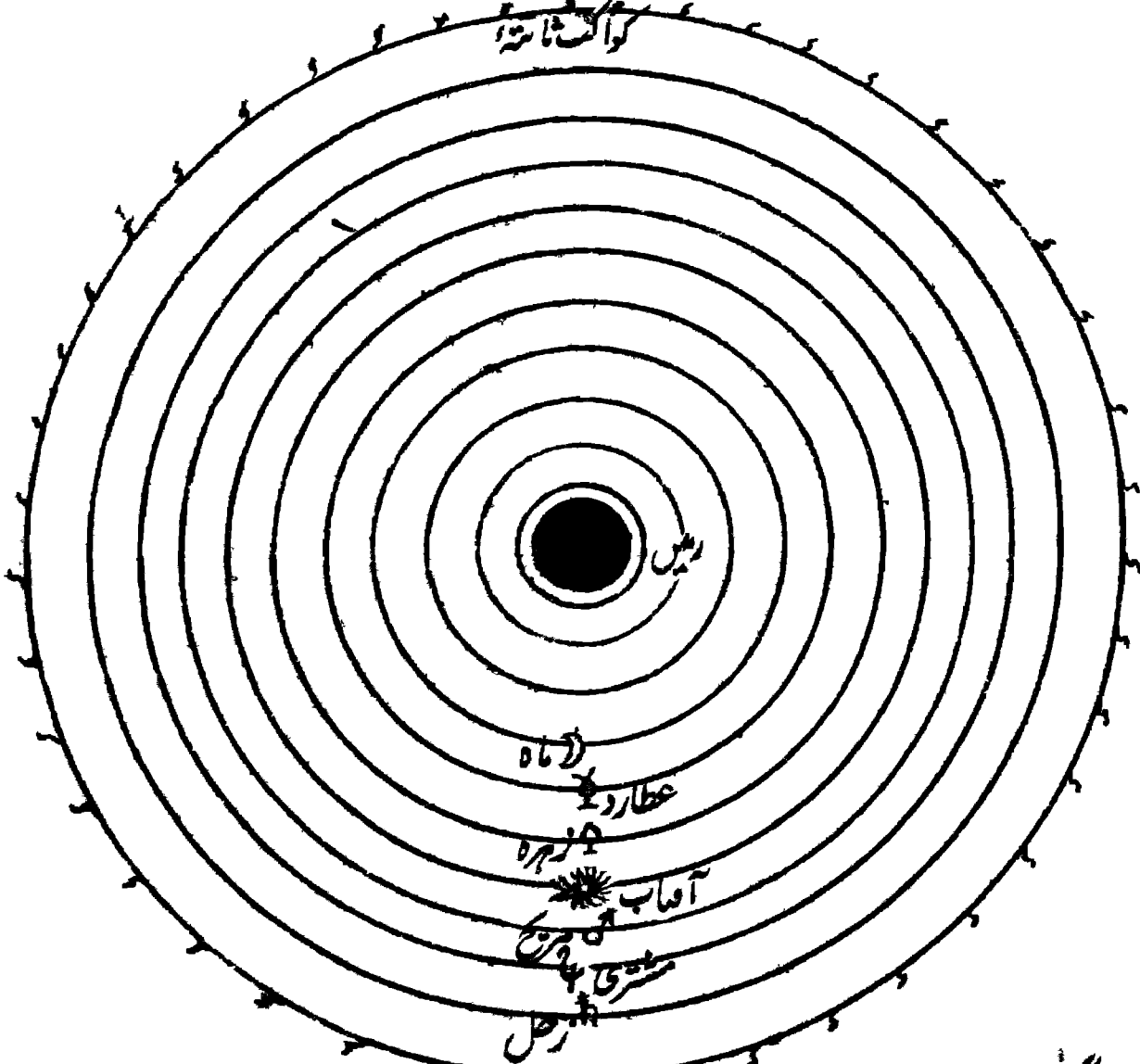
کے خلاف ہو مگر پھر بھی اس اختراع سے اُسکے ذہن کی رسائی ظاہر ہوتی ہو جو لائق ہزار تحسین ہو +

یہ دونوں مقدس فن آئین اسکندریہ کے نامی مدرسے کیلیے رحمت کا حکم رکھتی تھیں ہزاروں کیا لاکھوں کو فیض ملے سب سے زائد ترقی انھیں کے زمانے میں علم ہیئت کو ہوئی۔ انکے بعد کے جتنے منجمین اور ہیئت دان ہوے سب نے اس علم شریف کو دن دونی رات چوگنی رونق دی۔ اور دوربینوں کے ذریعے سے ستاروں کا معائنہ کیا۔ چنانچہ مسٹر مٹلر

مجسطی نے تیسرے مقالے کی تیسری نوع میں ذکر کیا ہے۔

زمانۂ سلف سے اب تک کسی نے بھی مجسطی کے مثل کوئی کتاب تصنیف نہیں کی بلکہ فضل بن یحییٰ تبریزی اور محمد بن جابر اور ابو ریحان خوارزمی جیسے فاضلوں نے اس کتاب پر شرحیں لکھتے وقت جسقدر زیادہ تحقیق اور چھان بین کی اُسیقدر اعتراف کے ساتھ بطلیموس کی کمالیت کی گواہی دی۔

اس کتاب کے تیرہ مقالوں کا ترجمہ عربی میں پہلے چند یونانی حکما نے یحییٰ بن خالد برمکی کے حکم سے کیا مگر وہ یحییٰ کو پسند نہ آیا یحییٰ نے ابو حسان اور سلم کو ترجمہ کی تکلیف دی جن کا ترجمہ یحییٰ نے بہت پسند کیا اور بطور تابی کیلیے حجاج بن مطر اور ثابت بن قرہ اور اسحٰق کی خدمت میں پیش کیا تاکہ اصلاح ہوکر تمام اغلاط سے مبرا ہو جائے محقق طوسی نے اسے عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا جو اب تک ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

بطلیموس کی تالیفات سے ایک اور رسالہ ہے جو اُسنے اپنے "سوری" نام شاگرد کیلیے تصنیف کیا تھا اسکی نقل عربی میں ابراہیم بن الصلت نے کی۔ اور حنین بن اسحٰق نے اصلاحی ریویو سے اُسے مزین کیا

بطلیموس کی تصانیف سے ایک اور کتاب ہے جو بطلیموس نے نقش زمین کی صفت میں لکھی کندی نے اسے بھی نہ چھوڑا۔ عربی میں ترجمہ کردیا۔

بطلیموس ہی نے سبعہ اقلیم کی تقسیم کی۔ اور ملک افریقہ کے حالات دریافت کیے۔ اسکی عمر کے تمام حصے اسکندریہ ہی میں گذرے۔

تاریخ التواریخ میں ہے کہ بطلیموس کھانا بہت کھاتا تھا۔ اور روزہ زیادہ رکھتا تھا۔

"حلیہ"

قد میانہ۔ رنگ سپید۔ بائیں رخسار پر ایک سُرخ سا تل۔ ٹھوڑی پر بہت گھنے بال۔ دانت کھلے کھلے جدا جدا۔ بولی میٹھی۔ قوا درست۔ عمر طبعی ۸۷ برس۔

۴

پہلے سب آنکھون سے بغیر کسی آلے کے ستارے دیکھتے تھے مگر گلیلیو نے ایسے آلے تیار کیے جس سے ہزارون فرسخ کے ستارے نزدیک نظر آنے لگے۔ اور ہزارون ملین کے بُعد کے غیر مرئی ستارے جو ہرگز دیکھنے مین نہین آتے تھے۔ اس ذریعے سے صاف صاف نظر آنے لگے۔ جسکی انتہائی ترقی پہلے دُوربین کے نام سے مشہور ہوئی پھر جب اُسکی وضع اور قوت مین غیر محدود ترقی ہوئی تو وہ "ٹلسکوپ" بنگئی اور دنیا والے بھی ٹلسکوپ ہی کہنے لگے۔

اِن تمام اسباب نے ستارون کی شناخت کرا دی۔ اور ایسا کشف حاصل ہوا کہ تعین مدار و حرکات کواکب اور ہیئت جامعہ تمام ظاہر ہو گئی۔

جو ستارے دیکھنے مین ایک روشن نقطے سے زائد نہین معلوم ہوتے تھے اب بدر کامل سے بھی بڑے نظر آنے لگے۔

کوپرنیکس نے (جسکا نام مین لکھ چکا ہون) حتی الامکان کچھ کم مدد اس علم کو نہیں پہنچائی بلکہ یہ علم ہمیشہ اسکا ممنون رہیگا۔

بطلیموس کے نقشے مین اسکی اصلاح ایک طور پر ہوئی پھر اسکے نقشے مین متاخرین نے ایک طور کی اصلاح دی۔

---

اکا بھی قائل تھا۔ اور عجیب وغریب مسائل حکمت کا مخترع۔ ۱۲

۵۔ گلیلیو ۱۵۶۴ء مین شہر "پیسر" کے کسی محل مین پیدا ہوا۔ تھوڑے ہی عرصے مین علوم ریاضی کی تحصیل کی اور عین جوانی مین مدرسۂ دار العلوم کا مدرس ہوا

اسنے اول تو ٹلسکوپ تیار کی پھر اُسکی مدد سے چاند کی اختیاری حرکات منکشف کی اور چاند کے پہاڑون کے ارتفاعات کی پیمائش کے طریقے معین کیے۔

غرضکہ اسی طرح اسکی بہت سی ایجادین ہین۔ کہانتک بیان کیجیے ۱۶۴۲ء مین شہر فلورانس کی سرزمین مین انتقال ہوا۔ ۱۲

* کوپرنیک نے اس نقشہ میں اصلاح دی اور زمین کے "ثابت" ہونے کی تردید کی۔ اور ایسے طور پر ایک نقشہ کی بنیاد ڈالی جسمیں آفتاب کے گرد اگرد سب ستارے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ اور زمین بھی ایک ستارے کی طرح پہلو پر دوڑی جاتی ہے۔ ہم آگے چلکر وہ نقشہ بھی دکھاتے ہیں اور اُسمیں جو کچھ ترمیم ہوئی وہ بھی عرض کیے دیتے ہیں۔ ۱۲

اگرچہ یہ علم بعدہ جاتا رہا تھا۔ مگر اسے "گلیلیو" نے پھر ظاہر کیا۔ جسکی سر اسکی ایجاد کا سہرہ بندھا

مسٹر گلیلیو نے ۱۶۰۹ء مین دُوربین بنائی۔ اور زہرہ کے تغیرات اور نیریں کے محو شامات اور اعظم السیارات کی حرکات کو اُسکے اقمار کے ساتھ دریافت کیا۔

گلیلیو کی لاجواب دُوربیون نے اس دلیل کو پندرہ برس کے بعد ثابت کیا کہ شمس اپنے محور پر متحرک ہے اسمین کچھ شک نہین کہ کوپرنیک ۱۵۴۳ اور کیپلر ۱۶۳۰ اور گلیلیو ۱۶۴۲ کے زمانے مین علم ہیئت کے اختراعات میں اچھی افزونی ہوئی۔

<sup>٭</sup> کوپرنیکس یہ پہلا حکیم ہے جسنے "زمین کی گردش آفتاب کے گرد" کا اقرار کیا۔ اور ملک ملک اپنی رائے کو مشتہر کیا۔ اور سیکڑوں اپنے ہمخیال بنا لیے۔

کوپرنیکس سے ایک بہت بڑی غلطی واقع ہوئی۔ اسنے متحرک ستاروں کو دائرہ تصور کیا۔ صرف اسی ایک غلطی سے سیکڑوں حوادثات آسمانی کے مسئلے لاینحل رہے

۱۵۳۶ء مین معروف منجم ڈانمارکی نے کوپرنیکس کے سہو کی اصلاح کی مگر چونکہ وہ خود بطلیموس کا مقلد تھا اور سکون زمین کا قائل! اسلیے کامل طور پر ترمیم اور تردید نہین ہوئی اور معاملہ بگڑ گیا!!

یہانتک کہ اسکے شاگرد "کیپلر" نے تحقیق کے اسٹیج پر قدم رکھا جسکی گھٹی میں جدید علم ہیئت کے مسئلے پڑے ہوے تھے پھر کیا تھا اسنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ بتا دیا بگڑی ہوئی بات بنا دی ۱۲

یوحنا کیپلر ۱۵۷۱ء میں پیدا ہوا۔ ۲۸ سال کوپرنیک کی وفات کے بعد۔ پانچوین نومبر ۱۶۳۰ء کو ۵۹ برس کی عمر میں اماس مغز کے ہاتھوں عدم کو چلتا ہوا۔

کیپلر شمس کی گردش اپنے محور کے علاوہ زمین کی گردش اور آفتاب کے گرد سیاروں کی گردش

# بقیۂ طرح ماہ گزشتہ

## مصرع طرح

نفس اک تار رہی سینے میں سمجھو یا گریباں میں

### انور جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسۂ ہاشمیہ شاگرد جناب نظامی از بمبئی

ی حاصل تھی جو بات اپنے وہم امکا مین — بڑی سرکار مین پہونچے جو پہونچے بزم جاناں میں

وہین مرے دل ہی نہ قاتل تیرے پیکانمین — کہین اُلجھا ہو تو دیکھو تو زلف پریشان مین

ن حال ہی یون مصحفِ رخسار جانا مین — کہ ہو رکھی ہوئی چھوٹی سی اک تفسیر قرآں مین

ی سے جاں اپنی نہ تیغ یار ہم کردین — کفن کا ہو جو حصہ دامن شمشیر بُراں مین

مائیں تربت مجنون پہ ہم کیا حاک ہو وحشت — نہین چھوڑا ہی تونے تار کوئی بھی گریبان مین

ے سے دوڑ کر جا ناز خود اُسکو لگاتے ہین — تمہارے بانکپن کی ہی ادا شمشیر بُرّاں میں

یہ حضرت یوسف کو دیکھا تو کہا اُسنے — زلیخا تھی اسی پر لوٹ ؟ کیا ہے ماہ کنعان مین

منوں ہوں کہ احیاناً بھی گر وحشت مین جا نکلوں — بگولے سروِ قد تعظیم دین مجھکو بیابان مین

کے قامت موزوں سے اُسنے ہمسری کی تھی — جو سکتہ پڑگیا ہی مصرعِ سروِ گلستان مین

ی گفتگو کا طرز دنیا سے نرالا ہے — نہیں مین گر عیان ہی ہان تو پیدا ہی نہین ان مین

باغ سے گل کھانیوالے ترے کیا واقف — خزان بھی ساتھ ساتھ آئی گئی جب ہم گلستان مین

ی یادِ چشم سُرگیں مین سب کے سب چپ ہین — خموشی ہی یہ کیون چھائی ہوئی شہر خموشان مین

ی جا نماز ہم سا بھی کہین دیکھا ہی سچ کہنا — اگر دم بھی لیا تو سایۂ شمشیر بُرّان مین

ور تیری پلکونکا نہین دیتا ہی چین اکدم — کھٹکتے رہتے ہین بطرح یہ نشتر رگ جان مین

ل رنگین پڑھو اک اور ایسی حضرت انور — کہ بلبل بھول جائین زمزمے اپنے گلستان مین
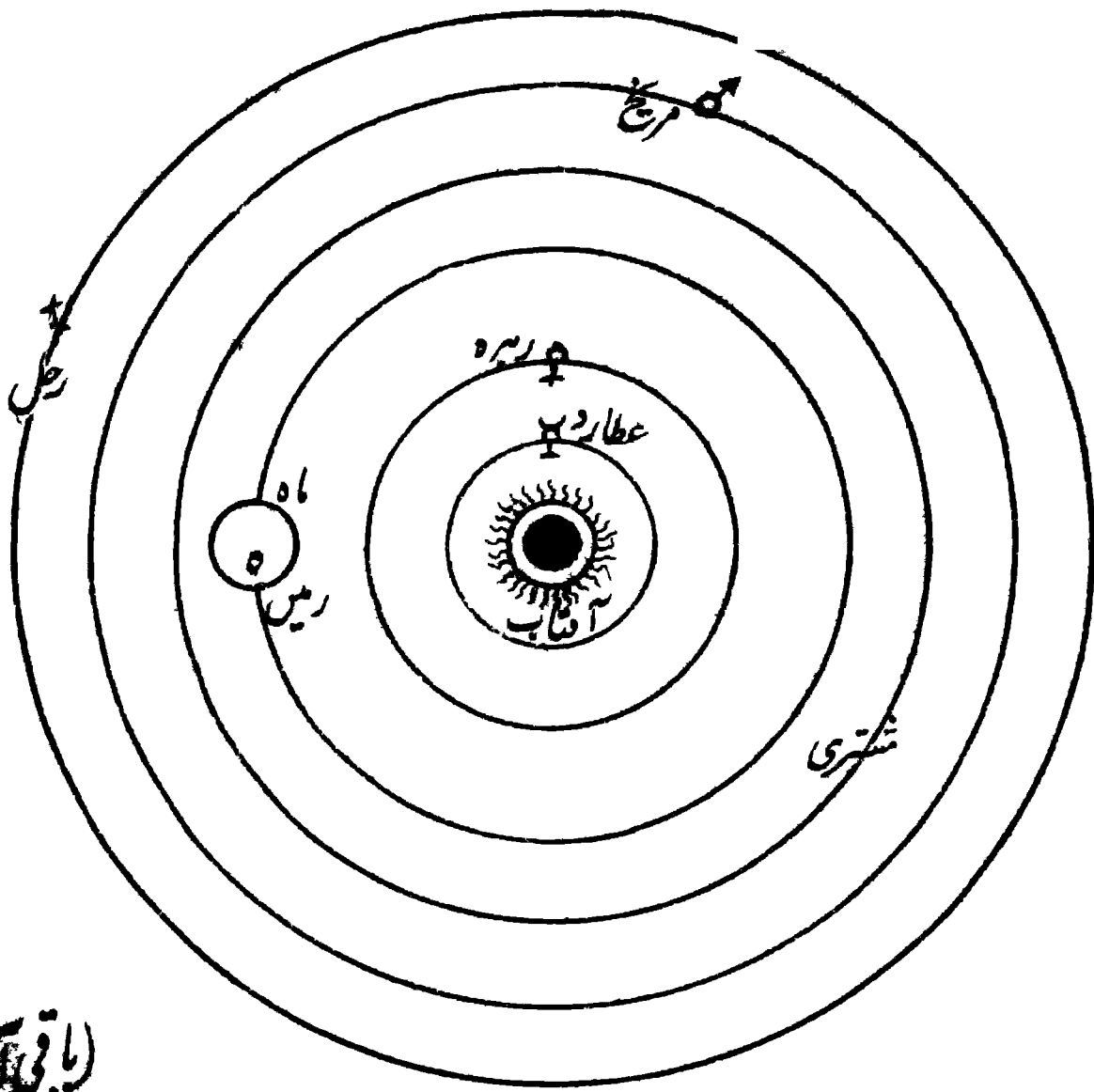
(باقی آئندہ)

غلام نسین آہ دہلوی (مقیم کلکتہ)

**فرمایش احباب** - یہ ایک چھوٹا سا خوبصورت رسالہ ہے جسمین منشی محمد عمر صاحب برق ماوی نے غزلگوئی ترک کرنیکے بعد اپنی موجودہ غزلیات - اپنے مختصر حالات - اور رسالہ پروانہ کے بعض اعتراضات کے جواب مین ایک مضمون شائع کیا ہے - آخر الذکر مضمون کو پیر اعظم میں شائع ہوئے عرصہ ہوچکا ہے - یہ مضمون ایک پرانے قصے کی یاد دلاتا ہے - کئی سال ہوئے جب مشہور مجدد الوقت حضرت شوکت میرٹھی نے اپنے رسالہ پروانہ مین عام شعرا کے کلام کی اصلاح کرتے ہوئے ہمارے ایک مطلع پر بھی ایسی استادانہ توجہ مبذول فرمائی تھی چونکہ اس سے پہلے مجدد الوقت ہمارے ناچیز رسالے اور ہمارے کلام کو بہت کچھ تعریفی الفاظ سے یاد فرما چکے تھے بلکہ ہمارے معاصرین مین اُس سے زیادہ کسی نے خدنگ نظر کیلیے ایسی پُر زور ستایش سے کام نہیں لیا تھا لہذا ممدوح کی اصلاح کو اگرچہ ہمنے قبول نہیں کیا تھا اُسکی تردید کی کوشش بھی نہین کی تھی - منشی محمد عمر صاحب نے ہمارے مطلع کے متعلق بھی شاعرانہ جواب دیا ہے اور ہمین احسان ماننے کی تاکید کی ہے - احسان ماننے مین تو ہمین کوئی عذر نہین لیکن ہم اپنے قدیم کرمفرما حضرت شوکت کے خلاف نہیں ہیں - بہرکیف رسالہ شاعرانہ دلچسپی سے خالی نہین - خریداری کیلیے شہر جے پور محلہ احمری دروازہ مصنف موصوف سے خط و کتابت کرنا چاہیے - ایڈیٹر

جنون کی تیردستی سے نہین کچھ جیب و دامان مین — نفس اک تار ہی سینے مین سمجھو یا گریبان مین
عجب عالم نکلتا ہی ہمارے داغ سوزان مین — نہین اک شمع ایسی جو رہ دینگے شبستان مین
گریبان چاک گل - نرگس ہی حیران سرو کو سکتہ — شگوفہ ہو یہ جو چھوڑا صبا نے کچھ گلستان مین
ہمارے عارض پرنور سے تشبیہ دیتے ہم — مگر دھبا نظر آتا ہے ہمکو ماہ تابان مین
دل ہی سے ہمارا دل تھا تیر یار کا مسکن — نہین تو آکے رہتا ما کہان یہ بات مہمان مین
ہم آخر کہے کیا حسرت دل لاکھ تم پوچھو — سکت اب بات کرنیکی نہین بیمار ہجران مین
ذی نسبت نہین اسکو اس انگشت حنائی سی — یہ سُرخی اور یہ نرمی کہان ہی برق جان مین

## بسمل جناب منشی محمد یٰسین صاحب بریلوی شاگرد جناب خواہان

...را سینہ چھلنی کر دیا ہی درد ہجران مین — نہین ہی یکسر مو فرق ارمان اور ریگان مین
...س معلوم کیا جادو ہی اسکی چشم فتان مین — کہ وحشی ہوگئے ہین سیکڑون آہو بیابان مین
...جانے اثر کیا ہی ہماری آہ سوزان مین — کہ آتش سی بھڑک اُٹھتی ہی دامان و گریبان مین
...جانے یہ کس گستاخ کے ہونٹون نے کی جرأت — کہ مافران کی رنگت ہی گل رخسار جانان مین
...یونکر آئیں سینہ سے مرے لخت جگر ہوکر — کہ تار اشک کی مہ جبین ہین بحر چشم گریان مین

## بیتاب جناب میر سید حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب جاوید لکھنوی

...ی پہلو نہین آرام مجکو ہجر جانان مین — تڑھا ہے درد دل فرقت آگیا راحت کے سامان مین
...رت ٹھکی حسد ان سے لپٹے داغ پنہان ہین — ہوئی افسردگی پیدا چراغ مہر تابان مین
...ے مرتے جو دیکھا ہی تو یہ احسان کہتے ہین — جئین گے مدتون یونہین امید وصل جانان مین
...ے ہین داغ بھی اُٹھتے ہی بلبل کے کلیجے پر — چمن سے پھول جتنے بھر لیے ہین تمسے دامان مین
...سیری مین بھی ہی پیش نظر معشوق کا جلوہ — سائین جابجا تصویرین دیوار و سیہ زندان مین
...ر رونے یہ آجاؤن تو اتر ترکو شرماؤن — بھرون آہین تو خاک اڑنے لگی کوسون بیابان مین
...ے ملنے مین انکی طرح سے تلوار کھچتی ہے — اُسے یہ ناز ہی رہتے ہین ہم پہلوے جانان مین
...ہنسی گے اہل محشر دیکھکر دیوانون کی جرأت — کہ دونون ہاتھ ڈالے ہین ستمگر کے گریبان مین
...منگا کر آئینہ دیکھو سنوارو زلف کو اپنی — شریک اس طرح سی کیون ہو مرے حال پریشان مین

## دیگر

برنگِ موے آتش دیدہ عشق زلف پیچاں مین
ہزارون مرگئے ہین دل ہماری آہِ سوزاں مین

یہی چمکا تھا مژگان مین نمایان ہی جو پیکان مین
یہی تھا ایک قطرہ جونکا خونِ شہیدان مین

خیالِ ابروِ دلدار دم لینے نہین دیتا
لُٹا جاتا ہون یارب کوچہ شمشیر بُرّان مین

کسی پردہ نشین کے عشق نے رسوا کیا ایسا
کہ منہ ڈالے ہوئے ہین آپ ہم اپنے گریبان مین

خدا کی قدرتونکا اک تماشائے مجسم ہے
جو دیکھو تو ہی سب کچھ اور نہین ہر کچھ بھی انسان مین

کتابِ عشق و الفت کے قواعد کو وہ کیا جانے
ابھی ہی طفلِ مکتب قیس اُلفت کے دبستان مین

سنبھالے کون مرتے دم ترے اُمیدوارونکو
نہ وعدہ مین ترے جان ہی نہ ہی کچھ زور پیمان مین

یہ اُس سے ملنے جاتا ہی وہ اس سے ملنے آتا
بگڑ لے یہ ہوا ہی ربط پیدا جیب و دامان مین

رقیب روسیہ بھرتا ہی کیا دم عشق گیسو کا
اگر دعویٰ ہی کچھ تو آئے بنکر مرد میدان مین

ہی اپنے دم سے روشن خانۂ رنج و الم انور
قدم اپنا ہی پتلی دیدۂ زنجیر زندان مین

## اثر جناب خواجہ حسین خانصاحب خلف نواب دستگیر حسین خانصاحب از حیدرآباد دکن

ہر اک سشتہ نظر آتا ہی عشق روے جانان مین
جہاں اک آئینہ خانہ ہی میری چشم حیران مین

تصور چاہیے حُسنِ صنم کا چشم گریان مین
ہی لازم کو دماغ بجلی کا ابر باران مین

دلِ پُر داغ مین میرے وہ رونق بخش ہوتے ہین
خوشا قسمت کہ آتی ہی بہار اب ہو گلستان مین

ق

کسی کا پاس الفت کہ رہا ہی روک اپنے کو
جنون کا یہ تقاضا ہی کہ چل جلدی بیابان مین

مین کسکی بات ٹالوں کسکی مانون کیا کرون یارب
بڑی آفت مین میری جان ہی عشق حسینان مین

## اُنس جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

بہا دی ہین لہو کی ندیان قلب پر ارمان مین
نہائی ہی تری تیغ ادا خونِ شہیدان مین

وہ خود گھبرا کے پوچھین مجھ سے تیری آرزو کیا ہی
اثر اتنا تو دے اللہ میری آہِ سوزان مین

ہزارون مشکلون سے رنج و غم کو راہ ملتی ہی
کچھ ایسی حسرتونکی بھیڑ ہی قلب پُر ارمان مین

تری رفتار ہی یا گردش گردون گردان ہی
پسے جاتے ہین مُردے خود بخود گور غریبان مین

## برق جناب الیاس عبدالرحمن صاحب میمن متوطن کتک وارد بمبئی

صاحب - جناب میر صاحب علی صاحب ساکن قصبہ گلاؤٹھی تلمیذ جناب تائب شاہجہانپوری

رہونگا مر کے بھی اے ہمنشینو کوے جاناں مین
میں کچھ مجنون نہین ہون جو پھرون دشت و بیابان مین

بلا یا مرتے دم آب دم شمشیر قاتل نے
رہے تا حشر یارب آب اسکی تیغ بران مین

بھی کرنا نہ ہرگز میرے زخمون پر چھڑکنے مین
نمک باقی رہے پائے اے قاتل نمکدان مین

مجھے روتے ہوئے وہ دیکھکر حیرت سے کہتے ہین
یہ دو آنکھین ہین یا دو کشتیان آئی ہین طوفان مین

ظہیر جناب مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید حضرت خاقانی ہند ذوق مرحوم

آئے حضرت زاہد کسی دن بزم رندان مین
وگر نہ اتر گئے ہوتے پری بنکر پرستان مین

ہا قید جنون کا سلسلہ باقی بیابان مین
رہا ہو کر بھی زندان سے رہے ہم قید زندان مین

ذرا سر ڈالکر دیکھو تمھین اپنے گریبان مین
مرے چاک جگر موجود ہین سب جیب و دامان مین

ب رنگ تذبذب ہے ہم گبر و مسلمان مین
عقیدے پھر گئے عشق بت برگشتہ مژگان مین

نکر رخنے ڈالے ہین نقاب روے تابان مین
ستارے بخت دشمن کے ہین پیشانی کی افشان مین

ملتے ہی لغزش آگئی ارکان ایمان مین
خدا جانے کہ کیا جادو ہے تیری چشم فتان مین

بھوئے طعنۂ دشمن نے وہ نشتر رگ جان مین
نہ یہ کاوش نگاہ مین نہ تیری نوک مژگان مین

رہے دیگی وحشت چین سے ہرگز بیابان مین
کہ پھر صبح وطن یاد آگئی شام غریبان مین

ہماری گرمی ہنگامۂ محفل ہے سب ہم سے
بجاے شمع ہم جلتے ہین دشمن کے شبستان مین

ان کیا کام ہے دشمن کے گھر جاے شب ہجران
وہ شمع انجمن روشن ہے آج اپنے شبستان مین

ترک تعلق جب تو آزادی ہوئی حاصل
الجھ سکتے ہین کب خار مغیلان جسم عریان مین

بلا سینے سے پیراہن کے تجکو بخیہ گر حاصل
پڑے ہین چاک وہ دلمین نہین جو جیب و دامان مین

ہے آنکھو سے اوجھل کب وہان بھی حضرت یوسف
مگر چشم زلیخا پاسبان تھی کنج زندان مین

تم ہی تھے میرے لیے جمعیت خاطر
مجھے رہنے بھی دے جمع مرے حال پریشان مین

جلائے داغ دل کیا کیا تمہاری سرد مہری نے
بہار آئی ہے - لو ابکی برس فصل زمستان مین

مجھے اُس مکتب وحدت سے تعلیم تجرد ہے
کہ ابجد خوان جناب خضر بھی ہین جس دبستان مین

قیامت ہے کہ ہے - اُن کاوشون کی جستجو دل کو
نہین جو اُنکی مژگان مین نہین جو اُنکے پیکان مین

جنونِ عشق ہی آخر کو ہوگا وجہ بربادی
ہمیشہ خاک اُڑیگی کوچۂ چاکِ گریبان میں

کچھ ایسے ڈر گئے تھے ہم شبِ تاریک فرقت سے
جلائین شمعین کچھ دن سے خیالِ شامِ ہجران میں

تڑپ اُتنی جگہ کی برقِ تابندہ سے ہمسر تھی
لہو دل کا بھرا تھا جس جگہ پر اُسکے پیکان میں

یہ اُلجھن ہی کرو نگا چاک سکو دستِ وحشت سے
رُکے گا دم نہو گا تارِ جیب کوئی گریبان میں

اسی رستے پہ آئین رہروانِ وادیٔ اُلفت
کہ حضرِ راہ ہین نقشِ قدم اپنے بیابان مین

اُمید و بیم کی لذت اُسی کے قلب سے پوچھو
بسر کر دی ہو جسنے عمر ساری کوئے جانان مین

زلیخا کی پریشانیٔ خاطر چھپ نہ سکتی تھی
کہ اُلجھن جو دلکو ڈھاتی تھی یوسف کو زندان میں

یہ حدِ سوزِ باطن ہی گرین گر آنکھ سے آنسو
دھوان دامن سے اُٹھے آگ لگ جائے گریبان میں

سحر بیتاب اُسکی ہمسرِ صبحِ قیامت ہے
ہی روزِ ہجر سے بھی جو بڑھکر شامِ ہجران میں

رضا جناب مولوی حافظ محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی

بھرا شوقِ اسیری تھا دلِ پُر درد و حرمان میں
کہ چھٹکر قیدِ گیسو سے گرا چاہِ زنخدان میں

گھر یگا بر بیری جب کرینگے مے سے توبہ ہم
نصیحت ہی تری بیکار ناصح فصلِ باران مین

یہ سر چڑھنے کا پایا ہی نتیجہ وقت آرایش
اُلجھکر رہگیا شانہ تری زلفِ پریشان مین

عجب بخشش ہی اُنکی بخشتا ہو کُل گناہوں کو
پسند آجائے کوئی کام اگر اعمالِ انسان ہین

کبھی کرتا ہو نہین نالے کبھی گنتا ہو نہین تارے
وہ دن مین کام ہی یہ شعلہ شبہائے ہجران میں

اسی صورت سے طغیانی رہی گر رنجِ فرقت مین
تو اکدن ڈوب جاؤنگا مین جوشِ اشکو نکے طوفان میں

جلایا آتشِ حسرت سے اپنا دل رقیبون نے
رضا دھونی رمائی ہینے جسدم کوے جانان مین

سعید منشی محمد سعید صاحب قادری چشتی شاگرد رشید جناب تجلی جالپوری از کامٹی

ہوا پھر جوشِ وحشت فصلِ گل آئی گلستان مین
چلا پھر دل مرا لیکر مجھے دشت و بیابان مین

اُڑائین دھجیان دستِ جنون نے اسقدر آخر
رہا اک تار تک باقی نہ دامان و گریبان مین

مبارک ہو تجھی کو آرزوئے جنت اے واعظ
مجھے آرام ہی جنت سے بڑھکر کوئے جانان مین

دلِ شوریدہ کا میرے ٹھکانا پوچھتے کیا ہو
رہا کرتا ہی ہر دم حلقۂ گیسوے پیچان میں

یہ کس وحشی نے رکھا اے سعید آکر قدم اسمین
جو برپا ہو رہی ہی اک قیامت آج زندان مین

را قیدی شب و روز اسقدر فریاد کرتا ہی
کہ عاجز آگئے ہین اہل زندان اُس سے زندان مین

ہ دل تھامے ہوئے ہر بار محفل سے نکل آئے
گرا ہا اس طرح اکثر کوئی شبہائے ہجران مین

## کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی

ٹھہر جاتوا بھی مین پہلے نکلوں ہجر جانان مین
اسی کی گفتگو ہی دیر سے میری دل و جان مین

ہمیشہ وصل کی لذت ہی حاصل ہجر جان مین
نہین پیکان اُسکا دلمین گویا دل ہی پیکان مین

ہی ہین پھول اے بلبل جو ہین اُس گل کی دامن
سوا اُنکے ہیں جتنے گل وہ کانٹے ہین گلستان مین

نکلت اتنی بھی اب باقی ہیں بیمار ہجران مین
تصور رہی مین رکھے آمد و شد کوے جانان مین

تھا ہی ربط کیسا صاحب خانہ مین مہمان مین
ترا پیکان ہی میرے دلمین میرا دل ہی پیکان مین

جان گھبراتی ہی وحشت بھی سُنکر نام جانے کا
آتی ہی جی پر دل جاتا ہی لیکر اُس بیابان مین

دل بیتاب فرقت مین ہے گویا برق کا عالم
ذرا کمبخت تڑپا اور پہونچا کوے جانان مین

ہی ہجو دکا اُسسے پوچھنا تم کیا سزا دوگے
سا دا ہاتھ اگر ڈالے کوئی اُٹھکر گریبان مین

ب اب خاک مین کسکو ملا یئگا نہ دل میرا
تمناؤن کا مجمع چھوڑ آیا کوے جانان مین

وائین بھی سادت کی ستم ہین وقت آرایش
سمجھکر شانہ اُلجھاتے ہین دل زلف پریشان مین

وہ آئی کیا ہمارے دل مین قبضہ کر لیا دلبر
صفت اچھی ہی صاحب خانہ بن جانیکی مہمان مین

پہونچی ہی نوبت وصل پر اُنسے ہوا جھگڑا
مری گردن مین اُنکے ہاتھ ہین میرے گریبان مین

ہ سینے سے جو نکلا ہی تو ہی رخصت طلب یہ بھی
فراق یار نے کیا تفرقہ ڈالا دل و جان میں

وہ آئیں نہ موت آئے نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی
لبوں پر آگیا دم انتظار وصل جانان مین

ف کرتا ہی فرقت مین نہ دل میرا تڑپتا ہی
مزہ آتا ہی اک ضبط فغان مین درد پنہان مین

تم ہر آج جو دلبر مرے اے دوست رکھے ہین
یہی کل ہونگے تیرے ہاتھ دشمن کے گریبان مین

بلانے کو غم دلبر کے جب آئی کہا دل نے
کہ عادت چُٹکیان لینے کی بھی ہی یا دھانان مین

نہین کسطرح ہو انکو کہ مین فرقت مین تھا مردہ
وہ آئے بعد پہلے جان آئی جسم بیجان مین

شکایت کیا کرون اس سے نگہ کے پھیر لینے کی
مری تقدیر کی گردش ہی شامل چشم جانان مین

سمجھے تھے کہ ملکر کام اُس سے کچھ نکالین گے
مگر مجبور رہین عادت نہین ملنے کی دربان مین

ملا کیا خضر کو جی کر جو عمر جاودان پائی
مگر زہر آب ناکامی ہی شامل آب حیوان مین

ستارہ غیر کا چمکا ہماری تیرہ روزی سے
چمک ہی بخت دشمن کی شب مہتاب ہجران مین

یہ مایوسی بڑھاتی ہی وہ اُمیدین دلاتی ہی
نزاعِ رو رہتے ہے شام وصل و صبح ہجران مین

کرشمے عشق کے تعبیر ہین خوابِ زلیخا کی
شمیم جسم یوسف اور قبائے پیر کنعان مین

ہمارے دل سے گر پوچھو تو دشمن تم سے اچھا ہی
کہ اُسنے گھر بنایا ہی تمہاری چشم فتان مین

کشادِ عقدۂ مطلب مجھے دشوار ہی کیا کیا
مری تقدیر کے بل ہین خم گیسوے پیچان مین

وصالِ غیر کی گستاخیان کیا کیا چھپاؤ گے
نشان دندا کے سب موجود ہین سیب زنخدان میں

نگاہِ شوق تو رکتی نہین ہی سات پردونمین
رہے پیشِ نظر یوسف حجاب چاہ و زندان میں

چھڑک دے ریزۂ شورِ تبسم زخم بسمل پر
نہین ہی لون اے کانِ ملاحت گر نمکدان میں

ذراسی کشمکش مین بھی یہ ظالم ٹوٹ جاتے ہیں
مرے دلکی نزاکت ہی تمہارے عہد و پیمان مین

یہ ربطِ حسن و الفت ہی کہ باہم ملتی جلتی ہے
مری دلکی پریشانی تری زلفِ پریشان میں

ظہیر انسان وہی ہین جنمین بوے اُنس آتی ہو
وگرنہ امتیاز و فرق کیا انسان و حیوان مین

## عابد جناب منشی محمد عابد علی صاحب شاگرد جناب ہجر شاہجہانپوری از شملہ

اسیرِ کاکلِ پُرپیچ کی حالت نہ کچھ پوچھو
مریجان مختصر یہ ہی کہ خوش رہتا ہی زندان مین

بڑھا دامن کیجانب دست وحشت جوشِ وحشت مین
رہا باقی نہ کوئی تار جب میرے گریبان مین

تماشا دیکھنا منظور رہی گر رقص بسمل کا
نمک بھر دے ذرا سا او ستمگر زخم خندان مین

جگر کو کر کے بسمل دل کو بھی زخمی کیا اسنے
بلا کا توڑ ہی اے ترک تیرے تیر مژگان میں

## عالم جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

بہار آئی چلا پھر کھینچکے مین صحرا کے زندان مین
جنون نے ہاتھ ڈالا بڑھکے پھر میرے گریبان میں

سرِ محشر اُسے پہچان لونگا اس علامت سے
پڑی ہین جو لہو کی چھینٹین مرے قاتل کے دامان مین

رہا مجبسانہ جب صحرائے عالم مین کوئی وحشی
بگولون نے اُڑائی خاک اُٹھ اُٹھکر بیابان مین

نہ لائے بخیہ گر جسوقت تک تارِ نظر اُنکا
رفو ہرگز نہین ممکن مری چاکِ گریبان مین

دکھائی دین نہ کیون صحرا ہی صحرا خواب مین مجھکو
کہ نیند آتی ہی وحشت بنکے میری چشم حیران میں

بیگے ہم مقر راشتیاق کوے جانان مین
عجب کیا ہی جو پہونچے روح اپنی باغ رضوان مین
ون کیا جو گذرتی ہی خیال نوک مژگان مین
چبھوتا ہی کوئی نشتر سا رہکر رگ جان مین
داغ محبت یونہی سینے مین ہین خندان
خزان یارب نہ آئے بھول کر اپنے گلستان مین
مین جان بلب دیکھا جو خط زیر لب جانان
جناب خضر نے کیا زہر گھولا آب حیوان مین
معان مین تو گر کر نکل آئے تھے یوسف بھی
نہ اُبھرا پھر مرا دل ڈوب کر چاہِ زنخدان مین
ک الامان کہتے ہین انسان الحذر ہردم
معاذ اللہ یہ گرمی ہماری آہ سوزان مین
مت تک نہ باز آؤنگا ناصح عشقبازی سے
وہی تم بات کہتے ہو نہین جو اپنے امکان مین
یہ غم۔ دہان زخم بسمل نے لہو تھوکا
رہا باقی نہ جب قاتل نمک تیری نمکدان مین
ب تصویر کھنچواؤنگا اب اُس خوبصورت کی
دل شیدا نہ یون بہلے گا میرا روز ہجران مین

منیر جناب مولوی عبد اللطیف صاحب شاگرد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی

ہمکو وحشت ہی رہی ہی عشق جانان مین
گذاری عمر مجنون کیطرح دشت و بیابان مین
جو ہو نگاہون مین تری یا نوک مژگان مین
کہان تاثیر ہی وہ نشتر و شمشیر و پیکان مین
ئی جہان ہو شاید میکشو فصل بہاری آج
کہ اک شور مبارکباد ہی صحن گلستان مین
ے مفتون و شیدا کو نظر آتا ہی اے مہرو
نجوم و ماہ کا جلوہ جبین پر تیری افشان مین
یا بھول کر جھٹکا کہ گر کر چوٹ کھائین گے
پھنسے ہین دل ہزارون کے تمہاری زلف پیچان مین
مین روتے روتے یہ نہیں تھمتے مرے آنسو
حدا جانے بھرے کتنے ہین دریا چشم گریان مین
اُس بت کے وعدہ پر کرتا کچھ بھروسا تم
نہین بوئے صداقت کچھ بھی اُسکے عہد و پیمان مین

نور۔ جناب منشی نور الحسن خانصاحب خیر آبادی مقیم کلکتہ

ن میرا دل بیتاب تیری زلف پیچان مین
مریجان حضرت یوسف پھنسے ہین آج زندان مین
م پیر مغان کی بے پلائے مین نہ چھوڑونگا
کبھی بھولے سے آنکلا جو واعظ بزم رندان مین
یکا جھک کے ملنا بھی قیامت تھا مری حقمین
کیا تلوار بنکر قتل اُسنے عید قربان مین
ری ناتوانی آج اتراتی ہی نازان ہی
اُٹھا سکتا نہین کوئی پڑے ہین بزم جانان مین
ک بے جلد زخمو نپر کہو لطف تپش دونا
ذرا سا بھی نمک قاتل نہین ہی کیا نمکدان مین

یہ گھبرایا کہ مانگیں ڈر کے نور چشم نے آنکھیں
اندھیرا اس بلا کا تھا تپ تاریک ہجران مین

کھینچی جو ادا سے جانستان پر جان دیتے ہین
قضا سے وعدہ لیتے ہین کہ آنا کوے جانان مین

اداؤن پر تری دامن کشی کی چاک ہونا تھا
اسی باعث سے تھا پہلے سے چاک اپنے گریبان مین

کھنچے بیٹھے ہوئے ہین گو شب وعدہ وہ آئے ہین
وفا کے ساتھ کچھ کچھ بیوفائی بھی ہے مہمان مین

دیا قاصد نے جب مرتا ہوا ایسا میں اٹھ بیٹھا
توانائی بھی شامل تھی پیام وصل جانان مین

بس آنا تو تھا وقت ہی تپش اسمین خلش اسمین
سوا اسکے نہین کچھ فرق دلمین اسکے پیکان مین

مٹا دست جنون کا مشغلہ لو ہو گئی فرصت
کمال اب تار اک باقی نہین اپنے گریبان مین

## کوثر جناب منشی محمد قاسم شاہ صاحب متوطن نندربار ضلع خاندیس تلمیذ جناب اعجاز بہروچی

غضب ہی گم ہوا دل کوچۂ گیسو کے پیچان مین
کبھی بستی مین ہے مسکن کبھی گھر ہے بیابان مین

کوئی پھول اپنے جامے مین نہین پھولا سماتا ہی
بہار اب کی برس کیا خوب آئی ہی گلستان مین

کسی صورت نہین آرام کی صورت نظر آتی
عجب حالت ہی اے کوثر ہماری عشق جانان مین

## قنبر جناب حکیم عبد العلیم صاحب احمد آبادی

سر ہر خار پر ہم باندھتے سہرا بیابان مین
نہ چھوڑا تار اک لیکن دست وحشت نے گریبان مین

کمی کی شکل کیا ہو بیقراری دل و جان مین
نہ قابو موت ہی پر ہے نہ وصل یار امکان مین

وہ لاغر ہین کہ بنکر بوے گل پہونچینگے محمل مین
ہمین روکے کہان ہی اتنی طاقت تیرے دربان مین

مرے شوق شہادت پر خدارا رحم فرماؤ
سر مقتل تم اپنا منہ نہ دیکھو تیغ عریان مین

نہ دیکھا کچھ بجز خواب پریشان عشق مین برسون
نہ چین آیا پھنسا کر دل کو گیسوئے پریشان مین

خیال حسن دلکش بھی کہین دل سے نکلتا ہی
ابھی تک شکل یوسف پھر رہی ہے چشم زندان مین

کوئی فتنہ نہین ہے یہ جو اٹھ جائے اٹھانے سے
وفاداروں کی مٹی بھی رہے گی کوے جانان مین

کسی کے وعدۂ فردا پہ کس کسکو تسلی دون
ابھی سے کشمکش کیا کیا ہی امید و ارمان مین

شگفتہ مثل گل کیونکر نہو ہر زخم دل چھلکر
بہت لوٹا ہی کانٹون پر کسی کی یاد مژگان مین

بلائے جان ہی کیا کیا حسن کی دولت حسینونکو
نکلکر چاہ سے یوسف ہوے پابند زندان مین

## محب جناب منشی برج بھوکن لال صاحب دریاآبادی شاگرد جناب ثاقب لکھنوی

شب غم کیا کہون آنکھون میں اُن بے لفونکا لہرا ما
بسر ہوتی ہی ساری رات اک خواب پریشان مین

لگا یا اُسکو چھاتی سے سمجھکر تربت مجنون
کوئی جب ڈھیر ہمنے خاک کا دیکھا بیابان مین

شرف حاصل ہوا یہ تیرے در پر جبہ سا ہوکر
شمار اپنا بھی کچھ ہونے لگا اب اہل ایمان مین

ہجوم یاس مین قاصد کیصورت کیا نظر آئی
اُمیدین جی اُٹھین پھر تازہ جان آئی ہے ارمان مین

حسینون مین حفیظ ایک ایک کو خوب آزما دیکھا
کوئی بھی آج تک پورا نہ اُترا عہد و پیمان مین

## ظفر - عالیجناب مولوی سید محمد ظفر حسن خانصاحب خلف مولوی مہدی حسن خانصاحب شاداب مرحوم رئیس سولیور

بسر کرز ، گی اس طرح رہکر کوے جانان مین
فقط اک خاک کا بستر رہے راحت کے سامان مین

بیا پتلی کی صورت گھر کیے ہو چشم جانان مین
پری گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہو قصر سلیمان مین

ہماری زندگی یارب بسر ہو کوے جانان مین
ستیم بلبلوں کا ہو پھلے پھولے گلستان مین

ہوا ہی لے گئی ہمراہ سارے ولولے دل کے
خزان کی آمد آمد سے اُداسی ہے گلستان مین

بہت دم گھُٹ رہا ہی آکے میدان قیامت مین
گذارا میری وحشت کا کہاں اس تنگ میدان میں

رے رولے یہ اک دل مار سے کچھ ہنس پڑی تھی وہ
ابھی تک چشمکیں یہ ہو رہی ہین برق و باران مین

قدم اے رہروانِ راہ الست دیکھکر رکھنا
کسی مشتاق کی آنکھین بچھی ہین کوے جانان مین

خدا جانے سنوارا کسنے اُس کافر کی زلفونکو
کمی سی ہو رہی ہی کچھ مری وحشت کے سامان مین

کرہر حد، واعظ برائی حور حق جمالون کی
خدا خود حسن والونکی ثنا کرتا ہی قرآن مین

سیاہی دیکھ تو داغِ جبین کی ایہ لے زاہد
ارے یہ کفر کا کیسا ہی دھبا نور ایمان مین

جنون کا زور اتنا گھٹ گیا ہی ضعف کے ہاتھون
اُلجھ جاتا ہی اکثر ہاتھ اب تارِ گریبان مین

رنگی دیکھکر پیرزمان کی دل یہ کہتا ہے
فرشتے بھی رہا کرتے ہین اکثر وضع انسان مین

علاج اے چارہ گر کرنا تھا پہلے جوش وحشت کا
رفو کرنا ابھی لازم نہ تھا چاکِ گریبان مین

بھلا اُسکو خبر کیا کوچۂ گردان محبت کی
پھرے دن کو جو باغون مین رہے شبکو شبستان مین

مٹا یا لطف آزادی کو دنیا کے تعلق نے
ہوا و حرص کے ہاتھون ہم اہون قید زندان مین

قفس کی تیلیو نکا پھونکنا ہی کیا ہے اے بلبل
اگر ہم نالہ کش ہون تو لگا دیں آگ زندان مین

ظفر پوچھو نہ کلکتے سے باقی پور کا آنا
چمن کو چھوڑ کر ہم آگئے گویا بیابان مین

نظر بیتاب ہو جاتی ہی کس کس پر جبے آخر
عجب کچھ حال ہو جاتا ہی اپنا بزم خوبان میں

گئی اے نور قبل قتل جان ناتوان میری
غضب کی ہی روانی تیغ ابروئے حسینان میں

## یوسف جناب محمد یوسف خانصاحب انسپکٹر از پولیس ٹرننگ اسکول مرادآباد تلمیذ حضرت لخترلیس پیرؒ

غضب کا سحر ہی یوسف تمھاری چشم فتان مین
کہ آجاتی ہی لغزش زاہدونکے پائے ایمان میں

چلے جاتے کبھی گر بھولے بھٹکے کوے جانان مین
نرہتے شیخ جی پھر آرزوئے باغ رضوان مین

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی رازدان اپنا
کسیکی یاد بہلاتی ہی دل شبہائے ہجران میں

بہار آتے ہی اپنی وحشتین یہ رنگ لائی ہین
نہین باقی ہی کوئی تار تک جیب و گریبان مین

نکل آئے ہین شوقِ دید مین کشتے مزاروں سے
قیامت کی روش وہ آئی ہین گنج شہیدان میں

نہین گر دل مرا تو پھر یہ کیا ہی کچھ بتاؤ تو
چھپا رکھا ہی تمنے کیا خمِ گیسوے پیچان میں

یہی مدِ نظر ہی کھل نجاے راز اُس بت کا
جو گم ہوتے ہین آنسو گرتی ہی چاک گریبان میں

یہ اُجڑا گھر پڑا ہی اسقدر ویران برسوں سے
نہین اب فرق باقی ہی مرے دل اور بیابان مین

کریگی لاغری میری بری مجھکو گنا ہونسے
نہ دیکھے گا کوئی یوسف مجھے محشر کی میدان مین

## جناب حفیظ جونپوری از بانکی پور

جو آنکھین ہین نظر کر رنج ہین راحت کے ساماں ہین
بڑھا جب عیش حد سے بس خرابی آئی اسان مین

بڑھے کیا کیا اُمید و بیم کے جھگڑے نہین ہا مین
لڑائی سی لڑائی ہو رہی ہی یاس و ارمان میں

اکر دنگا راستہ بند اُس گلی کا خاک تو ہو لوں
کھٹکتا ہون ابھی کانٹے کیصورت چشم دربان میں

کنارہ چاہیے دیر و حرم کے رہنے والوں سے
انھین لوگو نکا ڈالا تفرقہ ہی کفر و ایمان مین

بھری محفل مین اُٹھکر اک ادا سے ہم بغل ہونا
پھنسا لیسا ہی گویا ہر کسیکو دام احسان مین

نہ دیکھا جائیگا آئینے کا پیشِ نظر رہنا
حیا ہو تو سما جا تو بھی لے دل چشم جانان میں

مآلِ زندگی کو سوچکر پہروں ہی روتا ہون
گزر میرا کبھی ہوتا ہی جب گورِ غریبان مین

وہ کچھ ایسی ہی صورت تھی ہوئی اچھل جو بطرو بسی
سما یا اُسکا جلوہ نور بنکر چشم حیران مین

تمیزِ نیک و بد ہوتی نہین جوشِ جوانی تک
اس آندھی مین سفینہ دل کا آجاتا ہی طوفان مین

کسی پردہ نشین کے راز کو افشا نکرنا تھا
بڑا دھبا لگا یہ حضرت یوسف کے دامان مین

آے دن سُنتا ہون دعوت تمنی کی ہی غیر کی
یہ تو فرماؤ کبھی میری بھی نوبت آئیگی

دشمنوں کی دوستی پر تم کو غترہ آج ہی
بعد میرے یاد تم کو میری اُلفت آئیگی

کس ادا سے پوچھتے ہین کاٹکر میری زبان
اب بتا کیونکر ترے لب پر شکایت آئیگی

سُن جو پائیگی کہین حسنِ شہِ خوبان کا حال
دیکھنے دُنیا مین اُسکو حورِ جنت آئیگی

اُس بلائے جان کی اُلفت مین کہان اپنے نصیب
ایک آفت جائیگی تو ایک آفت آئیگی

کب مرے گھر آئیگا وہ اخترِ برجِ جمال
کب نصیبون سے مری وہ نیک ساعت آئیگی

میرے مدفن کی طرف آئے جو وہ محشر خرام
بہر استقبال اُڑکر خاکِ تربت آئیگی

مین وہ وحشی ہوں کہ آئے روبرو مجنون اگر
میری صورت دیکھکر اُسکو بھی وحشت آئیگی

دیکھکر کہنے لگے رنجور کو وقتِ نزع
مشکلین آسان ہوئین اب اسکو راحت آئیگی

## سید- جناب سید محمد عثمان صاحب مالک عثمانی پریس کلکتہ

ون دل ہوگا الٰہی کب وہ ساعت آئیگی
وصل جانان کی ہمارے ہاتھ دولت آئیگی

مرتا ہون شوق سے اُسکے خرامِ ناز پر
لو لگی ہی قبر مین کسدن قیامت آئیگی

ر جو نکلا کمان سے پھر پلٹ سکتا نہین
رُک سکیگی کب کسی پر جب طبیعت آئیگی

جھیل کر فرقت کی سختی وصل کی اُمید رکھ
دن مصیبت کے کٹینگے شامِ عشرت آئیگی

بانس راضی ہون تجھسے ظلم ہو یا لطف ہو
لب پہ بھولے سے نہ محشر مین شکایت آئیگی

ین و ایمان کھو چکا سید بتون کے عشق مین
کسدن اے مرد خدا تجھکو ندامت آئیگی

## برق- جناب منشی مہاراج بہادر صاحب دہلوی تلمیذ حضرت داغ دہلوی

روکا وار اور دل بیقرار پر
کیون رکھ لیا غریب کو خنجر کی دھار پر

کی لطف نہین جو مرے حالِ زار پر
کیسی بنی ہوئی ہے دلِ بیقرار پر

س برق وش سے نہ ہوسکے مرے حالِ زار پر
بجلی گرائی خرمنِ صبر و قرار پر

ل یہ تھا خیال ترا دل نہ ٹوٹ جائے
مین خود تڑپ تڑپ گیا اچھے سے وار پر

قطعہ

سُنیئے تو کچھ - نہیں یہ برا ماننے کی بات
دل دیجے تو کوئی آپ کو کس اعتبار پر

ی ہو گی جیتے جی - میری کچھ آپ نے خبر
کچھ بعدِ مرگ آئینگے میرے مزار پر

# بقیہ طرح ماہ گزشتہ

## اختر۔ عالیجناب مولوی محمد محمود اختر صاحب صدیقی رئیس میرٹھ

ٹوٹ کر اُس نازنین پر جب طبیعت آئیگی
کیسا ٹوٹیگا ستم کیسی قیامت آئیگی

میٹھی باتوں مین کسیکی جب حلاوت آئیگی
کھل سکینگے لب نہ پھر منہ تک شکایت آئیگی

تم خفا ہو کر بگڑ کر غصہ ہو کر دیکھلو
لال منہ ہوگا تو منہ پر اور رنگت آئیگی

جاگ اُٹھینگے یہ جتنے فتنۂ خوابیدہ ہین
دو قدم بھی تم چلوگے تو قیامت آئیگی

کمسنی مین کیا حیا پھرتی ہے اترائی ہوئی
جب جوان ہوگئے تو جیتے نمین شرارت آئیگی

منکشف ہو جائیگا تجھپر مرا حال تباہ
جب کہین تیری بھی اوطام طبیعت آئیگی

ہوش آئیگا ترے بیمار غم کو اُسگھڑی
زُلف مشکین کی صاحب لیکے نکہت آئیگی

زُلف کے سودے مین اک اُلجھن سی رہتی ہے مجھے
کیا نئے سر سے کوئی سر پر مصیبت آئیگی

نوحہ خوان اک بیکسی ہوگی جنازے پر مرے
اور لحد تک مجھکو رولے میری حسرت آئیگی

دل کے نالون کا اثر دیکھی سیہ بختی بتا
وصل کی شب کے عوض جب شام فرقت آئیگی

دل لگا کر تمنے اختر خوب ہی چکھا مزہ
ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے کہ آفت آئیگی

## برق۔ جناب منشی مہاراج بہادر صاحب دہلوی تلمیذ حضرت فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

بن سنور کر آپ نکلین گے تو آفت آئیگی
مر مٹین گے اور ہم دونی طبیعت آئیگی

جس طرف آئیگی یہ مثل قیامت آئیگی
رُک سکیگی کیا کسی سے جب طبیعت آئیگی

ہم اگر خاموش ہین تو کچھ اسی مین خیر ہے
ورنہ اُف بھی کی تو یہ سمجھو قیامت آئیگی

نامۂ اعمال میرا جب کھلیگا روز حشر
اہل محشر پر قیامت مین قیامت آئیگی

حال ہی بیحال ہے ہجر بتان مین اب تو برق
دیکھیے کس دن بحالی پر طبیعت آئیگی

## رنجور۔ جناب مولینا محمد یوسف صاحب جیت آبادی ہیڈ مولوی ہائی اسکول آف گلاسنر

سامنے تیرے اگر وہ پیاری صورت آئیگی
پھر نہ واعظ تجھکو یاد حور جنت آئیگی

ناصحو کہتے ہو مجھکو دل پہ قابو ہے ۔ مگر
رُک سکیگی کب کسی پر جب طبیعت آئیگی

## نتیجہ فکر فلک پیما جناب مولوی غلام یسین صاحب آہ دہلوی

### در صنعت حروف منقوط

| | | | |
|---|---|---|---|
| [illegible] ساقیا مستو محو بادہ نوشی | بجز سندھ حسن تاجپوشی | بہ عیش کوشی بعیش کاری | مبارک این تخت و تاج مادا |
| [illegible] رستی کہ حیث و جا تی | بہ ذوق و مستی بجام ساقی | بلطف ہستی بکامگاری | مبارک این تخت و تاج بادا |
| | بحرف منقوط سال گفتم | بہ این چہ زاہی نغز سفتم | |
| | عجیب رسمی و ملکداری | مبارک این تخت و تاج بادا | |

سنہ ۱۹۰۲ء

### ولہ

| | |
|---|---|
| خسروا تو با احترام بمان | بزمہر احترام تو ماند |
| نام تو در دہر صغیر و کبیر | تا جہان است نام تو ماند |

آہ گفت این دعا مصرع
عمر و دولت بکام تو ماند

سنہ ۱۳۲۰ھ

### در صنعت تخرجہ

| | |
|---|---|
| الغرض قائل جو آنکھیں سرکین | تخت پہ دیکھا اسی جمجاہ کو |
| آہ نے اٹھکر دعا ئیہ کہا | تاج پوشی راس آئے شاہ کو |

۱۳۲۰ھ

## نتیجہ طبع وقاد جناب مولوی محی الدین احمد صاحب آزاد دہلوی

| | |
|---|---|
| ہوئی لندن میں از فضل الٰہی | نہایت شان سے جب تاجپوشی |
| کہا آزاد نے جوش طرب مین | مبارک شاہ کو اب تاجپوشی |

۱۳۲۰ھ

### آئندہ طرحین

پہونچتے ہی دیل کی پہلی طرح مین غزلین صاف اور خوشخط اور ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر آنا چاہیے

[illegible] سلام مدراسی۔ (دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہو)۔ ناز وغیرہ قافیہ۔

[illegible] یٹر۔ (قابل دید مرا حال پریشان نرہا)۔ پریشاں وغیرہ قافیہ۔

[illegible] حفیظ جونپوری۔ (مال کیا ہو جان کی خیرات ہے)۔ رات وغیرہ قافیہ

| | |
|---|---|
| کنج قفس سے ہائے رہائی ہو سکی | ہرچند عندلیب نے مارے ہزار پر |
| نیچی نظر سے تمنے جو دیکھا غضب ہوا | مٹ مٹ گیا ہی دل نگہ شرمسار پر |
| لے دیکے دل جلو نمین فقط رہگیا ہی برق | کیون ہی نظر عتاب کی اس خاکسار پر |

# نظمہاے تہنیت جشن تاجپوشی اعلیحضرت شاہ انگلستان و شہنشاہ ہندوستان خلد اللہ ملکہ

## نتیجۂ طبع رسا جناب مولوی رضا علیصاحب وحشت مقیم کلکتہ

### رباعی

| | |
|---|---|
| کنگ ایڈورڈ کہ شاہنشاہ است | از رسم و رہ لطف و کرم آگاہ است |
| بر فرق جہان نہاد تاج زرین | گوئی کہ سپہر حسن خورشید ماہ است |

### رباعی

| | |
|---|---|
| شاہا ! ہمہ عمر شاد مانی میکن ! | در عشرت و عیش زندگانی میکن ! |
| از شوکت تاج تو ترا دہر رام | تا ہست جہان جہان ستانی میکن ! |

### قطعہ

| | |
|---|---|
| ایا ! شہنشہ گردون رکاب کیوا نقدر ! | بسر نہادن تاج زرت مبارکباد |
| بیا بساز فرط طرب بطالع خود | کہ گشتہ است تمامی رعیت دلشاد |
| کسے شکایت جور فلک نمی داند | ہمہ تظلم و بیداد رفتہ است از یاد |
| جہانیان ہمہ مصروف عشرت طرب اند | بلے - زمانہ شد از ہند رنج و غم آزاد |
| بدہر بود ہمین یک رضا علی "وحشت" | کہ داشت چون گل تر مردہ خاطر ناشاد |
| ولے ز مژدۂ بر سر نہادن تاجت | دل گرفتۂ او ہم بصد طرب بکشاد |
| کشود لب بدعائے تو چنین بر خواند | بسر نہادن تاج زرت مبارکباد |

## قطعات تاریخ

اتھل نے ذرا دیر ٹھہر کے دونوں تصویروں پر
پردے کھینچ اسکے بعد لیڈی لینگپورٹ کے ساتھ
سمت جانے سے باہر آئی۔ ہر لیڈی سیٹ کوٹھے پر
چڑھیں۔ اتھل نے خیال کیا کہ وہ کسی ڈرائنگ
روم میں چلیں گی لیکن بخلاف اسکے وہ دوسرے
طرف روانہ ہوئیں۔ اب اتھل نے خیال کیا کہ وہ
اپنی خوابگاہ میں چلکے ٹھیں گی لیکن وہ ایک درجاب
متوجہ ہوئیں اور ایک گزرگاہ کی نکاس پر ہو چکے
گئیں جسکے آخر میں ایک دروازہ لگا ہوا تھا۔ اس
تمام سے اتھل بالکل ناواقف تھی۔ کیونکہ جسوقت
سے سارا مکان دکھایا گیا تھا اُسوقت یہ خاص دروازہ
بند تھا اور اب تک اس نوجوان لیڈی کے خیال سے
بھی اُتر چکا تھا۔

لیڈی لینگپورٹ۔ "پیاری اتھل ذرا میرے
ڈرسنگ روم میں جاکے ایک کنجی تو لے آؤ تمھیں
الماری کا میز کے اندر لٹکی ہوئی ملیگی۔"

لیڈی لینگپورٹ سنگار میز اور الماری کا میز
کنجیاں ہمیشہ اپنے ہی پاس رکھتی تھیں۔ لہذا
انھوں نے آخر الذکر میز کی کنجی اتھل کے حوالے
کی اور وہ معاً تعمیل ارشاد کیلیے ڈرسنگ روم کیطرف
روانہ ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر میں اتھل وہ کنجی
لے آئی جسکے لیے وہ بھیجی گئی تھی اور لیڈی لینگپورٹ
بھی لیکے اُس دروازے کو کھولنے چلیں جو گزرگاہ
کے آخر میں لگا ہوا تھا۔

لیڈی لینگپورٹ۔ (دروازے کا ہتھہ پکڑ کے)
"میری پیاری ہمدم! دیکھو خبردار کسی چیز کو دیکھکے
خوف نہ کھانا!"

یہ کہکے اُنھوں نے پاٹو پاٹ دروازہ کھولدیا۔

لیکن باوجود اسقدر تاکیدی فہمایش کے بھی اتھل
اُچھل پڑی اکیونکہ سب سے پہلے جس چیز سے اسکی
نظر دوچار ہوئی وہ ایک تابوت تھا جو ایک تپائی پر رکھا
ہوا تھا۔ یہ کمرہ بہت مختصر تھا بلکہ ایک محفوظ کوٹھری سے
مشابہ تھا۔ کیونکہ یہاں ٹوٹے ہوئے پلنگ۔ بیکار
صندوق اور خانہ داری کی دوسری مفید چیزیں رکھی
ہوئی تھیں۔ لیکن ان چیزوں میں جو سب سے زیادہ
انوکھی چیز تھی وہ یہی تابوت تھا جسکی منحوس اور ڈراونی
شکل سب سے پہلے اتھل کو نظر آئی۔

لیڈی لینگپورٹ۔ (تسلی بخش لہجے میں)
"پیاری ہمراز ڈرو نہیں اور اس ماتمخانہ میں آؤ دروازہ
بند کر کے اندر آ جاؤ!"

اتھل نے اس حکم کی تعمیل کی اور تابوت کے
خوف سے تھرتھر کانپتے ہوے اپنی مالکہ کو مستفسرانہ نظروں سے
دیکھنے لگی۔

لیڈی لینگپورٹ۔ (دھیمی اور غمگین آواز
میں) "پیاری ہمراز! کیا ہم سب فانی نہیں؟ اور ہم
سب کو خواہ جلد یا بدیر مرنا لازمی نہیں؟ کیا کسی مشہور
فرانسیسی مصنف کا یہ مقولہ نہیں کہ ہم سب مرنے کیلیے
خلق کیے گئے ہیں خواہ ہماری موت کی تاریخ جلد آئے
یا دیر میں؟" اس صورت میں ہم اپنا سامان تجہیز و تکفین
دیکھکے کیوں گھبرائیں؟"

جناب انور از بمبئی۔ (کسی کا ناز سے آنا قیامت ہی قیامت مین) - قیامت وغیرہ قافیہ۔
جناب حفیظ جونپوری۔ (مین کیا جانوں چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا) - آشیان وغیرہ قافیہ۔
ایضاً۔ (کچھ اور بات ہے ساقی کے مے پلانے میں) - اُٹھانے وغیرہ قافیہ۔
جناب یوسف سب انسپکٹر مرادآباد۔ (زمیں کرنے لگی کام آسمان کا) - آسمان وغیرہ قافیہ۔

...یادہ اطمینان اور بھروسہ رکھین جسقدر مین نے
...یے جواب مین وفاداری اور خیرخواہی کے ساتھ
...یتقدمی کی ہے"
...یڈی لینگپورٹ " پیاری ایتھل مجھے پورا
...روسہ ہے کہ تم میری وفادار دوست ہو۔ تمنے اسقدر
...میان بخش جواب دیا ہے کہ مین تمھارے وعدے
...تصدیق کیلیے قسم لینے کی ضرورت نہین سمجھتی"
...ھل " تاہم اگر آپکا کافی اطمینان ہوا ہو تو مین
...ل قسم کھاتی ہوں کہ اگر مین اُسوقت تک آپکے
...س رہی جب آپکا صانع آپکو اپنی حضوری مین
...رگیا تو مین آپکی وصیت کا حرف حرف بجا لاؤنگی"
لیڈی لینگپورٹ نے کوئی جواب نہین دیا۔
...ن اپنی خوبصورت ہمراز پر ایسی میٹھی نظر ڈالی جس سے
...شکر گزاری کا اظہار ہوتا تھا۔ اسکے بعد دونوں
...رت والے کمرے سے باہر آئین۔ اور زینے سے اُترکے
...نشست گاہ مین فروکش ہوئین جہان پردے
...ے ہوئے تھے اور لیمپ جل رہا تھا۔ کیونکہ اب ات
...اریکی اچھی طرح اپنا عمل کر چکی تھی۔
تھوڑی دیر تک سکوت کا عالم رہا اور دونوں
...یاں اپنے اپنے خیالات مین مستغرق رہین۔ اسکے
...لیڈی لینگپورٹ نے کہا — " ایتھل مین نے
...ے اپنی داستان سُنانے کا وعدہ کیا ہے اور مین اُسے
...ا کرونگی۔ یہ ایک عجیب حیرت انگیز کہانی ہے جو سُننے
...ی کے قابل ہے۔ لیکن بہت جلدی مکروا"
...ھل (اپنے خلقی شیرین لہجے اور حلیم تیور دسے)

"اگر اس داستان کے بیان کرنے مین یور لیڈی
شپ کو ادنی تکلیف بھی محسوس ہو تو مجھے ایسی آرزو بھی
کا شوق نہین جو میرے ملال کا کوئی دل خوش کن
معاوضہ ہو سکے"
لیڈی لینگپورٹ " ایتھل یہ تو ناممکن ہے کہ بطر
حالات موجودہ میری اوائل زندگی مین بھی کوئی مسرت
خیز جھلک دکھائی دے۔ نہین یہ بالکل غیر ممکن ہے!
لیکن مین خیال کرتی ہوں کہ ابھی تمھین اُن
تصویرونکو دیکھتے ہوئے میری زبان سے ایسے جملے
نکل گئے تھے جنھیں سُنکے تم چونکی ہوئی تھین۔ مین نے
اپنے اور پھر اپنے مرحوم شوہر کے فریبونکا ذکر کیا تھا اور
اب خاص اپنے متعلق تمسے اُس فریب کی نوعیت ظاہر
کرنیکی ضرورت ہے۔ لہذا ایتھل مین تمھین اپنی داستان
سناؤنگی"
یہ کہکے لیڈی لینگپورٹ خاموش ہو گئین
اور چند منٹ تک کچھ غور و خوض کرتی رہین۔ اسکے
بعد اُنھوں نے ایک چھوٹا سا کُنجیونکا گُچھا نکالا جسے وہ
ہمیشہ اپنے ہی پاس رکھتی تھین۔ اور اُنمین سے ایک
کنجی کو دکھا کے ایک الماری نما بریکیٹ کیطرف اشارہ
کیا جو مرصع اور قیمتی نقش و نگار سے آراستہ تھی اور
کمرے کے آخری کونے مین لگی ہوئی تھی۔
لیڈی لینگپورٹ " ایتھل اس جیفونیر کو کھولو
اور اُسمین سے ایک کتاب نکال لاؤ جو تمھین اُسکے
اندر رکھی ہوئی ملیگی"
نوجوان لیڈی نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی

**ایتھل** ۔ "میں یور لیڈی شپ کا مطلب نہیں سمجھی - یہ تابوت ہے"

**لیڈی لینگپورٹ** ۔ "یہ میرا ہے، یہ میرے اُس وقت کام آئیگا جب میرا توسنِ عمر اپنی آخری منزل پر پہونچیگا (ٹھنڈی سانس بھر کے) اور پیاری ایتھل مقتضائے نیچر اس سے گریز ناممکن ہے۔ جیسا تم خیال کرتی ہوگی کہ یہ ٹھنڈی سانس دُنیا سے بیزار ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ کسی قدر میرے فلسفیانہ ریمارک سے واضح ہوتا ہے لیکن میں زور کے ساتھ کہتی ہوں کہ میرے لیے دُنیا ایک دلچسپ مقام ہے"

**ایتھل** ۔ "اور تاہم غالباً یہ اس لیے ہے کہ عموماً خصوصاً ہمیں ایسی ہولناک قسمت کا یقین کے ساتھ دھیان رکھنا چاہیے"

**لیڈی لینگپورٹ** ۔ "یہ محض انجام بینی تھی جسکی وجہ سے میں نے اس تابوت کو لندن کے قرب و جوار میں ایک غیر معروف مقام پر خفیہ طور سے تیار کرایا اور آدھی رات کے سناٹے میں اسطرح چھپ چھپاتے یہاں منگوایا کہ میرے واقفکار نوکروں میں سے بھی کسیکو کانوں کان خبر نہیں کہ یہ تابوت یہاں رکھا ہوا ہے"

**ایتھل** ۔ "اگر انجام بینی نہیں تو پھر کونسی وجہ ہے"

**لیڈی لینگپورٹ** ۔ کیا تم نہیں قیاس کر سکتیں؟ یہ اسلیے ہے کہ جیسے ہی میری روح پرواز کرے فوراً میری افسردہ لاش اس لمبے اور تنگ تابوت میں رکھدی جائے۔ تاکہ جاہلوں کو اُنکی ضرورت اور میری لاش کے اندازہ کرنیکا موقع نہ ملے"

**ایتھل** ۔ (یہ خیال کر کے کہ یہ عورت اپنی خودنمائی کا پردہ بعد مرگ بلکہ مقبرے کی چوکھٹ تک جانے پر بھی فاش ہونا نہیں چاہتی) "بہتر بہتر"

**لیڈی لینگپورٹ** ۔ "اسی قدر نہیں بلکہ پیاری ایتھل میں تمسے ایک قول لیا چاہتی ہوں - ایک افسوسناک قول امیں یہ نہیں کہتی کہ تم قسم کھاؤ کیونکہ یہ مجھے یقین ہے کہ تم باوفا اور صادق الاقرار ہو اور اپنے قول کی پابندی کروگی - نظر بران مجھسے اقرار کرو کہ اگر تم میرے زمانہ وفات تک میرے ساتھ رہیں تو میرے بستر مرگ سے اُن لوگونکو علیحدہ رکھوگی جو دوسری صورت میں مجھپر مسلط ہو جائینگے اور تم خود مجھے وہاں سے اُٹھا کے حتی الامکان جلد ممکن ہوگا اس تابوت میں رکھدوگی (گلوگیر آواز میں) "تاکہ میرا خوفناک راز میرے ہی ساتھ دفن ہو جائے"

اس تقریر میں چند باتیں اسقدر وحشتناک تھیں کہ ایتھل نے خوفزدہ ہو کے اپنی مالکہ کیطرف سے منہ پھیر لیا لیکن جب اُسنے اس لیڈی کے مُردنی چھائے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسکے دل میں ندامت و انفعال کا جوش موجزن ہو گیا اور وہ لیڈی لینگپورٹ کا ہاتھ پکڑ کے بے اختیار بول اُٹھی

**ایتھل** ۔ "ارے توبہ! معاف کرنا پیاری میڈم معاف کرنا۔ مجھسے خطا ہوئی کہ میں نے فوراً آپ کا اطمینان نہیں کیا۔ لیکن اب چند منٹ کے غور و تامل کے بعد میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ آپکے تمام احکامات کی پوری تعمیل ہوگی آپ بس سے

لیکن اب میں خیال کرتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ تاہم
مشابہت۔ انداز اور بعض بعض باتوں میں ایک خاندانی
مشابہت پائی جاتی ہے۔"
لیڈی لینگیورٹ ۔ (کسیقدر تامل کرکے
دبی آواز سے) "ہاں ایتھل تمہارا خیال صحیح ہے۔ تم
ٹھیک کہتی ہو تمہاری نظریں میری ۔۔۔ میری
بیٹی کی تصویر سے دو چار ہیں۔"
ایتھل ۔ "آپکی صاحبزادی؟" اسکے بعد ایتھل
نے یہ خیال کرکے کہ ہر لیڈی سب اپنی اولاد کے
پیشتر ہی رو رکھ چکی ہیں کہ وہ سب کی سب تہ خاک
ہیں) ایک آہ سرد بھری اور اپنی مالکہ کو حسرت خیز
نظروں سے دیکھنے لگی۔
لیڈی لینگیورٹ ۔ یہ کتاب جہاں سے لائی
وہیں رکھ آؤ۔ کیونکہ اب جبکہ تم ملڈرڈ کی
تصویر دیکھ چکیں ہیں بغیر کسی مزید پس و پیش کے
اسکی حیرتناک سرگزشت کا آغاز کر دونگی۔"
البم پھر الماری میں رکھدیا گیا۔ خانے
قفل بند کر دیا گیا۔ کنجیوں کا گچھا لیڈی لینگیورٹ
نے حفاظت سے اپنے پاس رکھ لیا اور ایتھل دلچسپ
داستان سننے کیلئے ہمہ تن گوش ہو گئی۔

## پینتیسواں باب (۳۵)

### لیڈی لینگیورٹ کی سرگزشت

"تمہیں بخوبی معلوم ہے کہ اسوقت مجھے
ساٹھواں سال ہے لہذا میرے ایام شباب کی طرف
خیال دوڑانے کیلئے ایک طولانی زمانے تک پلٹنا
ہوگا اور اس سرگزشتہ زمانے کے اعادہ سے بجز حسرت
و افسوس کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ شاید ایتھل تم
میرے ابتدائی چال چلن سے کما حقہ آگاہ نہیں
غالباً تمہیں میرے شدید گناہ۔ عصیان لغزشیں
اور اخلاقی کمزوریوں کی پوری حقیقت نہیں معلوم میں
متحیر ہوں کہ اُس داستان کو کس پیرائے میں ادا کروں
جسکا وسیع اثر میری آخری زندگی تک محسوس ہو رہا
بہرکیف اسے رنگین مزاجی کہنا چاہیے۔ آغاز جوانی میں
میں بیحد حسین تھی۔ میں اپنے کوتہ اندیش والدین
کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جنھوں نے سر چڑھا کے
مجھے غارت کیا۔ ہر شخص میرے حسن و جمال کی تعریف
کیا کرتا تھا حتی کہ اس متواتر خوشامدانہ ستائش سے
میرا دماغ پھر گیا میرے والد ایک دیہاتی جنٹلمین
تھے جو معمولی حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا
مزاج بہت ہی سیدھا تھا۔ بیحد مہمان نواز تھے۔ اور
روپے پیسے کے حق میں بالکل ہی بےپروا۔ میری والدہ
ایک عظیم الشان خاندان کی ایک ترقی یافتہ شاخ
سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور اگرچہ وہ میری عاشق زار
اور حد درجہ بار بردار تھیں تاہم مجھے افسوس ہے کہ انکی
سچی حالت بیان کروں تو لازم آئیگا کہ انھیں
اوچھا۔ تنگ خیال۔ بیحد فضول خرچ۔ اپنی عالی نژادی
پر انتہا مغرور۔ اور کم درجہ لوگوں سے بہت ہی تنفر
ظاہر کروں۔ میرے والد نے میری چودہ پندرہ برس

کتاب جسکی جلد نہایت ہی خوبصورت تھی اور جسپر لفظ "البم" لکھا ہوا تھا ایک بڑے سائز کی اُس کتاب سے مشابہ تھی جسمین لیڈیان اپنے بچ کے کاغذات رکھتی ہیں۔ ایتھل نے یہ کتاب اپنی مالکہ کے ہاتھ میں دی اور اُنھون نے میز پر رکھکے اُسکی ورق گردانی شروع کی۔ سب سے پہلے چند رنگین نقشے اور بعض نظمونکے صفحے نکلے۔ اُسکے بعد ایک تصویر برآمد ہوئی جسے دیکھتے ہی ایتھل بیساختہ کہہ اُٹھی ـــ "آہاہ! لیور لیڈی سنٹ!"

لیڈی لینگیورٹ "نہین! اسے خوب غور سے دیکھو!"

ایتھل نے کتاب اُٹھالی اور پورے غور و خوض سے اس تصویر کو جانچنے لگی۔ یہ ایک رنگین تصویر تھی جسمیں نازک اور خوبصورت صنّاعیان دکھائی گئی تھیں۔ اور وہ ایک ایسی نوجوان لیڈی کی شبیہ پیش کرتی تھی جسکی عمر اٹھارہ یا بیس سال کی ہوگی۔ یہ لیڈی صبح کی صوفیانی اور مختصر پوشاک مین ایک آرام کرسی پر تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔ چہرہ بیحد خوبصورت تھا لیکن ایسی شباہت لیے ہوے جسے پورے طور پر جانچنا ایتھل کا کام نہ تھا البتہ ایک مصوّر اور قیافہ شناس آنکھ صاف طور پر دیکھ سکتی تھی کہ اس عیاش چہرے کے گرد نفس پرستی کا حاشیہ چڑھا ہوا ہے۔ ایتھل نے بہت کچھ غور و خوض کے بعد اتنا فیصلہ کرلیا کہ اس تصویر مین لیڈی لینگیورٹ کی خفیف شباہت ضرور ملتی ہے لیکن اسکے اور بعمت جانے والی تصویر کے چہرے مین کسی قدر اختلاف ہے اور یہ دونون ایک ہی شخص کی تصویرین نہین ہین کیونکہ لیڈی لینگیورٹ والی تصویر میں بال سیاہ اور بھوین اگرچہ موٹی اور نہایت ہی خمیدہ تھین لیکن بہت سیاہ نہ تھین۔ بخلاف اسکے البم والی تصویر کے بال بھورے اور بھوین بھی زیادہ نمایاں تھین اور کسیطرح اُن میں خمید گی نہین پائی جاتی تھی۔ بلکہ اس تصویر کی کامل خوبصورتی میں صرف اسی قدر نقص تھا ورنہ وہ لاجواب ہوتی اتنک ایتھل نے اس البم کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ اُسنے یہ بھی غور کیا کہ اس تصویر کے بال نہایت ہی چمکیلے اور رنگو گر والے ہیں بھوین خطّی اور بہ نسبت بالونکے کہیں زیادہ سیاہی مائل ہیں۔ آنکھیں بھی سیاہ ہین۔ ناک سُتوان۔ دہانہ خوبصورت اور چہرہ کتابی ہے۔ خط و خال کی مصوری سے کسیقدر عیّاشانہ انداز پائے جاتے تھے کیونکہ لباس ایسی تو قیں وضع لیے ہوئے تھا جس سے نصف وضع سانچے مین ڈھلا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ تصویر کے پیچھے چند قُمریاں گلاب کی جھاڑی مین کُلیلین کرتی ہوئی دکھائی گئی تھیں جو ایشیائی گُل و بُلبُل کی محبت کے دلکش افسانونکی یاد دلاتی تھین۔ اور سب کے نیچے صاحب تصویر کا نام "مِلڈ رڈ" لکھا ہوا تھا۔

لیڈی لینگیورٹ۔ (تصویر پر غور کرنے کیلیے ایتھل کو کافی وقت دینے کے بعد) "کہو اس تصویر کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟"

ایتھل "پہلی نظر مین یہ مجھے آپکی تصویر معلوم ہوئی تھی

قابل اطمینان تھی بلکہ آیندہ کیلیے بھی بہت کچھ امید پائی جاتی تھی۔ اُنکا تجارتی مرکز خاص بالٹک مین تھا اور ایک تجارتی شاخ سینٹ پیٹرسبرگ دارالسلطنتہ رُوس مین قائم تھی۔ ایڈورڈ میلکم چار پانچ سال سے اس شاخ کی بذات خاص نگرانی کرتے تھے ان دنون اُنکی صحت خراب ہو گئی تھی اور اُسکے دوبارہ درست کرنیکی غرض سے وہ اپنے وطن مالوفہ کیطرف واپس آتے ہوئے ڈیونشائر کے ساحل پر ٹھہر گئے تھے یہان میری والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ وہ میرے ساتھ نہایت ہی ہمدردی اور دلسوزی سے پیش آئے اور اپنے مجوزہ قیام سے کہین زیادہ عرصے تک اس ساحلی مقام پر ٹھہرے رہے۔ وہ بہت جلد میری طرف متوجہ ہوے کیونکہ مین اپنے والدین کے غم مین بہت ہی بحال تھی۔ آخر کار اُنھون نے میری دستگیری کا وعدہ کیا اور مین نے اُسے غنیمت سمجھکے منظور کر لیا۔ اسوقت میری عمر صرف سترہ برس کی تھی۔ اُنکے سوا کوئی میرا یار و مددگار نہ تھا جیب بھی خالی تھی جسکے بھر جانیکی تھوڑے ہی دنو مین امید تھی۔ اس حالت مین بجز اسکے مجھے کیا چارہ تھا کہ مسٹر میلکم کی رفاقت قبول کر لون؟ مجھے اُنسے محبت نہ تھی لیکن نفرت بھی نہین تھی۔ اُنکی طرف سے میرے خیالات مین عشق و محبت کو بالکل لگاؤ نہ تھا مین اُنکے ساتھ بطور ایک دوست یا ہمسفر کے بغیر کسی طمع اور لالچ کے رہتی تھی۔ مین نے بڑا یا دست نگر ہونے سے اپنے دلکو بہت کچھ لعنت ملامت کی لیکن

مین افلاس کی سختیان جھیلنے کے قابل نہ تھی اور محنت مشقت کرکے روزی پیدا کرنیکے ذرائع مجھے بالکل معلوم نہ تھے۔ مجھے اچھے کپڑے پہننے کا شوق تھا اور بناؤ سنگار کی تمام باتو ن سے پوری رغبت۔ حسن پرستیون نے میری والدہ کی جان لی تھی وہ کُلیتہً نہین مٹ گئی تھین۔ لیکن میری شوقینی اُن سے دبی ہوئی ضرور تھی۔ مین نے خیال کیا کہ اگرچہ شادی کر لینے سے مجھے خطاب اور دولت دونون چیزین نہین حاصل ہو سکتیں لیکن اس تعلق سے آخر الذکر چیز میرے قبضے مین آجائیگی۔ یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ فی الحقیقت انھین وجوہ سے چار و ناچار مین نے اس حالت مین رہنا گوارا کیا لیکن یقیناً یہی وجوہ اثر انداز ہوے کہ مین ایڈورڈ میلکم کے ساتھ قربانگاہ مین جانیکے لیے آمادہ ہو گئی۔

"چند ماہ تک اُنھوں نے مجھے محض بطور ایک ساتھی کے نہایت ہی عزت و حرمت سے اپنے خاندان مین رکھا تاکہ ہم دونو نکی شادی میری والدہ کی تجہیز و تکفین سے نامناسب قربت کی ساتھ نہو۔ کبھی کبھی وہ خود بھی مجھسے ملتے رہے اور اپنے والدہ کو بھی مجھسے ملانیکے لیے لائے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب مین قریب سترہ برس کے ہوئی تو میری شادی اُنکے ساتھ ہو گئی۔ شادی کے ایک یا دو برس بعد تجارتی ضروریات نے میرے شوہر کو پھر سینٹ پیٹرسبرگ واپس ہونے پر مجبور کیا اور اس مرتبہ وہ ایک طولانی زمانے تک وہان قیام کرنیکے ساز و سامان سے گئے۔"

کی عمر مین انتقال کیا تھا۔ اُسوقت یہ معلوم ہوا کہ اُنکے مالی معاملات بہت ہی خراب حالت مین ہین۔ تمام زمینداریان رہن تھین شراب فروشون۔ وکیلون اور مہاجنون کے بھاری بھاری قرضوں کے دعوے دائر ہو گئے تھے اور مزید مصیبت یہ کہ میری والدہ کے قرضخواہوں یعنی جوہریون۔ بزازون اور کلاہ فروشوں نے جنھین وہ برسون سے زبانی وعدون پر ٹالتی تھیں یا تھوڑا بہت دیکے خاموش کیے ہوے تھین یہ خبر سنتے ہی اپنا اپنا حساب چکا دینے کیلیے ہلڑ کر دیا۔ بہرکیف تمام مال و متاع قُرق اور نیلام ہوگیا۔ اور میری والدہ رنج اور غیرت سے اپنے قدیم ہمچشموں سے چار آنکھیں کرنیکے قابل نہ رہین نہ اُنھین اپنے متکبر لیکن مغرور خاندان سے کوئی امید باقی رہی۔ بمجبوری وہ اُس ضلع سے دور دراز فاصلے پر جہان یہ مصیبت و تباہی نازل ہوئی تھی مجھے ہمراہ لیکے ایک گانو مین چلی آئین اور غریبانہ مکانمین رہنے لگیں۔

"میری والدہ مین مصیبت کی سختیان برداشت کرنیکا بالکل مادہ نہ تھا۔ بجاے اسکے کہ وہ اپنی پست حالت سے اُبھرنیکی کوشش کرتیں مایوسانہ طور پر راضی برضا ہو رہنے کو اپنی قسمت کے حوالے کر بیٹھین۔ مجھ مین وہ کوئی اطمینان بخش آثار نہین پاتی تھین۔ بلکہ بالکل اسکے برعکس۔ وہ مجھ سے اسقدر محبت کرتی تھین کہ بایدوشاید لیکن نہ وہ محبت جو اُنھین اتنی ہمت دلاتی کہ وہ اپنی بیٹی کی آیندہ بہتری کے لیے کچھ دلون زندہ رہنے کی کوشش کرین۔ بلکہ یہ محبت اُس کوتہ اندیشی ضعف اخلاق اور مجنونانہ جوش پر مبنی تھی جو ہر وقت اُنھین میرے لیے آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی تھی اور اس رنج مین مبتلا رکھتی تھی کہ "میری لاڈلی بیٹی" کا کیا انجام ہوگا۔ حسن و دون اُنکا رماسہ موافق تھا اُنکے دماغ مین یہ ہوا سمائی ہوئی تھی کہ مجھے کسی عظیم الشان گھرانے میں بیاہین گی۔ لیکن اب کہ ہم لوگ بالکل پست حالت مین ہوگئے اور دفعۃً سوسائٹی کے اعلیٰ طبقے سے گر کے ادنیٰ درجے کو پہونچگئے۔ اس قسم کی تمام تامدار اُمیدیں خاک میں ملگئیں اور میری والدہ اس رنج و کوفت میں قریب بہ ہلاکت ہوگئین حتیٰ کہ ڈاکٹرون نے اُنھیں سمندر کے کنارے اُٹھالیجانے کا مشورہ دیا کیونکہ بجز تبدیل آب و ہوا کے کوئی دوسری تدبیر ایسی نہ تھی جو اُنکی جان بچاسکتی۔ اس صلاح کے مطابق ہم لوگ ایک ساحلی مقام پر گئے جہاں پہونچکے ایک طولانی علالت کے بعد میری غریب مان نے میرے سولھوین سال مین مجھے یتیم اور کوڑی کوڑی کو محتاج چھوڑ کے دم توڑ دیا۔

"منجملہ اُن چند ملاقاتیوں کے جن سے مین نے اس ساحل پر شناسائی پیدا کی تھی ایک مسٹر میلکم تھے جنکی عمر اُس زمانہ مین چھتیس برس کی تھی۔ وہ کوئی خوبصورت جوان نہ تھے لیکن چہرے پر شریفانہ وجاہت تھی۔ اور عام اداریں پسندیدہ تھے اگرچہ بعض باتوں میں وہ محض کاروباری آدمی معلوم ہوتے تھے وہ لندن کے ایک دولتمند سوداگر کے اکلوتے بیٹے تھے اور اپنے باپ کے کاروبار میں برابر کے حصہ دار۔ اُنکی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اُنکی موجودہ حالت نہ صرف

کیا انگلستان واپس چلنا قرین مصلحت ہے۔ مین نے
خیال کیا کہ اس معاملے کو اُنھین کی مرضی پر منحصر
رکھنا بہتر ہوگا اور یہی مین نے ظاہر کیا۔ اسپر اُنھوں نے
میرے ذہن نشین کردیا کہ ابھی تین چار برس تک روس
ہی میں قیام رکھنا مناسب ہے تاکہ بعض بعض تجارتی
معاملات جو فی الحال چھڑے ہوئے ہیں اُنکا کماحقہ انصرام
ہو جائے اور اُسوقت تک ہماری حالت اس قابل
ہو جائیگی کہ دارالسلطنت روس کی تجارتی ستاح کسی معتبر
آدم کے بھروسے پر چھوڑ سکین۔ اس خیال کے مطابق
ہم لوگ سینٹ پیٹرسبرگ ہی میں مقیم رہے اور وہاں کی اعلیٰ
سوسائٹی میں آنے جانے لگے۔ اس آمدورفت میں میری
بیٹی ملڈریڈ بھی ہمراہ ہوتی تھی جسکا روز افزون حسن و
جمال اگرچہ اپنی ماں سے بڑھ نہین گیا تھا تاہم برابری
کا دعویٰ دار تھا۔ آخرکار وہ زمانہ آگیا جب روس میں
میرے شوہر کا کاروبار قابل اطمینان ہوگیا اور اب
ہم لوگوں کے سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اسوقت میری
شادی کو پورے بیس سال گزر چکے تھے اور ملڈریڈ کا
سن اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ وہ کبھی انگلستان نہین
گئی تھی۔ اُسکی تعلیم و تربیت سینٹ پیٹرسبرگ ہی میں
ختم ہوئی تھی۔ تاہم وہ انگریزی بہت ہی صاف بولتی
تھی اور اُسمین اپنی ہموطن دہمرتبہ لیڈیوں کے رکھ رکھاؤ
کی تمامتر قابلیت موجود تھی۔ وہ انگلستان جانیکی
مشتاق تھی اور اُس تاریخ کا جی سے انتظار کر رہی
تھی جب ہم اُس شہر کو خیرباد کہنے والے تھے جو دریائے
نیوا کے ساحل پر واقع ہے۔ ناگہاں ایک ایسا جانکاہ
حادثہ پیش آیا جسنے ہم لوگوں پر رنج و غم کا آسمان
توڑ دیا۔ یہ میرے شوہر کی وفات کا حادثہ تھا جو
مرض سکتے کے برقی اثر سے واقع ہوا۔ ہائے جو
شخص صبح تک چھا بھلا اور ہنستا بشاش نظر آتا تھا
شام کو وہ ایک افسردہ لاش کی صورت میں بستر مرگ
پر پڑا ہوا تھا۔“

”اس سانحے سے جو صدمہ مجھپر گذرا اُسنے مجھے
فوراً بیمار ڈالدیا اور کئی مہینے تک مین موت اور زندگی
کی کشاکش میں مبتلا رہی۔ یہ ایک ایسی ناگہانی آفت
تھی کہ ہفتون تک مجھپر غشی طاری رہی اور مدتوں میرے
ہوش و حواس بحال نہیں ہوئے۔ رفتہ رفتہ جب میری
حالت سنبھلنے لگی تو پھر اپنی اکلوتی بیٹی ملڈریڈ کی
تیمارداری اور سعادتمندانہ خدمت کا بڑا اثر
ہوا۔ اسیطرح مجھے اُس حکیم حاذق کی دلی توجہ کا بھی
یقین ہوگیا جسے ملڈریڈ کی سرگرمانہ خدمتوں کے ساتھ
مجھے موت کے مُنہ سے چھڑا لیا۔ اب مجھے معلوم ہوا
کہ میرے شوہر کی دفعتہً موت کی خبر سُنکے کارخانہ
لندن کا منیجنگ کلرک سینٹ پیٹرسبرگ آیا ہوا ہے اور مجھسے
اُن معاملات کی روئداد بیان کرنیکا منتظر ہے جن سے
مجھے سابقہ پڑنیوالا تھا۔ اُسکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ
اُس وصیت نامے کا عملدرآمد ہونا چاہیے جسکی رو سے میرے
شوہر مجھے اپنا پورا وصی قرار دیگئے ہین۔ اس بیان کے
موافق میں نے اُنکے ڈسک مین ایک کاغذ پایا جسمین
میرے نام وصیت تھی کہ میری اتفاقیہ یا بیوقت موت
پر جسقدر جلد ممکن ہو سکے تمام کاروبار کا انتظام کرنا

اس امر کا فیصلہ کہ آیا میں اُنکے ہمراہ چلونگی یا اپنے سُسرے کے پاس رہوں گی اُنھوں نے شریفانہ خیال سے میری ہی رائے پر منحصر کیا۔ میں اپنے بوڑھے سُسرے سے متنفر تھی۔ کیونکہ وہ بہت سخت مزاج تھے اور مجھسے ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ لگائے رہتے تھے۔ اُنکے رہنے کا مکان بھی بہت ہی پُرانا اور میلا تھا۔ حالانکہ اسمیں بہت بڑی وسعت تھی اور فرش فروش سے بھی آراستہ تھا تاہم بیحد بھدا اور بدنما۔ علاوہ بریں مجھے سیر دُنیا کا شوق بھی دامنگیر تھا۔ غرض ان حالات میں نے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ چلنے کا فیصلہ کیا اور جس مستعدی سے میں نے اپنی رائے ظاہر کی اُس سے یہ نہیں مترشح ہونے پایا کہ میں جوش محبت سے بیقرار ہوں۔ میری آمادگی سُنکے میرے شوہر کا دل باغ باغ ہو گیا کیونکہ اُنکو مجھسے بے اختیار محبت تھی۔ غالباً وہ میرے اُن عیوب سے بالکل ناواقف تھے جو مجھے اپنی ماں کے ورثہ میں ملے تھے یعنی اوچھا پن۔ خود ستائی اور خوشامد پسندی جنھیں جہاندیدہ مسٹر میلکم (میرے سُسرے) کی تجربہ کار نگاہوں نے اچھی طرح تاڑ لیا تھا۔ غرض ہم میاں بیوی سینٹ پیٹرسبرگ کیطرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکے فوراً ایک عالیشان اور آراستہ کوٹھی میں اُترے جو میرے شوہر نے کرایہ لی تھی

سالہا سال یہی صورت قائم رہی۔ اس عرصے میں میرے بہت سی اولادیں ہوئیں جنمیں پلوٹھی کی بیٹی ملڈرڈ کے سوا سب بچے اپنی صغر سنی ہی میں مر گئے۔ ملڈرڈ بھی خدا خدا کر کے بچی۔ میرے شوہر نہایت ہی حلیم الطبع اور نیک مزاج تھے۔ اُنھیں مجھسے عشق تھا لیکن زن مرید نہ تھے۔ وہ اپنی حسین بیوی پر نازاں تھے لیکن اسقدر مدّاح نہ تھے کہ لوگ تمسخر کریں۔ وہ ہوشیار اور عقلمند شخص تھے میری طرف سے اُنھیں کوئی بدگمانی نہ تھی۔ نہ میں نے کبھی اُنھیں اس قسم کا موقع دیا کہ وہ مجھسے بدظن ہوں۔ میری ذاتی خصلتیں فطری طور پر اچھی تھیں۔ صرف میری طبیعت اُس بیہودہ دلی کا لطف حاصل کرنا چاہتی تھی جسکا اثر ایڑی سے شباب تک مجھپر یکساں پڑا تھا اور جسکے لئے صرف ایک بہو کافی تھی۔ حتی الامکان میں نے اپنے دلکو بہت ہی مار مار کے اپنے شوہر کی رضاجوئی و خوشنودی کا خوگر بنایا تھا۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ مجھے اُنسے سچی محبت نہیں اور میں قواعد عشق کے مطابق اُنھیں نہیں چاہتی۔ صرف اوپری دلسے اُنھیں پسند کرتی تھی۔ عزیز رکھتی تھی اور اُنکی تعریفیں کیا کرتی تھی۔ اسکے ماسوا اُنکی نامحدود مہربانیوں کا بھی مجھپر اثر ہوتا تھا کیونکہ میں ناسپاس دل نہیں رکھتی تھی۔ ان وجوہ سے کوئی خوشی اُس مسرت کو نہیں پہنچ سکتی تھی جو ہم دونوں کو اپنے سُہاگ کے زمانے میں میسر تھی اگرچہ اولاد کے ضائع ہو جانیکا خیال کبھی کبھی یہ مسرت تلخ کر دیتا تھا۔ دولتمندی کے لحاظ سے بھی تمام اسباب جمع مہیا تھے میرے شوہر نے خود بھی بہت کچھ دولت پیدا کی تھی اور اپنے والد کی وفات پر جو ہماری شادی کے چند ہی سال بعد واقع ہوئی وہ تمام مال و متاع کے بلا شرکت غیرے مالک ہو گئے تھے۔

اب ہم لوگ بہت بڑے دولتمند ہو گئے اور میرے شوہر نے مجھسے ایک ضروری امر میں مشورہ چاہا۔ یعنی ہم لوگوں کو سینٹ پیٹرسبرگ ہی میں سکونت رکھنا چاہیے

کی صحت کامل طور پر عود کر آئے اُسوقت تک علیحدہ رہنا چاہیے ساتھ ہی اُسے یہ بھی کہا کہ چونکہ مین روس مین پیدا ہوئی ہون اور آج تک اس سرزمین سے باہر قدم نہین نکالا اس لیئے مجھے کامل اطمینان نہین ہو کہ غیر ملک کی آب و ہوا مجھے موافق آئیگی یا نہیں۔ یہ جواب سُنکے مجھے کسیقدر تعجب معلوم ہوا کیونکہ ایک ہی سال پیشتر وہ انگلستان جانیکے لیے بیقرار تھی۔ تمام مجھے خیال گذرا کہ ممکن ہو اُسنے میری خاطر اور میری موجودہ حالت کے لحاظ سے ایسا کہدیا ہو مجھے بخوبی یاد ہو کہ اُسی زمانے مین میری بیٹی کی یہ رنگین تصویر لیڈی لے سائی تھی جس سے ملڈریڈ نے بن مصوری حاصل کیا تھا اور جو اتنک کبھی کبھی ایسی فارغ التحصیل شاگرد دیکھنے کو چلی آیا کرتی تھی۔ یہ تصویر اُنھین ایام مین بنی ہوئی تھی لیکن افسوس اُسوقت مجھے اس کا وہم گمان بھی نہ تھا کہ یہ خوبصورت نقش و نگار بدنصیب لڑکی کے خط پیشانی کی مصیبت ناک تحریر ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر نیویل کی شادی ہوئے مدت ہو چکی تھی۔ اُنکے کوئی اولاد نہ تھی۔ اُنکی بیوی بھی اُنھین کیطرح خوش اطوار اور پاک باطن معلوم ہوتی تھین جب اچھی ہو گئی تو وہ مجھسے ملنے آئیں اور اُسوقت سے آنے لگیں۔ اُنھوں نے ملڈریڈ کو اپنی نگرانی میں رکھنے کا وعدہ کیا اور اس بات سے میں بہت خوش ہوئی مجھے خیال گذرا کہ ایک حکیم کی بیوی سے ملنے جُلنے سے اُسکے دماغ مین حکیمانہ خیالات پیدا ہو جائین گے۔ میں نے اسے اجازت دیدی کہ جب تک سکا جی چاہے میڈیم نیویل کے ساتھ اپنا وقت صرف کرے! اور اُسوقت سے وہ اس لیڈی کی صحبت مین آزادانہ طور سے رہنے لگی۔ مہینے کے مہینے گزر گئے بلکہ قریب قریب سال ختم ہونیکو آیا اور ابھی تک مین نے مکان کی چوکھٹ سے باہر قدم نہین نکالا تھا۔ لہذا ایک روز قبل دوپہر میرا جی چاہا کہ کسی گاڑی مین بیٹھکے سیر و تفریح کرون۔ آجکا دن بہت ہی گرم اور فرحت بخش تھا جو جاڑونکی ناگوار اور طولانی راتونکے بعد اسقدر عرصے مین دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ میری طبیعت بھی بشاش تھی۔ میں نے خیال کیا اگر مین سیدھی ڈاکٹر نیویل کے یہان چلی جاؤنگی تو وہ اور ان کی بیوی اچانک مجھے اپنے مکان پر دیکھکے کسقدر متعجب ہو جائین گے اور کس خاطر و مدارات سے مجھے ہاتھون ہاتھ لین گے۔ نیز ملڈریڈ کو بھی اچھا ہو جائیگا جسکی نسبت مین جانتی تھی کہ وہ میڈیم نیویل سے ملنے گئی ہے۔ اُف ابھی سے اُس خوشی کا سمان میری آنکھون مین پھرنے لگا جو ڈاکٹر کے ڈرائنگ روم مین پہونچکے میری پیاری بیٹی ظاہر کریگی۔ مایوس العلاج اور دائم المرض مریضونکو طولانی بیماری سے صحت یاب ہونے پر اکثر ایسے ہی خیالات دامنگیر ہوتے ہین۔ بڑے بڑے پختہ دماغون مین اس قسم کے طفلانہ منصوبے جاگزین ہو جاتے ہین جو کچھ عرصے کے بعد مضحکہ خیز اور قابل نفرت معلوم ہوتے ہین۔ قصہ مختصر مین ایک ڈروشکی[عہ] مین سوار ہوئی جو گرم پوستین سے منڈھی ہوئی تھی۔ اور خاص خاص گلیون مین تھوڑا سا

عہ ایک قسم کی ہلکی چوپہیہ گاڑی جو روس اور جرمنی میں مستعمل ہے

چاہیے اور اُسے ہرگز ملتوی نکرنا چاہیے۔ اس کام کیلیے مجھے
مسٹر لی ہیڈ کلرک پر پورا اعتماد تھا جو لندن
سے آئے تھے۔ اپنے کاروبار کی تھاہ لینے سے مجھے
معلوم ہوا کہ مین بہت بڑے سرمایہ کی مالک ہون اب
مین نے اُنھین لندن کی تجارتی شاخ کا مختار عام
کردیا۔ قصہ مختصر جیدہی ماہ مین مسٹر لی نے بہت بڑی
قابلیت دکھائی اور مین اُنکی دیانتداری سے بھی بیحد
خوش ہوئی جسقدر ایسی حالت سے۔

"میری صحت کی رفتار دھیمی تھی۔ جاڑونکا موسم
شروع ہوچکا تھا۔ اس حالت مین مجھ ایسے نحیف اور
کمزور بیمار کیلیے سینٹ پیٹرسبرگ سے سفر اختیار کرنا ناممکن
اور محال تھا۔ لہذا مین ڈاکٹر نیویل کے مشورے
پر کاربند ہوئی جو میرے معالج تھے اور جنکا ذکر پیشتر آچکا
ہے۔ اور اُس موسم بھر دارالسلطنہ روس کو چھوڑنا کے
کے تمام خیالات ترک کردیے۔ تاہم مجھے ملڈریڈ کو صدمہ
ہونیکا خوف تھا کہ یہ خبر سُنکے خدا جانے اُسے کسی قدر
مایوسی ہوگی کہ ابھی اور چھ مہینے تک اُسکی انگلستان
جانیکی آرزو پوری نہین ہوسکتی۔ لیکن مجھے خوش
کرنے یا میرے گھبراجانیکے خیال سے ملڈریڈ یہ تجویز
نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ سُنی اور میرے گلے مین
باہین ڈال کے کہنے لگی کہ مین آپکے ساتھ ہر جگہ
خوش ہون۔ اور اپنی طرف سے سفر کیلیے ایسی عجلت
کرنا نہین چاہتی کہ آپکی طبیعت پھر پلٹ جائے۔ ملڈریڈ
کے اس جوش محبت پر فرط خوشی سے میرے آنسو
نکل آئے اور ڈاکٹر نیویل نے (جو اسیوقت اتفاقیہ
آنکلے تھے) اُنکی سعادتمندانہ اُلفت و فرمانبرداری پر
بہت بڑی تاباشی دی۔

"ڈاکٹر نیویل ساٹھ برس سے زیادہ ضعیف العمر
تھے سینٹ پیٹرسبرگ کے تجربہ کار حکیمون مین اُنکی سب سے
زیادہ شہرت تھی اور روسی اُمرا اُنھین بہت کچھ مانتے
تھے۔ وہ میرے یہان اُس موقع سے پہلے کبھی نہین
آئے تھے جب رو میرے شوہر کو دفعتہً مرض سکتہ لاحق
ہوا تھا۔ اُسوقت اُنھیں جلدی کیوجہ سے بُلا لیا گیا تھا
کیونکہ اُنکا مکان اُس طبیب سے زیادہ قریب تھا جو
ہلوگونکا معمولی معالج تھا۔ اس طرح اگرچہ شناسائی
ہوجانیسے ملڈریڈ نے میرے علاج کیلیے بھی اُنھیں کو
طلب کیا۔ اُنکے تیر بہدف علاج اور دلی توجہ سے مین
اسقدر جلد سنبھل گئی کہ ہلوگ اُنکے معتقد ہوگئے اور
خیال گذرا کہ ایسے حکیم حاذق خوش اخلاق و نیک اطوار
شخص کو ایا اُسیطرح دوست سانا چاہیے جسطرح ایک خاص
اور معمولی طبیب کو۔

"آخرکار زمانے نے کروٹ بدلی اور روسی
جاڑونکا وہ طولانی موسم ختم ہوا جسکی سختیاں انگلستان
کے رہنے والوں کے خیال میں بھی نہ گذری ہونگی۔ ابھی
تک میری صحت کی رفتار دھیمی تھی لیکن تندرستی
یقینی تھی۔ اس اثنا میں کئی مہینے گذر گئے
اور انگلستان چلنے کے متعلق کوئی گفتگو نہین ہوئی حتی
کہ ایک دن مین نے ملڈریڈ سے ذکر کیا کہ اب ہلوگو کو
سینٹ پیٹرسبرگ کو ہمیشہ کیلیے خیرباد کہنے کی تیاریان
کرنا چاہیین۔ اسکے جواب مین اُسنے مجھسے التجا کی کہ جبتک

منہ سے بے اختیار خوشی کے نعرے نکل گئے اور
ملڈریڈ ایک پرجوش محبت کے ساتھ یہ کہتی ہوئی مجھسے
لپٹ گئی "آ آ جان! پیاری آ آ جان تم کہان تھین"
مین نے بھی اُسے فرط محبت سے چھاتی سے لگا لیا اور
مجھے اسقدر پیار آیا کہ میسر کبھی نہین آیا تھا۔ اب مجھے
یقین ہو گیا کہ میرا خیال غلط تھا اور معاً تمام بدگمانیان
دور ہو گئین۔ آدھ گھنٹے تک مین وہان ٹھہری ہی
اور میڈم نیویل سے ادھر اُدھر کی باتو نمین مشغول
رہی۔ اُسکے بعد مین رخصت ہونیکے لیے اُٹھ کھڑی
ہوئی۔ ملڈریڈ بھی میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوئی لیکن
چونکہ ابھی دن بہت تھا اور اُسکے جانیکا معمولی وقت
نہین آیا تھا اسلیے مین نے اُسے اپنے ہمراہ لیجانا
مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ اُسپر زور دیا ابھی تم یہیں ٹھہرو
اور کھانے کے وقت تک چلی آنا۔

"اب مین بہت ہی خوش خوش گاڑی مین سوار
ہوئی لیکن معاً مجھے یاد آیا کہ میرے چار عدد کف میڈم
نیویل کے کمرے مین رہگئے ہین اور مین اُنھین لینے
کیلیے پھر گاڑی سے اُترکے کوٹھے پر گئی۔ چونکہ روسی
مکانو نمین عموماً اٹرے کمرونکے آگے چھوٹے برآمدہ نما کمرے
ہوتے ہین اور وہ ہرے دروازونکے ذریعے سے ایک دوسرے
سے ملحاق ہوتا ہے لہذا میسے ہی مین نے برآمدہ نا کمرہ مین
قدم رکھا ویسے ہی میرے کان مین میڈم نیویل کی آواز
آئی جو یہ کہہ رہی تھین —" ملڈریڈ مین سچ کہون
تیرے لیے مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوا تھا!"
ملڈریڈ "لیکن مین اپنی ماں کے تیور دیکھکے کہہ سکتی

ہون کہ اُنھین کوئی گمان نہین گزرا۔ تاہم یہ باتین
بغیر اسکے انجام پذیر نہین ہو سکتین کہ وہ اپنا وعدہ
پورا کرین اور مجھے بعجلت تمام اپنی زوجیت مین لے لین"
میڈم نیویل "پیاری گھبراؤ نہین!"
ملڈریڈ (ترش ہو کے) "گھبراؤنگی بھی ایک ہی کہی
یہ تم کس مُنہ سے کہتی ہو جب تمھین معلوم ہے کہ دوسرے
ہی مہینے مین مین اپنی حالت کو زیادہ عرصے تک
پوشیدہ رکھنے کے قابل نہین رہ سکتی!"
میڈم نیویل "پیاری تم اطمینان رکھو ڈاکٹر صاحب
تمھارے لیے کوئی تدبیر ضرور نکالینگے۔ تمھاری والدہ بالکل
اُنکے کہنے مین ہین۔ وہ انگلستان یا اٹلی یا جنوبی فرانس
کی سیر کا ٹھیک مشورہ دینگے اور تمھین ساتھ لیجانے کیلیے
اس دلیل پر مجبور کرینگے کہ چونکہ تم اسی سرزمین پر پیدا
ہوئی ہو لہذا دوسرے ملک کی آب وہوا تمھین ناموافق ہوگی"
ملڈریڈ "لیکن یہ سب تدبیرین کسلئے؟ مین تمھین
قسم دیتی ہون کہ اگر اُنکے ایفاے وعدہ مین تمھین
کوئی شک ہو تو مجھسے صاف صاف کہدو ان تدبیرونسے
کیا فائدہ کہ وہ مجھ ایسی ناچیز اور گمنام سے شادی
کرنیکا عہد کر چکے ہین۔ اسکا کوئی ذکر اُنھون نے
مجھسے اُسوقت نہین کیا جب اُنھون نے اپنی محبت
کا اظہار کیا تھا اور مین اُنپر پھسل گئی تھی۔ نہ تمھین
لوگون نے مجھے پہلی مرتبہ اُن سے ملاتے ہوے اُسکے
متعلق کچھ کہا۔ اُف! اب مجھے پچھتاوا ہوتا ہے اور درد
ندامت سے میرا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے جب مین
یہ خیال کرتی ہون کہ ناحق مین ایسی بیجا حرکت

گشت لگا کے مین گاڑی کو ڈاکٹر ہیویل کے مکان کیطرف چلنے کا حکم دیے ہی کو تھی یکایک مجھے شبہہ گذرا کہ گویا ملڈریڈ ایک جنٹلمین کے شانے پر ہاتھ رکھے ہوے محبت بھری نگاہوں سے اُسکا مُنہ دیکھتی ہوئی اور دونون ایک بازار کیطرف مُڑتے ہوئے میری نظر سے گزرے ہین۔ اِس خیال سے مجھپر اسقدر حیرت طاری ہو گئی کہ مین گاڑی مین گرتے گرتے بچی جسی مین نے چیک اسٹرنگ کے وزریعے سے معاً اُس بازار کے سامنے رُکوادیا تھا جتنک گاڑیان کوچ بکس سے اُترے اُترے ہزارون خیال میرے دماغ مین بجلی کیطرح کوندنے لگے یعنی فی الواقع وہ ملڈریڈ ہی تھی یا مجھی کو شبہہ ہوا؟ بالفرض اگر وہی تھی تو یہ کون شخص تھا جو اُسے لگائے لیے جاتا تھا؟ پہلی نظر میں مجھے وہ کشیدہ قامت۔ چھریرا اور خوبرو جوان معلوم ہوا تھا لیکن چونکہ مین اُسکی صورت اچھی طرح نہین دیکھنے پائی تھی لہذا مجھے اطمینان نہ تھا کہ دوبارہ بھی اُسے پہچان لونگی وہ عورت جو بیتاب شبہہ حسرت بھری نظروں سے اُسکے چہرے کو دیکھتی جاتی تھی خواہ وہ ملڈریڈ ہو یا نہو لیکن میرے دماغ مین پورے طور پر بس گئی تھی قبل اسکے کہ میرے خیالات مین یکسوئی پیدا ہو اور میرے ہوش و حواس مجتمع ہون کوچبان نے تین چار مرتبہ میرا عندیہ دریافت کیا اگر مین اسقدر محو ہو رہی تھی کہ اُسے کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کار مین نے اُس سے اُترنے کو کہا اور گاڑی سے اُترتے ہی فوراً اُس بازار کیطرف کی جھپٹی جسکا پھاٹک میرے داخلے پر بھی اُسیطرح بند ہو گیا جسطرح اُن دونو کے داخل ہوتے ہی معاً بھڑ گیا تھا۔ یہ بازار بہت وسیع تھا اور تین حصوں پر تقسیم تھا۔ مین نے جلدی جلدی ہر حصے مین گشت لگایا۔ ہر طرف اسقدر بھیڑ بھاڑ تھی کہ بعض اوقات مجھے آدمیوں کے مجمع مین گھُس کے راہ کا لنا پڑی حتی المقدور مین نے بہت تلاش کی لیکن نہ کہین ملڈریڈ ہی نظر آئی نہ کوئی اُسکی ہمصورت۔ یہاں سے ایک اور گلی نکلی تھی اسلیے گمان غالب تھا کہ دونوں اُس گلی سے نکل گئے ہونگے! اب مین اپنی گاڑی کیطرف واپس آئی اور اُسمیں بیٹھکے کوچبان کو حکم دیا کہ ڈاکٹر ہیویل کے مکان پر چلو!

"پاؤ گھنٹہ تک جو وہاں جانے مین صرف ہوا مین اپنے دلمین خیال کرتی رہی کہ اگر میرا گمان غلط ہوا تو ملڈریڈ کی نسبت ایسی بدگمانی سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ اور اپنی خاص مٹی کو بیتسری اور ریاکاری کا ملزم گردانا بالکل تنگ خیالی کی دلیل ہے۔ یا اُسکے مُنہ پر بیدھڑک کہدینا کہ مین نے تمکو فلان شخص کے ساتھ دیکھا تھا بالکل اوچھے پن مین داخل ہے۔ بطریں حتی المقدور مین نے اپنے اُمڈے ہوئے جوش اور جذبے کو فرو کیا اور عہد کر لیا کہ اس معاملے میں کوئی لفظ زبان سے نہین نکالونگی۔ انھین خیالات کے ساتھ میں ڈاکٹر ہیویل کے مکان پر پہونچی اور ڈرائنگ روم میں پہونچا دی گئی۔ یہان مین نے ملڈریڈ کو اُسی ریشمی بیل بوٹے کے گدے پر بیٹھا ہوا دیکھا جو وہ لیے ساتھ لائی تھی اور میڈیم ہیویل بھی اُسکے قریب ایک کوچ پر تکیہ لگائے ہوئے پڑی تھین۔ مجھے دیکھتے ہی دونون کے

؎ ایک کمانی جو گاڑی کے ا ، سے کوچ بکس تک لگی ہوتی اور جسکے دبانے سے کوچ ، ، ، کو اطلاع ہو جاتی ہے"

الفاظ میں اپنی اپیل پیش کرونگی۔ اگر انھیں مجھسے
کسی حد تک محبت ہو جیسا کہ وہ برابر دعوے کرتے
رہتے ہیں تو بلا حیل وحجت میری اپیل منظور کرلینگے
ورنہ صاف صاف ہی بتائیں گے ۔"
میڈیم نیویل ۔ پیاری ملڈریڈ اپنی جان کیوں
ہلاک کرتی ہو۔ خدا کیلئے حواس درست کرو۔ اٹھو میں
شراب کیلئے گھنٹی بجاتی ہوں ۔ ایک گلاس میں تمہارا
غصہ فرو ہو جائیگا۔"
"اب میں اپنے کمرہ میں جانا مناسب نہ سمجھا اور
دروازے ہی کے پاس سے دبے پاؤں پلٹ آئی ۔
ان خیالات کے ساتھ میں گاڑی میں سوار ہوئی۔ جو
الفاظ کہ تھے جو میرے گوش گزار ہوئے اور جسقدر کیفیت
میں نے سنی تھی غالباً اس سے زیادہ نفس مطلب
میری سمجھ میں آ گیا۔ اب میری یہ حالت تھی کہ "کاٹو
تو لہو نہ تھا بدن میں ' اُف کیسی ہولناک خبر میرے
گوش گزار ہوئی تھی ۔ ملڈریڈ کی عصمت برباد ہو گئی
اس سے ایسا نالائق فعل سرزد ہوا کہ حاملہ ہو گئی ۔ ا
مسٹر نیویل اور انکی بیوی بدکردار رُوسیاہ کے سیرت
نکلے اُف خدا جانے کس ولولے میں نے یہ ترسناک
باتیں سنی تھی اور نہیں معلوم کس طرح میں اُسوقت
کمرے میں گھس پڑنے سے باز رہی جب ملڈریڈ
اس ناگفتہ حالت میں اپنے دل کو لعنت ملامت کر رہی تھی
اور مدحت میڈیم نیویل کی ذلیل حرکتوں کی قلعی کھول
رہی تھی ۔ لیکن شاید اُسوقت یہی خیال مجھے روکے رہا
کہ پہلے سب باتیں سن لینا مناسب ہیں اور سب سے
پہلے یہ تحقیق کر لینے کی ضرورت ہو کہ میری اولاد
کی عصمت برباد کرنیوالا کون شخص ہے۔ غرضکہ جب
میرا جوش کسی قدر فرو ہوا اور گھر پہونچ چکے میں اس
قابل ہوئی کہ اس واقعے کے نتیجے پر غور کروں تو یہی مناسب
معلوم ہوا کہ اس معاملے میں ہوشیارانہ پالیسی اختیار کرنا
چاہیے ۔ تاہم جب ملڈریڈ مکان واپس آئی تو مجھے
اپنے خیالات کے اخفا میں خدا جانے کسقدر دقت
ہوئی ۔ اُف جب میں اُسکی پیاری پیاری صورت
دیکھتی تھی تو میرا دل یہی چاہتا کہ اُسے بار بار یہ
کہتے دوں کہ "تو بکی فاحشہ اور ریاکار ہو ۔" '
آخر کار رات ہوئی اور میں سونے کے
ارادے سے اپنے کمرہ میں چلی گئی ۔ لیکن اپنی بیٹی
کی تباہی و بربادی کا خیال مجھے اسقدر بے چین کیے ہوئے
تھا کہ میری نیند اُڑ گئی ۔ اب ہزاروں چھوٹے چھوٹے
واقعات مجھے یاد آنے لگے جو پیشتر بے حقیقت معلوم
ہوتے تھے لیکن اب وہ سب کے سب اسی ترسناک
واقعے سے متعلق تھے ۔ سینٹ پیٹرسبرگ سے روانگی
کی نسبت ملڈریڈ کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو جانا
— ڈاکٹر نیویل کا اُسکی دخترانہ محبت پر سعادتمندی
کا حاشیہ چڑھانا — ملڈریڈ کا اس حکیم کی حذاقت
اور مسیحائی کے راگ گانا — میڈیم نیویل کی صحبت
کا ترقی پکڑنا اور ملڈریڈ کا دن دن بھر غائب رہنا
— ہر بات اب الم نشرح ہو گئی ۔ ہاں — مجھے
یہ بھی بخوبی یاد ہو کہ اس رنگین تصویر میں (جو نگی
قدیم اُستانی کی یادگار ہی) قمر غوبت والا سین

مانکو قریب قریب سرسامی حالت مین اُنکی بچی چھوڑکے
غائب رہی!"

**میڈیم نیویل** "بس بس پیاری پیاری چادل میلا کرو"

**ملڈریڈ** "مین خیال کرتی ہون کہ مین ایک
کسی سے زیادہ ذلیل اور ریاکارانہ حالت مین ہون
اور تھوڑے ہی دنو مین تمام معصیت اور سیہ کاری مین
کمال کو پہونچ جاؤنگی! لیکن ان باتو سے درگزر
کرکے میڈیم نیول مین تمسے یہ پوچھتی ہون کہ کیا کسی
طرح تمھین اُنکے ایفاے وعدہ مین ابھی کچھ تاخیر معلوم
ہوتی ہی؟"

**میڈیم نیویل** "پیاری تم ابھی ہرلارڈشپ سے
مل چکی ہو۔ اُنھون نے تمسے کیا کہا؟"

**ملڈریڈ** "ہاے یہ تو ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہی کہ جب
ہم دونون ایک جگہ ہوتے ہین تو مین اپنا مقدر
محو ہوجاتی ہون کہ عشق ومحبت کے چار اچھے پیرا اطمینان
کر دیتے ہین اور ایک نہ میرے لبون کیلیے مُہر خاموشی
کا کام دیتا ہی۔ اسوقت کی ملاقات تو بالکل ہی مختصر
تھی کیونکہ انھین ایک سخت ضرورت سے مکان جانیکی
جلدی تھی۔ صرف پل سے بارہ تک میرا اُنکا ساتھ
ہوا اسکے بعد ورا ہم دونون علحدہ ہوگئے۔ سچ پوچھو
توخدا کو کچھ اچھا کرنا منظور تھا ورنہ اگر میری بات یہان
تک چلی آتیں اور ہم دونون کو کچھ لیتین تو تمھین ایسا
کیا خیال پیدا ہوتا!"

**میڈیم نیویل** "کیا وہ کل تسلی کیلیے یہان تو نہین
آئینگے؟ اگر ایسا ہو تو مین معمول سے زیادہ پاس امر کا
لحاظ رکھون کہ تمھاری والدہ پھر نہ آجائین!"

**ملڈریڈ** "کل یہان ملنے کا وعدہ نہین ہو بلکہ ہوا پر"

**میڈیم نیویل** "آہا ہا! کیا سچ ہی؟ مین
**فینسی فیر** کو تو بھول ہی گئی تھی۔ (ظریفانہ ہنسی سے)
"یقیناً تم اپنے ساتھ مین اور ڈاکٹر صاحب کو بھی میلے
مین لیچلوگی تاکہ تمھاری والدہ کو اطمینان رہے کہ
تم اُنکے دوستونکے حفاظت مین ہو اور ایک منٹ
کیلیے بھی تمھین اپنی آنکھ سے اوجھل اور بدراہ نہیں
ہونے دینگے"

**ملڈریڈ** (سنجیدگی سے) "میڈیم نیویل بہت دل لگی
نہ کرو مطلب کی بات کا مضحکہ نہ اُڑاؤ مین تمھین یقین
دلاتی ہون کہ اب تشکل سے میری محبت مجھے اُن قابل
ملامت وسیلے اور حیلہ سازیوں کی اجازت دیتی ہو جنکی مین نے
اپنی پیاری ماں کے ساتھ حد کردی"

**میڈیم نیویل** "پیاری مین صرف ہنستی تھی
ورنہ خیال رکھو کہ مین اور ڈاکٹر اُسوقت تک تمھارے
کام کیلیے اپنے کو وقف سمجھتے ہین جب تک کوئی
قابل اطمینان صورت نہ پیدا ہو جائے"

**ملڈریڈ** "آہ مجھے کوئی اُمید نہ رکھنا چاہیے۔ نہ اس
خیال خام پر بھولنا چاہیے کہ جو تم تعریفاً حالات ایک جانب
دلنشین ہین اُنکا لحاظ و پاس دوسری جانب بھی ملحوظ
ہوگا۔ بہرکیف کل ٹھیک چار بجے شام کو مین اُنسے ملونگی
اور اُسوقت اُنکی نیکدلی محبت اور عالی خیالی کے
بھروسے پر اپیل کرونگی کہ وہ میرے ساتھ نکاح کرنیمین
توقف نکرین۔ بیشک مین اُنسے بھی زیادہ ردوار

# جنرل ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

... ایجنسی کی معرفت لکھنؤ کی تمام اشیاء حسب تفصیل ذیل عام طور پر کفایت ماور عمدگی ال کے ساتھ ... یکجا تی ہیں۔ تین سال مین اس ایجنسی نے اپنی خوش معاملگی کی وجہ سے جسقدر ترقی کی ہے وہ اہل ... حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ جو حضرات نیا معاملہ کرینگے انھیں جدید تجربہ حاصل ہوگا۔ اسلیے کم قیمت ... دان کا نرخ ہی نہیں لکھا گیا کہ وہ ضرور ناقص ہونگی۔

## عطریات

ح گلاب۔ نمبر اول فی تولہ ...
نمبر دوم " ...
ح خس۔ نمبر اول " ...
نمبر دوم " ...
ح یاسمی۔ نمبر اول " ...
ر گلاب۔ فی تولہ ...
ر حنا۔ " ...
ر برگ حنا۔ " ...
ر حنس۔ " ...
ر شہناز۔ " ...
ر سہاگ۔ " ...
ر ارگجا۔ " ...
ر شمامۃ العنبر۔ ...
ر اگر۔ " ...
عطر موتیا۔ " ...
ر موگرا۔ " ...
ر چمیلی۔ " ...
ر جوہی۔ " ...
ر کیوڑا۔ " ...
ر مولسری۔ " ...
عطر چمپا۔ " ...
عطر نسیم۔ " ...
ر ناگیسر۔ " ...
ر سنگترہ۔ " ...
عطر دونا۔ " ...
عطر گل۔ " ...

## روغن خوشبودار

روغن بیلا۔ فی سیر ...
روغن چمیلی۔ " ...
روغن حنا۔ " ...
روغن کیوڑہ " ...
روغن مصلح۔ " ...

## تمباکو خوردنی خوشبودار

قوام تمباکو مشکی۔ فی تولہ ...
گولیاں خشک مشکی۔ " ...

## تمباکو کشیدنی خوشبودار

نمبر اول فی سیر ...
نمبر دوم " ...

## چکن

ساریان۔ فی عدد ...
دوپٹے " ...
تھان۔ عرض ۱۲ گرہ۔ طول ۹ گز ...
کلاہ دوپلی۔ ...
کلاہ قندیل نما۔ ...

## فردین اور لحاف وغیرہ

فردین۔ فی عدد ...
لحاف۔ " ...
پلنگ پوشش " ...

## چیدہ ناول

فردوس بریں۔ از حضرت شرر۔ ...
تقدس نازنین۔ " ...
فتح اندلس " ...
ڈاکو کی دلھن۔ " ...
آغا صادق کی شادی۔ " ...
حسن بن صباح۔ " ...
ایام عرب ہر دو جلد۔ " ...
فلورا فلورنڈا۔ " ...
حرم سرا مکمل۔ از حضرت یاس ...
کامنی۔ از پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ ...
شباب لکھنؤ۔ از منشی احمد علی صاحب بی اے۔ ...
طلسمی فانوس۔ از اڈیٹر صاحب اودھ پنچ۔ ...
عروج و زوال۔ از اڈیٹر صاحب خدنگ نظر ...
گنبد گیسو۔ انگریزی ناول کا ترجمہ۔ ...
ہیرا۔ ایضاً ...
کاوش دل۔ از سید عاشق حسین ...
نشتر۔ مشہور ناول ...

## تصنیفات حضرت داغ دہلوی

گلزار داغ دیوان۔ ...
آفتاب داغ " ...
انتخاب داغ۔ کل دواوین کا انتخاب۔ ...
فریاد داغ۔ مثنوی ...

المشتہر

مینیجر خدنگ نظر لکھنؤ

ملڈریڈ نے اپنے قلم سے اضافہ کیا تھا اور کوئی شک نہین کہ اگر مین مادرانہ محبت کے لحاظ سے اس تصویر کو اپنے البم مین رکھنے پر اصرار نکرتی تو اُسکا مصمم ارادہ تھا کہ اسے اپنے آشنا کی نذر کر دے ۔

لیکن اب مین اِن چھوٹے چھوٹے واقعات کی تصریح مین اوقات تضیع کرنا نہین چاہتی ۔ بلکہ اب مین اپنی سرگزشت کے ایک عظیم واقعے کیطرف رجوع ہوتی ہون ۔ سینٹ پٹیرسبرگ مین یہ عام دستور رہی (یا ممکن ہی کہ میرے ہی طولانی قیام کے زمانے تک یہ معمول رہا ہو) کہ برف گھُلنے کا موسم قریب آنے پر دریاے نیوا کی منجمد سطح پر ایک عالیشان میلا قرار دیا جاتا تھا ۔ اس میلے کیلیئے کوئی خاص تاریخ مقرر نہ تھی بلکہ جسوقت شدید اور طولانی جاڑونکا ناگوار موسم ختم ہو جاتا تھا اُسوقت ایام سرما کو خیرباد اور موسم گرما کے خیرمقدم کی غرض سے ہر سال یہ میلا ہوا کرتا تھا ۔ غرضکہ دوسرے روز علی الصباح سیڈیم نوبل نے ملڈریڈ کے پاس ایک رقعہ بھیجکے اُس سے اس میلے مین اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی ۔ یہ رقعہ یقیناً میری آنکھونمین خاک ڈالنے کی غرض سے لکھا گیا تھا بہرکیف ملڈریڈ نے بھولی اور انجان بنکے یہ رقعہ میرے ہاتھ مین دیا اور مجھسے میلے مین جانیکی اجازت چاہی اِس حرکت پر میرے سر سے پانون تک آگ لگ گئی لیکن مین نے اپنا غصہ ضبط کرکے خاموشی کے ساتھ اُسے اجازت دیدی ۔ ملڈریڈ نے اپنے آشنا سے چار بجے شام کو ملنے کا وعدہ کیا تھا ۔ اُف ! اتنا وقت میرے لیے پہاڑ ہو گیا اور نہین معلوم تین بجے تک کس مصیبت سے مین نے ایک ایک گھڑی گِن گِن کے کاٹی ۔

اَب مین سر سے پانون تک بڑے بڑے روئین دار پوستین کے لباس مین چھپ کے گھر سے نکلی اور ایک گاڑی مین بیٹھکے دریاے نیوا کے کنارے روانہ ہوئی ابتک کہر اُجڑ رہا تھا اور چارونطرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ۔ لیکن میلے مین ہزارہا لیمپ اسطرح روشن تھے گویا دھوپ نکلی ہوئی ہی ۔ دریاے نیوا کی منجمد سطح پر پھوس اور تختونکے مکانات اس کثرت سے بنائے گئے تھے کہ دریا نظر نہین آتا تھا ۔ ریفرشمنٹ روم ۔ سیرگاہین تھیٹر ۔ ناچ گھر سبھی سامان دلچسپی مہیا تھے ۔ یہ میلا ایک تہوار یا عام خوشی و مسرت کا دن تھا جسمین پیچ قومین رنگ رنگ کے لباس و وضع مین دکھائی دیتی تھین نئے نئے سُوانگ طرح طرح کے بہروپ عجیب عجیب مضحکے دلچسپی پیدا کرتے تھے اور مختلف قسم کی ظریف اور مضحک صورتین نظر آتی تھین ۔ جا بجا محکمہ پولیس اپنے معمولی انتظام مین سرگرم تھا ۔ کہین امپیریل گارڈ کے سپاہیو کا پرا اپنی سبز وردی مین اکڑتا پھرتا تھا کہین لیڈیان اور جنٹلمین خرام ناز مین مشغول تھے ۔ کہین اُمراے عظام اور مقتدر بیگمات سیر کر رہی تھین ۔ کہین کہین یہ چرچے بھی سنائی دیئے کہ شاہی خاندان کی خاص خاص شاہزادیان عام لوگونکی بھیڑ بھاڑ مین ملی ہوئی ہین ۔ لیکن مجھے ان چیزونسے بالکل دلچسپی نہ تھی ۔ میرا خیال تو اور ہی طرف بٹا ہوا تھا ۔ مین نے اپنے چہرے پر ایک سبز نقاب ڈالے

یادگار سالگرہ مبارک
اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوب علیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ
جلد ۶
Vol. 6.
نمبر ۹
No.
خدنگ نظر
اردو علم ادب
کے
خزانے کا ایک نہایت قیمتی - خوبصورت
ور دلکش زیور جسمین مضامین نظم
ور ناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
مین ماہوار شائع ہوتے ہین
بصد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر
خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر و پروپرائٹر
آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

# اصلاح معاشرت



## نمبر ۵

جناب ایڈیٹر صاحب خدنگ نظر -

مین نے اس زمانے مین انجمن اخوان الصفا گورکھپور کی ایک جلسۂ مذاکرۂ علمیہ مین "ہمدردی" کے عنوان پر ایک تقریر کی تھی - اس تقریر مین ضرورتاً اصلاح معاشرت کے ایک پہلو سے بھی بحث کرنا پڑی تھی لہذا اُس حصۂ تقریر کو اِسی سلسلۂ مضامین مین داخل کرنیکے واسطے آپکے پاس بھیجتا ہون - امید کہ آپ اسے شائع کر دینگے -

آجکل کے زمانے مین خیالات مغربی کی اشاعت نے ایک گروہ مین یہ خیال پیدا کر دیا ہی کہ اس ملک مین متفقہ خاندان کی معاشرت نے ہر شخص مین ایک نوع کی کاہلی اور اپنے ذاتی فرائض سے غفلت شعاری پیدا کر دی ہی - یعنے اس رسم کے دیرینہ عملدرآمد نے لوگونکے قلوب مین صرف اپنے دست و بازو پر بھروسہ کرنے اور اپنی محنت سے قوت لایموت بہم پہونچانے اور اپنے اور اپنے زن و فرزند کے لیے متاع زندگی مہیا کرنے کا خیال بالکل مٹا دیا ہی لوگ بلا شرم و حجاب عزیزونکے دست نگر ہو کے رہنا - مدت العمر بیکاری مین گزارنا بے ہنر بنکے سوسائٹی کے واسطے ایک سامان زحمت ثابت ہونا گوارا کرتے ہین - جسقدر عزیزانہ تعلقات کے دائرے کو وسعت ہوتی ہی اُسی قدر زیادہ انسان کو اپنے واسطے سامان زندگی بآسانی ملنے کی امید ہوتی ہی اور ہر ایسے بڑے خاندان یا قبیلے مین جسمین متعدد اشخاص محض اپنی محنت سے اکتساب معاش کرتے اور اپنے بھائیون کی رفع تکلیف کا خیال پیش نظر رکھتے ہین ایک گروہ ایسے محتاجون اور اپاہجون کا ہوتا ہی جو بے خوف ملامت ہاتھ پانون ہلانے اور دُنیا کی کاہشون مین پڑنے سے گریز کرتے ہین اور اِسکا اصلی سبب صرف یہ ہوتا ہی کہ اُنکو فیاض طبیعت عزیزون کی فیاضی پر یہ اطمینان ہوتا ہی کہ اُنکی بدولت بُرے حالون یا بھلے حالون بسر ہو جائیگی اور زندگی کٹ جائیگی - اُنکے دلونمین کمانے کی اُمنگ پیدا نہین ہوتی - وہ محنت کر کے کچھ پیدا کرنے کی لذت نہین جانتے اور اُنکو اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرنیکی قدر معلوم نہین ہوتی - ایسے گروہ کی موجودگی نے

# قواعدِ خدنگ نظر

۱ یہ ماہوار رسالہ ہر انگریزی مہینے کی **آخری تاریخ** کو شایع ہوتا ہے۔ اسکے **تین حصے** ہیں (حصۂ اول مین) **مضامین** علمی۔ تاریخی۔ اخلاقی اور نیچرل نظمین۔ (حصۂ دوم مین) **غزلیات** ہمطرح اور نامور شعرا کا غیر طرح کلام اُردو۔ فارسی (حصۂ سوم مین) مسٹر رینالڈز کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز **ناول** کا ترجمہ۔ ہر حصے کی ضخامت ۱۶ صفحات ہین۔ مکمل رسالہ ۴۸ صفحات پر علاوہ ایک **رنگین طلائی** کام کے ٹائیٹل پیج کے شائع ہوتا ہے بنظر آسانی عام اس پرچے کا ہر سہ حصہ علیحدہ بھی مل سکتا ہے۔ درخواست خریداری کے ساتھ جن حصص کی خریداری منظور ہو اُنکی تصریح ضرور کرنی چاہیے۔

۲ قیمت ہر سہ حصہ **تین روپیہ** سالانہ۔ کوئی دو حصے جو **خریدار حضرات** پسند کریں **دو روپیہ** سالانہ مین لینگے۔ کسی ایک حصے کی قیمت **ایک روپیہ چار آنہ** مع محصولڈاک مقرر ہے۔ قربیان رسالہ اور امراء عظام سے ۵ر سے عہ تک۔

۳ چونکہ اس رسالے کی اشاعت سے محض اُردو لٹریچر کو باقاعدہ اور مفید بنانا منظور ہے لہٰذا مذکورۂ بالا سبجکٹ کے علاوہ اور کسی مذاق کے مضامین وغیرہ نہین لیے جائینگے۔ اشعار غزلیات بھی وہی منتخب ہونگے جو لٹریچر کے لیے مفید ہوں اور فن و زبان کے اعتبار سے قابل اشاعت سمجھے جائین۔ جن حضرات کو اپنے کسی غیر منتخب شعر کیلیے کچھ اعتراض ہو وہ مشہور اساتذہ سے استصواب کرکے اپنا اطمینان کرلین نہ کہ اڈیٹر کا ہرج اوقات فرمائین۔

۴ نمونے کا پرچہ ۴ر ۔۳ر ۔ اور ۲ر کے **ٹکٹ وصول ہونے** پر حسب تشریح بالا ارسال ہوگا نہ کہ **مفت**۔

۵ ہر ماہ کا پرچہ تاریخ معینہ پر نام بنام ارسال ہوگا۔ اگر احیاناً کسی ماہ مین کسی صاحب کو نہ پہونچے تو ایک ہفتے کے اندر اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا۔ بعد کو نصف قیمت لیجائیگی۔

۶ اگر کوئی صاحب ایک مقام سے دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تو **وقت روانگی** اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع فرمادین اور اس امر کا لحاظ رکھین کہ تاریخ اشاعت سے قبل اُنکی اطلاع وصول دفتر ہوجائے ورنہ پرچہ نہ پہونچنے کے ہم ذمہ دار نہین۔

۷ جواب طلب اُمور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال ہو ورنہ جواب نہین دیا جائیگا۔ بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔ تمام خط و کتابت بنام **اڈیٹر** صاحب ہونا چاہیے۔

المشتہر

**منیجر خدنگ نظر لکھنو**

ہین ایک دوسرے کے شریک ہونے کی مؤثر تلقین کی تھی تو درحقیقت یہ ایسے گرانمایہ
اصول تھے کہ ایشیا آج اسی لٹی ہوئی حالت پر ناز کرسکتی ہے اور یورپ کو دکھا سکتی ہے
جو لطف و مدارات جو دردمندی اور دلسوزی اور جو عزیزانہ محبت اور تعلق ایسی نکبت زدہ
حالت مین بھی اُسکے بچون مین ہے اُسکا کہین ایک شمہ بھی یورپ مین نہین ہے۔ ایشیا کے
مفتوح اور ایک حد تک تباہی زدہ ملکون اور شہرون مین کوئی مسکن غربا مسکن اغنیا
سے الگ نہین ہے۔ اور ایشیا والون کے خون دولت و امارت کی زیادتی اور کمی سے
سُرخی و سفیدی کے رنگ نہین بدلتے ہین۔ یورپ کو یہ نفسی نفسی کی معاشرت مبارک
رہے۔ ہم ایشیا والے اسی مین مگن ہین کہ روکھی سوکھی جو کچھ میسر آتی ہے اُس سے
صرف اپنا تن نہین پالتے ہین بلکہ اپنے محتاج و مجبور عزیز و اقربا کو شریک کرکے کھاتے
ہین۔ لیکن اب اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ دونون براعظمون کی معاشرت مین جو
تفاوت عظیم ہے اُسکا اصلی سبب کیا ہے اور یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ کیا ہم ایشیا والو نمین
ہمدردی ابنای جنس کا مادہ یورپ والون سے زیادہ ہے یا یورپ والے ہمسے غیرت
و حمیت مین زیادہ ہین۔

اگر بامعان نظر دونون مقامات کے جغرافیہ اور تاریخ پر بسیط نگاہ ڈالی جائے تو ایک
بے تعصب مبصر کو یہ ضرور معلوم ہوگا کہ ایشیا مین عموماً اور اس ملک ہندوستان مین
خصوصاً جسقدر لوگون کا مدار رزق کاشتکاری و زراعت پر ہے اُسقدر یورپ مین نہین
ہے۔ اور بدینوجہ جسطرح یہان ایک انسان کی تھوڑی محنت سے اتنا پیدا ہوجاتا ہے
کہ اُس سے متعدد انسانون کا آذوقہ مہیا ہوسکتا ہے یہ بات یورپ مین نہین ہے۔ یورپ
مین اسی وجہ سے اُسوقت تک نہایت غربت و افلاس کا سکہ جاری رہا جب تک اُسکے
باشندون نے دور دست مقامات مین جا کے فتوحات نہین شروع کین اور جبتک کہ
قوم کے اکثر افراد نے محنت کرنے پر کمر نہ باندھی اور اپنی محنت و حرفت سے ایسے سامان جمع
نہین کیے جو دُنیا کی بازارون مین اچھی قیمت پر اُٹھنے لگے اُسوقت تک وہان خوشحالی
اور تمول نے صورت نہ دکھائی۔ پس قانون قدرت نے ہم ایشیا والون کو جسطرح یہ سبق
پڑھایا کہ ہم مین کا ایک گروہ محنت کرکے رزق کا اتنا سامان بہم پہونچائے کہ جو ساری
قوم کے واسطے کفایت کرے اور قوم کے دیگر افراد کو یہ موقع دیا کہ وہ دیگر امور معاش

قوم کے ایک بڑے حصے کو معطل کر رکھا ہی اور حیلہ جو کاہل المزاج طبیعتون کو اس بیغیرتی کے گوارا کر لینے پر جری کر دیا ہے کہ ہٹے کٹے ہو کے بھی محتاجی مین ایڑیان رگڑین اور کسی عزیز سے جو کچھ اُسکے دست و بازو کا صدقہ مِلجائے اُسپر قانع رہین۔

اسیکے مقابلے مین اقوام یورپ کا طرز معاشرت پیش کیا جاتا ہی جسکے یہان ہر شخص کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے محنت کرنا پڑتی ہی۔ محنت سے قوم مین اُسکو عزت و سربلندی حاصل ہوتی ہی۔ غریبی ایک جرم ہی نہایت قابل نفرت اور یہ خیال کہ ہم کسی کے دست نگر ہو کے بسر کر سکتے ہین قوم مین پایا نہین جاتا۔ پس ہر شخص کو خود کنوان کھود کے پانی پینا پڑتا ہی اور اسطور سے ہر فرد مین عزت اور حمیت کا ایسا جوش ہوتا ہی کہ اُسی جوش سے وہ ملک فتح کرتے ہین اور اپنے ملک اور اپنی قوم کا جھنڈا دُور اُفتادہ قطعات ارض مین اپنا خون بہا کے گاڑ آتے ہیں۔ گویا یورپ کے سارے فتوحات کی یہی کُنجی ہے۔ اور ایشیا کی ساری نکبت اور شامت محض اس متفقہ خاندان کے مذموم و قبیح دستور کے سبب سے ہی۔

اگر سطحی طور سے دیکھا جائے تو بیشک یہ ساری رام کہانی نہایت دلچسپ معلوم ہوتی ہی اور بیشک چشم ظاہر بین کو اسمین کوئی صاف و صریح مغالطہ معلوم نہو گا۔ لیکن ہم بے تعصب ہو کے یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ کیا ایشیا کے بڑے بڑے معلمان اخلاق نے جو متفقہ خاندان کی بنیادین قائم کی تھین وہ اسی لیے تھین کہ قوم مین محتاجی اور دست نگری رائج ہو اور اہل وطن مین مردانہ غیرت و حمیت کا کوئی جوش باقی نہ رہے اور ملک طوق غلامی سے کبھی آزاد نہو۔

اگر صرف تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اتنا صاف نظر آ جائیگا کہ جس ایشیا نے عالم کو فتح کر لیا تھا اور جسکے باشندون مین بڑی بڑی سلطنتین قائم کرنے اور اُنکو سیاست مدن کے عمدہ اصول پر چلانے کا مادّہ پیدا کیا گیا تھا اُسپر ہرگز یہ الزام قایم نہین ہو سکتا کہ اُسکے معلمان اخلاق کسی ایسی نا عاقبت اندیشی کے مرتکب ہوے ہون جسکے سبب سے قوم کی قوم نہایت بیغیرتی کو بطوع خاطر گوارا کر سکتی اور نہایت درجہ دون ہمتی پر مائل ہو سکتی ہو۔ اور اگر اس ملک کے ہادیان مذہب اور معلمان اخلاق نے عزیزون کو شیر و شکر ہو کے رہنے اور مواخاۃ کے برتاؤ کرنے اور رنج و راحت

اور دادہال یعنے نا نا اور دادا کے گھرجاتی ہی - اسی طرح جب مان باپ بوڑھے ہو جاتے ہین محنت مزدوری کے لائق نہین رہتے اولاد اپنی سعادتمندی سے اُنکی خبرلیتی اور خود کما کے اور تکلیف اُٹھاکے اُنکی خدمت کرتی ہی - دُنیا مین سُرخرو ہوتی اور مان باپ کی دُعا سے اپنی عاقبت بناتی ہی اگر ایک خاندان مین خدا کسی کو متمول اور دولتمندی دیتا ہی وہ اپنا فرض سمجھتا ہی کہ جو عزیز و یگانہ ضعیفی یا لاچاری یا اور کسی مصیبت کے سبب عاجز و درماندہ ہون اُنکی خبرگیری کرے - یہ سلسلہ ایسا ہوتا ہی جو ہمیشہ قائم رہتا ہی - آج ایک بھائی کو خدا نے مقدرت دی ہی وہ دوسرے بھائی کی امداد کرتا ہی کل اِس متمول بھائی کی اولاد غریب و نادار ہو جاتی ہی اور اُس غریب بھائی کی اولاد کو اقتدار نصیب ہوتا ہی وہ اپنے باپ کی احسانمندی کا بدلا اُتار دیتا ہے - سہ

یونہین کام دُنیا کا چلتا رہا ہے ۔ دیئے سے دیا یونہین جلتا رہا ہے

اِس متفقہ خاندان کی رسم قائم ہونے سے شریفون کے بہت سے پردے ڈھکے رہتے ہین انسان کا وقت برابر نہین رہتا - مگر جب تک باہمی ہمدردی کے یہ برتاوے قائم ہین اُس وقت تک کسی عزیز کی تنگ حالی اُسے سوسائٹی مین ذلیل وخوار ہونے نہین دیتی جسوقت ایک بھائی پر وقت پڑتا ہی اور بھائی اُس سے سلوک کرتے اور اُسکو ذلت میں پڑنے سے محفوظ رکھتے ہین - چند دن مین جب وہ مصیبت کے دن پورے ہو جاتے ہین وہ اپنے دست و بازو سے پیدا کرنے لگتا ہی اور اُسکی آن بنی رہتی ہی - اسی طرح اگر گھر مین ایک عزیز بیمار ہوتا ہی تو سارا کنبہ اُسکا تیماردار ہوتا ہی - اور اُسکو کبھی یہ تصور ستانے نہین پاتا کہ وہ "دنیا مین جریدہ آیا ہی اور دُکھ درد مین اُسکا کوئی ساتھ دینے والا نہین ہی" یا یہ کہ "غریبی ہوتی تو علاج و تیمار سے کچھ دن اور جی لیتے" اُسکے اردگرد دلسوز عزیزون کا ہجوم ہوتا ہی - وہ ہر طرحکی خبر لیتے ہین - خدم وحشم نہون تو کیا پروا - عزیز تو سب طرحکی خدمت پر کمربستہ موجود ہیں - ایسے سروسامان مین مرنا بھی ناگوار نہین ہوتا - اور لوگ دُعائین کرتے ہین کہ ہم اپنے عزیزون کو دُنیا مین چھوڑکے یہان سے جائین - پھر اگر کسی گھر مین شادی کی کوئی تقریب پیش ہوتی ہی اُسمین بھی عزیزونکا ایک گروہ خوشی اور خرمی مین شریک ہوتا ہی - اور اسطور سے انسان کو یہ خیال پیدا نہین ہوتا کہ "اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا" اب اسی کے مقابلے مین یورپ والون کے برتاؤ کو دیکھو تو مشرق و مغرب کا فرق

کی طرف متوجہ ہون علوم و فنون مین ترقیان کرین۔ صنایع و بدایع مین کمال پیدا کرین
اور فکر معاش سے مطمئن رہین اُسی طرح قانون قدرت ہی نے یورپ والون کو یہ تعلیم
دی کہ اُنمین کا ہر فرد اپنے زور بازو سے اپنی معیشت کا سامان مہیا کرے اور اپنا
گھر بار چھوڑ کے باہر نکل جائے اور اپنی محنت و حرفت کی بدولت لوگون سے وہ شے
لے جسپر زندگی کا دارومدار ہے۔ یہ دعویٰ ہمارا کم سے کم اسی بات سے ثابت ہوتا ہے
کہ ایشیا والون نے اپنی ساری علمی تحقیقات مین کبھی اس بات کا خیال پیش نظر نہین رکھا
کہ اُس سے معاش کی تحصیل مین کوئی بڑی مدد ملے بلکہ وجہ معاش کیطرف سے فی الجملہ
اطمینان کے حاصل ہونے نے ان لوگونکو ہمیشہ بلند پروازی پر مفتون اور مائل رکھا۔
اور نیوٹن و بیکن کا وہ فلسفہ جسنے یورپ کی دُنیا بدل دی ابتک ایشیا مین کوئی بڑی تبدیلی
نہ پیدا کر سکا۔ یورپ کی ہر علمی تحقیقات اور ہر ایجاد و اختراع مین "سودمندی" کا خیال
غالب نظر آرہا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس خطہ بھر مین سب سے زیادہ جس خیال نے
دلونپر تسلط جما رکھا ہے وہ یہی ہے کہ "دُنیا کی خدمت کرو اور اپنی مزدوری پاؤ"۔ برخلاف
اسکے ایشیا والے اپنی بلند پروازی کے زور مین اکتساب معاش کے خیال ہی کو نہایت
رکیک اور خلاف شان سمجھا کیے اور ابتک اس معتوجی کی حالت مین بھی یہان کے
باکمال صرف قناعت کر کے گوشہ گیر ہونے مین اتنے خوش اور مگن ہین کہ یورپ کے کسی
باکمال کو (جسے عام قدردانی سے عروج و سربلندی اور تمول کا وہ درجہ حاصل کیا ہو جسپر
ہر شخص کو رشک آتا ہو) وہ خوشی اور وہ جمعیت خاطر نصیب نہین ہو سکتی۔ یہی قدرتی
اسباب تھے جسسے اِس ملک کے لوگون مین مل جُل کے رہنے اور عزیزون مین باہم دگر
ہمدردی و مدارات کے برتاؤ کرنے کی بنیاد پڑی۔ یہان باپ اور بیٹے کے تعلقات جیتی
زندگی قطع نہین ہوتے۔ اولاد کے واسطے شباب و جوانی کوئی ایسی مصیبت ناک شے
نہین ہوتی کہ جس سے ماں باپ کی نگاہ پھر جائے اور اُنکے دلو مین ممتا کا جوش باقی
نہ رہے۔ اولاد جوان بھی ہو گئی تب بھی ماں باپ اُسکو اُسی طرح عزیز رکھتے ہین جسطرح
بچپن مین رکھتے تھے۔ ماں باپ اپنی پسند سے اولاد کی شادی بیاہ کا سامان کرتے ہین
بہو اور داماد اپنے شوہر یا بیوی کے گھر نہین جاتے بلکہ ساس اور سُسر کے گھر یعنی سُسرال
جاتے ہین۔ پھر جب اُنسے اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اپنے ماں باپ کے گھر نہین جاتی بلکہ ننہال

مور سے اتنی بیزاری پیدا ہو گئی ہے کہ بادشاہون کو اپنی سلطنت کے شفاخانون کیواسطے
وم سے چیدہ مانگنا پڑتا ہے تب جاکے لوگونکے دل پسیجتے ہین ورنہ یہ ایک معمولی بات ہی کہ
ہر امیر جب صبح کو اپنی ڈاک کھولتا ہے تو متعدد لفافون کو بے کھولے نہایت بُرے چشم و
سرو سا کے ردیات مین ڈال دیتا ہے۔ وہ لفافہ کسی خیراتی اور رفاہ عام کی جدید تحریک سے
تعلق ہوتے ہین۔ لیکن ہندوستان میں جب کسی امیر کے پاس اُسکے کسی عزیز یا دوست
کی بیماری یا تنگ حالی کا خط پہونچتا ہے وہ چین بحسین نہین ہوتا بلکہ اُسکے دل کو صدمہ ہوتا
ہے اُس عزیز یا دوست کی حالت پر۔ اور اُسکی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ حتی الامکان کچھ
اعانت کرے۔

اسی مقام پر مجھے بطور جملۂ معترضہ یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ جو لوگ آجکل یورپ
کی معاشرت پر دلدادہ ہوکے مناکحت میں آزادی کے حامی ہین اور یہ دلیل پیش کرتے
ہین کہ ہر مرد اور ہر عورت کو اپنا جوڑا خود منتخب کرنا چاہیے۔ وہ سب سے بڑی غلطی یہ کرتے
ہین کہ اُنکے نزدیک اپنے سوا اور کسی کی پسند کو اس اہم معاملہ مین دخل ہونا نہین چاہیے۔
ہماری سمجھ میں نہین آتا کہ جب انسان اس دُنیا مین ایک بڑے گروہ اعزا و اقربا کو اسطرح
پاتا ہے کہ اُسکی مرضی کو اُنکے انتخاب مین دخل نہین ہوتا تو اُس گروہ کے صرف ایک فرد کے
انتخاب پر اسقدر اصرار کیون ہے۔ تمکو ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بہن کوئی تمہارے انتخاب سے
نہین ملا ہے۔ بیٹا۔ بیٹی تمہارے حسب مرضی نہین ملین گے۔ پھر میاں بیوی کے انتخاب پر
کیوں مچلے ہوے ہو۔ ہاں تم کہوگے کہ وہ سب تو غیر اختیاری ہین مگر جس شے مین ہم
اختیار صرف کر سکتے ہین اُسمین کیوں نہ صرف کرین۔ بیشک لیکن تمکو جوانی مین اپنے جوڑی
کی تلاش ہے۔ اور اس سن میں تم ہرگز کوئی عاقبت اندیشی صرف نہین کر سکتے۔ تمکو اپنے
جوڑے کی تلاش کرتے وقت اگر دل پر اتنا اختیار ہو کہ محض ظاہری ٹیم ٹام پر مفتون
نہو سکو اور تمہاری نگاہ اُن وسیع اور مستقل تعلقات کے دیکھنے پر حاوی ہو جو حالت
تزوج کے لوازم مین ہین تو بیشک تم خود ہی انتخاب کرو۔ نہین تو مقتضائے عقل و
مصلحت یہی ہے کہ یہ بار اپنے سر نہ لو بلکہ اُن بزرگون کے سر رہنے دو جو ہر طرح تمہارے
سود و بہبود۔ آرام و آسایش۔ خاندان کی عزت اور نیکنامی۔ اور گھر بنانے کے خیالات
ملیں رکھتے ہیں۔ تم سے کہین زیادہ تجربہ و دانش سے بہرہ مند ہین اور تمہارے حق مین بگڑ

نظر آئیگا۔ ادھر اولاد جوان ہوئی اور ماں باپ سے سارے تعلقات ختم ہو گئے۔ اب اُنھیں اپنا گھر الگ بنانا اپنے کھانے پینے کا بندوبست اپنے طور پر کرنا چاہیے۔ خود ہی اپنے واسطے بیوی منتخب کرین۔ خود ہی شادی بیاہ کا سامان کرین۔ عزیز صرف کچھ تحفہ تحایف دیدینگے۔ بیمار ہون تو (اگر مقدرت رکھتے ہین) نوکرون چاکرون سے تیمارداری کرائین یا (اگر غیر مستطیع ہین تو) شفاخانے جائین۔ شادی کی تقریب ہو تو بڑی ٹرائی ایک دعوت کردین۔ اگر خدا نے دُنیا مین کامیاب کیا۔ جاہ وحشم سے بہرہ مند ہوے تو خیر چار آدمیون مین صورت دکھانے۔ سوسائٹی مین شریک ہونے کے قابل بنے۔ اتفاق سے کوئی اُفتاد پڑ گئی۔ غریبی نے دامن پکڑا چلیے چلتے زندگی مرگئے۔ شہر کے کسی کثیف و گندہ حصے مین جاکے پڑ رہے۔ اب وہین ایڑیان رگڑ رگڑکے جان دیدینگے۔ اسی طرز معاشرت نے اسین تنک نہین کہ ہر شخص کو محنت کرنے ہنر سیکھنے اور مزدوری کرکے کمانے پر مجبور ضرور کیا ہی لیکن اتفاق سے جو مصائب نوع انسانی پر نازل ہو جایا کرتے ہین اُنکا کوئی بندوبست نہین کیا ہی اور یہ اُسی کا ثمرہ ہی کہ اُس ملک مین ضرورت نے مجبور کرکے نیک دل اور فیاض طبیعت لوگون کا ایک گروہ پیدا کردیا ہی جنھون نے چندہ کے ذریعے سے خیرات خانے۔ شفاخانے اور اسی قسم کے رفاہ عام کے صدہا کارخانے کھول رکھے ہین۔ پس عزیزانہ ہمدردی کی جو شان اس ملک مین ظاہر ہو رہی ہی اُسکی کسر یورپ نے قومی اور ملکی ہمدردی کے عنوان سے ظاہر کردی ہی۔ یہان ہر ہر گھر مین خیراتخانہ اور شفاخانہ کھلا ہوا ہی۔ اور اُسین جاتے ہوے کسی کو شرم دامنگیر نہین ہوتی۔ یورپ مین عام چندے سے خیرات خانے اور شفاخانے کھولے گئے ہین جنمین جانا ہمارے یہان کے شرفا کبھی (چاہیے مرتے مرتے مرجائیں) گوارا نہ کرینگے۔ ہم اپنے عزیزون سے اسطرح سلوک کرتے ہین جسمے دینے والا یا لینے والا کوئی خیرات و صدقات مین شمار نہین کرتا۔ یورپ مین قومی ہمدردی کے دائرے کی وسعت نے لوگون کے دلون مین خیرات دینے یا خیرات لینے کا اثر جیسا چاہیے قائم نہین رکھا ہی۔ انصاف شرط ہی۔ ہمارا طرز عمل ایک نہ ایک حیثیت سے کچھ زیادہ ہی شایستہ اور مقتضائے عقل نکلے گا۔ ہمنے ذوی القربیٰ کو مقدم رکھا ہی۔ یورپ نے سب دھان بائیس پنسیری تول دیے ہین۔ اور اسکا اثر یہ ہی کہ ہم لوگ صدہا برس سے اپنے اس تمدن پر قائم ہین۔ لیکن یورپ مین آئے دن خیراتی کامون کا ایک نیا اعلان تھیم ٹام کے ساتھ شایع ہوتا اور متمول لوگونکی طبیعتونکو پریشان کیا کرتا ہی۔ اور ابتو یورپ مین ایسے

پیدا کیے ہین -
اولاً - متفقہ خاندان کے رسم مٹانا اور عزیزون سے سلوک نہ کرنا چاہیے -
ثانیاً - مناکحت کے معاملے مین صرف اپنی پسند کا پابند ہونا اور کسی دوسرے کو اُس مین دخل
دینا چاہیے -
یہ دونون خیال ایسے ہین جو سوسائٹی کے حق مین سم قاتل ہین اور بیشک اُسوقت
تک صرف مفید ثابت ہو سکتے ہین جب تک آدمی کے ہاتھ پائون چلتے ہین اور دنیا مین
کامیاب ہے - اگر درحقیقت سچے دل سے ہمارے ملک مین کوئی ایسا غیرتمند گروہ پیدا
ہوگیا ہو جو دوسرون سے کسی قسم کی اعانت کا طلبگار نہین ہے تو ہم نہایت خوشی سے اُسکا
خیر مقدم کرتے ہین - لیکن اگر صرف ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جسنے ابتدائے عمر سے لیکر اسوقت
تک دوسرون کی فیاضی اور سلوک سے فائدہ اُٹھایا ہے اور آیندہ بھی ترکہ و میراث مین
بہت کچھ پانے کا منتظر و متلاشی ہے مگر صرف سلوک کرنے سے ہچکچاتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ
خدا اُسے توفیق نیک عطا کرے - اسی طرح آزادی مناکحت کا خیال اگر صرف نفس پرستی
اور عزیزون سے بیگانہ وشی اختیار کرنے پر مبنی نہین ہو تو بیشک ایک حدتک قابل تعریف ہو
لیکن اگر یہ منظور ہے کہ بیوی اور میان الگ ہو کے کھڑون کی زندگی بسر کرین تو حد درجہ
مذموم خیال ہے اور ہمکو یہ اندیشہ ہو کہ ہمارے ملک مین تو طلاق و افتراق مین آسانیان
بھی نہین ہین پھر اسکا کیا حشر ہوگا - شاید سوسائٹی کو صرف فضیحتی کا شکار رہنا ہے - فقط

محمد احمد علی بی اے

نیکی کے اور کچھ سوجھ ہی نہین سکتے - اور اگر خدا نے تمکو ایسے بزرگون کے سایۂ عاطفت سے محروم کیا ہے تو تمہاری حالت قابل تاسف ہو اور بیشک ایسے وقت تم سر خود مختار ہو - جو چاہو کرو - لیکن ہم تمکو یہ ضرور سمجھا دینگے کہ یورپ والون نے اپنے جوڑے کے انتخاب کو اپنے دستِ لیکے کچھ بھی اطمینان حاصل نہین کیا ہے - اور تجربے نے ثابت کر دیا ہو کہ طلاق کے مقدمون مین جو فضیحتاً و ہان آئے دن میان بیویوں کا ہوا کرتا ہو وہ صرف اسی سبب سے ہے کہ شباب کی سرشوری میں انتخاب کی نگاہ اندھی ہوتی ہے ۔ آدمی جاے بسے اور سونا جانے کسے - جب آنکھین کھلتی ہین ایک دوسرے کے مزاج سے واقفیت ہوتی ہے اُسوقت یہ غفلت کا پردہ اُٹھتا ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ وہ جسے ہمنے دیکھا تھا کچھ اور تھا اور یہ کچھ اور ہے - اس پردے کے ہٹتے ہی بیزاری بڑھتی ہو افتراق کے موقع تلاش کیے جاتے ہین اور دونون فریق نئے نئے سامان دلچسپی تلاش کرنے لگتے ہین - انجام یہ ہوتا ہے کہ ؎

ہم خوش ادھر وہ خوش اُدھر اپنی پسند سے
ہم ہنکڑی سے شاد ہین وہ دست سد سے

اگر غور کرو گے تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ دُنیا میں نہ کوئی "ہیرو" ہے نہ "ہیروئن" - جو شے تمکو محبوب ہو اور تمہاری ہے وہی تمہاری نگاہ مین "ہیرو" ہے اور وہی "ہیروئن" کوئی انسان بے عیب نہین ہو جس سے تمکو محبت ہو جائیگی اُسکے عیب تمہاری نگاہ سے چھپ جائین گے اور اُسمین تمکو لاکھون صفات نظر آنے لگین گے وہی تمہارے نزدیک دُنیا بھر سے حسین و خوبصورت اور سارے عالم مین جامع صفات اور یکتا ہوگا - تم کسی سے دل باندھ کے دیکھو تو سہی کیا جلوہ نظر آتا ہو - ایک تمہارا کسی سے دل باندھنا اُس مین ہزارون ظاہری و باطنی خوبیان پیدا کرنے کو کافی ہے -

اس جملۂ معترضہ کے بیان کرنے سے صرف یہ غرض ہو کہ متفقہ خاندان کی جس رسم نے ہمارے ملک مین باہمی ہمدردی کی بنیاد قائم کی ہے اُسکا مدار نفس پرستی اور خود غرضی پر نہین ہو - بلکہ نہایت وسیع تعلقات پر ہے اور بیشک جو گروہ اس بارے مین علم مخالفت بلند کیے ہوے ہو اُسکے حالات کے دیکھتے ہی سمجھ مین آتا ہو کہ آجکل جو نفس پرستی اور خود غرضی کی ہوا چلی ہوئی ہو اُسنے بعض پُر شور لوگونمین ایک ساتھ یہ دو خیال

(ڈی) شمس "جسے فارسی میں آفتاب و خورشید اور ہندی مین "سورج اور رب" کہتے ہین۔
(ای) مریخ "جسے فارسی میں "بہرام" اور ہندی مین "منگل" کہتے ہین۔
(ایف) مشتری "جسے فارسی میں برجیس اور ہندی میں "برہسپت" کہتے ہین۔
(جی) زحل "جسے فارسی مین کیوان اور ہندی مین سنیچر کہتے ہین۔

ان ساتوں ستاروں کو سات آسمان کے ساتھ تعلق ہی جو آسمانون کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔ کرۂ آتش کے اوپر جو آسمان ہی اُسے فلکِ قمر کہتے ہین۔ اور اُسکے اوپر فلکِ عطارد اور اُسکے اوپر فلکِ زہرہ اور اُسکے اوپر فلکِ شمس اور اُسکے اوپر فلکِ مریخ اور اُسکے اوپر فلکِ مشتری اور اُسکے اوپر فلکِ زحل۔ انکے بعد فلکِ ثوابت[۵۱] اور اسکے اوپر ایک اور آسمان ہی جسکے متعلق کوئی ستارہ نہیں۔ اسے فلکِ محیط[۵۲] اور فلک الافلاک[۵۳] اور فلکِ اطلس[۵۴] کہتے ہین۔

اِس نظام کے موجب دن اور رات کا ہونا فلک الافلاک کی گردش سے وابستہ ہی اور موسمی تبدل کے علاوہ برسات وغیرہ فلک شمس کی گردش سے!

یہ تو نظام بطلیموسی کے اصولی مسائل تھے جنھین مین پیش کرچکا۔ اب مجھے اِس بات پر بحث کرنی ہے کہ کس وجہ سے بطلیموس کا نظام باطل ٹھہرا اور فیثاغورث کا جدید نظام قائم رکھنے کی وجہ کیا ہے؟

## نظام بطلیموسی کے باطل ہونیکے دلائل

بطلیموس اور اُسکے تابعین کو افلاک کے فرض کرنے کی اسلیے ضرورت لاحق ہوئی کہ اُنھون نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کوئی جسم بغیر کسی دوسرے جسم کے سہارے کے ٹھہر نہین سکتا

[۵۱] یہ ثوابت ستارون کا مسکن ہی۔ اسے گردش ہی۔ جنبش ۱۲
[۵۲] فلک محیط کے معنے گھیرنے والا آسمان۔ کیونکہ یہ آسمان تمام آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہی ۱۲
[۵۳] فلک الافلاک کے معنے ہیں آسمانون کا آسمان۔ یعنے جیسے زمین کے لیے ایک اونچی چیز اپنے معنوں میں آسمان کہی جاتی ہی اسی طرح ان آسمانوں سے بلند آسمان گویا اِن آسمانوں کا آسمان ہی ۱۲
[۵۴] فلک اطلس اسلیے کہا جاتا ہی کہ اطلس اُس ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جو بالکل سادہ ہو اور جسپر نقش ونگار نہو۔ چونکہ اس فلک پر ستارے نہیں ہین لہذا اطلس کہا گیا ۱۲

# عالمِ اجسام

از حضرت مولانا ابو الدہر غلام حسین
آہ - دہلوی
اسسٹنٹ کلکتہ

نمبر ۲

بطلیموس کا ایجادی اور کوپرنیک کا اصلاحی نقشہ دیکھنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھون نے نظام عالم کی نسبت مفصل کیا راے قائم کی ؟ اسکے اس اجمال کی تفصیل بھی معلوم ہوا لہذا ہم ذیل مین اوّل نظام بطلیموسی کا ذکر کرتے ہین اور اسکے بعد نظام فیثاغورث کا۔

## نظام بطلیموسی

اس نظام کے بموجب زمین وآسمان سب ملکر تیرہ کرُے[۵۱] ہیں۔ بیچوں بیچ میں زمین (انڈے کی زردی کیطرح) قائم ہے اور اسے کرۂ آب ہر طرف سے گھیرے ہوے ہے۔ مگر تھوڑی سی زمین کھلی ہوئی ہے جسپر مخلوق بسی ہوئی ہے۔ اور ان سبکو کرۂ آتش چارونطرف سے گھیرے ہوے ہے۔ یہ عناصر کے چار کرُے ہوے جنپر نو کرُے آسمان کے ایک دوسرے سے ملے جلے پیاز کے چھلکون کیطرح ہین۔ چونکہ یہ کرات مثل آئینہ کے شفاف وصاف ہین انکے اندر کے ستارونکی روشنی اور نور سے زمین کی زینت دونی ہو جاتی ہے۔

### ستارے دو قسم کے ہین

ایک وہ جو حرکت کرتے ہین یعنے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں ایسے ستارونکو "سیارات"[۵۲] کہتے ہین۔

دوسری قسم کے وہ ستارے ہین جو ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ اُنھین ثوابت[۵۳] کہتے ہیں۔ اس نظام کی روسے وہ ستارے سات ہین۔ جو آسمانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہین۔

(اے) قمر۔ جسے فارسی مین ماہ اور ہندی مین چندرا اور سوم بھی کہتے ہین۔

(بی) عطارد۔ جسے فارسی میں تیر اور ہندی میں "بدھ" کہتے ہین۔

(سی) زہرہ۔ جسے فارسی مین ناہید اور ہندی مین "شکر" کہتے ہین۔

---

[۵۱] کرُہ یعنے گول جسم ۱۲ [۵۲] سیارات جمع ہے سیارہ کی جسکے معنے ہین سیر کرنے والا ۱۲ [۵۳] ثوابت جمع ثابتہ کی جسکے معنے ہیں ایک جگہ ٹھہرنے والا ۱۲ آہ دہلوی

زہرہ کے گرد "۵" زمین کے گرد "۱" مشتری کے گرد "۴" زحل کے گرد "۸" چاند چکر کاٹتے ہیں۔
یہ باتیں پایۂ تحقیق کو پہونچی ہوئی ہین اور عین الیقین کا رتبہ حاصل ہو یعنے یورپ والون نے دُوربینون
کے ذریعے سے بارہا دیکھا اور لوگونکو دکھایا کیا ایمیں شبہہ باقی رہسکتا ہو پس اگر مذکور سیارے
افلاک میں جڑے ہوتے تو کیونکر اسکے گرد چاند یا اور ستارے گردش کرتے ؟ بلکہ ان سیارونکے لیے
بھی اور افلاک کی ضرورت لاحق ہوتی۔
(سی) اِلطار دُوربین سے ثابت ہوا ہو کہ دو نورانی حلقے جنکو "حاتمتین" کہتے ہین۔ زحل
کے گرد کچھ مسافت پر زحل کو گھیرے ہوے ہین۔ اگر کسی فلک مجسم پر یہ سیارہ ہوتا تو یہ حلقے
اُسکے گرد کیونکر ہوتے ؟
(ڈی) جتنی آلات رصدیہ کی اصلاح ہوتی ہو اور آئے دن اچھی اچھی دُوربینین بنتی جاتی
ہین۔ اُسی قدر نئے ستارے اور ثوابت نظر آتے ہین۔ اِس سے ثابت ہوتا ہو کہ ستارے
کسی مجسم فلک پر جڑے ہوے نہیں ہین بلکہ وہ سب کے سب جو مین چھٹکے ہوے ہیں اور
زمین سے مختلف بُعد پر ہین۔ انمین سے جو قریب ہو بلا اعانت دُوربین کے نظر آتا ہے ورنہ
دُور کے تارے بغیر دُوربین یا ٹلسکوپ کے دکھائی نہیں دیتے۔

جب ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جسطرح وجود افلاک (جرمیہ) کا بطلیموس نے
اقرار کیا ہو باطل ہو اور تمام ستارے کیا ثوابت کیا سیارے سب کے سب اُس جو مین جس کو
"فراغ" یا "خلا" کہتے ہین پھیلے ہوے ہین۔ تو اب غور کرنا چاہیے کہ شب و روز کی درآمد و
برآمد اور آفتاب و مہتاب اور ستارونکا ہر روز مشرق سے طلوع کرنا اور مغرب مین ڈوب جانا دو امر سے خالی نہیں
(اے) یا تو آفتاب و مہتاب اور ستارے متحرک ہیں کہ سب کے سب چوبیس گھنٹے کے اندر ایک
پورا دورہ زمین کے گرد کرتے ہین۔ (جیسا اکثر لوگون کا خیال ہے)
(بی) یا خود اِس کرۂ زمین کی حرکت سے رات اور دن کے علاوہ عالم اجسام کے تمام کارخانے
جاری ہین یعنے ممکن ہو کہ یہ کرۂ زمین اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی جانب وضعی حرکت کرے
اور اِس زمین کی حرکت کے سبب ہم آسمان کے ثوابت و سیارات کو پورب کی جانب سے
نکلتے اور چلتے دیکھین جسطرح کسی تیز رو کشتی کا بیٹھنے والا ساحل کو اپنے مخالف متحرک
دیکھتا ہے۔ غرضکہ یہ دو ہی صورتین شب و روز کے درآمد و برآمد اور ثوابت و سیارات کے
طلوع و غروب کی پائی جاسکتی ہیں!

اسلیے ضرور ہی کہ ستارونکے لیے بھی فلک ہون جسمین وہ ٹھہرے رہین۔

مگر افسوس اُنھون نے یہ نہ سمجھا کہ ہر جسم کے قیام کے لیے اگر ایک سہارے کا ہونا ضرور ہی تو لازم ہی کہ فلک الافلاک بھی (جسکے جوف مین بقول نظام بطلیموس ثوابت وسیارے ہین) کسی دوسرے جسم کا محتاج ہو اُسکے قیام کے لیے کسی اور فلک کی حاجت پڑے اور اُسکے لیے کسی اور کی اور پھر اُسکے لیے کسی اور کی تا اینکہ سلسلہ دراز شد!!

مختصر یہ کہ سیکڑون کیا ہزارون اور ہزارون کیا لاکھون بلکہ علے التسلسل بے انتہا افلاک کے وجود کا اقرار کرنا پڑیگا۔ پھر انھین نو آسمانون پر اکتفا نہ کیجائیگی اور یہ بات غیر ممکن ہی! فافہم۔ قطع نظر ان امور کے (یہ نظام بطلیموس بہ سبب تحدید العاذ اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے کارخانے کو ایک پٹاری کے اندر بند کرنے پر تلا ہوا ہی جسے عقل سلیم ناپسند کرتی ہی) ذیل کے دلائل بھی اس نظام کو باطل کیے دیتے ہین۔

(اے) "ذوذنابہ" اور (فارسی مین) ستارۂ دنبالہ دار جسے حکما نے "کائنات الجو"[۱] سے تعبیر کیا ہے۔ ایسے ستارے بذریعہ دوربین بہت بڑے دیکھے گئے ہین۔ اور بعض تو زمین سے بھی کہین بڑے اور جسیم ہین۔ اس قسم کے تارے بخارات نسیمیہ سے گھرے ہوے ہین جب وہ سورج کے نزدیک آتے ہین تو سورج کی کرنین انپر پڑتی ہین اور وہ بخارات "دم" کی طرح نظر آنے لگتے ہین۔

ان ستارونکی رفتار کے انداز نرالے ہین یہ ستارے وقتاً فوقتاً سورج کے نزدیک ہر طرف سے دوڑے آتے ہین اور دوسری طرف نکلجاتے ہین۔ پس اگر سورج ایک فلک مجسم پر قائم ہوتا اور افلاک پیاز کے پوست کیطرح ایک دوسرے سے ملے جُلے ہوتے (جیسی قائلین نظام بطلیموس کی رائے ہی) تو اُن دُنبالہ دار تارونکو دوڑنے کی راہین کہانسے ملتین۔ وہ کدھر سے آتے اور کدھر نکلجاتے۔ آخر عقل بھی تو کوئی فیصلہ کرتی ہی یا نہین؟

اب مطلب کی بات سُنیے۔ دراصل آفتاب کے گرد ایک فضاے خیالی ہی جسمین ذوذنابہ کے سوا ہزارون ستارے چکر کاٹ رہے ہین! نہ آفتاب مقید ہی نہ کسی آسمان پر قائم!

(بی) بعض ستارے[۲] بعض ستارونکے گرد گردش کرتے ہین جیسے عطارد کے گرد "۵" اور

---

[۱] یعنے بخارات فضای جوی مین متشکل ہوجاتے ہین۔ یہ قدیم حکما کا خیال تھا اور بطلیموس بھی یہی کہتا تھا بلکہ اُسکے نظام کا ایک مسئلہ یہ بھی ہی ۱۲

[۲] ان ستارونکو ہیئت دان "اقمار" اور "تابع" سے تعبیر کرتے ہین ۱۲

اللہ اکبر کسقدر لامتناہی اجرام کی لامتناہی حرکت اینیہ کے محال مسئلے ماننے پڑینگے اور علم ہیئت اِسکا متحمل نہین !

ان قباحتونکے علاوہ اور بہت سی قباحتین لازم آتی ہین جنھین بخوف طوالت قلم انداز کرتاہون۔ انشاء اللہ تعالیٰ زمین کا جہان ذکر آئیگا اسکا متحرک ہونا بھی اچھی طرح ثابت کردیا جائیگا۔ اور جو حرکت زمین پر اعتراض واقع ہوتے ہیں رفع کر دیئے جائینگے۔

اب مین نظام فیثاغورث کی جانب متوجہ ہوتاہون جسنے یونانیون کی پُرانی باتون کی اچھی طرح اصلاح کی۔ اور یونانی ہوکے یونانیونکے نقص بتلائے اور حق بات کا اظہار کیا۔ اس حکیم کی حالت آگے چلکر بیان کرونگا۔ فی الحال دو نقشے نظام فیثاغورث کے پیش کرتا ہون جو متحد ہوتے پر بھی کسی قدر مختلف ہین۔

## نقشۂ اوّل

نپتون
اورنس
زحل
سیارات صغیرہ
مریخ
عطارد
زہرہ
مشتری
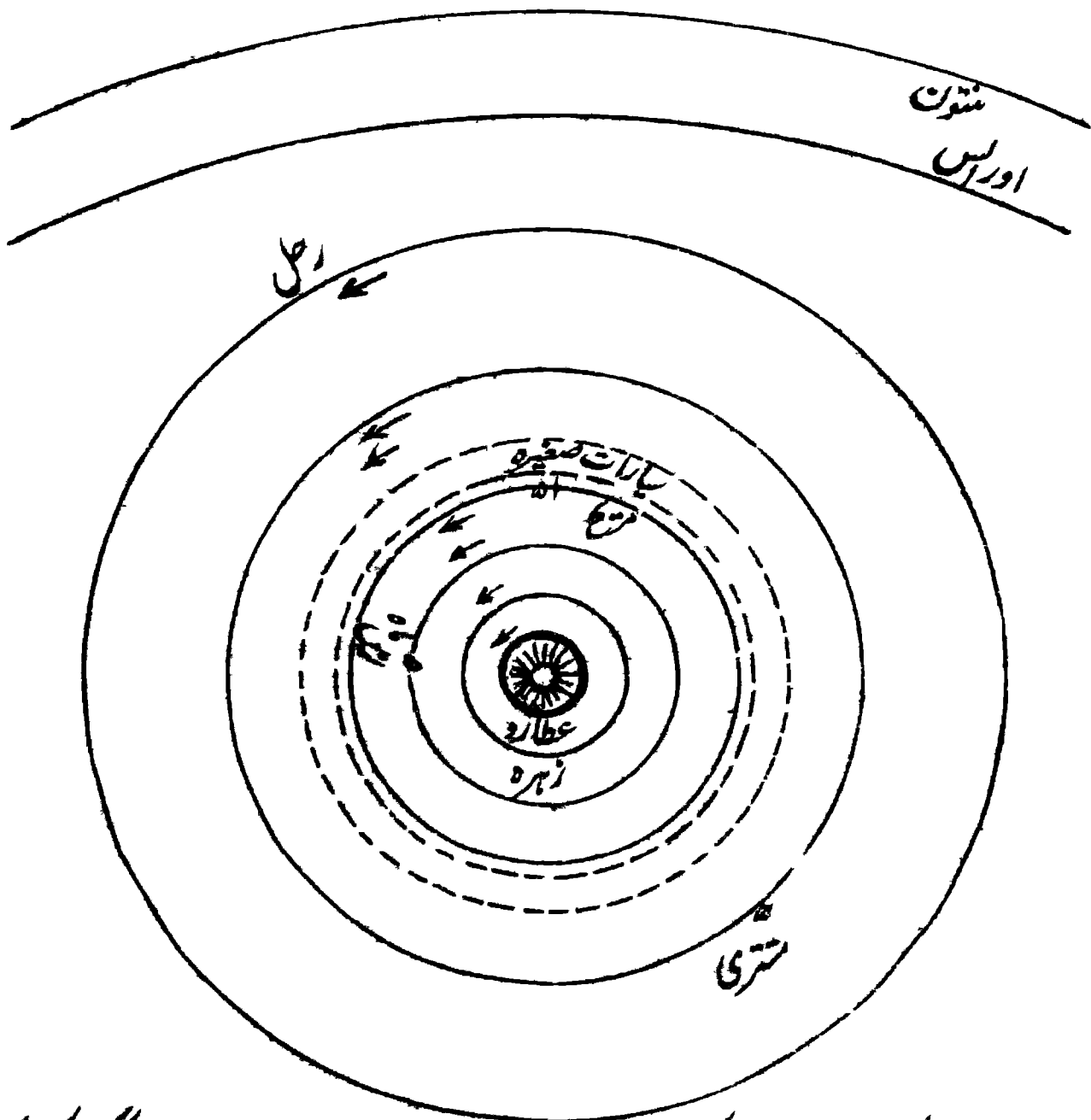
مرکز سیارات مین ایک بہت بڑا کرہ نہایت درخشان اور بیحد روشن ہی جو آگ کی طرح

مگر اجرام کی حرکت کیطرف ہم نہین جا سکتے کیونکہ زمین کو بطور مرکز کے قائم کرکے اُسکے آس پاس یا اردگرد اجرام کو متحرک مان لین تو کئی قباحتین ایسی پیدا ہونگی جنکے ہاتھون "نوامیس طبیعیہ" مین انتقاض واقع ہوگا۔

"پہلی قباحت" اگر زمین کے گرد ستارونکی گردش کا اقرار کرین تو یہ ضرور ہوگا کہ سارے ثوابت جو زمین سے کم و بیش بُعد پر واقع ہیں ایک ہی دن مین اپنے مدار کو زمین کے گرد طے کر لینگے۔ مگر "علماے علم ہیئت" نے ثابت کیا ہے کہ ثوابت مین سے جو ستارہ سب سے زیادہ زمین کے قریب ہے اُسکا "بُعد" زمین سے آفتاب کے "بُعد" کی نسبت چالیس ہزار حصہ افزون ہے۔ زمین سے آفتاب کا بُعد ( ۹۳ ) ترانوے لاکھ میل سے کم نہین ہے۔ اب اُس وقت ستارے کے بُعد کو آفتاب کے بعد سے ضرب دیجیے۔ حاصل ( ۴۰ ) کا ( ۹۳۰۰۰۰ ) پر ( ۳۷۲۰ ...... ) میل ہوگا۔ اور یہ رقم اُس دائرے کے نصف قطر کی مسافت ٹھہری جسپر یہ ستارہ زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اور اِس رقم کا ضعف ( یعنے ۷۴۴ میل قطر کی مسافت ہے۔ اگر اسکے محیط دریافت کرنے کے لیے اسکو تین پر ضرب دین تو ۲۲۳۲۰ ....... میل ہوگا۔

اگر اِس رقم کو دن کے دقیقون پر (جو ۱۴۴۰ ہین) تقسیم کرین تو حاصل قسمت ۱۵۵ ... میل ہوگا۔

اب لازم آتا ہے کہ ایک ایسا ستارہ جو تمام ثوابت کی نسبت زمین سے قریب تر ہے صرف ایک دقیقہ مین ۱۵۵ ........ میل طے کرتا ہے باوجود اسکے کہ وہ لاکھ حصہ جسامت میں زمین سے زیادہ ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسکا ہر ستارہ کے متعلق مختلف طور پر ثابت کرنا نہایت مشکل ہے اور ہیئت دان کی عمر کے تین حصے ضایع کرنا ہے۔

کیا ضرورت کہ ہم ایسے جھگڑون مین پڑیں اور کاہش مین جان ڈالدین۔ حضرات! جب ایک ایسے ستارے کا (جو زمین سے نہایت قریب ہے) یہ حال ہے تو خدا جانے اُن ثوابت کا جو زمین سے بغایت دُور ہین کیا حال ہوگا۔ اور اُنکو ایک دقیقے میں کتنی بڑی مسافت طے کرنی پڑیگی۔ قانون طبیعی اِسکا متحمل نہین ہے اور اِن اُمور کو نہایت مستبعد اور محال تصور کرتا ہے

علاوہ ازین اگر شب و روز کی درآمد و برآمد مین زمین کی حرکت فرض کیجائے تو صرف ایک کرے کی حرکت وضعیہ سے کام نکلتا ہے۔ اگر اجرام سماویہ کو زمین کے گرد متحرک مان لین تو

# قصیدہ در تہنیت سالگرۂ مبارک اعلیحضرت حضور پُر نور بندگان عالی متعالی سپہ سالار مظفر الممالک رستم دوران خاقان ابن الخاقان ہزہائنس میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

طبعزاد بندۂ غمخوار سیّد محمد کاظم جلیب کنتوری سررشتہ دار مال صوبہ محمد آباد بیدر

رو مین اپنے ڈال نہ اے مہ جبین گرہ — تحلی ہے گی آئینہ مین آتشین گرہ

کیطرح کیون دلِ عُشاق خون نہون — کھولی صبا نے زُلف کی پھر عنبرین گرہ

ین جبین ہوئی خم ابرو سے پھر دوچار — کر دیگی آج فیصلۂ مہر و کین گرہ

رِ نظر کو عقدِ تو لا ہے زلف سے — ہے وجہ ربطِ سلسلۂ کفر و دین گرہ

نسو کے ساتھ پلکون یہ خونِ جگر نہین — یہ ہر لڑی مین ہے تہ دُرِ ثمین گرہ

تو ہے داغِ دل تری عارض کے خال کا — رُکے ہوے ہی بجلیان یہ آتشین گرہ

و مکر کہے نہ حلق سلیمان ملکِ حُسن — خاتم ہے تیرا حلقۂ گیسو نگین گرہ

رِ قبا ہے عقدۂ مشکل نہین کوئی — وا ہوگی دستِ شوق سے یہ دلنشین گرہ

لکھ دل شگفتہ دورِ مسرت ہے آجکل — ہر میکدے مین کھولتے ہین خوشہ چین گرہ

نظر کے ہار بنا مثل گلفروش — دُوے رکھکے غنچہ ہائے گل و یاسمین گرہ

ازپھے مہر آصفِ سادس کا سال نو — مسعود ہے کلاوے مین سینتیسوین گرہ

شتے بنے ہین تارِ شعاعِ مہر آج — ضو مین ہے رشکِ نجمِ سپہر برین گرہ

مرزعۂ اُمید مین یہ تخمِ طولِ عمر — یا ہے ثمرِ دُعا کا گرہ کے قرین گرہ

شرت فزا ہے خندۂ جامِ مئے نشاط — کرتا ہے دلکے غنچے کی وا سا تگین گرہ

یرین ہے اِس خوشی کی حلاوت سے کام جان — ہے ہر کوزۂ لبن و انگبین گرہ

پیر کریگا عقدِ ثریا فلک نثار — روشن ہے شکلِ مردمکِ حورعین گرہ

آٹھ پہر تیس دن مشتعل رہتا ہے۔ یہ عظیم الشان کرہ جسے ہم آفتاب کہتے ہین اپنے اطراف و جوانب مین بحیاب نور و حرارت کی بارش کرتا ہے۔ تمام سیارات (جنکے تاریک ہونے مین کسی ہیئت دان کو تامل نہیں ہے) اسکے نور سے کسب ضیا کرتے ہین اور اسکے گرد گردش کرتے ہین۔

اطراف شمس میں عطارد زہرہ زمین ہے۔ زمین کے گرد ماہ چکر کاٹتا ہے اور آفتاب سے نور اخذ کرتا ہے۔ اسکے بعد دو دائرے چھوٹے چھوٹے سیارون کے ہین جنکے نام اور تعداد کی تفصیل غیر ممکن ہے۔ انکے بعد چار سیارے بہت جسیم اور عظیم الشان ہین جنکے گرد متعدد اقمار دورہ کرتے ہین (مشتری زحل اورانس نپتون) انکے بعد مدار سیارے ہین جو اور سیارون کیطرح آفتاب کے گرد چکر لگاتے ہین۔ یہ سب ستارے اپنے اپنے مدار مین مختلف رفتار سے مختلف مسافت طے کرتے ہین۔

یہ خیالات فیثاغورث کے دماغ صحیح اور عقل سلیم کا نتیجہ ہین جنھین عمر بھر کی محنت اور جانفشانی کے بعد اس حکیم نے ظاہر کیا۔

فیثاغورث کی تحقیقات کے ماننے والے اس بات کا تو اقرار کرتے ہین کہ فیثاغورث نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا۔ مگر ٹلسکوپ سے دیکھکر اس نظام مین ترمیم بھی کرتے ہیں کیونکہ مشاہدات پرانی لکیر کا فقیر ہونے نہین دیتے۔

بہرکیف یہ نقشہ اور یہ نظام فرانس کے ہیئت دانوں کے نزدیک مسلم اور لائق ترمیم بھی نہین مگر ہم تو مشاہدے کے ماننے والے ہین آٹھ سیاروں کی جگہ گیارہ کہین گے جو ہمین دوربینون کے ذریعے سے ثابت ہوئے ہین۔

ہمارے نزدیک کیا ہر ایک انسان کے نزدیک (جو ذرا بھی واقفیت اور عقل رکھتا ہے) دوربینون اور ٹلسکوپ کا مشاہدہ پھر کسی دلیل کا طالب نہین ہوتا اور آنکھ سے دیکھنے کو دلیل قطعی جان لینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ابو النصر غلام لیسین آہ دہلوی (کلکتہ)

حسب ارشاد اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مظفر الممالک حضور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کی طرحی غزل

## مصرع طرح

دل اللہ اسے جو گرۂ عشوۂ نار ہے

### اختر۔ جناب سید محمد اختر صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور شاگرد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی

اللہ اسے کشتۂ انداز و نار ہے — سرکار عشق مین وہی کچھ سرفراز ہے

مٹی خراب ہے دل بیمار کی مرے — پرسان حال ہے نہ کوئی چارہ ساز ہے

تم آج کر رہے ہو جو یہ چاپلوسیان — ہم خوب جانتے ہین کوئی اسمین راز ہے

کیونکر نہ تیری شان کے قربان جائیے — اللہ تو کریم ہے بندہ نواز ہے

دو چار بار پی ہے تو اک بار اور بھی — زاہد نہ خوف کر کہ در توبہ باز ہے

او سنگدل نہ شیشۂ دل چور چور کر — پوشیدہ اسمین تیری محبت کا راز ہے

ہم مانگتے ہین تمہین ہے اگر یہ فخر — دل جو گرۂ ستم ہے مجھے بھی یہ ناز ہے

ایسے مین تیغ کی کوئی تصویر کھینچ لے — ساعد ہے ہاتھ مین وہین شیشہ باز ہے

جام شراب پر جو ہوئی آج فاتحہ — کس بادہ کش کی پیر مغان یہ نیاز ہے

### اثر۔ جناب مرزا احمد اللہ بیگ صاحب حیدر آبادی

تیر اخرام ناز بھی کیا فتنہ ساز ہے — محشر سے پہلے دامن محشر دراز ہے

ناکامیون مین کوئی نہ کوئی تو راز ہے — مایوس کیون ہون مین کہ خدا کارساز ہے

مرتا ہے نام دختر رز پر خدا گواہ — زاہد کی دھوم تھی کہ بڑا پاکباز ہے

باندھے ہین اس خطا پہ ستمگر نے میری ہاتھ — اتنا کہا تھا دزد حنا فتنہ ساز ہے

### اعجاز۔ جناب منشی محمد عبد القادر صاحب استاد انجمن ارباب محبت بہروچ

عمر طویل شاہ تھی مقصودِ روزگار — دی اِسلیے میان تہور و سنین گر
وہ شاہ جسکے رُعب سیاست سے دشت مین — نافہ کی کھولتا نہیں آہوے چین گر
دیکھے جو اُسکی چین جبین وقت غیظ و خشم — بجائے بطن حاملہ مین ہر جنین گر
کاشانہ امن کا ہی ترا دورِ عافیت — روشن ہے یہ کہ غملی دلو نین ہین گر
ق
ہو جائے مثلِ درزِ حصا ہا تھون ہاتھ قید — وہ چور راہرو کی جو کاٹے کہین گر
ہون ناخن حسام سے حل عقدہ ہائے فتح — ڈالے حیین یہ تو جو دمِ خشم و کین گر
یون ہر چمن مین پاسِ زرِ گل صبا کو ہی — رکھتے ہیں احتیاط سے جیسے امین گر
ہی عاشقوں کے جون کی پرسش کا دلمیں خوف — ابرو میں ڈالتے ہیں ڈر سے حسین گر
کیا دخل رشتہ ہائے مہمات ملک میں — رہے ڈے شہ کی فکر کا ناخن کہین گر
نرگس کی طرح کور ہو چشم عدوے شاہ — ہو موے سر کی مردمکِ خوردہ بین گر
لے کام تو جو سرہٗ دشمن شکار سے — باہر ہو توڑ کر دلِ تیرِ عنبرین گر
سُن لے جو شہ کا نام عدو وقتِ احتضار — بنجائے حلق مین نفسِ واپسین گر
مستسقیانِ آر کو دار و ہے فیض شاہ — کردیگی واعظائے گران بالیقین گر
جیسون کو جب یہ دستِ گُہر پاش بھر چکا — پھر لائی حرص ڈیکے سر آستین گر
ق
ملکِ وسیع شہ کا ہے کانِ زر و گہر — کیا غم چھپائین دیکے اگر ریزہ چین گر
ہوتا نہین کریم کا دستور جمع مال — جا ہے تو مشکلات کی حل ہو یہین گر
ہر جا بجائے سنگ جواہر کے ڈھیر ہون — یون دامن جبال کی کھولے زمین گر
مشکل کشا علیؑ کے ہین محبوب میرے شاہ — یہ حل نہ کر سکین کوئی ایسی ہین گر
ہون کاکلِ عروسِ تمنا مین لاکھ پیچ — کھولیگی موشگافیِ شہ بالیقین گر
کر حق سے عرض سلسلۂ مدح مین حلیب — پڑتی رہے الٰہی ہمیشہ یوہین گر
اعداد مین اُدھر ہو ترقی ہر ایک سال — اک مرتبہ بڑھائے ادھر اوّلین گر

یہ راہ چل اگر عرضِ نیاز ہے
سجدے مین فرقِ خامۂ معنی طراز ہے

حیرت فزا احسان کا شیب و فراز ہے
آئینہ پردۂ نظر امتیاز ہے

ہر دم دلِ شکستہ سے پیدا ہے یہ صدا
حرمان و رنج حاصلِ عمرِ دراز ہے

بیچارگی سے خود ہے عیاں شانِ بندگی
مین سر بسر نیاز ہون تو بے نیاز ہے

آنکھوں مین اشک گرم کلیجے مین ہے چمک
اے شمع بزم دیکھ یہ سوز و گداز ہے

ہمکو تو آس ہے تری رحمت کی بے نیاز
طاعت پہ فخر ہے نہ عبادت پہ ناز ہے

دیکھا کوئی سرور نہ بے رحمتِ خمار
بزمِ جہان مین سوز کا پیرایہ ساز ہے

اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے کیون در د بار بار
کیا قصرِ دل مین بھی کوئی مہمان نواز ہے

کیون راوِ ادسے اٹھائیں سرِ نیاز
اے شیخ پارسا یہ ہماری نماز ہے

لٹتے ہیں میرے پیرہنِ تار تار سے
ہر ایک خارِ دشت مسافر نواز ہے

محمود عاقبت نہو کیون خود شناس کی
حسنِ تمیز باعثِ قدرِ ایاز ہے

تن گھل رہا ہی شمع کے رشتے ہین موی سر
روشنگرِ خیال یہ سوز و گداز ہے

کیا ہوگا امتیاز نواہائے سازِ دہر
یان ہر حجاب پردۂ قانونِ راز ہے

مستِ شرابِ نابِ سخن ہو نہ کیون حبیب
ساقی کریم ہے درِ میخانہ باز ہے

## حفیظ جناب مولینا حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب عظیم آبادی

جسکے حضور مین مجھے عجز و نیاز ہے
وہ بے نیاز ہے یہ بڑا امتیاز ہے

زیبا تجھی کو ہے یہ اگر کبر و ناز ہے
بندہ نواز مجھ مین تو عجز و نیاز ہے

حورین جنان سے آئی ہین خدمت کیواسطے
آغوشِ گور بھی مجھے آغوشِ ناز ہے

اے انتظار ساتھ نہ چھوٹے کہ بعدِ مرگ
محشر کو ایک اور بھی عمرِ دراز ہے

دن بھر ہے شغل جامہ دری اے جنوں مجھے
اور رات بھر تصورِ زلفِ دراز ہے

جس مے کی آپ کرتے ہین تعریف اسقدر
کیا شیخ محترم وہ کوئی خانہ ساز ہے

انکو جو چھپکے آئی ہے چوکھی ہے شیخ جی
پی لیجیے ابھی تو درِ توبہ باز ہے

بہتر تری گلی ہے بہشتِ برین سے بھی
دہلیز تیری مرجعِ اہلِ نیاز ہے

کیا کیا نیاز مند کو حاصل نیاز ہے
دل نذر حسن ہو تو بسگر نذر ناز ہے

الزام عیب سے وہ مبرا ہے دہر میں
تجھسے جو سرنگون ہو وہی سرفراز ہے

مجکو عدو کو باتوں ہی باتوں میں پا گئے
اچھے برے ہیں آپ کو خوب امتیاز ہے

واقف نہیں رقیب سیہ دلسے آپ ابھی
ہم جانتے ہیں ایک ہی وہ جعلساز ہے

پہلو کسی حسین کا اسے چاہیے مدام
دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے

سوتے ہیں شام سے شب وعدہ وہ رد ٹھکر
یہ اچھی نیند ہے یہ عجب خواب ناز ہے

ہو آتش فراق سے مجمر دل و جگر
کس قہر کس غضب کا یہ سوز و گداز ہے

اللہ رے شوق جلوۂ دیدار ہو نشان
بعد فنا بھی دیدۂ مشتاق باز ہے

اعجاز کے بھی حال یہ ہو جائے اب کرم
الحق کہ اے کریم تو بندہ نواز ہے

## اکمل۔ جناب مولوی اکمل علی صاحب متوطن کلکتہ تلمیذ حضرت شمس رئیس کلکتہ

ہر چند جانتا ہوں وہ بت بے نیاز ہے
کیوں ناامید ہوں کہ خدا کارساز ہے

ہاں کسکا آج وہ سرمست ناز ہے
یہ خوش نصیب کون ہے جو سرفراز ہے

کھلتی نہین گرہ مری قسمت کی کس لیے
کیا یہ بھی اے خدا مرے دشمن کا راز ہے

مجھ تک نہ آیا جام کوئی اسکی بزم مین
صدقے اس امتیاز کے کیا امتیاز ہے

صبح شب وصال عدو کیون خموش ہے
مرغ سحر پکار کہ وقت نماز ہے

الفت کی منزلین ہین کڑی مین شکستہ پا
اللہ کیا کرون کہ مسافت دراز ہے

رندان پاکسار کے دل توڑتا ہے روز
کیون محتسب تجھے اسی طاعت پہ ناز ہے

ہوتا ہے بند توبہ کا دروازہ گر تو ہو
غم کھائیں کسلیے در رحمت تو باز ہے

یاد نگاہ مست مین سرخوش ہین رات دن
لیل و نہار کا کسے یان امتیاز ہے

دل کو ہمارے مفت نہ بدنام کیجیے
یہ حسن ہی تو باعث افشائے راز ہے

اکمل ساشخص ناصیہ سا سگ در یہ ہو
منظور اور کیا تمھین بندہ نواز ہے

## حبیب۔ جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب کنتوری یادگار خاندان حضرت ناسخ مرحوم

اس چشم و رخ پہ رندی مستی کو ناز ہے
فصل بہار مین در میخانہ باز ہے

یتھر ہزار طرح کی رکھتا ہو خوبیان
جوہر کچھ اُسکے اور ہین جو دل گداز ہے

ہوتا ہو عارفانہ کلام آپ کا حفیظ
حضرت کی شاعری ہے کہ راز و نیاز ہے

## رضا جناب حافظ محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی

ملنے مین اس مرے جو تمہین احتراز ہے
معلوم ہو گیا کہ رقیبون سے ساز ہے

فرقت کی رات دیکھیے کیونکر تمام ہو
طول اسکا روز حشر سے بھی کچھ دراز ہے

تیر یں لبونکے بوسون سے سیری نہیں کبھی
کمبخت میرے دلکو عجب حرص و آز ہے

آتی نہین ہے سامنے لاکھون برس ہوے
قامت سے اُسکی حالِ قیامت دراز ہے

دیوانگانِ عشق تو واصل خدا سے ہیں
روزہ ہوا نہ یہ فرض نہ واجب نماز ہے

لیتے ہین بادشاہ قدم اُسکے دوڑ کر
دربار کردگار مین جو سرفراز ہے

## سارؔدا جناب منشی سارداپرشاد صاحب ناظر صدر عدالت ریاست میہر

کیا چُپکے چُپکے آج یہ راز و نیاز ہے
کیوں آپ میں رقیب مین کیا ساز باز ہے

بیٹھے ہوے رقیب ہین ہو گرم بزم عیش
یہ میرے دل جلانے کا ساماں و ساز ہے

## سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی مدراسی تلمیذ رشید حضرت حبیب کنتوری مقیم حیدرآباد دکن

مصروفِ غم ہی یہ وہ اگر محوِ یار ہے
مانندِ یار دل بھی مرا بے نیاز ہے

مستِ شرابِ حسنِ بُتِ دلنواز ہے
آنکھیں کھُلی ہین یا درِ میخانہ باز ہے

کچھ غم نہیں جو میری خطائین ہیں بیحساب
ستّار تیرا دامنِ رحمت دراز ہے

حسنِ بُتان مین دیکھتے ہین شانِ کبریا
آئینۂ جمالِ حقیقت مجاز ہے

ناکامیون سے اپنی ہون کیونکر شکستہ دل
بندے ہین جسکے ہم وہ بڑا کارساز ہے

قلبِ حزین کو تیر جفا سے نہ کر فگار
اے رشکِ ماہ اسمین محبت کا راز ہے

آئینے کو ہے ماہ سے دعوائے ہمسری
مہرِ جمالِ یار بھی ذرّہ نواز ہے

زاہد یہ بیخودی ہے دلیل حضور قلب
تجھسے مگر نہ جو ادا ہوئی وہ نماز ہے

کیونکر نہ رُخ کو چشمۂ آبِ بقا کہون
ظلماتِ عکسِ دامنِ زلفِ دراز ہے

بجلی گرائی باغ پہ بلبل کی آہ نے
مانندِ شمع غنچون مین سوز و گداز ہے

منعم کے پاس مال و خزانہ ہوا تو کیا
دل تو غنی نہین جو وہی حرص و آز ہے

سب منکشف ہی حال قریب و بعید کا
جامِ جہان نما یہ دل پاکباز ہے

چاہا تو میں نے جُھنکے تھین سے حسین کو
ایسی پسند پر مجھے بے اُستُہ مار ہے

کیا زاہد و ملا رہے حق کیو اسطے
مجھکو تو اس خیال سے بھی احتراز ہے

اک دم کا بھی فراق گوارا نہین اسے
اللہ رکھے آپ کا غم دلنواز ہے

ابکی اگر مذمت مے کی تو شیخ جی
یہ ہاتھ اور آپ کی ریشِ دراز ہے

کہتی ہے ایسی چشم حقیقت یہ اے حفیظ
نزدیک تر وہی ہے جو دُور و دراز ہے

## جناب حفیظ جونپوری از کلکتہ

اللہ کے در پہ جبین نیاز ہے
سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہے

دشمن کی دوستی یہ بھروسہ ہے ناز ہے
کیا آپ کی تمیز ہے کیا امتیاز ہے

حسنِ عمل ہے صورتِ ریا کا دکھینا
آنکھین درست ہوں تو حقیقت مجاز ہے

کانٹوں کا دھیان چھوڑ دے پھولونکی سیر کر
اچھے بُرے ہین تجکو اگر امتیاز ہے

یارب شراب کی نہ پڑے مفلسوں کو چاٹ
سجے ہین مسجدونمین نہ اب جانماز ہے

تکیہ نہ کر جہاں کے نیست و بلند پر
جو آج پائمال ہے کل سرفراز ہے

مسجد مین وہ۔ تو ہم ہیں کسی در پہ جبہہ سا
زاہد کی وہ نماز یہ اپنی نماز ہے

سچ ہو اِس ایک پردے میں چھپتے ہیں لاکھ عیب
یعنے جنابِ شیخ کی داڑھی دراز ہے

فرصت کہاں کہ بحث ہو توبہ کے باب میں
واعظ ابھی ٹھہر درِ میخانہ باز ہے

یہ تو شریف کعبہ سے ہے پوچھنے کی بات
اُس دل کو کیا کہین کہ جو آگاہِ راز ہے

ہم ہین کہیں مگر ہے دل اُنکے ہی ہاتھ میں
پابند ہیں کہ دستِ محبت دراز ہے

ویرانے ہی میں ڈھونڈھ جو ہے جستجوے گنج
ٹوٹے ہوے دلونمیں محبّت کا راز ہے

کٹتی ہے اک اِسی کے سہارے یہ زندگی
تجھ سے سوا اُمید تری دلنواز ہے

رُسوا کرے نہ آپ کو ہردم کی خامشی
اِسطرح کا سکوت بھی افشاے راز ہے

ہم میکدے مین جا کے گنہگار ہو گئے
مسجد مین جو رہا وہ بڑا پاکباز ہے

تی سی بات کا مجھے اِس دل یہ ناز ہے
جسکا نیاز مند ہے وہ بے نیاز ہے

ھر آج انتظارِ بُتِ حیلہ ساز ہے
پھر آج دل کو رحمتِ سوز و گداز ہے

یں رازِ عشق اُنسے چھپانے کو تھا مگر
دل پٹ سے بول اُٹھا کہ مجھی تمسو ساز ہے

ین ہر حین ہو مرے لاشے کے بار سے
یہ بوجھ جسکا ہے وہ تمہارا ہی نار ہے

رھتا ہون روز مصحفِ رُخ دیکھکر درود
بے سجدہ بے سلام کی میری نماز ہے

ہ کسطرح عدو کے فریبون مین پھنس گئے
سچ کہتے ہین کہ جھوٹ کی رسی دراز ہے

راہد برائے سجدہ کوئی اور جا ستا
مسجد تو قتلگاہِ شہیدانِ ناز ہے

یکھا ہے اور پھر نہیں دیکھا تمہارا حسُن
عالم یہ کھُل چکا ہے مگر پھر بھی راز ہے

یسے ہی تم جو ہوتے تو ملتے رقیب سے
اچھے بُرے کا خاک تمہیں امتیاز ہے

سان کو اوچ پیچ دکھانے کے واسطے
دُنیا میں مصلحت سے نشیب و فراز ہے

رلطف تخلیہ میں ہوا تک نہ آنے پائے
اِسوقت اُسسے صحبتِ راز و نیاز ہے

رتا ہون اور مر نہیں چکتا کسی طرح
فرقت کی زیست کشتۂ عمرِ دراز ہے

لفت بھی ایسا جرم ہے جسکی سزا ہے قتل
انصاف شرط آپ کو بندہ نواز ہے

ں ہوں مریضِ عشق مسیحا کا کام کیا
اے یار میرے درد کا تو چارہ ساز ہے

ملتے ہی ملتے آنکھ نظر دلکو لے اُڑی
او شوخ ہم تو لُٹ گئے کیسا یہ ناز ہے

ونکر کہین تسلیم کو بدکار - بدچلس
جب دیکھتے ہین شغل دُعا ہے نماز ہے

## شفا - جناب منشی عبد الرحیم خانصاحب غازی آبادی

ورے کا ہے خیال نہ فکرِ نماز ہے
ہم ہین گنہگار وہ بندہ نواز ہے

ں حال زار پر مرے ہنستے ہو ای بُتو
بگڑی کبھی بنے گی خدا کارساز ہے

دلائے خال روے بُتا نمین کٹی ہے عمر
بخشے تو کیا عجب ہے وہ نکتہ نواز ہے

ت نہ کیجئے گا اِسے ہی بھی سمجھئے
ڈر کیا ہے شیخ جی کہ درِ توبہ باز ہے

ھتے ہو مُنہ جو مجھسے چھپائے نقاب مین
یہ بھی رقیب کا کوئی پوشیدہ راز ہے

ر کا وار ہوتے ہی قدمون پہ سر گرا
اُنکا وہ ناز ہے یہ ہمارا نیاز ہے

اِس طرح مین سُنائیے پھر اِک غزل سلام | طبع سلیم آپکی معنی طراز ہے

## ایضًا

یان بیخودی ہی شوق کی وہ مست ناز ہے | لو غرق بادہ دفترِ راز و نیاز ہے
پھر حشر خیز یار کی رفتارِ ناز ہے | کہتے ہین نقش پاکہ درِ فتنہ باز ہے
مطرب خموش ساز طرب دلنواز ہے | ہر پردے مین نہان کوئی جویا مِ راز ہے
ابتک نہ اس سے عقدۂ بندِ قبا کھُلا | مُدت سے دستِ شوق ہمارا دراز ہے
بیخود ہیں اُلفتِ رُخ و گیسوئے یار مین | یان کسکو صبح و شام کا امتیاز ہے
واعظ ڈرا نہ ہمکو عذابِ سعیر سے | بخشش بہانہ جو ہے حدا بے نیاز ہے
اے درد اُٹھے تو دلِ مضطر کو تھام لے | پھر آج نالہ عازمِ افشائے راز ہے
دیکھو نہ ہمکو چشمِ حقارت سے باربار | اے منعمو کریم بڑا کارساز ہے
محمود اسکو مال ہما سے سوا سمجھ | تاجِ تہی مین طُرۂ زلفِ ایاز ہے
پروانہ شمع حسنِ بُتاں کے بنو سلام | جب تک نہ سوزِ عشق ہو کیا لطف ساز ہے

سلطان۔ جناب سید محمد سلطان حسن صاحب شاہجہانپوری شاگرد جناب بیباک شاہجہانپوری

ملنے سے وصل مین بھی اُنھین احتراز ہو | یہ طرفہ اپنے عاشقِ شیدا سے ناز ہے
مُنہ پر نہ آئے گا کبھی لب تک نہ آئیگا | افسانہ ہو گا وہ جو مرے دل کا راز ہے
زاہد کو اپنے زہد و تقدس پہ ہے غرور | اور مجکو اُسپہ ناز ہے جو کارساز ہے
کِسطرح اُٹھ سکین گے فلک کے یہ جور و ظلم | دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے
کیونکر نہ مجکو اپنے مقدر پہ ناز ہو | اُس بت سے ان دنون مجھے حاصل نیاز ہے
قدسی ہی بیجیے اب دعا سے دل | کچھ ملتجی مری یہ زبانِ نیاز ہے
کیون ٹالتے ہین آپ نہ باتین بنائیے | آنکھین بتا رہی ہین جو پوشیدہ راز ہے
طولِ شبِ فراق کو تشبیہ کس سے دون | یہ روزِ حشر یا تری زلفِ دراز ہے
سلطان کیا کہین جو اُٹھاتے ہین لطف ہم | جب سے اُس آستان پہ جبین نیاز ہے

سلیم۔ جناب میر سید حسین صاحب لکھنوی مقیم کلکتہ

اِس صید گاہ مین نہین آزادیون کا لطف / دامِ ہوس بساطِ جہان پر دراز ہے
رکھ آنکھ بند کرکے رہِ عشق مین قدم / اِسکا نشیبِ چرخِ نہم کا فراز ہے
ہمت کلید ہے پئے قفلِ درِ مراد / دیکھو تو سعی کرکے خدا کارساز ہے
ایسا بڑھا کہ سلسلۂ آرزوے وصل / تمہارے ہجر سے بھی زیادہ دراز ہے
چھوٹا یہ کچھ کشاکشِ اُمید و بیم سے / تارِ نفس مین دل گرہِ نیمباز ہے
کیا اُٹھاؤن سر رہِ عجز و نیاز سے / نقشِ قدم ترا مجھے مُہرِ نماز ہے
پایا اُسے بھی ہمنے تو اک بندۂ ہوس / ضامن کو سُنتے تھے کہ بڑا پاکباز ہے

## غزل عالیجناب مولوی سید محمد ظفر حسن خانصاحب خلف سید مہدی حسن خان شاداب مغفور رئیس اعظم سیوہارہ شاگرد جناب حفیظ

اِس سنگِ در پہ جب سے جبینِ نیاز ہے / قسمت چمک اُٹھی ہے مقدر کو ناز ہے
غرہ ہے زہد کا نہ عبادت پہ ناز ہے / ہان اتنا جانتا ہون وہ بندہ نواز ہے
تعمیل تیرے حکم کی اے بے نیاز ہے / ورنہ مری نماز بھی کوئی نماز ہے
کیا حسن و عشق کا ہے اُلٹ پھیر دیکھیے / محمود ہے غلام تو آقا ایاز ہے
میں کہہ چلا تھا رم میں کچھ داستانِ غم / وہ کہہ کے اُٹھ گئے کہ یہ قصہ دراز ہے
جنت کی آرزو مین نہ اے شیخ گھس جبین / اے بندۂ ریا یہ غرض کی نماز ہے
اللہ ہے جو چاک گریبانِ صبح ہو / میری شبِ فراق کا دامن دراز ہے
اُنکی گلی میں اور عدو کا قدم جمے / کمبخت پاسبان سے کچھ ساز باز ہے
بلبل جو نالہ کش ہے۔ تو گُل چاک پیرہن / یہ اتحادِ عشق یہ ناز و نیاز ہے
...تے ہی اسکے ایک جلا دل کی ہو گئی / طرفہ خیالِ یار بھی آئینہ ساز ہے
حرص و ہوا نہ جوشِ ہوا کی پوچھیے / طوفانِ بے پناہ مین دل کا جہاز ہے
ہوتا ہے روز غیب سے سامانِ میکشی / پروردگار ذات تری کارساز ہے
کیا سمجھے باغبان گُل و بلبل کی گفتگو / آپس کی بات چیت ہی راز و نیاز ہے
مُنہ بن گیا ہے شیخ کا ذکرِ شراب پر / کیا بادۂ طہور سے بھی احتراز ہے
ہر ایک سے نہ کہیے ظفر اپنے جی کی بات / کچھ تو چھپائیے کہ محبت کا راز ہے

## صوفی جناب للّا پرشاد صاحب وکیل عدالت منصفی غازی آباد

اعجاز ہے کہ نغمۂ دلکش کا راز ہے
آواز مین غضب تری سوز و گداز ہے

کیا خوب جھوٹ سچ مین تمھین امتیاز ہے
کہتے ہو مدعی کو بڑا اعتبار ہے

سایہ پڑا ہے کیا کسی زلفِ دراز کا
کیون اسقدر مری تپ فرقت دراز ہے

چھپ چھپ کے رو رہے جاتے ہو غیرونکے پاس تم
مجھسے تمہارا کونسا پوشیدہ راز ہے

کیون مفت اُس غریب کو بدنام کرتے ہو
صوفی ستم خدا کی بڑا پاکباز ہے

## صولت جناب مولوی حبیب النبی خانصاحب متوطن کلکتہ شاگرد حضرت شمس رئیس کلکتہ

کوئی نیاز مند کوئی بے نیاز ہے
مضمر اِس ایک نکتے مین قدرت کا راز ہے

مشق جفا کہیں تو کہین مشقِ ناز ہے
لطف و ستم مین اُسکے کیسے امتیاز ہے

گنجینۂ طلسم ہے معمورۂ جہان
پوشیدہ ہر خرابہ مین اک گنج راز ہے

مشکل بہت ہی شیوۂ تسلیم کیون ہو
یہ شیوہ خاص شیوۂ اہلِ نیاز ہے

خط سے ہے دیدنی چمنِ حسُن کی بہار
ہنگامۂ شگفتن گلہائے ناز ہے

ہین دست بستہ پیر مغاں کے حضور مین
اے شیخ کیا کریں یہی اپنی نماز ہے

ناسازی زمانہ کا کیا کیجیے گلہ
ہے باکمال کون اِسے جس سے ساز ہے

درپے ہیں میرے دوست بھی اب دشمنونکے ساتھ
اے نالہ وقت یک نگہِ امتیاز ہے

ایسا دماغ ہے فلکِ ہفتمین پہ آج
ساقی کے آستان پہ جبین نیاز ہے

روشن ہی ہمیہ صولت آزادہ رو کا حال
پیر مغان سے اُسکو حصول نیاز ہے

## ضامن جناب سید محمد ضامن صاحب ابن حضرت حبیب کنتوری

اپنی فسردگی پہ مجھے آپ ناز ہے
اُسکا نیاز مند ہوں جو بے نیاز ہے

جو جان نثار کشتۂ شمشیر ناز ہے
خاک اُسکی سُرمۂ نظرِ امتیاز ہے

افسانہ کل وہ بات ہی جو آج راز ہے
باہم زبان و دل مین کہان ساز باز ہے

دوش صبا پہ چڑھکے یہ کہتا ہے گردباد
یان خاکسار جو ہے وہی سرفراز ہے

کیا میرے دلکی قدر ہو ظاہر پرست کو
اس شیشے مین بھری ہوئی صہبائے راز ہے

سجدے مین سر ہے کعبۂ دلمین خیال بُت — اچھی ہے بندگی مری اچھی نماز ہے

واعظ گناہگار ڈرین کیون عذاب سے — اللہ ہے غفور درِ توبہ باز ہے

کس کس سے اپنے قلب وجگر کو بچائین ہم — غمزہ تمھارا تیر ہے شمشیر ناز ہے

تڑپا رہا ہے صورتِ بسمل زمین پر — قاتل ملا کا شوخ ترا تیر ناز ہے

کوثر چمن مین چلکے سُناؤ کوئی غزل — بلبل کو اپنی نغمہ سرائی پہ ناز ہے

## محشر۔ جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

سُنتے ہین ہم خدا وہ ہے جو بے نیاز ہے — پھر کیون بُتون کو حُسن جوانی پہ ناز ہے

معشوق جانتا ہون مین دلکو وہ ناز ہے — اور کیون نہو کہ اِسمین نہان تیرا راز ہے

اُفتادہ مین ان لگئی ہون جب اصول عشق — کِس مُنہ سے پھر کہین کہ فلک فتنہ ساز ہے

کیا درد اُنکو عاشقِ بیکس کی جان کا — خلکو بہت کچھ اپنی جفاؤنپہ ناز ہے

مین نے تو ہر حسین سے بہتر کہا تمھین — تمکو بھی مجھ مین غیر مین کچھ امتیاز ہے

پردے مین شرم کے وہ چھپاتے ہین بار بار — مستی شباب کی بھی مگر کوئی راز ہے

لاتا ہے کوے دوست مین مجکو ہزار بار — سچ تو یہ ہے کہ دل بھی عجب حیلہ ساز ہے

ٹھوکر سے دل ہمارا اُڑا دو مثالِ گرد — جب جائین تمکو زور جوانی پہ ناز ہے

دل مین خیال اور زبان پر ہے ذکر اور — زاہد خطا معاف یہ کیسی نماز ہے

واعظ سے اتنا سُنتے ہی کیا خوش ہوے ہین رند — جب تک کھلی ہے آنکھ درِ توبہ باز ہے

ہم مر گئے مگر نہ ملا اِسکا کچھ پتا — گیسوئے یار یا شبِ فرقت دراز ہے

محشر وداعِ صبر کا ہنگام آگیا — وہ شوخ آج کھینچے ہوے تیغ ناز ہے

## ممتاز۔ جناب سید ممتاز حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل پولیس ضلع جونپور

مجھسے تو احتراز رقیبون سے ساز ہے — طرّہ ہے اُسپہ یہ کہ وفا پر بھی ناز ہے

بیکس وہ ہون کہ کوئی نہین چارہ ساز ہی — یہ انتہا ہی موت کو بھی احتراز ہے

زاہد کو زہد پر مجھے رحمت پہ ناز ہے — بخشے گا وہ ضرور بڑا بے نیاز ہے

دلمین جگر مین درد ہی سوز و گداز ہے — ہمدم نہ کوئی ہی نہ کوئی چارہ ساز ہے

## ظہیر جناب مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید خاقانی ہند ذوق مرحوم

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے ۔ جھکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

آنکھین ہین فرش راہ اگر دلمین ساز ہے ۔ آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا دراز شب غم جان نواز ہے ۔ عاشق کی عمر خضر سے بھی کچھ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم ۔ وان امتحان ناز ہے اور یان نیاز ہے

ڈالا ہے مجکو وہم مین کیا کیا حجاب نے ۔ اس منہ چھپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گر ہو عدو سے بڑھے ہوے ۔ اپنے بھی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بھری ہوئی ۔ وہ چشم خواب ناز مین بھی نیم باز ہے

ڈرتا ہون اُنکو رحم نہ آجائے وقت ذبح ۔ حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جسکو وہ جلوہ ہی اور ہین ۔ عشق مجاز مین بھی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بھی نہین ۔ نا ساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے ۔ کیا خوب حسن وعشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر بہت تار ہو گئے ۔ اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

## فغان جناب منشی رام سروپ صاحب عرائض نویس عدالت منصفی غازی آباد

الفت سے ان بتونکی مجھے احتراز ہے ۔ بندہ ہون اُس خدا کا جو بندہ نواز ہے

کیون عشق سے حسینون کو نفرت خدا نے دی ۔ سوچا نہ یہ جہان مین کوئی عشق باز ہے

رکھتا نہین قدم وہ صنم فرش گُل پہ بھی ۔ کس درجہ اُسکو اپنی نزاکت پہ ناز ہے

یارب ترے ہی فضل وکرم کا ہو آسرا ۔ گرداب بحر غم مین فغان کا جہاز ہے

## کوثر جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب لکھنوی شاگرد رشید جناب تجمل جلالپوری از بمبئی

شاہ وگدا کا عشق مین کیا امتیاز ہے ۔ محمود جان و دل سے فدائے ایاز ہے

تربت پہ میری روتے ہین ہر شام شمع رو ۔ کیا بعد مرگ عالم سوز و گداز ہے

ہر دم پری جمالون کے رہتے ہین جھمگھٹے ۔ میرے مکان کو بزم سلیمان پہ ناز ہے

واعظ شیخ خوب ہے صورت نباہ کی ۔ تم پارسا ہو دختر رز پاکباز ہے

جتنا تھا جسکا ظرف اُسے اُتنی ہی مِلی
پھر بھی کسی اُمید یہ کرتا ہوں بندگی
مرنے کی آرزو جو ہوئی ہجرِ یار مین
اُلفت کا حال تجھسے کہانتک بیان کرون
سارے جہاں مین حضرتِ عیسیٰ کی دھوم ہی
اے دل تڑپ نہ بہرِ خدا اُنکے سامنے
ہمسے جو آہ کی تو وہ بولے یہ طرسے
اللہ میرے دُکھ کی بھی کوئی دوا ملے
بلٹے مزاج یار میں بھی کس غضب کے ہیں
ناصح نہ چھیڑ تو ہمین للہ راہ لے
جاہوں تو آسمان کو میں پھونکدوں ابھی
پروا نہیں ہے ہیچ مدعا عالم کی کچھ مجھے
اے محتسب بُرا نہ سمجھ نذر کو کبھی

ساقی مرے غضب کا بھی مجھے امتیاز ہے
گو مین یہ جانتا ہون کہ وہ بے نیاز ہے
بولی یہ موت جامۂ ہستی دراز ہے
ناصح یہ داستان نہایت دراز ہے
مجھسے مریض کا بھی کوئی چارہ ساز ہے
اب اُسسے بڑھکے کون ترا چارہ ساز ہے
سُنتے ہین تمکو صبر و تحمل پہ ناز ہے
سُنتا ہون مین کہ نام ترا چارہ ساز ہے
محوِ بہار آج توکل مست مار ہے
اچھے بُرے کا آپ ہمیں امتیاز ہے
نالون مین اسقدر مرے سوز و گداز ہے
اللہ تیری ذات بھی کیا بے نیاز ہے
رندوں کے بھیس ہیں یہ کوئی پاکباز ہے

## وحشت جناب مولوی رضا علیصاحب متوطن کلکتہ تلمیذ حضرت شمس رئیس کلکتہ

خلقت فدائے صنعتِ خلقت طراز ہے
مسجودِ آسمان ہے ترا جلوہ گاہِ ناز
اے حسن ہو چلی ہے ہوس ہمرکابِ عشق
جاتا ہے کوئی مشعلۂ ذکرِ زلفِ یار
دردِ نہانِ عشق نے رسوا کیا مجھے
ہوتا ہے بند توبہ کا دروازہ گر تو ہو
مے دیتے دیتے روک نہ لے ہاتھ ساقیا
رنجِ خمارِ بادہ سے واقف نہین ہو دل
وحشت سخن شناس زمانہ مین اب کہان

آئینہ محوِ جلوۂ آئینہ ساز ہے
کیونکر نہو کہ کعبۂ اہلِ نیاز ہے
تجھسے اُمیدِ یک نگہِ امتیاز ہے
ہرچند جانتا ہون یہ قصہ دراز ہے
اشکِ چکیدہ آبِ گہر لطفِ راز ہے
واعظ مین کیا ڈرون درِ میخانہ باز ہے
یان کسکو امتیازِ نشیب و فراز ہے
یعنی حریصِ لذتِ سوز و گداز ہے
کیونکر نہ روئیے کہ طبیعت پہ ناز ہے

اے شیخ سچ یہ ہے کہ خدا بے نیاز ہے
وہ بے نیاز ہے تو عبث پھر نماز ہے

سینے پہ جسکے لوٹ گئی جان اُسکی لی
ناگن ہے کوئی یا تری زلف دراز ہے

دن کی طرح ڈھلیگا یہ عالم شباب کا
ناحق بُتون کو حُسن جوانی یہ ناز ہے

کھائی ہیں جسنے راہ محبت کی ٹھوکرین
اُسکی نظر مین ایک نشیب و فراز ہے

عاشق اگھین یہ ہو تری رحمت بھی ای کریم
مجکو بھی تو اپنے گناہون یہ ناز ہے

ممتاز بھولکر بھی نہ آسئے زبان پر
پنہان جو تیرے دلمین محبت کا راز ہے

**منیر۔ جناب مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مہتمم مدرسۂ ہاشمیہ و مالک مطبع حسنی و تاجر کتب بمبئی**

ہمکو جہان سے کام نہ کچھ حرص و آز ہے
بس آپکا در ہے اور جبین نیاز ہے

عاشق کو قتل کرکے جو غیروں سے سار ہے
اے میری جان یہ بھی بھلا کوئی مار ہے

عشق بُتانِ دہر سے انکار کیا کرین
چھپتا نہیں چھپائے سے بھی یہ وہ راز ہے

پروانہ جلکے خاک جب اے شمع ہو گیا
پھر نفع بخش کیا ترا سوز و گداز ہے

زاہد نہ دیگی نفع تجھے ایسی بندگی
جب دلمیں اور کچھ ہے بظاہر نماز ہے

ہو یہ عجب کہ تو تو ہے پردہ نشین مگر
شہرت ہو چکی تری دور و دراز ہے

آخر گناہ کی بھی کوئی حد ہے اے منیر
کمبخت توبہ کر کہ درِ توبہ باز ہے

**ناطق۔ جناب منشی سیّد ابو الحسن صاحب از قصبۂ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر**

شامل یہ اُنمیں ہے تو شہیدونکو ناز ہے
[illegible] کیا فخر سرفراز ہے

محشر کے ایک دن مین بیان کسطرح سے ہو
میری شبِ فراق کا قصہ دراز ہے

مینوستس یاد کر رہی رہے تھے کہ آگئے
عمرِ جنابِ شیخ بہت ہی دراز ہے

سینے سے دردِ عشق کو کیونکر نکالدون
دُنیا مین کون اسکے سوا دلنواز ہے

جیسا ہے ناطق اُسکو ہمین جانتے ہین خوب
عالم کہا کرے کہ بڑا پاکباز ہے

**نذر۔ جناب حاجی سیّد نور الرحمٰن صاحب خلف مولانا حفیظ صاحب عظیم آبادی**

جب سے کسی کے در پہ جبینِ نیاز ہے
غرّہ ہے مجکو بخت یہ قسمت پہ ناز ہے

کھوٹے کھرے مین آپکو گر امتیاز ہے
پھر غیر بزم ناز میں کیون سرفراز ہے

عام مجمع مین داخل ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں کیا
دیکھتی ہون کہ ڈاکٹر نیویل اور اُنکی بیوی ایک
خاص جانب پلٹ پلٹ کے دیکھتے ہوئے ایک
رازدارانہ انداز سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہین
اُنکی نگاہوں کا رُخ دیکھکے میں بے تحاشا اُسطرف
جھپٹی جدھر اُنکی نظرین بازگشت کر رہی تھین
اور بجلی کی تیز روشنی میں معًا میری نگاہ ملڈریڈ پر
جا پڑی جو اُسی کشیدہ قامت جنٹلمین کے شانے سے
شانہ ملائے ہوئے معشوقانہ انداز سے ٹہل رہی تھی
جسے ایک دریچے میں اُسکے ساتھ دیکھ چکی تھی۔
اِسوقت یہ جنٹلمین ایک فرغل لپیٹے ہوئے تھا جسکے
سموری کالر میں اُسکا چہرہ مطلق نظر نہیں آتا تھا۔
تاہم مین نے اُسکی چال ڈھال اور قد و قامت
سے اُسے بخوبی پہچان لیا۔ یہ سماں دیکھتے ہی میرے
دل پر ایک پوری سناٹا گذر گیا دماغ چکر کھانے لگا
اور میں لڑکھڑاتی ہوئی ایک دریائی تھیٹر کی چوبی
دیوار کے سہارے سے ٹک گئی۔ اپنی بیٹی کا ایک
ایسے آشنا کے ساتھ بے محابا ٹہلنا جس سے کسیطرح
یہ اُمید نہین ہوسکتی تھی اُسے اس شخص کی تعریف
بی بی ماصیب ہوگا میری روح سلب کرلینے کو
کافی تھا۔ بلکہ سچ پوچھو تو ایک تازہ واقعہ نے
مجھپر بہت بڑا ترس کھایا ورنہ میرا دم پھڑک کے
نکل گیا ہوتا۔ کیونکہ معًا ایک خوفناک کڑکڑاہٹ
ہوئی اور بیتاب مہیب صداؤں کے یکبارگی گونج
اُٹھنے سے کان کے پردے پھٹ گئے۔ برف کے
شق ہونیکی خوفناک صدائیں۔ لوگونکی چیخ پکار۔
بیتابانہ بھاگڑ۔ چوبی مکانات کا مسن مساکے دریا
مین بیٹھ جانا۔ مایوسانہ چیخین۔ شور غل۔ الامان
الحفیظ کی پکار۔ واویلا وامصیبتا کا شور۔ اور
نفسی نفسی کا عالم سچ مچ کی قیامت کا نمونہ دکھانے
لگا۔ لالٹینوں کی لمبی لمبی قطارین جو دریائے نیوا
کے اس پار سے اُس پار تک ہر مقام پر برقی
روشنی سے جگمگا رہی تھین ایکدم سے تلملا کے دریا
مین بیٹھ گئین اور اُنکے غائب ہوتے ہی چارون
طرف خوفناک تاریکی چھا گئی جس مقام پر مین
کھڑی ہوئی تھی وہان سے دس قدم اُدھر تک برف
اسطرح شق ہوگئی گویا ایک بے پایان سمندر نے منہ
کھولدیا اور پانی کی تیز و تند موجین میرے پاؤن
کی طرف بڑھنے لگیں۔ اگر اسوقت مین اپنے حواس
درست کرکے معًا پیچھے نہ ہٹ آؤن تو غرق ہی
ہوچکی تھی۔ معاذاللہ یہ ایک نہایت ہی عبرتناک
سین ہے جسکے بیان کی مجھ مین طاقت نہین ہے۔
جب وہ گھڑی مجھے یاد آجاتی ہے تو میرے رونگٹے
کھڑے ہوجاتے ہین۔ مجھے یہ بھی اچھی طرح یاد نہین
کہ کیونکر اس محشر خیز ہنگامے سے باہر آئی اور
کسطرح ایک معمولی کرایہ گاڑی مین بیٹھکے اپنے
مکان تک پہونچی۔ مکان پر پہونچتے ہی مین نے
ملڈریڈ کو دریافت کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔
اب مین نے فورًا ایک آدمی ڈاکٹر نیویل کے
مکان پر دوڑایا کہ ملڈریڈ کی خبر لیکے آئے یا اُن

# کلامِ گرامی

ازافکارتازہ جناب مولانا شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعرخاص علیحضرت حضور نظام دکن خلداللہ ملکہٗ

سر بر زد از الست ملا جستجو نبود
صورت گرفت معنیٔ جان آرزو نبود

بودیم جلوہ عکسِ ایوان لامکان
نہ آسمان و ہفت خط و چار سو نبود

تسبیح و خرقہ بود ما پنہا مرا چہ کار
پیمانہ و صراحی و جام و سبو نبود

رفتیم ہمہ سر کہ نگرئی باو سرم
شورِ ترانۂ من و تو بود او نبود

سودائیان حلقۂ زلفِ سیاہ را
دستار سر بود کہ طوقِ گلو بود

یکشہر گل بجیب ز نظارہ اش ولے
داماں چاک چاک نگاہم رفو نبود

در بزم نیست غیر گرامی رقیب من
او بود من نبودم و من بودم او نبود

## آئندہ طرحین

اڈیٹر (قال دیدہ مرا حال پریشان نہ رہا) پریشاں وغیرہ قافیہ
جناب حفیظ جونپوری (مال کیا ہے جان کی خیرات ہی) رات وغیرہ قافیہ
جناب انور از بمبئی (کسیکا ناز سے آنا قیامت ہی قیامت ہیں) قیامت وغیرہ قافیہ



## ریویو

**دیوان حبیب**۔ یہ مشہور اُستاد سخن حضرت حبیب کنتوری کا پہلا دیوان ہی جنھیں امام فن شیخ ناسخ مرحوم کے خاندان سے خصوصیت حاصل ہی۔ آپکا کلام عموماً قیود فن کے ساتھ نکات زبان سے بھی مملو ہوتا ہی جسمیں علم ادب کی بہت سی خوبیاں ماہران فن کے لیے خالی از دلچسپی نہیں۔ اس دیوان کے تین سو صفحے نیر خالص غزلیات ہین جسکے تمام اشعار چیدہ اور منتخب ہین۔ شائقین سخن کیلیے ضرورت ہی کہ ایسے دواوین سے اپنی کتبخانونکی زینت بڑھائین جو لٹریری حیثیت سے زبان پر عمدہ اثر ڈالنے کے قابل ہین۔ درخواست خریداری کمٹہ گوشہ محل حیدرآباد دکن کے پتے سے جانا چاہیے۔ اڈیٹر

عزیز اقارب یا دوست آشنا اُس خاص موقع پر جائع ہوئے تھے اپنے تلف شدہ اعزا کے نام و نشان تاریکے لیے ایک سرکاری محکمے مین جمع ہوے اور اُنمین مین بھی اپنی بیٹی کی افسوسناک اطلاع دیے کیلیے حاضر ہوئی حتیٰ کہ ذیل کی یادداشت درج رجسٹر کیگئی۔

"مسماۃ ملڈریڈ میلکم بنت بیوہ میلکم وایڈورڈ میلکم مرحوم سوداگر قوم انگریز"

کچھ دنون بعد مذکورہ بالا ریورٹ شائع ہوئی جسمین نہیں معلوم غلطی یا کسی اور وجہ سے مندرجہ بالا یادداشت ذیل کے الفاظ مین ظاہر کیگئی۔

"مسماۃ ملڈریڈ میلکم بیوہ ایڈورڈ میلکم مرحوم سوداگر قوم انگریز"

دو ہی تین ہفتو کے بعد یورپ کے خاص خاص اخبارات مین حادثہ نیوا سے تلف شدہ اشخاص مین سے بعض ممتاز نامو کی فہرست درج ہوئی اور اُسمین مجھے اپنا نام بھی نظر پڑا۔ بعینہ یہی انگریزی جرائد میں بھی شائع ہو گیا اور اُسکے بعد ہی مٹرلی اور دیگر اشخاص کیطرف سے مس میلکم کے نام تعزیتی خطوط کا تانتا لگ گیا جنمین اُنکی ماد رمہربان کی موقت وفات پر افسوس اور ہمدردی ظاہر کیگئی۔

"جب تک زمانہ یہ چھوٹے چھوٹے واقعات پیش کرتا رہا مین تدریجاً گھلتے گھلتے محض ہڈیو کا ڈھانچ رہگئی۔ لیکن میرے چہرے پر حسن و شباب کے ذوق الفطرت آثار قایم رہے۔ اس متضاد حالت سے جو میری مکروہ قطع سے تعلق رکھتی تھی مین بے انتہا پریشان ہوئی اور میری دلی حسرتین جو ہنوز بالکل مر نہین گئی تھین بلکہ ایک خوابیدہ حالت میں تھین اندر ہی اندر سر ٹکرانے لگین اور مایوسی کا جن مجھپر مسلط ہوگئے مجھے ناامیدی کے غار مین ڈھکیلے اور رکوئے کوچ کے خودکشی پر آمادہ کرنے لگا۔ اُف اِیہ مجنونانہ خیال میرے لیے بہت ہی دلشکن تھا کہ حیف مین چالیس ہی برس کی عمر مین ایک کھیٹ بڑھیا اور ہڈیو کا ڈھانچ ہوگئی!! اس حالت مین اگر مین اس خفیہ بلا کو کلیتہً دفع نہین کر سکتی تھی تو اسے دُنیا کی نگاہو سے ضرور پوشیدہ رکھ سکتی تھی۔ اسی غرض سے میں نے اِن تمام غازون اور گلگونون کا استعمال شروع کیا جو بالآخر میری زندگی کا جزو اعظم ہوگئے ہین۔ رفتہ رفتہ میرے دماغ مین ایک اور ہی ہوا سمائی۔ پہلے مین نے اِس خیال کو حماقت سمجھکے ٹالنا چاہا بعد کو دل ہی دل مین اسکا مضحکہ اُڑاتی رہی۔ آخرکار مین نے اِس خیال کے ہرپہلو پر غائر نظر ڈالی اور اسکی تمام اونچ نیچ پر اچھی طرح غور کرکے مین نے اُس سے اتفاق کیا۔ یہ خیال کیا تھا؟ اُف! وہی انسانی ہوا وہوس کا علمہ جسنے یہ جرأت دلائی کہ اخبارات کی اُس غلط اواہ سے فائدہ اُٹھایا جائے جو سرکاری ریورٹ کی بدولت پیدا ہوئی تھی۔ یعنی مین اپنی مرحوم بیٹی کی جانشینی اختیار کرلون

واپس آئے۔ مگر ایک ملازم دوڑا گیا اور جبتک
وہ پلٹ کے نہین آیا مجھپر ایک اُمید وبیم کی حالت
طاری رہی۔ آخر کار آدمی واپس آیا اور اُسکی
زبانی معلوم ہوا کہ خود ڈاکٹر اُنکی بیوی صاحب بھی
ہنوز اپنے مکان پر نہین پہونچیں۔ یہ سنتے ہی میرے
رہے سہے حواس بھی تشریف لیگئے اور فوراً غش
طاری ہوگیا۔ کئی گھنٹے تک مین بیہوش پڑی رہی
اور رات تک نہ ملڈریڈ ہی کا پتہ لگا نہ ڈاکٹر اور اُنکی
بیوی مین سے کوئی اپنے مکان پر پہونچا۔ اب
مجھے یقین واثق ہوگیا یہ لوگ بھی اُسی آفت
ناگہانی کی نذر ہوگئے جسمین ایکہزار سے زیادہ
جانین دریائے نیوا مین غرق ہوئی تھین۔

"اِس موقع پر مین اپنے دل کا پاپ کہے
بغیر نہین رہ سکتی۔ اور وہ یہ کہ اتنے بڑے حادثے
کا مجھپر زیادہ اثر نہین ہوا۔ یا کم از کم مین بہت
بڑے رنج والم میں مبتلا نہین رہی۔ مین نے
اپنے دلکو سمجھا لیا کہ میری بیٹی کا بے عزتی کی
زندگی سے اسطرح ڈھکے پردے اُٹھ جانا ہزار
درجہ بہتر ہوا کہ اُسکا راز بھی اُسیکے ساتھ مرگیا اور
اب اُس راز کا جاننے والا بھی میرے سوا کوئی
باقی نہین۔ کیونکہ اسمین کوئی شک کا مقام
نہین کہ اُسکا آشنا بھی اُسی کے ساتھ تحت الثریٰ
کو پہونچگیا اور بغیرت درمیانی یعنی ڈاکٹر اور
اُسکی بیوی بھی اُن دونون کے ساتھ ہی جہنم
واصل ہوگئے۔ اِسی حالت مین گھنٹون سے
دن اور دنون سے مہینے گزر گئے اور اب
رفتہ رفتہ مجھے معلوم ہونے لگا کہ مین روز بروز
دُبلی ہوتی چلی جاتی ہون اور چہرے کے سوا میرا
تمام جسم اندر ہی اندر گھلا جاتا ہے۔ یہ کیفیت دیکھکے
مین نے ایک ڈاکٹر سے مشورہ لیا لیکن اُسنے صاف
جواب دیدیا کہ مین تمھیں اچھا نہین کرسکتا۔
اُسکے خیال مین یہ لاغری اُس بیماری کا نتیجہ
تھی جسمین چند روز پیشتر مین مبتلا رہ چکی تھی۔
اُسنے مجھے رائے دی کہ گرمیون بھر تو سینٹ
پیٹرسبرگ ہی میں قیام رکھنا چاہیے لیکن جاڑے کا
موسم شروع ہوتے ہی جنوبی یورپ کیطرف نکل جانا
مناسب ہے۔ مین اس ڈاکٹر کے مشورے پر
کاربند ہوئی۔ لیکن ابھی روز افزون لاغری کا
خوف اور دغدغہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا حالانکہ
اور باتون مین میری صحت سرعت کے ساتھ ترقی
کر رہی تھی۔ کیونکہ دن بدن مین شہ زور اور
مضبوط ہوتی جاتی تھی اور میری خوراک حیرت انگیز
طریقے سے بڑھتی چلی جاتی تھی۔ لیکن جسقدر
غذا مین کھاتی تھی وہ میرے انگ نہین لگتی تھی۔

"یہان پر مجھے یہ بھی بیان کردینا چاہیے کہ
دریائے نیوا والے حادثے کے متعلق گورنمنٹ
روس نے ایک رپورٹ مرتب کیے جانیکا حکم
نافذ کیا تھا اور اُن مفقود الخبر اشخاص کی صحیح
صحیح فہرست طلب کی تھی جنکی نسبت گمان تھا
کہ اُس حادثے مین ہلاک ہوگئے جن لوگونکے

کے ساتھ بود و باش اختیار کرنے اور فیاضانہ
داد دہش کیوجہ سے وائنا کی اعلی سوسائٹی مین
بہت جلد میرا شہرہ ہوگیا اور اچھے اچھے رئیس
میری ملاقات کو آنے لگے - یہان کے تمام تجارتی
حلقون مین میلکم کا نام اُسی طرح مشہور رہتا جس طرح
لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ مین اور اِسطرح وہ
روایت جسکی مجھے تمنا تھی بہت جلد مشہور ہوگئی کہ
مین ملک التجار مسٹر میلکم مرحوم کی حقیقی بیٹی ہون
اور میری والدہ دریائے نیوا کے افسوسناک
حادثے مین ہلاک ہوگئین - اس مصنوعی روایت
کے ساتھ اسقدر صحیح قصہ بھی شہرت پکڑ گیا کہ مین
لازوال دولت پر قابض ہون اور اب ہر طرف
سے میرے لیے تپاک اور گرمجوشی کا اظہار ہونے لگا -
"کوئی شک نہین کہ اِن باتون کا اظہار
کرتے ہوئے جو نفس الامر مین تعلی اور خودستائی سے
خالی نہین مجھے بہت ہی منکسرانہ پہلو اختیار کرنا چاہیے
لیکن اِس قسم کے تکلفات مجھے امر حق کے اظہار
سے باز نہین رکھ سکتے - پس مین بالکل آزادانہ
طور پر کہتی ہون کہ اس تپاک و گرمجوشی اور
خوشامدانہ تعریفون سے مجھے ایک نشہ سا ہوگیا -
مین دل ہی دل مین پھول گئی - دماغ مین غرور
و تمکنت کی ہوا بھر گئی اور میری خوشامد پسند
طبیعت اِترانے لگی خصوص اُن نوجوان
عورتونکو اپنا معترف دیکھکے جو فی نفسہ خوبصورت
اور بغیر کسی کارروائی یا تبدیل ہیئت کے حسن و
جمال کی دیویان معلوم ہوتی تھین میرا دماغ
بالکل ہی چل گیا - اگر درحقیقت میرے دن سن
اس قابل ہوتے اور مین واقعی طور پر اٹھارہ
اُنیس برس کی دوشیزہ نازنین ہوکے اِن پرجوش
لیڈیون پر فوق لیجاتی تو میرے لیے کوئی فخر و ناز
کا موقع نہ تھا - لیکن چالیس برس سے متجاوز عمر
مین ایسی بےنظیر کامیابی میرے دماغ مین ایک نوع
کا نشہ پیدا کردینے کو کافی تھی - تاہم باوجود اسقدر
گرویدگی کے مین نے اُن معشوقانہ ناز آفرینیون
سے کام نہین لیا کہ کسی کو سر چڑھا کے ننگا ہونے
اُتار دون اور اِسقدر بیرخی سے پیش آؤن
کہ ہر وقت تیوریان چڑھی رہین - میرے انداز
اپنے عام ملنے والون سے ایک مستقل خوش
اخلاقی اور غیر متلون ملنساری کا پہلو لیے رہتے
تھے - مین نے یہ خیال کسی طرح نہین ظاہر ہونے دیا
کہ مجھے شادی کرنا منظور نہین اور اِس ارادے سے
کسی کے ساتھ ربط ضبط بڑھانا نہین چاہتی -
کیونکہ یہ خیال ایک تئیس چوبیس برس کی نوجوان
لیڈی کیلیے بالکل خلاف فطرت تھا اور اِس سے
طرح طرح کی بدگمانیان پیدا ہونیکا احتمال تھا -
البتہ اِس امر سے قطع نظر کرکے مین کسی کے ساتھ
اِسقدر شیر و شکر بھی نہین ہوئی کہ اُسے کوئی جھوٹی
اُمید پیدا ہو اور اُسمین میرا گہرا دوست یا ہمراز
ہونیکی خصوصیت پائی جائے -
"الغرض چند ماہ تک وائنا مین قیام کرکے

اور اس خیال کو ترقی دینے کیلیے کہ وہ فی الحقیقت
زوجہ میلکم ہی تھی جو اُس حادثے مین ہلاک ہوگئی
اپنے آپ کو میلکم کی ناکتخدا بیٹی کیطرح دُنیا کے سامنے
پیش کرون ا"

"اِسکے بار بار بیان کرنیکی چنداں ضرورت
نہین کہ کوئی انسانی حسرت یا اُمنگ کبھی اِس
حیرت انگیز پیرائے مین نہ ظاہر ہوئی ہوگی۔ تاہم
مین تمہین یقین دلاتی ہون کہ جب مین نے یہ
ارادہ کیا تھا اُسوقت مجھے دوسرے نکاح کی
خواہش نہ تھی۔ نہ کسی سے عشق ومحبت کی ہوس
دامنگیر تھی۔ بلکہ محض یہ حسرت تھی کہ لوگ ہمیشہ
میری خوشامد کیا کریں۔ حقیقتاً اِس حسرت انگیز
مکروفریب مین قدم رکھتے ہوئے یہی حسرت اِس
امر کی کافی دلیل ہو کہ اُسوقت دوسری شادی
کا سوال میرے لیئے خارج ازبحث تھا۔ اور
چونکہ مین نے مس میلکم کا نام اختیار کرنیکا ارادہ
کیا تھا۔ لہذا مجھپر فرض ہو گیا کہ بقیہ زندگی اِسی
نام سے نباہ دون۔ الغرض جب یہ نامعقول مکر
وفریب۔ دغا۔ چترا جو کچھ تم خیال کرو میرے
دماغ مین پورے طور پر بس گیا تو مین سینٹ پیٹرسبرگ
سے قریب کے ایک غیر معروف قصبے مین چلی آئی
جہان ایکسال تک بالکل روپوش رہی۔ اِس
اثنا مین وہ خفیہ بلا جو مجھپر مسلط تھی موقع پا کے اپنے
خوفناک حملے کرنے لگی اور مجھ مین بڑی چھوٹے کے
سوا کچھ باقی نہ رکھا۔ لیکن میرے چہرے پر نمونہ
وہی تازگی وشادابی پیدا تھی۔ نفس الامر مین
اگرچہ مین چالیس برس کی ادھیڑ عورت تھی
لیکن میرا چہرہ دیکھتے کوئی مجھے چھبیس برس سے
زیادہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہاں مین یہ بھی جتا دینا
مناسب سمجھتی ہون کہ مین ہمیشہ سے اپنے چہرے
کے اعتبار سے بیحد حسین مشہور تھی یہان ایکسال
کے قیام مین مین نے تبدیل ہیئت کی صناعیوں مین
اسقدر مشق بہم پہونچائی کہ اصلی خلقت بدل دیتی
تھی۔ یہین مجھے ایک کیمیائی ادویہ فروش کی معرفت
جملہ اقسام کے غازے گلگونے۔ اور رنگ وروغن
وغیرہ دستیاب ہوئے جن میں مفید اور غیر مفید کارآمد
اور غیر کارآمد چیزوں کا تجربہ مجھے روزمرہ کے
استعمال سے حاصل ہوا اور اسطرح تمام ضروری
چیزین میرے ہاتھ لگ گئیں۔ اس کام میں میرا
بھی جی بہلتا تھا اور میری حیرت انگیز زندہ دلی
کیلیئے بھی ایک دلچسپ مشغلہ ہاتھ آگیا تھا۔

"آخر کار مین اس قصبے کو خیرباد کہکے
اور ملک روس سے یکقلم قطع تعلق کرکے واشنگٹن
کی طرف روانہ ہوئی جہان پہونچتے ہی مین نے
اپنے کو مس میلکم مشہور کیا۔ دوراندیشی کی راہ سے
میں نے اپنے ساتھ وہی تین خدمتین لی تھین
جنھین میرے حالات کی مطلق اطلاع نہ تھی اور
اُسوقت تک میری تبدیل ہیئت کے سامان
بھی اسقدر وسیع نہ تھے جنمین کسی مددگار یا ماہر
کی ضرورت ہو۔ ایکدم سے امیرانہ شان وشوکت

اِسقدر مغائرت رکھتی تھی کہ مین نے پھر یورپ واپس
جانیکا قصد کیا۔ برلن دارالسلطنت سے جلد واپس
ہونیکی ایک اور وجہ بھی لاحق ہوئی اور یہ لارڈ لینگیوٹ
کا یکایک نظر آجانا تھا جنھون نے محض میرا پیچھا
کرنیکی غرض سے برلن سے رخصت حاصل کی تھی
یہاں بھی اُنھون نے مجھے اپنے عشق و محبت سے
پریشان کرنا شروع کیا لیکن مین لندن سے بھاگ
کے اٹلی پہونچی۔ میرا ارادہ تھا کہ کچھ روز روم
(دارالسلطنت اٹلی) مین قیام پذیر ہون اور ابھی
میں ایک حوش قطع مکان کیلئے گفتگو ہی کر رہی
تھی کہ لارڈ لینگیورٹ پھر نمودار ہوئے۔ اُنھون نے
بقسم بیان کیا کہ میں تمہاری شمع حسن کا پروانہ
ہو رہا ہون اور تمہاری محبت میرے دم کے
ساتھ ہے۔ مین تمہاری دولت کا بھوکا نہیں ہوں
کیونکہ خدا نے مجھے بھی اُسی قدر دولتمند بنایا ہے
جسقدر تمہین۔ اپنی راستبازی کا یقین دلانے کیلئے
اُنھون نے یہ بھی کہا کہ تم اپنی دولت اپنے نام
محفوظ رکھو مجھے اُس سے کوئی سروکار نہوگا اور
یہ کہ مین اپنی زندگی کے اُن چند لمحون کو نہایت ہی
مبارک اور تابناک سمجھونگا جب تمہیں نکاح کر کے گھر
مین لیجانیکی عزت حاصل ہوگی اور تمہارے سر پر
سہرا بندھا ہوا نظر آئیگا۔ اس تقریر میں کچھ ایسا
دلی جوش و خروش پایا جاتا تھا کہ میں اُنکا منہ
دیکھتی رہگئی۔ بلکہ جب سے مین نے اس مکروہ
ترکیب کو اختیار کیا تھا اُسوقت سے اسوقت تک یہ

پہلا ہی موقع تھا کہ میرے دل نے ایک ایسے
شخص کے مقابلے مین نسوانی کمزوری کا ثبوت
دیا جو خوبصورت بھی تھا اور میری محبت کا دم
بھر رہا تھا۔ میری طبیعت اُنپر اسطرح مائل
ہوئی کہ آجتک کسی مرد کیطرف نہین مائل ہوئی
تھی۔ نہین نہین الملکہ خاص اپنے شوہر ایڈورڈ
میلکم کو بھی مین نے کبھی اس محبت بھری نظر
سے نہین دیکھا تھا۔ لیکن معًا ایک زبردست
قوت نے میرے خیالات پر غالب آکے مجھے
روکدیا اور مین نے لارڈ لینگیورٹ سے
لجاجت کے ساتھ کہا کہ جس بات پر آپ زور
دے رہے ہین اُسکا قطعی جواب مین کل دونگی۔
اس ناتمام وعدے پر اتراتے ہوئے اور ایک
اُمید موہوم پر دل ہی دلمین خوش ہوتے ہوئے
وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ اسی رات کو
مین سر پر پاؤن رکھکے روم سے بھاگ کھڑی
ہوئی کیونکہ جس امر کی نسبت میری ذات سے
اُنھیں ایک اُمید پیدا ہوگئی تھی اُسپر قائم
رہنے کیلیے مین جراُت نہین کر سکتی تھی۔ چلتے
وقت مین ایک خط ہر لارڈ شپ کے نام
ڈاک مین ڈالتی گئی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اگرچہ
آپکا پیام میری عزت افزائی کا باعث ہوگا مگر
مین اسے قبول کرنے سے معذور ہون۔
نیز یہ کہ آیندہ جبر ادھر بانی کہین اور میرا
تعاقب نفرمائین۔

مین نے بیڈ بیڈن کیطرف مراجعت کی اور یہان بھی اُسی گرمجوشی سے میرا خیر مقدم کیا گیا - اسکے بعد مین برلن پہونچی اور یہین پہلے پہل مجھ سے اور لارڈ لیننگپورٹ سے شناسائی ہوئی - اسوقت وہ دربار پروشیا مین انگلستان کی طرف سے خاص اٹاشی مقرر کئے گئے تھے - اُنکی شادی نہین ہوئی تھی - وہ بہت ہی قبول صورت - نیک چلن اور خوش گفتار تھے - سن و سال کے لحاظ سے وہ میری اصلی عمر سے چار پانچ برس کم تھے - حالانکہ بظاہر مجھسے دس بیدرہ برس بڑے معلوم ہوتے تھے - مجھپر نظر پڑتے ہی اُنکا دل اختیار سے جاتا رہا اُنکے بیان سے معلوم ہوا کہ وآئنا اور ریڈن ہی سے میری شہرت اُنکے کانون تک پہونچ چکی ہے - ابھی میری اُنکی صاحب سلامت کو بہت عرصہ نہین ہوا تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ لارڈ لیننگپورٹ مجھپر بطرح فریفتہ ہین - مین نے جرأت کرکے اُنکے گوشگزار کر دیا کہ اگر آپکے برتاؤ دوستانہ تہذیب کے دائرے سے متجاوز ہونگے تو مین اُنھیں پسند کرنے سے معذور رہونگی - لیکن وہ اس طبیعت کے آدمی نہ تھے جسے آسانی سے ٹالدیا جائے اور میری جو حالت تھی وہ ظاہر ہو کہ ایک خفیہ راز کی پرورش مین سرگرم تھی - بہرکیف مین اُنکے مسلسل پیغامات سے عجیب کشمکش مین پڑگئی اور اسکے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ برلن سے بھاگ نکلی ہون - یہان سے روانہ ہوکے لندن

مین آئی اور برٹش دارالسلطنۃ مین وارد ہوکے مین نے قصد کر لیا کہ حتی الامکان اپنے نامعقول فریب کا معمول سے زیادہ سختی کے ساتھ امتحان کرون - نظر بران مین بیڈ ہرک مسٹر آلی کے پاس پہونچی جو میرے مرحوم شوہر کے ہیڈ کلرک تھے اور بالفعل ایک نئے کارخانے کے لیڈنگ ممبر مقرر ہو گئے تھے - وہ ایک سن رسیدہ شخص تھے اور میرے ساتھ نہایت ہی بزرگانہ برتاؤ سے پیش آئے مجھے مس میلکم سے خطاب کیا اور بالکل مس میلکم ہی سمجھتے رہے - میرے پیارے والدین کی وفات کا ذکر کرکے بہت ہی متاسف ہوئے اور میری شفیق والدہ کی بیوقت موت پر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اُنکی آنکھوں مین آنسو بھر آئے - اِس گفتگو کا مجھپر اسقدر اثر ہوا کہ ایسی عظیم معصیت و ریاکاری پر کانپ اُٹھی اور معلوم ہوا کہ میں ایک گناہِ کبیرہ کی مرتکب ہو رہی ہون - اِس خیال کے مطابق مین نے اِس ملاقات کو حتی الامکان مختصر کیا اور جب تک مسٹر آلی کے دفتر سے باہر نہین آئی میری سانس اچھی طرح نہین سمائی بہرطور دفتر سے نکل کے میری خیالات پھر بدل گئے - ان باتونکا اخلاقی اثر کافور ہو گیا اور مین اپنے نامعقول فریب کے امتحان مین کامیابی حاصل کرکے اترانے لگی -

"لندن مین بہت دنون میرا قیام نہین ہوا - کیونکہ میری وضع اور معاشرت اِس شہر سے

سبت کیا بلا ہی؟ اپنے مرحوم شوہر سے مجھے
یہ عشق ہرگز نہ تھا۔ اُنھین میرے دلپر یہ قابو
بھی نہیں حاصل ہوا تھا جو لینگیورٹ کو حاصل ہوا
س خیال کے ساتھ مین روئی اور بہت روئی۔
عرصے تک یہ خیال میرے دماغ مین گونجتا رہا
کہ لینگیورٹ کو اپنا کچا چٹھا لکھ بھیجوں اور اسے
و اُسکے رحم اور انصاف کے حوالے کردون۔
لیکن جب مین نے اپنی اصلیت کا خیال کیا کہ
مین حقیقت مین وہ عورت نہیں ہوں جس پر
رڈ لینگیورٹ کا دل آیا ہوا ہی بلکہ ایک مصنوعی
ور بدبخت مکارہ جو اُس عورت کی ہم شبیہ معلوم
ہوتی ہی تو مجھے خوف پیدا ہوا کہ اگر میری تبدیل
ہیئت کا راز کھل گیا تو لینگیورٹ کو ضرور نفرت
ہو جائیگی۔ چار و ناچار یہ خیالات مین نے دور کرکے
ور اپنی چھاتی پر صبر کی سل رکھکے خاموش ہو رہی

"روز بروز میری بیچینی اور بیقراری زیادہ
رہتی جاتی تھی۔ ہزار ہا وہم اور لاطائل خیالات
مجھے گھیرے رہتے تھے۔ آخر تنگ آکر مین نے دور
دراز مقامات کے سفر کا ارادہ کیا اور قاہرہ ہوتی
ہوئی قسطنطنیہ پہونچی۔ آخرالذکر مقام پر ایک ایسا
واقعہ پیش آیا جسکا مجھے سان گمان بھی نہ تھا اور
جس معمے کو حل کرنے مین میری عقل بالکل قاصر
ہی قسطنطنیہ مین غیر ملکیو نکے قیام کیلیے ایک
عالیشان ہوٹل تھا جو ایک فرانسیسی کی ملکیت
مین بھی اسی ہوٹل مین فروکش ہوئی اور بہت
جلد انگریزی خاندانون کے معزز ممبر جو خاص شہر
مین مقیم تھے میری ملاقات کو آنے لگے۔ اسی اثنا
مین سفیر انگلستان کی بیگم نے مجھے سفارتگاہ مین
ایوننگ پارٹی کیلیے مدعو کیا۔ مین وقت مقررہ
پر دعوت مین گئی۔ یہ دعوت نہایت عالیشان
تھی۔ تمام سفارتون کے ممبر موجود تھے اور
ایمین کونٹ الویٹز روسی سفیر بھی تشریف فرما
تھے۔ یہ ایک معمر، ذکی الطبع وجیہ اور رعبدار
شخص تھے۔ اتفاقاً انگریزی سفیر کے ساتھ یہ
بھی ٹہلتے ہوئے اُس کمرے کیطرف نکل آئے
جہاں مین ایک فرانسیسی جنٹلمین اور اُسکی بیگم
کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ فرانسیسی لوگ میرے
پیرس کے ملاقاتی تھے اور قسطنطنیہ مین اتفاقاً
ملگئے تھے۔ جیسے ہی یہ دونون سفیر میرے کمرہ کی
طرف بڑھے میرے فرانسیسی دوست میرے پاس
سے اُٹھکے ایک اور طرف چلے گئے جہان اُنکا
کوئی دوسرا ملاقاتی نظر پڑ گیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی
انگریزی سفیر نے فرانسیسی زبان مین کہا کہ "آہاہ
مس میلکم تنہا بیٹھی ہوئی ہین" اور روسی سفیر سے
کہا کہ "آئیے مین آپ کو ایک لیڈی سے ملادون
جو آپکے ملک مین مدتون رہ چکی ہی اور آپکی
زبان اُسی طرح بول سکتی ہی جسطرح آپ خود۔ یہ میری
دوست مس میلکم ہین" روسی سفیر نے لحظہ کے لحظہ
کچھ غور و تامل کیا اُسکے بعد مہذب طریقے سے گردن
ہلائی۔ انگریزی سفیر ایک اور کمرے مین

"بعدازان مین پیرس مین پہونچی اور
بہ نسبت اور مقامات کے یہانکی سوسائٹی بہت
ہی کم ملی جلی - اب مین ہر وقت بیچین اور برداشتہ
خاطر رہنے لگی - معلوم ہوتا تھا کہ نئے نئے خیالات
میرے دماغ مین پیدا ہو گئے ہین اور ایک خار تمنا
ہردم میرے دلمین کھٹکتا رہتا ہو - اسی حالت
مین چند مہینے گزر گئے حتیٰ کہ ایک روز ایک
انگریزی اخبار مین میری نظر سے گزرا کہ لارڈ
لینگیورٹ کو "رائٹ آنریبل" کا خطاب دیا گیا
اور وہ پیٹربرگ کے عہدۂ سفارت پر مقرر کیے گئے
یہ خبر دیکھکے مجھے سخت پچتاوا ہوا کیونکہ اُن کی
ترقی کا مجھے پہلے ہی سے گمان تھا لیکن دیدۂ
دانستہ اپنی آنکھونمین خاک جھونکنا اور جس چیز
کی حسرت تھی اُس سے اغماض کرنا میرا ہی کام
تھا - مجھے لارڈ لینگیورٹ سے پورا عشق ہوگیا
تھا - ہروقت اُنکی صورت میری آنکھونمین پھرا
کرتی تھی اور اُنکے خیال کے سوا کوئی چیز میرے
دماغ مین نہین سماتی تھی - لیکن باوجود اس
عالیشان عہدے کی شرم دامنگیر ہونے کے
ایکمرتبہ مین نے اُنھین اپنے قدمون پر پڑا ہوا
پھر دیکھ لیا - اب بھی اُنکی زبان پر وہی محبت آمیز
کلمات تھے اور اُسی جوش خروش سے اپنی
اُلفت کا یقین دلا رہے تھے - اسوقت میرے
آنسو نکل آئے اور مین نے نہایت ہی حسرت خیز
لہجے مین کہا کہ بعض وجوہ ایسے ہی حائل ہین کہ
مین شادی نہین کر سکتی - مین نے ہاتھ جوڑ کے
اُنسے استدعا کی آیندہ مجھے نہ گھیرین اور اُنکے
پاس سے اُٹھکے چلی گئی - دو ڈیڑھ گھنٹے بعد مجھے
اُنکی طرف سے ایک تحریر پہونچی جسمین اُنھون نے
محبت اور دلسوزی کی راہ سے میرے اُس فقرہ
کے متعلق کہ "مین بوجوہ کبھی شادی نہین کر سکتی"
یہ لکھا تھا کہ اگر اسکا سبب یہ ہو کہ کسی گزشتہ موقع
پر تمہارا دل کوئی چوٹ اُٹھا کے عشق و محبت سے
بیزار ہوگیا ہو تو میری طرف سے اطمینان رکھنا چاہیے
کہ مین تازندگی تمہین محفوظ رکھنے کی کوشش کرونگا
یا اگر کسی بدمعاش کے ہاتھون تمہاری عصمت
برباد ہو گئی ہو تو مجھے اسپر بھی کوئی احتراز نہین اور
یہ غم ہماری خانگی زندگی مین تلخی نہین پیدا کر سکتی
میرا عشق مستقل ہو - میری محبت استوار ہو اور
مین ہرحال مین خوش رہونگا - پس یہ کہ براہ مہربانی
تم اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کرو - مین نے اس
تحریر کا کوئی جواب نہین دیا اور یہ خیال کرکے کہ
اس برتاؤ سے روز کے ناگوار جھگڑون سے نجات
ہوجائیگی اور پیرس سے بھاگ کھڑی ہوئی -

"اب مین میڈرڈ دارالسلطنت اسپین
کیطرف روانہ ہوئی لیکن غمگین اور بیقرار - مین
لینگیورٹ کو اپنا دل دے چکی تھی اور اُنکے بغیر
ایکدم قرار نہ تھا - لیکن حیف! کیا مجبوریان لاحق
تھین جو مجھے اُنکا پیام قبول کرنے اور اُنکی زوجہ
بننے سے مانع آتی تھین - اب مجھے معلوم ہوا کہ

مین ۔"میری والدہ؟" اتنا کہکے میرا ارادہ ہوا کہ اُنکے قدمون پر گر پڑون ۔

سفیر ۔ (نہایت ہی مہذب اور غمگسارانہ لہجے مین) "آہ معاف کرنا انا لئا میری سوال سے تمہین رنج ہوا ہوگا ۔ شاید تم اپنے والد کی طرح والدہ کی وفات کا صدمہ بھی اُٹھا چکی ہو"

مین ۔"جی ہان شاید آپ اس حقیقت سے آگاہ نہین کہ میری والدہ دریائے نیوا کی برف شق ہوجانیکے حادثے مین ہلاک ہوگئین"

سفیر ۔ (ذرا دیر تامل کرکے) "حیف امین اس سانحے سے بالکل واقف نہ تھا مین اس غمگین واقعہ کی یاد دلا کے ایکمرتبہ پھر تمسے معافی خواہ ہون ۔ کیا مین یہ دریافت کر سکتا ہون کہ تم پھر بھی کبھی روس کیطرف جانیکا قصد رکھتی ہو؟ یا اب سینٹ پیٹرسبرگ واپس ہونے کا بالکل ارادہ نہین؟"

مین نے خیال کیا کہ اگر آیندہ دارالسلطنۃ روس مین قدم رکھنے سے قطعی انکار کرتی ہون تو اگرچہ کوئی معقول وجہ بھی بیان کر دی جائے تاہم ایک طرح کا شک پیدا ہوگا ۔ اسلئے مین نے نہایت ہی بے پروایانہ تیور سے جواب دیا ۔

مین ۔"ممکن بلکہ اغلب ہی کہ چیدروز کیلئے مین سینٹ پیٹرسبرگ مین ٹھہرتی ہوئی جاؤن کیونکہ مین بہت بڑی سیاح اور جہانیان جہان گشت ہون ۔ مین نہین کہہ سکتی کہ اتنے دنون مین کتنے ہزار میل کا سفر کرچکی ہون"

سفیر ۔"ہان ۔ واقعی؟"

اِس مرتبہ بھی اُنکے لب و لہجہ اور حرکات و سکنات سے حسقدر خاص کیفیت مترشح ہوئی اُسکا اندازہ کرنا محال تھا لیکن یہ حالت بہت جلد دور ہوگئی اور وہ اپنی کُرسی سے اُٹھکے مجھسے ہاتھ ملاتے ہوئے کہنے لگے ۔

سفیر ۔"مس میلکم! اگر تم سفارت گاہ روس مین قدم رنجہ کرو تو کونٹس تمہارا خیر مقدم کرکے بے انتہا خوش ہوگی مجھے سخت افسوس ہی کہ اسوقت ہر اکسلینسی میرے ہمراہ نہین اور مین تمہین اُن سے نہ ملا سکا"

مین نے کونٹ کے لُطف وعنایت کا شکریہ ادا کیا اور جیسے ہی میرے فرانسیسی دوست اپنے ملاقاتی کو لیے ہوئے دوبارہ میرے پاس آئے ہر لارڈشپ رخصتی صاحب سلامت کرکے اوپر کے درجے مین چلے گئے ۔

"دوسرے روز کونٹس الوسٹیر کیطرف سے ایوننگ پارٹی کیلئے مجھ جوتی کارڈ موصول ہوا ۔ اِسی روز مین اپنے بہتسے دوستو کے ساتھ گولڈن ہارن اور باسفورس کی سیر کو گئی اور رہر قوم کے جنگی جہازون کو صف بصف دیکھکے مین نے اِس منظر کی بے انتہا تعریف کی ۔ اِن جہازون کے ہجوم مین میرا خیال خاص طور پر ایک آگبوٹ کیطرف منتقل ہوگیا

چلے گئے اور کونٹ نے میرے پہلو مین ایک کرسی پر بٹھلکے کہا۔

**روسی سفیر** "مس میلکم! یہ کہیئے۔ آپ روس کی خوب سیر کر چکی ہیں"

**مین** ۔ (روسی زبان مین) "مائی لارڈ! میں وہان رہ چکی ہون"

**روسی سفیر** "بیشک! تم وہان کی زبان اسقدر صاف بولتی ہو جسطرح ایک بیٹو"

**مین** ۔ (مسکرا کے) "یہ کوئی تعجب کی بات نہین کیونکہ مین صغرسنی ہی سے روس میں چلی گئی تھی"

**سفیر** "مین میلکم کے نام سے اچھی طرح واقف ہوں"

**مین** "ہان؟" اسکے ساتھ ہی مجھے یاد آگیا کہ وہ انگریزی سفیر سے میرا نام سنکے کسقدر چونکے ہوئے تھے۔

**سفیر** "ہاں میلکم کا نام سینٹ پیٹرسبرگ میں خاص عزت سے لیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ملک التجار کا نام ہے جسنے مدتون وہاں تجارت کی۔ کیا تم اُسکی کوئی رشتہ دار ہو؟"

**مین** ۔ (پھر مسکرا کے) "جی ہاں! وہ میرے بہت ہی قریب کے عزیز تھے یعنی میرے والد!"

**سفیر** ۔ (پھر چونکے ہوکے اور میری طرف غور کرکے) "تمہارے والد؟ اُنکی کوئی اولادین تھین؟" یہ سوال اسقدر تعجب انگیز تھا کہ مین نے بغیر فوراً جواب دیئے ہوے خود اُن سے سوال کیا "کیا واقعی یور اکسلنسی میرے والد کو جانتے ہین؟"

**سفیر** ۔ (جلدی سے) "ہان۔ شاید میرے خیال مین اُنکے صرف ایک ہی القائم بیٹی تھی جو اُن کے بعد اُن کی وارث خیال کیجاتی تھی"

**مین** ۔ (مسکراتے ہوئے) "جی ہان وہ لڑکی مین ہی ہون"

**سفیر** ۔ (پہلے سے زیادہ چونکتے ہوکے) "تم؟"

یہ سوال کچھ ان تیوریون سے کیا گیا کہ مجھے اپنے فریب کے متعلق ایک فوری خوف پیدا ہوا اور دل ہی دل مین کہنے لگی "آخر کار میرا راز فاش ہوا چاہتا ہے۔ یہ میرے فریب کی تہ کو پہونچ گئے ہین اور سمجھتے ہیں کہ مین وہ ملڈریڈ نہیں ہون جسے اُنھوں نے سینٹ پیٹرسبرگ مین دیکھا تھا"

**سفیر** ۔ (فوراً اپنے اندازبدلکے نہایت ہی خوش اخلاقانہ تبسم سے) "گستاخی معاف یہ کچھ کم اچنبھے کی بات نہین کہ قسطنطنیہ مین مجھسے اُس نوجوان لیڈی سے اسطرح اچانک ملاقات ہوجائے جسکی تعریف مین سینٹ پیٹرسبرگ میں سنا کرتا تھا خصوص یہ معلوم کرکے کہ وہ لیڈی تمھین ہو میرے تعجب کی کوئی حد نہین۔ کیا مین دریافت کرسکتا ہون کہ تمہاری والدہ بھی تمہارے ہمراہ ہین؟"

اس خوفناک سین سے متاثر ہو کے جسکی تصویر اس شد و مد سے کھینچی گئی تھی میرا دل لرز گیا۔ لیکن مین نے اپنے تیورون پر میل نہین آنے دیا اور مسکرا کے بولی ــــ"مین تمہاری حمایت و ہمدردی کی تہ دل سے شکرگزار ہون جو محض میری خیراندیشی پر مبنی ہی۔ لیکن یقین جانو کہ اس معاملے مین تمھیں بہت کچھ غلط فہمی ہوئی ہی"۔

فرانسیسی۔" نہین میڈم ایسا ہرگز نہیں ہی۔ تم اتنا نہین خیال کر سکتین کہ مجھے اپنے ہوٹل سے ایک عمدہ اسامی کو ڈرا کے بھگا دینے سے کیا فائدہ؟ لیکن اگر تم اپنی سلامتی چاہتی ہو تو مین صلاح دیتا ہون کہ فوراً کسی طرف نکل جاؤ۔ نہین معلوم روسیونکو تم سے کیا مخالفت ہی اور اگر تم اس مخاصمت سے لاعلم ہو تو سمجھ لو یہ کوئی ایسا راز یا غلط فہمی ہی جسکی لپیٹ مین تم ضرور آ جاؤ گی۔ کیا تمہارا نام ملڈریڈ میلکم ہی؟ تمہارے والد سینٹ پیٹرسبرگ مین سوداگری کرتے تھے اور وہین اُنکا انتقال ہوا؟ کیا تمہاری والدہ دریائے نیوا مین ڈوب گئیں؟ یہ سب باتین صحیح ہین یا غلط؟"

مین۔" بالکل صحیح!" ساتھ ہی مجھے طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو گئے۔ کیونکہ بظاہر اگر مجھسے کوئی خلاف امر سرزد ہوا تھا جو بنائے مخاصمت قرار دیا جا سکے تو یہی پُراسرار فریب یا دھوکا جو مین دنیا کو دے رہی تھی۔

فرانسیسی۔" اس صورت مین تمہین اس دھوکے مین نہ رہنا چاہیے کہ مین کسی غلط فہمی مین مبتلا ہون۔ اس معاملے کے متعلق جو کچھ واقفیت مجھے حاصل ہوئی ہی اُسے بھی بطور اختصار بیان کیے دیتا ہون۔ اصل قصہ یہ ہی کہ اُس روسی آگبوٹ کا جسے تم دیکھ چکی ہو چیف انجنیئر ایک انگریز ہی جسکی شادی میری بھتیجی سے ٹھہری ہی۔ وہ ایک نیکدل اور بہت ہی معزز عہدہ دار ہی۔ اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ آج روسی سفارت کا ایک ملازم اُس آگبوٹ پر گیا اور کپتان سے تخلیے مین ملاقات کر کے یہ پیغام دیا کہ آج آدھی رات کو لنگر کھول کے چلنے کے لیے تیار رہنا کیونکہ وہ ایک انگریزی لیڈی جسکا نام ملڈریڈ میلکم ہی اور بالفعل فرانسیسی ہوٹل مین مقیم ہی تمہارے جہاز پر پہونچائی جائیگی۔ اِسکے علاوہ کچھ اور گفتگو بھی ہوئی اور یہ سب باتین انگلستانی انجنیئر نے اتفاقاً سُن لین کیونکہ اُسوقت وہ جہاز کے ایسے حصے مین موجود تھا جہانسے یہ سب باتین بھی سنائی دیگیین اور اُسکی موجودگی کا گمان بھی نہ ہو سکا۔ اُسے اپنی ایک ہموطن لیڈی کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک گوارا نہوا جسکی کوئی خاص وجہ بھی نہین معلوم ہوتی تھی۔ شام کو اُسنے خشکی پر آنیکی اجازت لی اور اسی وقت مجھسے ملکے ساری حقیقت بیان کی ہی۔ بہرکیف

جسپر روسی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ دریافت کرنے پر
معلوم ہوا کہ یہ آگبوٹ روسی سفیر کے حکم سے
ایک خاص کام کیلئے منگایا گیا ہو کیونکہ انھین
ایک تیز رفتار جہاز کی ضرورت لاحق ہوئی ہو
اُس زمانے تک دنیا کے اِس حصے مین دُخانی
جہاز اسقدر عالیشان نہین ہوتے تھے جسقدر
فی زمانناہ۔ اور اِسلئے یہ کوئی تعجب کی بات
نہین کہ جس جہاز کا مین ذکر کر رہی ہون وہ
اس موقع پر غیر معمولی حیرت و استعجاب کی نظر
سے دیکھا گیا۔ اِس سیر سے فارغ ہو کے مین
ہوٹل مین واپس آئی اور کھانا کھانے کے بعد
روسی دعوت مین جانیکی تیاریون مین مشغول
ہونے ہی کو تھی کہ یکایک ہوٹل کا مالک میری
نشستگاہ مین داخل ہوا۔ اتنا مین پہلے بتا چکی
ہون کہ یہ فرانسیسی تھا۔ اسکی عمر متوسط تھی۔
بشرے سے نہایت ہی عقیل و فہیم اور زیرک
شخص معلوم ہوتا تھا اور کسی قدر حیثیت و چالاک
اور جلد باز۔ اُسنے آتے ہی اندر سے دروازہ
بند کرلیا اور گھبرائے ہوے انداز سے میرے
قریب آکے مجھسے اپنی مداخلت بیجا پر معافی مانگی
لیکن جو خاص ضرورت اُسے کھینچ لائی تھی
اُسے بیان کرنے سے معذوری ظاہر کی۔
اُسکے انداز دیکھکے مین بھی گھبرا گئی اور اُس سے
التجا کی برائے خدا کچھ صاف صاف کہو۔

**فرانسیسی** "میڈم گھبراؤ نہین لیکن تمہارے
لیے بہت بڑا خطرہ درپیش ہو جسکی مین تمہین
اطلاع دینے آیا ہون۔ یہ صرف اطلاع دینے بلکہ
اُس بچنے اور بھاگ نکلنے کیلئے حتی الامکان
مدد دینے بھی"۔

**مین** "بہت بڑا خطرہ؟ معاذ اللہ! یہ تم کیا
کہہ رہے ہو؟"

**فرانسیسی** "میڈم یہ تو تمھین خوب سمجھ سکتی
ہو کہ تمسے گورنمنٹ روس یا روسی سفیر کیون
خلاف ہین اور اُنکی ناراضی کی بلا تمنے اپنے
سر کیون لی؟ لیکن اصل قصہ اسی قدر ہی"

یہ سُنکے مجھے ایک اچنبھا ہو گیا کیونکہ
اسکا مجھے سان گمان بھی نہ تھا۔ مین نے اس
فرانسیسی کو یقین دلایا کہ "تمہارا خیال غلط ہو۔
مین نے حتی الامکان گورنمنٹ روس کی
کوئی خطا نہین کی۔ روسی سفیر سے بھی میرے
برتاؤ عمدہ رہے اور اِسوقت دعوت کی تقریب
سے وہین جانیوالی ہون"۔

**فرانسیسی** "یہی تو چال چلی گئی ہو کہ جب
تم دعوت سے واپس ہو تو راستے سے پکڑ کے
تمہین آگبوٹ پر قید کرکے سباسٹپول یا
چیرسن لیجائین اور وہانسے خدا جانے کس
مقام پر جلا وطن کر دین۔ نہین معلوم کسی
روسی قلعے مین قید کرین یا سائبیریا کے
خوفناک جنگلون مین جہانسے ہزارون میل
کے فاصلے پر چھوڑ آئین؟"

کے صدمے نے مجھے بیمار ڈالدیا و رمین تبدیل
ب وہوا کی غرض سے یہان آیا ہون تا لعل
نکی تقرری بجائے ورٹمبرگ کے ٹورین مین
ہوگئی تھی اور مجھے اِس تبدیلی کی اطلاع اس
حہ سے نہین ہوئی کہ سیاحت مشرق مین لتسکل
رئی اخبار میری نظر سے گزرا تھا - نہر لارڈ ڈیٹ
نے اپنی علالت کے اسباب نہایت ہی حسرت انگیز
یرائے مین بیان کیئے اور کہا کہ اس ناتنا و
ماری کا سلسلہ اُسی وقت سے شروع ہوا ہی
جب تم پیرس سے میرے نامۂ شوق کے
واب مین بعیر کوئی سطر لکھے کی تکلیف گوارا
کیئے ہوئے جلدی تھین مین نے اُسسے کہا کہ
رشتہ ناتوکے تارہ کرنے کا نتیجہ بجز رنج وملال
کے اور کچھ نہیں ہو سکتا - لیکن آپ کو یقین
رنا چاہیئے کہ میرے ارادہ مین کوئی ایسی
علاقی کمزوری نہین حائل ہی جس سے مین
ادی کرنے سے معذور رہون اور جسکے لیے
یک عورت کی آنکھ نیچی ہو سکتی ہی - اسکے
راب مین اُنھون نے کہا کہ "پیاری مس میلکم
راہ کوئی وجہ تھین کیون نہ مانع ہو لیکن مین
لفا کہتا ہوں کہ اگر تم صاف صاف کہدوگی
میری محبت مین کوئی تغیر نہین پیدا ہو سکتا -
را عشق محض تمہاری ذات سے وابستہ ہی
ن تمہاری صورت کا عاشق ہون - اور
مجھکو اُسسے کوئی سروکار نہین - لیکن نہیت ا

تمہین میری راستبازی کی قدر نہین!"
اِس تقریر کو مین عجیب گو مگو کی حالت
مین سُنتی رہی کیونکہ جسقدر اُنکی آواز میرے
کانون کو بھلی معلوم ہوتی تھی اُسی قدر اُنکے
زرد چہرے پر فکر و تردد کے آثار میرا دل دُکھا
رہے تھے - بہر کیف مین نے ارادہ کیا کہ اُنسے
رخصت ہون لیکن وہ میرے ارادے
سے قبل ہی پھر کہنے لگے -
لارڈ لینگپورٹ - وہ پیاری مس میلکم -
بہر تقدیر اگر ہم تم کسی اور طریقے سے نہین
مل سکتے تو اتنی ہی اجازت دو کہ مین تمہین
دوستانہ نظر سے دیکھا کرون - مین تقسیم کہتا ہون
کہ اگر تم اِسے منظور کر لوگی تو آیندہ کبھی میری
زبان پر لفظ محبت نہین آئیگا"
اب مین کونسا عذر کر سکتی تھی بخصوص
اِس حالت مین کہ مجھے خود اُسسے گہری محبت
تھی اور دوستانہ رسم و راہ رکھنے مین کوئی مضائقہ
نہ تھا - بہر کیف ہم دونون دوستانہ طریق سے
ملنے لگے اور روز مرہ بدر گاہو کی سیر ہونے
لگی - اُنھون نے بھی اپنی زبان کی پوری پابندی
کی اور کبھی عشق و محبت کا ذکر تک نہین کیا اگرچہ
دوسرے طور پر اُنکے دوستانہ برتاؤ سے بھی وہ
سرگرمی ٹپکی پڑتی تھی جو بمنزلہ محبت کہی جا سکتی
ہی - اب اُنکی صحت مین نمایان ترقی ہونے لگی -
چہرے کی گئی ہوئی رونق پھر واپس آئی اور

میڈم ابھی اتنا وقت ہو کہ تم ایسا بندوبست کر سکو اور اگر یقین نہو تو سامنے والی کھڑکی تک جا کے دیکھ لو کہ وہی روسی آگبوٹ جو چھ ہفتوں سے لنگر ڈالے ہوے تھا اسوقت اپنی پوری اسٹیم حاصل کر کے دُھوان چھوڑ رہا ہو اور اُس سُرنگ کے مُنہ پر لگا دیا گیا ہو جو روسی سفارت سے پانی تک چلی گئی ہو"

پانی کی اُٹھتی ہوئی موجوں پر چاندنی دور تک کھلی ہوئی تھی اور سامنے نظر ڈالے سے فرانسیسی کے بیان کی حرف بحرف تصدیق ہوتی تھی - اب مجھے یقین ہو گیا کہ کسی نامعلوم وجہ سے مین روسیوں کے جور و تعدی کا شکار ہونیوالی ہوں اب مین اُس فرانسیسی کے سامنے گِڑ گِڑا نے لگی کہ للہ مجھے بچاؤ -

**فرانسیسی** "مَیں خود ہی اسی غرض سے آیا ہون بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو میں تمھین ہرگز ایسا مشورہ نہین دونگا کہ یہاں سے نکلکے کسی دوسرے ملک مین روسیوں کے ہاتھ لگ جاؤ جہاں اُنکی سفارت موجود ہو - علاوہ برین مجھے اپنے موعودہ داماد کا بھی خیال ہو اور اُمید ہو کہ تم ایسی ہوشیاری سے کام لوگی کہ جو تمہارے لئے بھی مفید ہو اور اُسپر بھی آنچ نہ آنے پائے - لہذا مناسب ہو کہ تم روسی سفیر کے نام ایک چٹھی لکھو جسمین اُنکی دعوت مین نہ پہونچنے کیلئے معقول معذرت اور بوجوہ قسطنطنیہ سے روانگی کیلئے مناسب مجبوری کا اظہار کرو - اِس امر کی احتیاط مین کرلونگا کہ کل صبح بلکہ کسی قدر دن چڑھے تک یہ چٹھی اُنھین نہ پہونچے"

مین نے نیکدل فرانسیسی کا احسانمندانہ شکریہ ادا کیا اور اسکے موعودہ داماد کیلئے ایک نہایت ہی نادر اور قیمتی تحفہ چھوڑ کے اُسکے ہمراہ ہوئی - وہ مجھے جو آکے ایک جہاز پر لیگیا جسکے متعلق اُسنے پیشتر سے تحقیق کر لیا تھا کہ آج ہی رات کو لنگر اُٹھایا والا ہو - اِس جہاز پر مین رات ہی رات قسطنطنیہ سے روانہ ہو کے صبح تک اپنے دشمنون کی حد اختیار سے باہر نکل گئی - لیکن یہ راز مطلق معلوم ہو سکا کہ اس کارروائی مین کیا تہ تھی اور اب بھی مین اسکے سوا اور کچھ قیاس نہیں کر سکتی کہ میرے متعلق روسی سفیر کو کوئی حیرت انگیز غلط فہمی پیدا ہوئی ہوگی -

اب مین دوسرے حالات بیان کر کے حتی الامکان اپنی رام کہانی کو بہت جلد ختم کرتی ہون - قصہ کوتاہ مین بخیریت تمام جنیوا مین وارد ہوئی جہان چند ہفتون سے زیادہ قیام کا ارادہ نہ تھا - لیکن اُسی روز جبکہ مین جہاز سے اُتری جنیوا کی ایک خوبصورت بندرگاہ پر لارڈ لینگیورٹ بجیرہ روم کی صحت بخش ہوا کھاتے ہوئے ملگئے - اُنکا چہرہ زرد تھا اور کچھ بیمار معلوم ہوتے تھے - اُنھون نے مجھسے ملتے ہی کہا کہ تمہاری جُدائی

# جنرل ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اس ایجنسی کی معرفت لکھنؤ کی تمام اشیاء حسب تفصیل ذیل عام طور پر کفایت اور عمدگی مال کے ساتھ روانہ کیجاتی ہین تین سال مین اس ایجنسی نے اپنی خوش معاملگی کی وجہ سے جسقدر ترقی کی ہے وہ اہل معاملہ حضرات سے پوشیدہ نہین۔ جو حضرات نیا معاملہ کرینگے اُنھین جدید تجربہ حاصل ہوگا۔ اسلیے کم قیمت چیزون کا نرخ ہی نہین لکھا گیا کہ وہ ضرور ناقص ہونگی۔

## عطریات

روح گلاب۔ نمبر اول فی تولہ للعہ
نمبر دوم " عہ
روح خس۔ نمبر اول " ے
نمبر دوم " صہ
روح پانڑی۔ نمبر اول " سپے
عطر گلاب۔ فی تولہ ۔ صہ ۔ ے ۔ عہ
عطر حنا۔ " صہ ۔ للعہ ۔ ے ۔ عار
عطر برگ حنا۔ " ........ سپے
عطر خس۔ " عار ۔ عار ۔ عہ
عطر شہناز۔ " عار ۔ عار
عطر سہاگ۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر ارگجا۔ " عار ۔ عہ
عطر شمامۃ العنبر " ........ صہ
عطر اگر۔ " سپے ۔ صہ
عطر موتیا۔ " صہ للعہ ے ۔ عار
عطر موگرا۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر چمیلی۔ " ے صہ للعہ ۔ عار عہ
عطر جوہی۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر کیوڑا۔ " ے ۔ عار ۔ عہ
عطر مولسری۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر چمپا۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر کسُم۔ " عار ۔ عہ
عطر ناگیسر " ........ للعہ
عطر سنگترہ۔ " عار ۔ عہ ۔ عہ
عطر جونا۔ " عہ ۔ عہ
عطر گل۔ " عہ ۔ عہ

## روغن خوشبودار

روغن بیلا۔ فی سیر صہ ۔ للعہ ۔ عار
روغن چمیلی۔ " ے ۔ صہ ۔ للعہ ۔ عار
روغن حنا۔ " ے ۔ صہ ۔ للعہ ۔ عار
روغن کیوڑہ " ے ۔ صہ ۔ للعہ ۔ عار
روغن مصالح۔ " عار ۔ عہ

## تمباکو خوردنی خوشبودار

قوام تمباکو خشکی۔ فی تولہ ۲ر ۔ ۴ر
گولیان خشک خشکی۔ " ۵ار ۔ ۸ر

## تمباکو کشیدنی خوشبودار

نمبر اول فی سیر عہ ۔ ۱۲ر
نمبر دوم " ۸ر ۔ ۶ر

## چکن

ساریان۔ فی عدد ے ۔ صہ ۔ عہ ے
دوپٹے " ے ۔ عار ۔ عار ۔ عہ
تھان۔ عرض ۱۲ گرہ۔ طول ۱۹ گز۔ عہ عہ صہ
کلاہ دوپلی۔ عار عہ ر عہ ۱۲ر ۔ ۸ر ۔ ۴ر
کلاہ مندیل نما۔ عار ۔ عہ ۔ ۱۲ر

## فردین اور لحاف وغیرہ

فردین۔ فی عدد عہ ۔ للعہ ے ۔ عار
لحاف۔ " للعہ ۔ ے ۔ عہ
پلنگ پوش " سپے ۔ ے ۔ عار

## چیدہ ناول

فردوس برین۔ از حضرت شرر۔ عہ
مقدس نازنین " عہ
فتح اُندلس " عار
ڈاکو کی دُلھن " ۱۰ر
آغا صادق کی شادی۔ " ۱۲ر
حسن بن صباح " ۶ر
ایام عرب ہر دو جلد۔ " عار
فلورا فلورنڈا۔ " عہ
حرم سرا مکمل۔ از حضرت ریاض ے
کامنی۔ از پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ عار
شباب لکھنؤ۔ از منشی احمد علی صاحب بی اے۔ عہ
طلسمی فانوس۔ از اڈیٹر صاحب اودھ پنچ۔ عار
عروج و زوال۔ از اڈیٹر صاحب خدنگ نظر ۴ر
کمند گیسو۔ انگریزی ناول کا ترجمہ ۸ر
ہیرا۔ ایضاً ۱۲ر
کاوش دل۔ از سید عاشق حسین ۸ر
نشتر۔ مشہور ناول عہ

## تصنیفات حضرت داغ دہلوی

گلزار داغ دیوان عہ
آفتاب داغ " ۱۲ر
انتخاب داغ۔ کل دواوین کا انتخاب۔ عہ
فریاد داغ مثنوی ۴ر

المشتہر

منیجر خدنگ نظر لکھنؤ

دو ہی تین ہفتون مین وہ معمول سے زیادہ خوبصورت معلوم ہونے لگے حتی کہ ایک روز اُنھون نے مجھسے کہا کہ چونکہ اب میری صحت مکمل ہو گئی ہے لہذا مجھے اپنے عہدے پر ٹورین کو واپس جانا چاہیئے۔ اس ذکر پر تھوڑی دیر کے لیے گہری خاموشی چھا گئی جسمین مین بہت سے حیلے سوچتی رہی۔ آخر کار خود لارڈ ڈلینگپورٹ نے قفل سکوت توڑا اور مجھسے دریافت کیا کہ "آیا تمہارا قصد جنوا ہی مین قیام رکھنے کا ہے یا کہین اور جانے کا؟" پوچھنے کو تو وہ پوچھ بیٹھے لیکن ساتھ ہی ایک منکسرانہ لہجے مین اُنھون نے یہ معذرت بھی کی کہ "محض بنظر دوستی مجھے بقدر استحقاق نہین حاصل ہے کہ تمہاری نقل وحرکت کے متعلق کچھ دریافت کرون" اگرچہ اس موقع پر تم خیال کروگی کہ چونکہ مین تینتالیس برس کی بڑھیا تھی لہذا مین نے بوڑھے غمزون سے کام لیا ہوگا۔ لیکن مین اُسوقت بالکل بچہ بن گئی اور ارادہ کیا کہ اُنپر گستاخی کا الزام لگا کے چیخنے لگون۔ لارڈ ڈلینگپورٹ کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ وہ پھر تعشقانہ لہجے مین کہنے لگے —"حیف! تمنے مجھے دوستی کی زبان کیون دی اور کیون اسقدر اُمید بھی دلائی جبکہ مین تمسے اتنا بھی نہین پوچھ سکتا کہ کیا اب ہم دونون مین جدائی ہو جائیگی؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اکیلے بچھڑے ہوئے کب ملین گے اور کب یہ دن نصیب ہوگا؟ یہ تمہاری موجودگی کا صدقہ ہے کہ مین جنوا مین نئے سر سے زندہ ہو گیا۔ خدا جانے ٹورین پہونچکے مجھپر کیا گزرے اور میری کیا حالت ہو جائے۔ حقیقتاً ملڈریڈ خود تمہارے انداز مجھے خیال دلاتے ہین کہ ان باتو مین کوئی خوفناک راز ہے۔ لیکن یقین جانو کہ اگر تم اُس راز کو مجھسے بتادوگی تو میرے مستقل اور لاتجنب محبت مین کوئی لغزش نہین واقع ہوسکتی"

اس پرجوش تقریر پر میرا دل زور شور سے ڈھڑکنے لگا اور آخر کار مین نے کہا کہ —"اسوقت مجھے معاف کرو۔ کل مین پھر اسی مقام پر ٹھیک اسی وقت ملونگی"

"اس وعدے کے مطابق وہ اپنی راہ گئے اور مین اپنے ہوٹل مین آئی اور ان باتون پر غور کرنے لگی۔ اب میرا پختہ ارادہ ہو گیا کہ اُنسے تمام پوست کندہ حالات بیان کردون کیونکہ اُنکی شرافت۔ نیکدلی۔ اور بے لوث محبت مین کوئی شُبہ نہین باقی رہا مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ اگر مین اُنسے اپنی سچی حالت بیان کردونگی تو وہ مجھے کوئی الزام نہین دینگے بلکہ ہمدردی سے پیش آئینگے اور جو دوستی ادا کرینگے۔ اُنھین مجھسے نفرت نہین ہوگی اور وہ میری دوستی سے پھر نہین جائینگے دنیا مین مُنہ دکھانے کے قابل رہنے کیلیے ضرو[ری] ہے کہ ہم دونو مین نکاح ہو جائے لیکن معا…

یادگار رسالگرہ مبارک
اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوبعلیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ
نمبر ۱ جلد ۶
Vol. 6. No.
خدنگ نظر
اردو علم ادب
کے
زانے کا ایک نہایت قیمتی۔ خوبصورت
ردو لکش زیور جسمین مضامین نظم
رناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
مین ماہوار شائع ہوتے ہین
خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر و پروپرائٹر
صد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر
آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

# خواب نوشین

عالیجناب مولوی محمود اختر صاحب صدیقی رئیس میرٹھ جنکی عاشقانہ غزلین اُردو گلدستون کا زیور خیال کیجاتی ہین اسمرتبہ "خواب نوشین" کے عنوان سے ایک دلچسپ نظم ارسال فرماتے ہین جسمین شاعرانہ تلمیح کے ساتھ دکھا گیا ہے کہ نیند ایک ایسا معشوق ہے جو خواب کے سوا بیداری مین نظر ہی نہین آتا۔ آنکھ کھُلی اور غائب! ایڈیٹر۔

…ے جو خورشید نے سر نکالا — چمن مین گیا پھیل ہر سُو اُجالا
…اک گل و پہ شبنم کو اسطرح ڈھالا — نظر آیا ہر قطرہ لولوئے لالا

ہر اک تختۂ گل ورق حُسن کا تھا
عجب صنعت حق وہان تھی ہویدا

…قوت مرجان ہر اک پنکھڑی تھی — تو ہر شاخ گویا گلونکی چھڑی تھی
…شبنم تھی یا موتیون کی لڑی تھی — کہ سکتے کے عالم مین نرگس کھڑی تھی

تھے انوار قدرت الٰہی کے سارے
کہ آنکھون کو حاصل ہوئے یہ نظارے

…رد کا سبزہ نے عالم دکھایا — صبا نے تھا نسرین و چمپا کھلایا
…امیر بلبل نے گل کو لبھایا — سما اسقدر میرے دل کو وہ بھایا

کہ مبہوت و مخمور سا ہو گیا مین
گیا بھول اپنے کو یہ کھو گیا مین

…ٹھاتا تھا اک سمت دریا روانی — جسے دیکھ حاصل ہوئی شادمانی
…نزہت فزا روح کا صاف پانی — گہر جس کے آگے ہوا پانی پانی

ہوس مین اسیکے مرا ہی سکندر
مگر اُس کو لایا نہ یانتک مقدر

…ڑا تھا مین دریا کے حسدم کنارے — تو کرتا تھا نیچر کے دلکش نظارے
…دیکھ کر لگا کوئی کرنے اشارے — کہ دیکھ اِس طرف بھی ذرا میرے پیارے

# قواعدِ خدنگ نظر

۱ یہ ماہوار رسالہ ہر انگریزی مہینے کی **آخری تاریخ** کو شائع ہوتا ہے۔ اسکے **تین حصے** ہین (حصۂ اول مین) **مضامین علمی**۔ تاریخی۔ اخلاقی اور نیچرل نظمین۔ (حصۂ دوم مین) **غزلیات** ہمطرح اور نامور شعرا کا غیرطرح کلام اُردو۔ فارسی (حصۂ سوم مین) مسٹر رینالڈز کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز **ناول** کا ترجمہ۔ ہر حصے کی ضخامت ۱۶ صفحات ہین۔ مکمل رسالہ ۴۸ صفحات پر علاوہ ایک **رنگین طلائی** کام کے ٹائیٹل پیج کے شائع ہوتا ہے۔ بنظرِ آسانی عام اس پرچے کا ہر سہ حصہ علیحدہ بھی مل سکتا ہے۔ درخواست خریداری کے ساتھ جن حصص کی خریداری منظور ہو اُنکی تصریح ضرور کرنی چاہیے۔

۲ قیمت ہر سہ حصہ **تین روپیہ** سالانہ۔ کوئی دو حصے جو **خریدار حضرات** پسند کرین **دو روپیہ** سالانہ مین ملین گے۔ کسی ایک حصے کی قیمت **ایک روپیہ چار آنہ** مع محصولڈاک مقرر ہے۔ مربیان رسالہ اور امراء عظام سے ۵ر سے ۶ر تک۔

۳ چونکہ اس رسالے کی اشاعت سے محض اُردو لٹریچر کو باقاعدہ اور مفید بنانا منظور ہے لہذا مذکورۂ بالا سبجکٹ کے علاوہ اور کسی مذاق کے مضامین وغیرہ نہین لیے جائینگے۔ اشعار غزلیات بھی وہی منتخب ہونگے جو لٹریچر کے لیے مفید ہون اور فن و زبان کے اعتبار سے قابل اشاعت سمجھے جائین۔ جن حضرات کو اپنے کسی غیرِ منتخب شعر کیلیے کچھ اعتراض ہو وہ مشہور اساتذہ سے استصواب کر کے اپنا اطمینان کر لین نہ کہ ایڈیٹر کا ہرج اوقات فرمائین۔

۴ نمونے کا پرچہ ۴ر۔ ۳ر۔ اور ۲ر کے **ٹکٹ وصول ہونے** پر حسب تشریح بالا ارسال ہوگا نہ کہ **مفت**۔

۵ ہر ماہ کا پرچہ تاریخ معینہ پر نام بنام ارسال ہوگا۔ اگر احیاناً کسی ماہ مین کسی صاحب کو نہ پہونچے تو ایک ہفتے کے اندر اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا۔ بعد کو نصف قیمت لیجائیگی۔

۶ اگر کوئی صاحب ایک مقام سے دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تو **وقت روانگی** اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع فرمادین اور اس امر کا لحاظ رکھین کہ تاریخ اشاعت سے قبل اُنکی اطلاع وصول دفتر ہوجائے ورنہ پرچہ نہ پہونچنے کے ہم ذمہ دار نہین۔

۷ جواب طلب اُمور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال ہو ورنہ جواب نہین دیا جائیگا۔ بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔ تمام خط و کتابت بنام **ایڈیٹر** صاحب ہونا چاہیے۔

المشتہر

**مینجر خدنگ نظر لکھنو**

# پنکچوئیشن

مدرجۂ بالا عنوان سے (جو ایک انگریزی لفظ ہو اور جسکے لیے اُردو مین کوئی خاص لفظ نہیں پایا جاتا) ہمارے قدیم دوست [illegible] لوی اُن علامات کے متعلق جو انگریزی مین کاما۔ کولن۔ سیمیکولن وغیرہ کے نام سے موسوم ہین ایک مضمون ارسال فرماتے ہین۔ یہ مضمون اُن ناول نویسون اور مضمون نگارون کیلئے زیادہ مفید ہو جنھین انگریزی قصوں اور عبارتون کے تراجم کا شوق ہو۔ ہمارے دوست چاہتے ہین کہ عام تحریروں مین اِن نشانات سے کام لیا جاے لیکن ہماری دانست میں عام عبارتین ان اجنبی نشانات کو قبول کرنے کیلئے مجبور نہین ہین جن سے اپنی ملکی تہذیب پر حرف آنیکے علاوہ ایک نئی دقت بھی پیدا ہوتی ہو۔ ایڈیٹر

انگریزی مین "پنکچوئیشن" سے وہ علامات قرات مُراد ہین، جو انگریزی مین عبارت کے سمجھنے اور پڑھنے کی تسہیل، اور کلام کی کیفیت ظاہر ہونے کیلئے، بنائے جاتے ہین، جنسے "قاری" کو معلوم ہو جاتا ہو، کہ کس جگہ عبارت ختم ہوئی ہو؟ کہان سکتہ کی ضرورت ہو؛ کس جملہ کو مِلا کر پڑھنا چاہیے، اور کس کو علیحدہ کرکے، کون جملہ دعائیہ ہو، اور کون جملہ ندائیہ، کون استفہامیہ؛ کون جملہ تعجب ظاہر کرتا ہو، اور کون توجہ چاہتا ہو ان علامات سے پڑھنے مین اسقدر سہولت ہوتی ہو، کہ قاری بہتے ہوئے پانی کیطرح فرفر عبارت صحت کے ساتھ پڑھ لیتا ہو؛ گویا یہ "اشارے" پڑھنے والے کو جلد جلد تعلیم کرتے آتے ہین، کہ اِس جملہ کو، استفہامی، اور اس کو تعجبانہ، لہجے سے پڑھو، جس سے پڑھنے والے کو تفہم، اور سُننے والے کو لُطف حاصل ہوتا ہو؛ اِسمین کوئی شک نہین، کہ "لٹریچر" کی ترقی کیلئے ان علامات کا ہونا نہایت ضروری ہو، اور اسکے ہونے نہ ہونے کی مثال بالکل اُن دو ماہوش پری تمثال لیڈیونکی سی ہے، جنمین سے ایک عمدہ لباس اور خوشنما زیورسے سجی ہوئی ہو، اور ایک دونون باتونسے عاری ہو؛ یعنی اِن علامات کے نہونے سے کلام کی اصلی حالت اور مصنف کی اصلی غرض ظاہر نہین ہوتی۔ کیونکہ ہمنے انکی مثال خوشنما زیورسے دی ہو، جسے انسانی حُسن مین بہت بڑا دخل ہو۔

مین کیا دیکھتا ہون کہ اک نازنین ہے
بلاتی کوئی سیمتن مہ جبین ہے

وہ کمسن وہ نازک بدن بھولی بھالی | وہ صد سالہ زاہد کو بہکانیوالی
جو رخسار رنگین تو لٹ کالی کالی | خدا نے وہ صورت تھی سانچے مین ڈھالی

پرستان کی شاید وہ کوئی پری تھی
ادا جسکی ہر ایک میٹھی چھری تھی

گل اندام بیباک چنچل سمن بر | فسونسار غماز اور حور پیکر
وہ گلزار خوبی کا نازک گل تر | سپہر لطافت کا یار روشن اختر

نہو جس کا ثانی زمان و زمین پر
تو دل کیون نہو لوٹ ایسے حسین پر

پر یرو کی آنکھین اچک لیگئین دل | لگاوٹ نے اُسکی کیا مجھکو مائل
خدنگ مژہ نے کیا نیم بسمل | کیا تیغ ابرو نے میطرح گھائل

پڑے سیکڑون دلپہ داغ تمنّا
پھلے پھولے یارب یہ باغ تمنّا

کھلی آنکھ جب مین نے اسکو نہ پایا | نظر پھر وہ ماہ منور نہ آیا
مقدر نے آفت مین مجھکو پھسایا | دعا ہے بلائے اسے پھر خدایا

قیامت تھین اس فتنہ قامت کی آنکھین
رہینگی صدا یاد شوخی کی باتین

**تہنیت تاجپوشی۔** اعلیحضرت ملک معظم قیصر ہند دام ملکہ کی تقریب تاجپوشی کی خوشی مین خدنگ نظر کا آیندہ نمبر غیر معمولی اہتمام کے ساتھ شائع ہوگا۔ ہمارے عام ناظرین اور قلمی معاونین اپنے قلم سے اس نمبر کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرین اور حتی الامکان جلد اپنے مراسلات سے ممنون فرمائین۔

منیجر

قدیمہ کے معاون سمجھی جاتی ہین۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ اِن علاماتِ قرأت سے یہ دونون مقدس زبانین کسقدر مؤثر ہوئین ہین۔

**عربک لٹریچر** اسمین کوئی شک نہین کہ عربی مین سب سے پہلے علامات قرأت مقرر ہوئے جنکا استعمال "قرآن مجید" مین ہوتا رہا، اور آجتک ہو رہا ہی: مگر بظاہر یہ تعجب انگیز امر معلوم ہوتا ہی کہ عام عربی لٹریچر مین اِسکا استعمال کیون نہین ہوا۔؟

اصل بات یہ ہی کہ ابتدا مین جب "علماء اسلام" نے دیکھا کہ اسلام کی حیرت انگیز اشاعت "قرآن مجید" کو عجمیون کے ہاتھون پہونچا رہی ہی اور وہ وقت بالکل قریب ہی جب ذرا ذراسی باتونمین قرآن شریف کی نسبت اختلاف ہوگا؛ تو اُنھون نے اِدھر توجہ کی، اور اِن علامات کو ایجاد کرکے اوقاف مقرر کیے۔

اُنھون نے، اپنی توجہ قرآن مجید کیطرف اِسقدر مبذول کی، کہ اِنھین اِس امر کا خیال ہی نہین ہوا کہ یہ علامات عام لٹریچر مین، شایع کیے جائین، اور یہ کام اُنھون نے اپنے بعد آنے والون پر چھوڑ دیا۔

متاخرین اہل اِسلام کا زمانہ زیادہ تر فروقِ اسلامیہ کی بحث وجدل مین صرف ہوا، اور اُنھین اِس قسم کی ایجادات، کا موقع ہی نہین ملا۔ اِسکے بعد جو زمانہ مسلمانون پر آیا، وہ انحطاط، اور تنزل کا زمانہ تھا: اسلیئے اِس قسم کا خیال ہی اُنکو کیسے پیدا ہوتا؟ اور بالفرض اگر کسی کو خیال گذرا بھی ہو، تو قومی تنزل کے اوہامات نے اُسے اِس گورکھ دھندے مین ڈالدیا ہوگا، کہ "یہ علامات قرآن مجید کیلئے مخصوص ہین، اِنکا استعمال یا اِسی روش کے علامتوں کا استعمال، بے ادبی ہی"!!

اور کیا عجب کہ اِدھا دھند تقلید نے یہ خیال بھی پیدا کر دیا ہو، کہ "جب ہمارے بڑون نے اِس قسم کے علامات ایجاد نہین کیے اور اِنھین "قرآن مجید" کیلئے مخصوص رکھا، تو پھر ہم کیسے ایجاد کرین"!!!

مگر "یورپ" کی نکتہ بین نگاہین تو اِس قسم کی مفید باتون کی تلاش مین تھین: فوراً اُنھون نے یہ راز تاڑ لیا۔ اور اِن اوقات پر غور و فکر کرنے سے جو مواد جمع ہوا، اُس نے "پنگچویشن" کے نام سے ظہور کیا۔

**الغرض**، اِن علامات کی وجوہات بالا سے "عربک لٹریچر" مین اشاعت

اگر کوئی شخص کسی کی گفتگو کا تحریر مین نقشہ کھینچنا چاہے، تو ان علامات سے وہ پوری تصویر کھینچ سکتا ہی:

**الغرض** یہ ایک نہایت مفید چیز ہی، اور اسکی ہر ایک لٹریچر کی ترقی کیلیئے سخت ضرورت ہی،

**ان علامات کا موجد** علمی دنیا مین اس قسم کی علامات جس قوم نے پہلے پہل ایجاد کی، وہ "مسلمانون" کی مفتخر قوم ہی، جنھون نے سب کے پہلے اپنی "آسمانی" کتاب "قرآن مجید" مین تسہیل تلاوت کی غرض سے، مختلف "اوقاف" مقرر کیئے، اور اس امر کی داغ بیل ڈالی: ایسی حالت مین یہ کہنا کچھ بیجا نہین ہی، کہ یورپ کو ان علامات کی ایجاد کا خیال "قرآن مجید" کو دیکھکر ہوا؛ اور یہ کوئی حیرتناک امر ہین ہی، ہمیشہ نظام علمی کا اسیطرح سلسلہ ہوتا چلا آیا ہی، کہ ایک ترقی یافتہ قوم سے، دوسری ترقی یافتہ قوم مفید باتین حاصل کرتی ہی، کہ اسمین کوئی شک نہین کہ "یورپ" کی اکثر ایجادات کی بنا "ہندوؤن" اور "مسلمانون کی" قدیم ایجادات اور اُنکے قدیم قوانین پر رکھی گئی ہی

مگر افسوس ہی، کہ "مشرقی زبانین" (قطع نظر از قرآن) ان علامات کی ایجاد و اشاعت سے، محروم رہین، اور اُنکی عام اشاعت کے اعتبار سے، اُسکی اضافی کا سہرا یورپ ہی کے سر رہا۔

ہان دو علامتین عربی، فارسی، کتابون مین قدیم سے پائی جاتی ہین، ایک علامت متن اور ایک علامت حاشیہ۔ مشرح کتابون مین، متن کی عبارت پر امتیاز کیلیئے ایک (ــــ) کھینچدی جاتی تھی۔ اور حاشیہ کیلیئے سیاق کا ساٹھ بنا کر اُسپر اعداد لکھدیئے جاتے تھے اسطرح، (ــلہ ــلہ) مگر صرف ان دو علامتون کی ایجاد سے مفید نتائج نہین پیدا ہو سکتے لیکن جبسے یورپ کا سایہ تمام زبانون پر چھانا شروع ہوا ہی، اور تمام زبانین، اُسکے اثر سے موثر ہوئی ہین، کم وبیش اکثر مشرقی زبانون مین اسکا استعمال ہونے لگا ہی، اور جدید تحریرات مین کچھ نہ کچھ اُسکے اثرات پائے جاتے ہین۔

**مشرقی زبانونمین پنکچوئیشن کا استعمال** "مشرقی زبانونمین" سب سے زیادہ مقدس اور پرانی، زبانین دو ہین؛ عربی، اور سنسکرت جسطرح یہ موجودہ زبانون مین پرانی زبانین ہین اسیطرح علوم وفنون

سے ہوا ہی؛ اور اس لیے اُمید قوی ہے، کہ عنقریب "پرشین لٹریچر" مین یہ علامات
جزو زبان ہوجائین گے۔

**بنگلہ** واقعی بنگلہ زبان کے اخبارون مین اسکا جس خوبی سے استعمال ہوتا ہو، اُسکی
مثال انگریزی مین ملسکتی ہو۔ بالخصوص جناب "بابو سرندر ناتھ بنرجی" اڈیٹر اخبار "بنگالی"
اپنی تحریرون مین، اچھی طرح انکا جا بجا استعمال کرتے ہین، اور عام تصانیف مین بھی انکا پوری طرح
استعمال ہوتا ہو

**ترکی** تمام مشرقی زبانو سے پہلے جس زبان نے اسکا استعمال شروع کیا، وہ اسلامی زبانون مین
"ترکی" زبان ہو: آجکل دو سطریں بھی ترکی زبان کی ایسی نہین نظر آتین جنمین یہ علامات
نہ پائے جاتے ہون، !!

**گجراتی** گجراتی میں اسکا استعمال شروع ہوگیا ہو" رسالہ اعلام" گجراتی ہمارے
اس بیان کا شاہد موجود ہو

**اُردو** اُردو مین بھی اسکا کچھ نہ کچھ استعمال ہوا، اور کچھ ہو رہا ہو، مگر افسوس اسکا ہو کہ جو کچھ
ہوا، وہ بہت ہی محدود ہوا، اور جو کچھ ہو رہا ہو وہ بہت ہی کم ہو۔ پہلے پہل اُردو مین ہم کو
یہ علامات اُن کتابو مین نظر آئے ہین، جو "**ایشیاٹک سوسیٹی بنگال**" کے اہتمام
سے خود سوسیٹی کے "**بپسٹ مشن**" پریس میں چھپکر شائع ہوئین ہین، جیسے
"**تاریخ ممالک چین**" "**باغ و بہار**" "**نثر بے نظیر**" وغیرہ۔ اسکے بعد جو کتابین
"**سینٹیفک سوسیٹی علیگڈھ**" مین ترجمہ کر کے شائع ہوئین ہین، اُمین بھی انکا
استعمال ہوا ہو جیسے "**انتظام مدن**" "**تاریخ مصر**" "**ایران**" **ترجمہ الفنسٹن صاحب**
وغیرہ۔

"**سر سید احمد خان مرحوم**" کی تصانیف مین بھی اسکا استعمال اچھی طرح ہوا
"**تبیین الکلام**" "**تصانیف احمدیہ**" مین یہ علامات موجود ہین مرحوم "**تہذیب
الاخلاق**" مین بھی بالخصوص اشاعت سوم مین یہ برتے گئے ہین۔

آجکل اخبارون مین "**علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ**" قابل ذکر ہو جسمین اسکا برابر
استعمال ہوتا ہو۔

بعض جدید کتابین مثل "**تمدن عرب**" "**الفاروق**" "**البرامکہ**" "**لائف سعدی**"

نہ تھی بلا ورہ وہ قرآن مجید تک محدود ہی: مگر جب سے عربی ممالک مین، یورپ کے علوم وفنون کی اشاعت ہونے لگی، اور اخبارات نکلنے لگے، توکسی قدر ردّ وبدل کے ساتھ انکا استعمال عربی مین شروع ہوگیا: اور چونکہ اس قسم کے علامات کا ٹائپ پہلے سے موجود تھا اور وہان ٹائپ ہی کا رواج ہی، اسلیے ان علامات کے استعمال مین نہایت سہولت ہوئی۔

"ممالک اسلامیہ" مین جدید علمی اثرات سب سے زیادہ تین شہرون مین پائے جاتے ہین، "**دار الخلافت اسلامبول**" "**مصر القاہرہ**" "**بیروت**" (اور ان مین زیادہ خصوصیت مصر کو حاصل ہی جسنے سب سے بڑھکر علمی اثرات حاصل کئے ہین) آجکل یہا ن سے جتنے اخبار، رسائل، اور جدید کتابین چھپکر نکلتی ہین، اُنمین یہ اشارات اچھی طرح استعمال کیے جاتے ہین؛ "معلومات"، "المؤید"، "صباح الشرق"، "البوسطہ"، "المنار"، ان تمام مصری، اسلامبول، اخبارون، رسالون، مین یہ علامات مستعمل ہین؛ اور انکے علٰحدہ خوبصورت ٹائپ، "اہل بیروت" نے بنائے ہین۔ پہلے اخبارون، رسالون مین سوائے چند علامتون کے اور تمام علامتون کا اس عمدگی سے استعمال نہین ہوتا تھا، اور اسپر چندان توجہ نہین کی گئی تھی، مگر جب سے "عرب انسائیکلوپیڈیا" "**دائرۃ المعارف**" چھپکر شائع ہوئی، اور اسمین یہ بات بالوضاحت دکھلائی گئی، جب سے اسکا کامل طور سے ممالک اسلامیہ مین استعمال شروع ہوا۔

**سنسکرت لٹریچر** "مقدس سنسکرت" مین بھی (جہانتک میری محدود تحقیق ہی) کوئی ایسا اشارہ، یا علامت قدیم زمانہ مین، مقرر نہین کی گئی تھی، جسطرح یہ "پنکچوئیشن" کے علامات "یورپ" مین مقرر ہوئے ہین۔ مگر ہان، آجکل کے پرجوش تعلیم یافتہ ہندؤن نے ان یورپی علامات کا استعمال "سنسکرت" مین جاری کردیا ہی

**پرشین لٹریچر** "فارسی" زبان مین بھی مثل اور زبانون کے کوئی قدیمی علامت نہ تھی؛ مگر آجکل اسکا خیال "مصلحین قوم" مین پیدا ہوگیا ہے؛ اور اخبارون مین اسکی اشاعت شروع ہوگئی ہی؛ "حکمت"، "ناصری"، "شرافت"، "ایرانی مصری" فارسی اخبارون مین اسکے آثار پائے جاتے ہین؛ مگر سب سے زیادہ اخبار "اختر اسلامبولی" نے اپنی تحریرون کو ان علامتون سے مزین کیا ہی؛ "اخبار حبل المتین" مین بھی یہ علامات مستعمل ہوتے ہین: اور فرہاد میرزا مرحوم کی تصانیف، اور آقا عبدالرحیم "طالبی" "سکرٹری انجمن تفتیش" "معارف" کی تصانیف مین ان کا استعمال نہایت خوبی

تمام نامہ نگار ہمارے اس مضمون کو پیش نظر رکھین، اور اپنی اپنی تحریرون مین انکو حسب موقع موقع درج کرین، کیا عجب ! کہ اور اخبارون، میگزینون، کو تقلید کا شوق دامنگیر ہو ! اور اسطرح اس مفید چیز کی اشاعت ہو جائے ! وسل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !!

# پنکچویشن یعنی علامات قرأت

| شمار | علامت کا انگریزی نام | علامت کی شکل | ترجمہ | مثال مختصر |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | کاما | ، | علامت سکتہ | حدنگ نظر کا دیکھنا اعلی طبائع سے ممکن ہے |
| ۲ | فلسٹاپ | (ایک نقطہ ۔) | علامت وقفہ کامل | حدنگ نظر۔ ایک لاجواب رسالہ ہے |
| ۳ | کولن | : | علامت وقفہ | غور سے دیکھو حدنگ نظر لاجواب پرچہ ہے |
| ۴ | سیمیکولن | ؛ | علامت سکون | خدنگ نظر کو دیکھو جو اک علمی رسالہ ہے |
| ۵ | نوٹ آف اکسکلامیشن | ! | علامت تعجب اور مسرت | خدنگ نظر اپنے خوبیوں کے لحاظ سے اسم با مسمیٰ و اڈیٹر کا ٹیٹلہ ہو گیا ! |
| ۶ | | . | | {زیادہ اظہار تعجب اور مسرت کیلئے بجائے ایک کے دو تین بنائے جائیں جیسے !! - !!! - |
| ۶ | نوٹ آف انٹروگیشن | ؟ | {علامت استفہام | کیا حدنگ نظر ایک علمی میگزین نہین ہے ؟ |
| ۷ | بریکٹ (یا براکٹ) | ( ) | علامت جملہ معترضہ یا جملہ معترضہ | {حدنگ نظر (اور حضرت خدنگ نظر) عمدہ رسالہ ہے} {خدنگ نظر (یعنی لکھنؤ کا گلدستہ) بیشک لاجواب ہے} |
| ۸ | ہائی فن | - | علامت ترکیب | کتب خانہ - شراب - خانہ - |
| ۹ | ڈیش | —— | {علامت عدوت یا علامت اتصال | خدنگ نظر تو —— سے مدرجہا اچھا ہے ۔ |
| ۱۰ | کوٹیشن | " " | " علامت اقتباس | شیخ سعدی کا قول ہے " دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز " |
| ۱۱ | انڈرلین | —— | علامت توجہ | الغرض حدنگ نظر عجیب وغریب ہے |
| ۱۲ | اسٹار | * * * | {علامت عبارت غیر مقبول | حدنگ نظر مین لکھا ہے کہ " لکھنؤ کی ترقی نواب نور الدین کے وقت سے شروع ہوئی * * * اور صلاح الدین نے بھی اس سے کام لیا الخ " ‡ |

"الغزالی" وغیرہ مین بھی کم وبیش یہ اشارات پائے جاتے ہین۔ مگر یہ ضرور ہی کہ بے موقع بہت ہین۔

آجکل کے اکثر تحریرون، اخبارون، مین زیادہ تر دو علامتین بہت نظر آتی ہین، استفہامیہ، ندائیہ، تعجبیہ، مگر ان چند کتابون اور چند اشارون کا استعمال تو کوئی چیز نہین ہی، جب تک اچھی طرح باضابطہ انکا استعمال نہو۔

اُردو زبان کا وہ بچپن کا زمانہ تو اب خواب وخیال ہوگیا ہی، جب یہ زبان، صرف قصون، اور شاعری، کی زبان سمجھی جاتی تھی اب تو رٹش دورمین اسنے ستودہ تمایکر شباب کے زمانے مین قدم رکھا ہی، اور ایسا رنگ روپ نکالا ہی؛ علمی زبانون کے قدم بہ قدم ہوہی ہی اسکی مثال مین "مؤلف البرامکہ" کا یہ قول بہت صحیح ہی کہ "جن ڈالیون پر کبھی طوطے و مینا کے بڑے بڑے غول شام وسحر آکر بیٹھتے تھے: + + + + اب اُسپر یورپ کی خوشرنگ اور خوبصورت چڑیان چہچہا رہی ہین۔ اور جنکی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ بوستان خیال، داستان امیر حمزہ، مثنوی مدر منیر، کے دیکھنے مین صرف ہوا تھا، اُنھین، اب "المامون" کی سی تاریخی کتابون اور مفید لائفون سے دلچسپی ہورہی ہی"۔

اسلیئے اب ضرور ہی، کہ اسمین بھی اس قسم کے علامات کا باضابطہ اور باقاعدہ، استعمال کیا جائے، اور اُسے اُس حالت تک پہونچا دیا جائے، جب "اُردو لٹریچر" بالاعلان پکار اُٹھے، کہ "مین ایک علمی زبان معدن علوم وفنون ہون"

ہم چاہتے ہین، کہ ان علامات پر زبان "اُردو" کے اخبارون، رسالون، کو توجہ دلائین، اور آمادہ کرین کہ وہ اپنی تحریرون مین اسکا خیال رکھین، اور اور لوگون کو بھی تقلید پر آمادہ کرین، کیونکہ "ممالک متمدنہ" مین جب کبھی کسی راے کی اشاعت مقصود ہوتی ہی، تو وہ پہلے "اخباری" دُنیا مین مشتہر کی جاتی ہی۔

ہم یہان پہلے اُن علامات کو جن پر "پنکچویشن" کا اطلاق ہوتا ہے، انگریزی سے ترجمہ کرکے درج کرتے ہین، اسکے بعد اسپر بحث کرین گے کہ ان کا استعمال اُردو مین کیونکر ہو؟ بہ ترمیم یا بعینہٖ؟ اور مفصل مثالین لکھکر پوری طور سے یہ بات ناظرین کے ذہن نشین کی جائیگی۔

ہماری اِس تحریر کو "خدنگ نظر" مین شائع کرنے سے یہ غرض ہی کہ "خدنگ نظر" کے

ہوتا ہی لیکن اِسکے بھی بعض فقرے خصوصًا جہان اُسنے انگلستان کے رؤسا کی بُرائی کی ہو یا انگریزی تاج کو ہنسا ہی ایسے زوردار ہین کہ آیندہ کے واسطے بہت کچھ اُمیدین دلاتے ہین۔

اسی زمانہ مین اُسنے چند فرانسیسی کتابونکا ترجمہ کیا اور فرانس کے علم ادب سے اپنی واقفیت ظاہر کرنیکے لیے فرنیچ لٹریچر پر دو جلدونمین ایک بسیط مضمون لکھا جو ۱۸۳۹ء مین شائع ہوا اور تمام انگلستان نیز فرانس مین ایک خاص عزت کی نظر سے دیکھا گیا۔

سنہ ۱۸۴۶ء مین اُسنے "لندن جرنل" کی اڈیٹری قبول کی اور اپنی مشہور کتاب "مسٹریز آف لنڈن" کا سلسلہ چھاپنا شروع کیا جس نے ایک مدت تک تمام انگلستان کو محو حیرت رکھا۔

۵ نومبر ۱۸۵۰ء سے ہمارے ہیرو نے خود ایک اخبار نکالا جو بائیس برس تک شائع ہوتا رہا۔ اِس اخبار کی بہت قدر ہوئی اور اِسکے خریدارونکی فہرست برابر بڑھتی گئی یہانتک کہ کثرت کاروبار سے رینلڈ کو خود بھی اُسکی اشاعت موقوف کرنا پڑی۔

۱۸۴۸ء سے رینلڈس نے پالٹکس (انتظام سلطنت) کیطرف توجہ شروع کی اور کچھ عرصہ تک "لنڈن ڈسپاچ کی" "ممالک غیر کی خبرون" کا اڈیٹر رہا۔ وہ اپنی رائے نہایت سچائی اور ایمانداری سے بغاوت فرانس کے موافق ظاہر کرتا تھا خصوصًا لوئی فلپ بادشاہ فرانس پر اُسکے حملے بہت سخت ہوتے تھے۔ مگر چونکہ اِسی اخبار کے دوسرے کالمونمین اِسکی رائے سے مصلحتًا اختلاف ظاہر کیا جاتا تھا اسلیے شروع ۱۸۴۸ء مین اسنے اپنا تعلق یہانسے قطع کردیا اور اسی سال پہلی بار اپنے کو دنیا کے سامنے بحیثیت ایک "ملکی رہنما" کے پیش کیا۔ ۶ مارچ ۱۸۴۸ء کو ٹریفلگر مین ایک جلسہ اس غرض سے ہونیوالا تھا کہ گورنمنٹ سے انکم ٹیکس کی موقوفی کی اِستدعا کرے اور بغاوت فرانس سے جو اُس زمانہ مین بہت ترقی پر تھی اپنی ہمدردی ظاہر کرے۔

اگرچہ گورنمنٹ نے اِس جلسہ کو خلاف قانون قرار دیا لیکن تاہم یہ جلسہ منعقد ہوا اور ہمارا ہیرو اسکا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ رینلڈس نے وہ غضب کی تقریر کی کہ تمام مجلس کو ہلادیا اور ہر شخص اُسکا ہمزبان ہوگیا۔

کہتے ہین کہ اس اسپیچ نے ہمارے ناولسٹ کو ایسا ہردلعزیز بنا دیا کہ واپسی کے وقت اُسکے مکان تک ہزارون آدمیونکا غول ہمراہ تھا جو برابر رینلڈ ارینلڈ اکے نعرے مارتا جاتا تھا۔

۱۳ مارچ کو کیننگٹن کامن مین بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کیلیے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور یہان بھی رینلڈس ہی پریسیڈنٹ تھا۔

۴ اپریل کو جان اسٹریٹ انسٹیٹوشن مین تمام انگلستان کیطرف سے بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کیلیے ایک قومی جلسہ ہوا جسمین رینلڈس صوبہ ڈربی کی طرف سے وکیل تھا پہلی مجلس مین یہ بالکل خاموش رہا مگر دوسرے دن اسنے نہایت فصاحت و بلاغت سے تقریر کی اور گورنمنٹ سے معاملات کی یکسوئی

| شمار | علامت کا انگریزی نام | علامت کی شکل | ترجمہ | مثال مختصر |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۳ | | * † ‡ ‖ § ※ ۱۲ | علامت حاشیہ | حدنگ نظر* میں میرے جاپان† کے حالات‡ اور اُن مضامین‖ پڑھے<br>* یعنی لکھنؤ کا ماہواری علمی رسالہ ۱۲<br>† جاپان ایک مشہور مشرقی ملک ہی ۱۲<br>‡ حالات جمع ہی حال کی ۱۲<br>‖ مضامین جمع مضمون کی ۱۲ علی ہذا القیاس ۱۲ |

# مشہور ناولسٹ رینالڈس

یہ ناولسٹ ۲۳ جولائی ۱۸۱۴ء کو بمقام سینڈوچ پیدا ہوا چونکہ اِسکا باپ جارج رینلڈ بادشاہ انگلستان کی بحری فوج مین کپتان تھا اِسلیے یہ بھی کچھ دنون اشفرڈ کی ابتدائی مدرسہ مین تعلیم پاکر ۳ فروری ۱۸۳۰ء کو سینڈ ہرسٹ کی فوجی کالج مین قواعد سیکھنے کیلئے بھرتی ہوا لیکن یہ ملک قلم کا بادشاہ جبر وظلم سے بزور شمشیر خلقت کو تنگ کرنے نہیں آیا تھا بلکہ اسکو اپنے قلم کے زور سے حلق اللہ کے قلوب کو مسخر کرنا اور تمام تعلیم یافتہ دنیا مین اپنے نام کا سکّہ چلانا تھا اِسلیئے ۱۳ ستمبر ۱۸۳۰ء کو یہ کالج سے الگ ہوگیا اور اپنی تمام عمر گویا اُس مہم عظیم کیلیے وقف کردی جسکے لیے کارکنان قضا وقدر نے اُسکو منتخب کرکے بھیجا تھا۔

کالج سے نکلکر اسنے یورپ کا سفر کیا۔ اور فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ سوئٹزرلنڈ۔ اسپین۔ ٹرکی وغیرہ مین سیر وسیاحت کرتا رہا خصوصًا فرانس مین اُسنے زیادہ قیام کیا اور یہان کی اخلاق وآداب۔ طرز معاشرت۔ تحریر وتقریر کا بحیثیت ایک ناولسٹ اور بحیثیت ایک پالٹیشین کے اُسپر بہت اثر ہوا۔

جن لوگون نے رینالڈس کے تصنیفات کو بغور پڑھا ہی وہ بتا سکتے ہین کہ یورپ کی لغریب سینیریان وہ اِس صراحت سے بیان کرتا ہی کہ آنکھون کے سامنے تصویر کھچ جاتی ہی اور اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ عالم شباب کی سیر وسیاحت اُسنے ضایع نہین کی۔

اسکا پہلا ناول پریتیاهد (قتل پدر) ۱۸۳۵ء مین شائع ہوا جب اُسکی عمر صرف اکیس برس کی تھی۔ یہ ناول اگرچہ فاسٹ اور مسٹریز وغیرہ کے مقابلے مین ہیچ ہی اور بالکل لڑکپن کا کلام معلوم

ف سے ڈھکی رہتی ہی۔ طلوع آفتاب کیوقت ٹوکیو (دار السلطنت جاپان) سے یہ پہاڑ گلابی معلوم
ہوتا ہی۔ دن مین کبھی بلور کیطرح شفاف نظر آتا ہی کبھی کہرے کی نقاب مین مُنہ چھپائے ہوئے۔ شام
کیوقت شفق گون آسمان کے عکس سے اسکی رنگت ارغوانی ہوجاتی ہی۔ اہل جاپان اسے "متبرک
پہاڑ" کہتے ہین اور اکثر اپنی صناعی مین اس پہاڑ کی تصویر تبرکاً بنا دیتے ہین۔ ہمالیہ کیطرح
یہ پہاڑ بھی یاترا کا مشہور مقام ہی۔ خاص کوہستانی سلسلے سے چھوٹی چھوٹی پہاڑی شاخین نکلی
ہین جنکی بلندی بالترتیب کم ہوتی چلی گئی ہی۔ ہانڈو مین چند درۂ کوہ واقع ہین۔ یزو مین پہاڑون
بہت بڑا جھرمٹ ہی۔

مُلک کا عرض کم ہونیکی وجہ سے یہان بڑے بڑے دریا نہین ہین۔ عموماً ہر دریا ایک
چشمے سے کچھ ہی بڑا ہی جو نالے کیطرح تنگ۔ پایاب۔ اور آہستہ خرامی کے ساتھ سمندر مین گرتا
ہی۔ لیکن طوفانی برسات کے بعد ان دریاؤن مین طغیانی آجاتی ہی اور اکثر اوقات انکا
پاٹ میلون تک وسیع ہوکے جو چیز سامنے پڑتی ہی بہالیجاتا ہی۔ سیلاب بھی اس ملک سے ایک
خصوصیت رکھتے ہیں۔

جھیلو مین سب سے بڑی جھیل بیوا ہی جسکا طول تقریباً ۴۰ میل ہی اور اپنی خوشنما
سیری کیلئے بیحد مشہور ہی۔

**کوہ آتش فشان** | جاپان مین آتش فشانی کی علامتین قریب قریب ہر جگہ پائی جاتی
ہین۔ صدہا سال تک پتھریلی چٹانون کے متواتر اُڑتے رہنے سے بجائے خود بہت سے پہاڑ بنگئے
ہین۔ علاوہ برین کم از کم ایکسو پہاڑ ایسے ہین جنکی آتش فی زمانا سرد ہوگئی ہی۔ اور بیس پہاڑ
ایسے ہین جنسے ہر وقت شعلے بلند ہوا کرتے ہین اور اندھیری راتو مین جہازرانون کیلئے
روشنی کے ساردن کا کام دیتے ہیں۔ ان پہاڑون سے گرم راکھ کی بارش ہوا کرتی ہی اور
پگھلے ہوے مادے بہاتے ہین۔ جزیرۂ کیوشیو مین اساما یاما کا پیالہ نما آتش فشان غار دنیا
مین سب سے بڑا ہی۔ اس غار سے اسقدر گرم راکھ اُڑتی ہی کہ کوسون تک زمین کے مختلف
حصے چھپ جاتے ہین۔

جاپان کی تاریخ آتش فشانی کے خوفناک واقعات سے بھری پڑی ہی۔ لیکن
فیوجی سان کی سب سے آخری آتش فشانی جو سنہ ۱۷۰۷ء مین واقع ہوئی تھی ایک
جاپانی مہنت کی زبانی جو پہاڑ سے نو میل کے فاصلے پر ایک مندر مین رہتا تھا حسب

چاہنے مین تعویق کرنے اور ملکہ معظمہ کے سامنے ایک قومی میموریل پیش کیئے جانے سے قطعًا اختلاف کرکے یہ راے پیش کی کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست کو منظور نکرے تو یہی ریپریزنٹیٹو جلسہ جو اسوقت موجود ہی اپنے کو مستقل قرادے اور طے کرڈے کہ جو اس جلسہ کی رائے ہو وہی قانون ہو۔

یہ اُسکی زبان کا اثر اور بیان کا جادو تھا کہ اُن ہزارون آدمیوں میں سے جو اُس جلسہ مین موجود تھے کوئی بھی اُسکی تجویز سے اختلاف کرنیکی جرأت نہ کرسکا اور فورًا یہ طے ہوگیا کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست نامنظور کریگی تو یہی قومی مجلس سلطنت انگلستان کا انتظام کریگی۔

اِس قومی مجلس کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ انگلستان کے پڑھنے والے خوب جانتے ہونگے اور وہ بتا سکتے ہین کہ پارلیمنٹ کو اِس شورش کے فرو کرنے کیلیے کسقدر فوجی قوت سے کام لینا پڑا لیکن رینلڈس بوجہ کثرت مشاغل علمی کچھ عرصہ کے بعد اِس سے الگ ہوگیا اور اگرچہ ۱۸۵۶ء تک وہ اِس قسم کے جلسون مین گاہے گاہے شریک ہوتا رہا مگر کبھی دوبارہ ایسی بغاوت آمیز رائے نہین دی۔ اُسکی عمر کا آخری حصہ بالکل اخبار نویسی مین صرف ہوا۔ اُسنے ایک اخبار "ملکی معلم" نکالا تھا جسکی تعداد اشاعت ۳۰ ہزار ہفتہ وار تھی لیکن ۱۸۵۰ء مین اِس پرچہ کو بند کرکے "رینلڈس ویکلی نیوز پیپر" رینلڈ کا ہفتہ وار اخبار جاری کیا جسکا پہلا پرچہ ۵ مئی ۱۸۵۰ء کو بروز یکشنبہ نکلا اور دفعتًہ تمام انگلستان مین مشہور ہوگیا رینلڈس نے اپنی بقیہ عمر اسی اخبار کے نذر کردی اور سوا اسکے صحیفوں کے اور کسی ذریعہ سے پبلک کے سامنے نہین آیا۔

یہ مادہ پرست پالیٹیشین اور رنگین مزاج ناولسٹ ۶۵ برس کی عمر پاکر ۱۷ جون ۱۸۷۹ء کو اس سرائے فانی سے کوچ کرگیا اور وہ ہر دلعزیز نام چھوڑ گیا جسپر اگرچہ لوگون نے لاکھ خاک ڈالنے کی کوشش کی مگر مشک ما وہ زیر دامان کیطرح اُسکی مہک سیکڑون پہاڑون اور دریاؤن کو طے کرتی ہوئی ہندوستان تک پہونچی اور یہان کے ہر تعلیم یافتہ نوجوان کو اُس مظلوم ناولسٹ کا ایسا ہمخیال و ہمزبان۔ ایسا ہمدرد بنا لیا کہ ہر متنفس اُسکا دم بھرتا ہی اور اُسکی مستقل یادگار دنیا مین قائم کرنے اور اُسکے مخالفین کا جواب دینے کیلیئے تیار ہی۔

اہل جوہر کی وطن مین نہین قیمت ہرگز
قدر جب ہوتی ہی جب لعل یمن سے نکلے

افسوس ہو کہ انگلستان نے اِس دُرِ بے بہا کی ایسی بے قدری کی کہ آج نہ اُسکے اخلاق و عادات کا پتہ چلتا ہو نہ اُسکی تصانیف کی مفصل فہرست دستیاب ہوتی ہی ابھی اس لایق فلاسفر کو رحلت کیئے ہوے صرف بیس ہی برس ہوے ہین اور ہزارون آدمی انگلستان مین ایسے موجود ہونگے جنھون نے اُس سے ملاقات کی ہوگی۔ اُسکی صحبت کے لطف اُٹھائے ہونگے اور اُسکے پاس بیٹھکر فیض حاصل کیا ہوگا۔ لیکن غریب ہندو کو کون بتائے۔ افسوس!

کی زمین مین گھلی ہوئی چٹانون کا مادہ موجود ہی۔ بعینہ جسطرح ایک برتن مین پانی بھر کر آگ پر چڑھا دیا جاے تو اُسمین ایک ایسی بھاپ پیدا ہو گی جو زور کر کے سرپوش تک کو اُٹھا دیتی ہو۔ اسیطرح زمین کے نیچے دبے ہوئے بخارات زمین کو بھی جنبش دیتے ہین۔ لیکن جب کوہ آتش فشان کے شگاف سے یہ مادہ خارج ہو جاتا ہی تو عموماً زلزلے نہین آتے۔ جاپان مین بھی تجربہ کیا گیا ہی کہ پہاڑونکی آتش فشانی کے بعد بہت کم زلزلے محسوس ہوتے ہین۔

جاپانمین زلزلون سے بیشمار بربادیاں واقع ہوئی ہین ۱۸۳۰ء کے زلزلے سے پہاڑ پھٹ پڑے۔ دریاؤن کا پانی زمین پر بہ نکلا۔ مندر اور دوسری عمارتین گر پڑین۔ ہزارون انسان اور حیوان دفعتہً موت کے شکار ہو گئے اور ملک کے بڑے بڑے صوبے غرق آب ہو گئے۔ حال کے بڑے بڑے زلزلون کی رپورٹ نے حسب ذیل تصریح کی ہی۔

پہلا زلزلہ اگست ۱۸۳۰ء مین جنوبی دارالسلطنۃ کیوٹو مین آیا تھا جس مین پہلے ایک خوفناک گھڑگھڑاہٹ کی آواز محسوس ہوئی اور مکانات مست ہاتھی کی طرح جھومنے لگے۔ اِسکے بعد پُرشور گھڑگھڑاہٹ کے ساتھ زمین پر آرہے اور تمام باشندے اُنمین دفن ہو گئے۔ اسی طرح پے درپے تین زبردست حرکتین محسوس ہوئین بعد ازان کسیقدر سکون۔

اسوقت تمام باشندے گھبرا کے گلیونمین نکل پڑے زیادہ تر مکانات تو منہدم ہی ہو گئے۔ جو گرنے سے بچے اُنمین شگاف پڑ گئے اور بُنیادین ہل گئین۔ غرضکہ کوئی مکان سلامت نہین بچا۔ ان متواتر زلزلون کا زور اگرچہ تدریجاً گھٹتا گیا لیکن ۴۸ گھنٹون مین ۱۲۰ اسطرح شمار کیے گئے تھے۔ لوگون نے بارش اور کُہر سے تنگ آکر زمین پر پیال بچھا کے ورچٹائی اور موم جامے کی پال تان کے بسر کی اور بہت سے آدمیون نے پہاڑون مین پناہ لی کچھ عرصے تک روزانہ بیس زلزلے محسوس ہوتے رہے لیکن ایک مہینے کے بعد بالکل بند ہو گئے۔

۱۸۵۴ء مین سب سے بڑا زلزلہ خاص دارالسلطنت ٹوکیو مین آیا تھا جسمین یک مہینے کے اندر اسّی زبردست حرکتین محسوس ہوئین۔ لیکن سب سے زیادہ خوفناک

ذیل ہے۔

"پہاڑ ایک مقام سے جہان بڑے بڑے درخت لگے ہوے تھے دفعۃً شق ہو گیا۔ گرم راکھ کا غبار ہوا مین بدلی کیطرح پھیل گیا اور روز روشن ایک تاریک رات معلوم ہونے لگا بڑے بڑے پتھر سرخ انگارون کیطرح دہکتے اور سن سن کرتے ہوے ہوا مین اُڑ رہے تھے۔ کھیت۔ مکانات۔ اور مندرون پر جلتی ہوئی راکھ کی تین تین گز اونچی تہ جم گئی تھی۔ آگ کا شور ساٹھ میل کے فاصلے تک سُنائی دیتا تھا۔ ہوا کے زور مین گرم راکھ کی بوچھار بحر الکاہل کے کنارے تک ہو رہی تھی۔ فیوجی سان کے قریب رہنے والونکے مکانات خاک سیاہ ہو گئے۔ بہت سے آدمی بے آب و دانہ ہلاک ہو گئے اور بیتار گانون اور قصبے سطرح نیست و نابود ہو گئے کہ نشان تک باقی نہ رہا۔"

سنہ ۱۸۸۸ء مین تاروما ئی کا جوالا مکھی پہاڑ جو یزو مین واقع ہے یکایک شق ہو گیا۔ پتھریلی چٹانین ہوا مین بلند ہو گئین اور کوسون تک گرم راکھ کی بارش ہونے لگی۔

**گرم چشمے** غالبًا تمام دُنیا مین جاپان سے زیادہ گرم چشمے کہین نہین۔ انکی تعداد سیکڑون تک پہونچی ہوئی ہے۔ عمومًا اُن کا پانی غیر معمولی طور پر گرم ہوتا ہے۔ بعض چشمے جنمین گندھک کا مادّہ ہے ہر وقت اُبلتے اور جوش مارتے رہتے ہین۔ ایسے چشمے خصوصًا اُن آتش فشان پہاڑونکے دامنونمین پائے جاتے ہین جنکی آتش فشانی کو زیادہ عرصہ نہین گزرا ہے۔ یہ چشمے کھولتے ہین۔ سنساتے ہین۔ اور گندھک بھرے ابخرات چھوڑتے ہین۔ ملک مین گندھک کا زیادہ تر حصہ انھین چشمون سے مہیّا کیا جاتا ہے۔ ملکی باشندے جسمانی اور دیگر قسم کی بیماریون مین مبتلا ہونے پر ان گرم چشمونمین نہاتے ہین۔

**زلزلے** جاپان مین زلزلون کی سالانہ تعداد پانسو ہے۔ عمومًا یہ زلزلے اِسقدر خفیف ہوتے مین کہ بمشکل محسوس ہو سکتے ہین۔ لیکن بیس برس مین ایک مرتبہ کوئی نہ کوئی مہلک اور خوفناک زلزلہ آتا ہے۔ زلزلون کی نسبت جاپانیونمین یہ روایت مشہور ہے کہ وہ ایک مچھلی کے کروٹ لینے سے پیدا ہوتے ہین جو زمین کو سنبھالے ہوے ہے۔ اِسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان زلزلونکی اصلیت پر مختصر سا ریمارک کیا جائے۔

کوہ آتش فشان اور گرم چشمون سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مقامات پر وہ واقع ہین وہان

# قصیدہ

## در تہنیت جلوس میمنت مانوس شاہ کیوان بارگاہ انگلستان قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ

(طبع زاد رائے موہن دیال صاحب متخلص بہ ظہیر خلف اصغر جناب رائے دین دیال صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ)

سپیدہ دم کہ شہنشاہ کشورِ خاور — برزمگاہ شفق برکشد نشانِ ظفر

شدد ز پرتو نورش سیاہی شب دور — نہند اختر و ماہِ منیر رو بہ ہدر

ز فیض عام و نوالش گرفتہ بہرۂ نور — ز خار غنچہ بر آید شمیم از گل تر

نسیم صبح نماید ز غنچہ روئے شگرف — کند بروز از ان شکل سوسن و عبہر

ہوائے باغ معطر ز بوئے گل باشد — صبا بہ نکہت گل رشک صندل و عنبر

ز بادہ مست بود چشم نرگسِ شہلا — نہادہ لالہ بکف جام قرقفِ احمر

ترنج دُرچو زلیخا انار عرض دہد — صبا چو یوسف گل را برآورد بعذر

ز وصل لعبت گل عندلیب زار شود — بشوق و مستی و شوخی و ذوق رامشگر

چنار و لالہ و نسرین و ضیمران و سمن — ز نقشبندیِ کلکِ قضا دہند خبر

بباغ لالہ بروید چنانکہ از عکسش — شفق بطارم افلاک میدمد اکثر

بتان غنچہ دہن گلرخ و پری تمثال — شوند بر لب انہار باغ جلوہ گر

ز دو صنوبر و سروِ سہی بقامت تان — ز شرم و رشک ستادہ بکسوتِ اخضر

نمودہ عاشقِ ناکام لیل ہجر تمام — بکوئے یار رود باز با دلِ مضطر

روند بادہ کشان در تلاش شیشۂ مل — کنند ساغر دل پر ز بادہ سر تا سر

کنند از پئے ترقیم وصف حسن نگار — ز تار سلسلۂ آہ رشتۂ مسطر

نوٹ

مشہور زمانہ جناب مولوی میر ناصر علیصاحب خان بہادر خدنگ نظر کیلیے حسب ذیل طرح تجویز فرمائے ہیں جو جنوری ۱۹۰۳ء کے

... درج بھی ہے۔ مشاعرہ ترتیب دینے اور ہم بھی تمام ... اساتذہ کا کلام ... کرینگی کوشش ... جو غزلیں ... وصول ہوجائینگی ... وقت ... ہوسکتیں ہیں کلام ... ر ور دار انتخاب کیا جاویگا ... حسن مصرعوں ... کی تاریخ قصیدہ ۱۹۰۳ء برآمد ہوگی ... میں شائع ہونگے

طرح

صلائے عام ... یاران نکتہ دان کے لیے۔

ایڈیٹر

حرکت دسوین نومبر کی رات کو محسوس ہوئی جسنے دفعۃً تمام شہر کو اینٹ پتھر کا ڈھیر بنا دیا اور مختلف تیس مقامات پر ایک ہی ساتھ آگ لگا دی۔ آگ کے شعلون سے رات دن کی طرح روشن ہو گئی اور سیاہ دھوین کے بادل تمام آسمان پر چھا گئے۔ جو لوگ بچنے تھے وہ مکانات ہی مین دبکے ہلاک ہو گئے یا آگ مین جلکے خاک سیاہ۔ باقی ماندہ نے گلیون اور میدانون مین پناہ لی۔ ۱۰ روز تک وقتاً فوقتاً زلزلے آتے رہے لیکن تدریجاً اُنکا زور کم ہوتا گیا اور بعد ازان بالکل بند ہو گئے۔ کہا جاتا ہو کہ اس حادثے مین دس ہزار انسانی جانین تلف ہوئین۔

اکتوبر ۱۸۹۱ء مین ٹوکیو سے مغرب جانب ایکسو پچاس میل کے فاصلے پر ایک ضلع مین سب سے زیادہ بربادکُن زلزلہ آیا تھا۔ ترقی ہانگنگی کے ایک مندر مین جو اوگاکی مین واقع تھا ایک فصلی رسم ادا کرنیکی تقریب سے تین سو آدمی جمع تھے کہ یکایک زلزلے نے مندر کی تمام عمارت زمین سے اُکھاڑ کے اُنپر سطح ڈھادی کہ ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ اسکے بعد خود بخود آگ لگ گئی اور وہ تین سو لاشین اس طرح خاک سیاہ ہو گئین کہ اُمین اور آتش فشان مادے مین کوئی امتیاز نہین ہو سکتا تھا۔ قصبۂ نگویا اور گیفو کے درمیان مین جسقدر بیشمار گانون آباد تھے تقریباً سب برباد ہو گئے۔ صرف دو ضلعون مین سات ہزار پانسو چوبیس اموات کا شمار لگایا گیا تھا اور برباد شدہ مکانات کی تعداد ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار تھی۔

اگرچہ آتش فشانی اور زلزلے جاپان کے حقمین بہت ہی مہلک ثابت ہوئے ہین۔ تاہم انکی وجہ سے مُلک سیلاب سے بچا رہتا ہو۔ کیونکہ تمام صوبجات کی زمین انھین ذرایع سے سمندر کی سطح سے اونچی ہو۔

جاپانیون نے پیشتر سے ان زلزلون کے اسباب دریافت کرنیکی کوشش نہین کی جسکی وجہ سے وہ ایسی سخت صعوبتون مین مبتلا رہے۔ لیکن ۱۸۸۰ء سے ایک علمی جماعت بماتحتی پروفیسر ملنی۔ زلزلونکی تحقیقات کیلئے مقرر کیگئی ہو۔ ایک ایسا آلہ بھی ایجاد کیا گیا ہو جسکے ذریعے سے زلزلون کی رجسٹری ہوتی ہو۔ رفتار کا اندازہ ہر حالت مین ظاہر ہوتا ہو اور ایسے تجربے بھی حاصل کیئے گئے ہین کہ آیندہ کے لیئے زلزلے زیادہ مہلک نہ ثابت ہون۔

وجود پاکِ تو بہر جہانیان مفخر
بلطفِ حق بدگوہر فشان تو مظہر

گرفتہ مہر ضیا از ضمیرِ پُر تنویر
شدہ ز جوہر تیغت خوش آب لعل و گہر

فنون نغز و علوم بدیع رائج وقت
بہ یمن عہد تو گشتند شاہِ دین پرور

بعہد معدلتت مرز و بوم ہندستان
سبق ربودہ ز یونان بعلم و فضل و ہنر

بدورِ عدلِ تو نازند جن و انس و ملک
بعہدِ فرخ نوشیروان چو پیغمبر

زخوان جود تو بُد زلّہ خوار حاتم طے
زبحر فیض تو چون قطرۂ سحاب مطر

شود سنان ستارہ بقتل او نازل
پری و جن کہ ز حکمِ تو گاہ پیچد سر

مجال ماہ نباشد چنین نہ یارا یس
کہ گہ بقصرِ ایوانِ تو بود ہمسر

چو بید طائرِ فکرِ رسا کہ دریابد
بلندیِ درِ درگاہ عالی و برتر

ہنوز دُور بُد از آستان فرقدسا
کہ قربتِ کرۂ نار سوختش شہپر

زبان چو از پئے توصیف شاہ بکشادم
چہ خواستم کہ وہم عرض پارہ ہای جگر

ندا رسید بگوشم ز ملہم غیبی
کہ مدح شاہ نخوانی و بلے سرِ منبر

بیا بکرسیِ اوج کمال و خوش برخوان
بہ طرز اہل عجم مدح شاہ بحر و بر

رسیدہ نکہتِ گلہائے نظم تو بجہان
شدہ نثار کلامت لآلیِ اختر

شگفت بیست چو گشت این ترفعِ نظمم
کہ ہست برکت ممدوح و حضرتِ آنو

مگر ظہیر بہوش آ و پایہ ات دریاب
شدہ است این ہمہ رفعت ز مدحتِ قیصر

سپاس شہ کن و منت سپاس و بہر دعا
زبان رہین مو کن بحضرتِ داور

بروز چشمۂ خورشید تا بود تابان
بہ لیل ماہ بود تا ز شمس مستطہر

شود تو از مئی بہجت مدام جرعہ کشان
ہمیشہ باد ترا شاہد ظفر در بر

مگر کسی ست ز نخل اُمید برخوردار — کسی ست صاحب عقل سلیم و دانشور

کہ سُفتہ گوہر مضمون بسلک نظم شگرف — کند نثار شہنشاہ معدلت گستر

شہی کہ فارس میدانِ عدل و داد بود — شہی کہ گوی سبق در ربود ز اسکندر

شہی کہ روز وغا از حسام خونریزش — فتد بلشکر اعدا تلاطمِ محشر

[illegible] کہ کوکب خرگاہ مملکت دارد — نہار و لیل ز قرصِ منوّرِ نیّر

[illegible] ا و فتد در آب — بجاے آب برآید ز رود خاکستر

رود بعرصۂ خفچاق گر سپاہ [illegible] — [illegible] بود ز [illegible] ذر

بود بہ قوت بارِوش خلق را تکیہ — فگندہ زیر درختِ حمایتش [illegible]

قضا مدام بہ تعمیل حکم او حاضر — قدر بہ طاعت فرمان او بہ بست [illegible]

بعہد او نہ نشستہ غبار بر دل کس — مگر بہ سمّ ستوران بخاطرِ اختر

کند خطِ حدِ ملکش بروے دشمن بند — درِ حیال ظفر ہمچو سد اسکندر

بحلم کوہ وقار و بہ جود ابر محیط — برور پیل دمان و برزم تیر ببر

بہ آب خنجر و صمصام برقِ خرمن سوز — بہ تیر کوہ [illegible] اژدر در

ملک جناب و ظفر انتساب و ماہ رکاب — جہان نواز فلک رتبہ و پناہ بشر

خدیو عالم و فرمانرواے ہفت اقلیم — جہان ستان و جہاندار و ہم جہان پرور

سپہر شوکت و رفعت یم سخا و کرم — شہ زمانہ و صاحبقران و خوش اختر

جہان ستان شہ ایڈورڈ ہفتم ذیجاہ — کہ جان اضفتش عدل ست و کان سطوت و فر

چو جلوہ بر سرِ اورنگِ سلطنت فرمود — فلک نہادہ بکف بہر [illegible] در ہم خور

بلند نعرۂ شادی شد از ملائک و انس — کہ ظلِ نورِ خدا و وحید نوع بشر

گرفتہ برتن و ہندوستان بحفظ خودش — زمان بخلق معین گشت و بخت شد یاور

بگوش ہوش شنیدم چو این صداے طرب — زبان کشادم و گفتم کہ اے شہِ صفدر

[illegible] ہونا
جاہئے

**برق۔ جناب الیاس عبدالرحمن صاحب میمن مقیم گنگ دارہ بمبئی شاگرد حضرت جلیل جانشین امیر مرحوم**

بیجا نہیں جو مجھکو مقدر پہ ناز ہے — ہم جیسے جان نثار ہیں وہ دلنواز ہے

کیا کیف حسن و عشق مین خاص امتیاز ہے — میں بیخودِ نیاز ہوں وہ مستِ ناز ہے

بیباکی نظر پہ عبث تمکو ناز ہے — بچنا ہمارے دل سے بڑا امتحان ہے

اُس بت کا ہے مزاج جو بگڑا تو غم نہیں — اللہ ہے کریم خدا کارساز ہے

ہر شعر میں وفا و ستم کی ہے داستان — دیوان مرا فسانۂ راز و نیاز ہے

اُنکی نظر پہ چڑھکے جو دل گر گیا تو کیا — دُنیا مین عشق کا یہ نشیب و فراز ہے

کیوں بزم اہل درد میں حاصل ہو فروغ — دل میرا شمعِ محفل سوز و گداز ہے

پھولے نہیں سماتے ہیں جامے میں گلبدن — کتنا بہارِ حسن دو روزہ پہ ناز ہے

آ ہو چکا یاد کرتے ہی لیکر جوابِ خط — قاصد کی میرے عمر نہایت دراز ہے

دشمن ہے زیر قبر وہ گریاں ہیں قبر پر — الفت کا کچھ عجیب نشیب و فراز ہے

چالون سے اُنکی حشر بپا ہے جہان میں — دیکھو جسے وہ کشتۂ رفتارِ ناز ہے

رہتے ہیں ہم تصورِ جاناں میں بیخبر — رو رہے کا ہے خیال نہ فکرِ نماز ہے

آگاہ تم بھی کچھ ہو حقیقت سے برق کی — کہتے ہیں لوگ اسکو بڑا عشقباز ہے

**بشیر۔ جناب منشی محمد بشیر خانصاحب رامپوری شاگرد قدیم نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی**

دشمن سے دشمنی نہ اسے تجھ سے ساز ہے — تیرا بیمار مدتوں اے بیار ہے

دیکھ اسے نیک و بد کو اگر امتیاز ہے — تو سو رہا ہے لاکھ تری چشم باز ہے

قربان ہو کے رکھتا ہون قدموں پہ اُسکے سر — وہ اپنی بندگی ہے اپنی نماز ہے

کرتا غرورِ حسن کی فریاد کیا کروں — زیرِ زمین سکندر آئینہ ساز ہے

ناہم سلوک ہے تو گزرتی ہے عیش مین — اُنکی طرف سے ناز ادھر سے نیاز ہے

میں دے رہا ہون عشق مین مردوں کی فاتحہ — آج اپنی حسرتوں کی مرے گھر نیاز ہے

ستا نہین بتوں کے ستم کی وہ العیاذ — سچ ہے خدا کی ذات بڑی بے نیاز ہے

عدوے کی شب گئی ہے اسی سمت میری آنکھ — یہ بھی سمجھ رہا ہوں کہ وہ حیلہ ساز ہے

[illegible] حضرت ... صاحب ... ولی عہد ... سلطان ... [illegible]

# بقیہ طرح ماہ گزشتہ

## مصرع طرح

دل ابتدا سے خوگر آغوش یار ہے

### انور۔ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسۂ ہاشمیہ شاگرد جناب نظامی از بمبئی

تم سا حسین یہاں کوئی عشقباز ہے — تمکو ہے ہمپہ ناز ہمیں تم پہ ناز ہے

زاہد کو زہد تک یہ اسے جو نماز ہے — تر دامنوں کا بھی تو خدا کارساز ہے

رتبہ جو حسن لیا ہے شہیدان عشق کا — دل پر حصر کے بھی غم عمر دراز ہے

راہ حرم وہی ہے جو ہے راہ بتکدہ — در کار راہ رو کو مگر امتیاز ہے

ڈھکر ملائیں لے گا کسی شوخ چشم کی — سوچ کہ یہ سحر فرگاں دراز ہے

ساقی ستم ہے بند ہو گردور جام ہے — توبہ کا در کھلا۔ دہن شیشہ باز ہے

آسودگان خاک کو لائیگی پیچ مین — غلطاں زمیں یہ یار کی زلف دراز ہے

رہزن کا دل میں خوف ہے گم کردہ راہ ہوں — تاریک شب ہے منزل الفت دراز ہے

مرقد میں اسکے حشر بپا نوں آئیگا — ایجان جو تیرا کشتۂ رفتار ناز ہے

تھا تذکرہ عدو کا مجھے دیکھکر کہا — یا دست بخیر عمر تمہاری دراز ہے

یاں عمر سوز عشق سے جلتے گذر گئی — اے شمع ایک شب تجھے سوز و گداز ہے

انور نے جس حسین کو دیکھا پھسل پڑا — کیا جانو تم اسے وہ بڑا عشقباز ہے

### اعجاز۔ جناب منشی محمد عبدالحی صاحب زمیندار از جبلپور شاگرد حضرت داغ دہلوی

رکھتے یہاں اپنے سامنے آئینہ ہر گھڑی — انکو بھی اپنے حسن پہ کسقدر ناز ہے

جرم گنہ سے اسلیے مجکو نہیں ہے ڈر — میں ہوں گناہگار وہ بندہ نواز ہے

یارب سُنا ہے جب سے تو بندہ نواز ہے
تقویٰ شعاریوں پہ گنہگاروں کو ناز ہے

ہوکر بلند ہوتا ہے فوّارہ سرنگون
جُھکتا ہے وہ ضرور جو گردن فراز ہے

کیا وہ نہ آئینگے تو اجل بھی نہ آئیگی
کیون نا اُمید ہون کہ خدا کارساز ہے

کسطرح ساتھ دیگی مرا شمع بیکسی
عمر اسکی مختصر ہے شبِ غم دراز ہے

حیرت فزائے چشم تماشا ہو رنگِ دہر
یہ مصلحت ہے دیدۂ نرگس جو باز ہے

کسطرح منقطع ہو کہیں اسکا سلسلہ
طولِ شبِ فراق بھی زلفِ دراز ہے

لازم فروتنی ہے ہر اک سربلند کو
جُھکنے کے واسطے سرِ مینا دراز ہے

اے آرزو نکل کے نکال آرزو کہین
مستِ شراب آج مرا مست ناز ہے

**خیالی - جناب محمد علیم اللہ صاحب مبارکپوری مقیم برہانپور تلمیذ جناب ہنر غازیپوری**

آشوبِ خلق آپکی رفتار ناز ہے
بیشک کچھ اسکو فتنۂ محشر سے ساز ہے

آتے نہین ہو پاس یہ کیا طرز ناز ہے
عاشق سے وصل مین تمہین کیون احتراز ہے

تھامے ہوئے جگر وہ چلے آئین کیا عجب
تاثیرِ نالہ پر تو مجھے خود بھی ناز ہے

دل لے کہا دکھا کے مجھے ابروِ صنم
خم ہو یہی تو کعبۂ اہلِ نیاز ہے

ہم کیا ڈرینگے طولِ شبِ ہجر یار سے
دلمین ہمارے اُلفتِ زُلفِ دراز ہے

ممکن نہین کہ خط کا مرے وہ جواب دے
اب جسکو میرے نام سے بھی احتراز ہے

نالے نکہ خدا کے لیے ہجر یار مین
اے دل خموش ہشت افشاے راز ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ مجھ آوارہ حال کو
وحشی مزاج ہے یہ کوئی عشقباز ہے

تیرِ مژہ کا کسکے نشانہ ہوا ہے یہ
کسکی نگاہِ ناز سے دل کو نیاز ہے

اُسکے خرامِ ناز نے اندھیر کردیا
کہتا ہے حشر بھی کہ عجب فتنہ ساز ہے

جب پوچھتا ہون ہجر مین نالے کیا کرون
کہتے ہین وہ کہ قابلِ اخفاے راز ہے

**ضمیر - جناب منشی فتح محمد صاحب ساکن کیامئی مقیم حال بمبئی شاگرد جناب خادم مالیگانوی**

دونون کو اپنے مال پہ ہے فخر عشق مین
اُنکو غرورِ حسن مجھے دل پہ ناز ہے

**صابر - جناب منشی محمد قدرت غنی صاحب از حیدرآباد دکن تلمیذ مہتمم خدنگ نظر**

یارب غضب کا طول ہے اس روسیاہ کا
روزِ جزا سے بھی شبِ ہجران دراز ہے

کیون عرش پر دماغ نہو اپنا آجکل
اُس نازنین کے در پہ جبینِ نیاز ہے

اللہ رے شوقِ دید ابھی تک ہے انتظار
جی سے گزر گیا ہون مگر چشم باز ہے

## تجلی۔ جناب حاجی سید تجلی حسین صاحب جلالپوری تلمیذ رشید جناب تائب شاہجہانپوری مرحوم

یان ہردم انکسار ہے عجز و نیاز ہے
وان کثرتِ غرور ہے نخوت ہے ناز ہے

ہروقت گرم صحبتِ یار و نیاز ہے
معشوق وہ ملا ہے جو عاشق نواز ہے

ایسے پریجمال پہ آیا ہوا ہے دل
سایہ سے بھی ہمارے جسے احتراز ہے

وہ بےسبب کھچے ہین تو پھر کیون منائین ہم
ہمکو بھی اپنے جذب محبت پہ ناز ہے

کیون مسکرا کے بُلبُل و گُل کو ہے دیکھتا
غنچے کے لب پہ کونسا سربستہ راز ہے

مین گر گیا سما گیا دشمن نگاہ مین
دُنیا سے عشق کا یہ نشیب و فراز ہے

کرتے ہیں اشکِ دیدۂ نمناک سے وضو
دیدار یار اہلِ صفا کی نماز ہے

ہو جبیں جو بام یار پہ معراج ہو نصیب
سجدہ اُس آستان کا ہماری نماز ہے

برپا کریگا حشر یہ مٹ کر بھی ایک دن
دل کو ملا کے خاک مین کیون ہموار ہے

موزون مثالِ قامتِ جانان ہین کوئی
شمشاد ہے طویل صنوبر دراز ہے

ہمسے نیاز مند ہون کسطرح باریاب
ابتو عدو ہین اور تری بزم ناز ہے

ملتی ہے بسملوں کے گلے بڑھکے شوق سے
تجھسے زیادہ تیغ تری دلنواز ہے

گر بند ہو گیا درِ مسجد تو شیخ جی
رندون مین پڑ رہو درِ میخانہ باز ہے

آگاہ کیا ہون غیر کہ دل بھی ہے بیخبر
اُلفت کا تیری اے بُتِ کافر وہ راز ہے

کیونکر ہو حسن والونکو پروائے اہلِ عشق
بندہ نیاز مند خدا بے نیاز ہے

## جناب تنویر حیدرآبادی

اللہ رے جمال ترا جسکو دیکھکر
حیران مثلِ آئنہ آئینہ ساز ہے

تشبیہ زلفِ یار سے تنویر کسکو دون
عمرِ خضر بھی تو نہین اتنی دراز ہے

## جناب توفیق حیدرآبادی

مجھ پر یہ ظلم غیر پہ وہ مہربانیاں
اچھے برے مین کچھ بھی تمھین امتیاز ہے

عشوے ستم ہین انکے کرشمے بلا کے ہین
آفت کی ہر ادا ہے قیامت کا ناز ہے

پہلو سے دل تو پہلے ہی اسنے اڑا لیا
اب کسکی تاک مین نگہ سحر ساز ہے

آتے ہی یہ شباب نے انکو بتا دیا
یہ عشوہ و ادا ہے یہ انداز و ناز ہے

بیمثل ہین وہ حسن مین ہم فرد عشق مین
اُسپر اُنھین غرور ہمین اسپہ ناز ہے

## عزیز جناب مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی تلمیذ جناب مولانا صفی لکھنوی

بیکار صرف عمر یہ اتنا حو نا رہے
ہم خوب جانتے ہین کہ وہ بے نیاز ہے

سینے مین جلکے خاک ہوا جب سے دل مرا
پیغام موت ہر نفس جانگداز ہے

چھیڑو ذرا تو دل سے صدائیں بلند ہون
محتاج زخمہ نغمۂ ہر تار ساز ہے

آخر ہے میری عمر سحر کا پتہ نہین
اللہ کسقدر شب فرقت دراز ہے

رحمت یہ دے رہی ہے گنہگار کو صدا
ایسے مین خیر ہے کہ در توبہ باز ہے

پاس عشق ہو کے جو رہتے تو لطف تھا
اے حضر بہ مدگی یہ عبث تمکو ناز ہے

ناساز گار بجت اگر ہے تو کیا گلہ
بیدل ہو عزیز کہ وہ کارساز ہے

## فروغ جناب محمد عبد الولی صاحب فاروقی تلمیذ جناب لمعہ از حیدرآباد

در پر ترے بنا ئینگے بگڑا ہوا نصیب
اب آستان ہو اور جبین نیاز ہے

## قنبر جناب حکیم عبد علی صاحب احمدآبادی

اپنے بیار مند سے وہ بے نیاز ہے
کیا اس ادا کو کہتے ہین کیسا یہ ناز ہے

سودا ملے یہ وصل کی تب ہو خیال خام
میری شب فراق کا قصہ دراز ہے

اے شمع کچھ زبان سے اپنی بیان کر
یہ کسکے عشق مین تجھے سوز و گداز ہے

## کامل جناب میر جہانگیر علی صاحب نبیرۂ نواب صلابت جنگ صاحب جنت آرامگاہ تلمیذ جناب جلیل کنتوری

حسن بتان ہے آئینۂ نور کبریا
ناصح یہی حقیقت عشق مجاز ہے

ہو مختصر وصال کی شب کیا عجب نہین
ایجان غم فراق کا قصہ دراز ہے

کہتا ہو کیون کہ پی نہین مے ساتھ غیر کے
تیری نشیلی آنکھ سے ظاہر یہ راز ہے

محوِ جفا و جور جو وہ فتنہ ساز ہے
ہر پارہ جگر ہدفِ تیرِ ناز ہے

اپنی شب فراق بھی کچھ مختصر نہین
مانا یہ ہمنے زلف تمھاری دراز ہے

جب انتظار ہی نہین ہے کیسکا تو اے خضر
بیکار تمکو دعوی عمر دراز ہے

جلتا مین وصل مین بھی نہوتا اگر فراق
دل ابتدا سے مائل سوز و گداز ہے

یادِ بتان مین تمنے گزاری تمام رات
صابر اُٹھو سحر ہوئی وقت نماز ہے

## صبر۔ جناب منشی عبدالکریم خانصاحب دہلوی

تم منہ چھپائے بیٹھے ہو یہ طرفہ ناز ہے
دریر تمھارے ۔ ۔ ۔ ح اہل نیاز ہے

کیا میکدے کو دیکھتے ہی ڈھیر ہو گئے
مسجد کہان ہے تسبیح کہان جانماز ہے

تیری نظر کو صبر ہمین جانتے ہین کچھ
پہچانتے ہین تجکو بڑا پاکباز ہے

## صدق۔ جناب راے تاراچند صاحب تلمیذ جناب سخی حیدرآبادی مرحوم

وصل صنم کی روز دعا مانگتا ہون شیخ
مجکو ترے خدا سے بھی حاصل نیاز ہے

## صابر۔ جناب محمد نذیر صاحب لکھنوی تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

مجکو بھی آج اپنے مقدر پہ ناز ہے
پہلو مین جلوہ گر ہی وہ جس سے نیاز ہے

چھیڑو نہ ذکر ہجر کہ ہو جاؤنگا فنا
دل مین مرے بھرا ہوا سوز و گداز ہے

تسکین دل کی وعدۂ وصلت سی ہو چکی
ہمدم ہمارا جب وہ بت حیلہ ساز ہے

مے کو حرام کہتا ہے واعظ جو وعظ مین
شاید کہ میکشی مین اُسے امتیاز ہے

دینگے نہ جام میں کبھی اے شیخ ہم شراب
جلو مین لیکے پی جو تجھے اُسکی آز ہے

## عاجز۔ جناب منشی محمد ظہور خانصاحب شاہجہانپوری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

مہمان میرے گھر وہ بتِ حیلہ باز ہے
سچ تو یہ ہے خدا بھی بڑا کارساز ہے

مجھسے بھی ہے لگاؤ عدو سے بھی ساز ہے
چھوٹی سی عمر مین وہ بڑا حیلہ باز ہے

ممکن نہین کہ حشر کے دن بھی تمام ہو
قصہ شب فراق کا اتنا دراز ہے

مین اور مجھپہ اُس بتِ کافر کی چشم لطف
اسمین بھی ہو نہو کوئی پوشیدہ راز ہے

اُسکے بگڑتے ہی مری قسمت بگڑ گئی
شاید اسے بھی اُس بُت پرفن سے ساز ہے

زاہد مئے طہور بھی آخر شراب ہے
مجکو تو منع کرتا ہے تو کب مجاز ہے

آخر مسیح نے بھی لیا اپنا ہاتھ کھینچ
پروردگار تو ہی بس اب چارہ ساز ہے

پہلے گناہگار ہی ہو بجا بہشت مین
وہ تو بڑا کریم بڑا بے نیاز ہے

للّٰہ اے ہجوم تمنّا ذرا ٹھہر
یہ وقت رخصتِ نفسِ جانگداز ہے

سوتا بنا ہے یار سے کوئی شبِ وصال
ہان واقعی یہ خواب ہے اور خوابِ ناز ہے

تم اور تمسے میل کرے کوئی پاکباز
اچھی کہی کہ غیر بڑا پاکباز ہے

طرزِ ستم کچھ اور اب ایجاد کیجیے
ترچھی نظر تو ایک پسندیدہ ناز ہے

کہتے ہین دل ترا ہوا اسیر سیاہ میں
یہ بھی کسی حسین کی زلفِ دراز ہے

وہ ہین کہ بات ہی نہیں سنتے غریب کی
میں ہون کہ دفترِ گلہ ہائے دراز ہے

ناؔدر نکل گیا ہے اگر کوئی شعر گرم
سینے کا سوز ہے مرے دلکا گداز ہے

## جناب نوؔر حیدرآبادی

نظارۂ فلک سے یہ ثابت ہوا ہمین
جو سرنگوں جہاں میں ہو وہ سرفراز ہے

اے دل شکایتِ شبِ فرقت کہاں تلک
بس قصہ مختصر یہ کہانی دراز ہے

پایا یہ ہمنے طولِ شبِ ہجر کا جواب
سنتے تو ہین کہ عمرِ خضر بھی دراز ہے

بنائیں میرے بگڑے ہوے کام کیا عجب
پروردگار نام ترا کارساز ہے

## ہجر۔ جناب نواب محمد ناظم علیخاں صاحب شاہجہانپوری شاگرد حضرت داغ دہلوی

در پر کسی صنم کے جبینِ نیاز ہے
کعبہ یہی مرا یہی میری نماز ہے

اے شیخ کہہ رہا ہے مئے عشق کو حرام
تجکو بری بھلی میں بھی کچھ امتیاز ہے

طولِ شبِ فراق کی کچھ انتہا نہیں
یہ بھی کسی حسین کی زلفِ دراز ہے

ہوتی ہے کس مزے کی شبِ وصل چھیڑ چھاڑ
انکار اُسطرف سے ہے تو ادھر سے نیاز ہے

کسطرح مجھ سے چھوٹ سکے الفتِ بتاں
کیا یہ جنابِ شیخ تمہاری نماز ہے

مین داستانِ عشق سناؤن اُنھین مگر
اُلجھے گا اُنکا دم کہ یہ قصہ دراز ہے

رنجِ شبِ فراق اُٹھے مجھسے کسطرح
اے ہجر یہ کسی کا ستم ہو نہ ناز ہے

## مائل جناب بابو لچھمی نرائن صاحب سگنیلر ٹیلیگراف آفس ریلوے اسٹیشن غازی آباد

دشمن کی دوستی پر عبث تمکو ناز ہے
آنا نہ اُسکے دم میں بڑا جعلساز ہے

پہلو سے اِسکو اپنے علیحدہ نہ کیجیے
دل ابتدا سے خوگرِ آغوشِ ناز ہے

## نادر جناب منشی نادر علیخانصاحب کاکوروی

مضمون نہین ہر صاف نوآہنگِ راز ہی
ہر حرف شعر کالبِ خاموش ساز ہے

خدمت کو میری آج بھی حاضر ہی آسمان
وہ اِسکو کیا کرے کہ مجھے احتراز ہے

مین آپ ہی لگائے ہون اپنے جگر مین آگ
سینے میں ورنہ سوز نہ دلمیں گداز ہے

پہلے تھا سر مین حب وطن کا مری جنون
اب خط ہر رہ گردیِ دور و دراز ہے

اچھا تھا وہ شباب کہ کچھ سوجھتا نہ تھا
اب ہر قدم یہ خوف نشیب و فراز ہے

اے ہمرہاں بڑھائے ہوے اب قدم چلو
دل مختصر ہے اور مسافت دراز ہے

اک بیخودی نے ڈالی ہیں لاکھوں ہی گتھیاں
جو بات ہو وہ بھید ہے جو شے ہو راز ہے

فریاد و آہ کا نہ کھلا کچھ اثر مگر
اتنا کہ اُسمین سوز ہو اور اسمین ساز ہے

اِک سلسلہ ہو ما سنا ہی خیال بھی
جتنا دراز کیجیے اِسکو دراز ہے

ہر وقت کشمکش میں ہیں اُمید و بیم کے
احمق ہیں جنکو خواہشِ عمر دراز ہے

بچپن کی نیند کا ہو مزا خوابِ مرگ میں
کنجِ لحد میں لذتِ آغوشِ ناز ہے

اک آنکھ خوفِ تیرگیِ قبر میں ہے بند
اور ایک اشتیاقِ قیامت میں باز ہے

ہو ذرہ ذرہ پرتوِ مہرِ جمالِ دوست
دُنیا نہیں ہے خانۂ آئینہ ساز ہے

نادر سناؤ ایک غزل عاشقانہ اور
اور اک گلاس ابھی تو درِ توبہ باز ہے

## ایضاً

زاہد کو اپنے زہد پہ کسقدر ناز ہے
اِسنے سُنا نہین کہ خدا بے نیاز ہے

اے چارہ ساز پہلے نکال اسکو کھینچکر
اِک تیر سینے میں نفسِ جانگداز ہے

تم شمع رو ہو مین تو مجسم ہوں ایک شمع
رگ رگ میں میری حالتِ سوز و گداز ہے

غربت مین مجھسے پوچھتی ہی میری بیکسی
یان اے غریب کون ترا چارہ ساز ہے

## جناب حفیظ جونپوری

آغاز محبت مین برسون یون ضبط سے ہمنے کام لیا
جب ہوک کلیجے مین اُٹھی تو ہاتھون سے دل تھام لیا

اِس رشک کے ہاتھون ایک نہ ایک ہر روز ہی داغ اُٹھاتے رہے
ہم چوٹ جگر پر کھا بیٹھے جب غیر نے تیرا نام لیا

آنکھین وہ جھکیں ملتے ملتے رہے ہوش و خرد جاتے جاتے
کچھ شرم نے اُنکو روک لیا کچھ ضبط نے ہمکو تھام لیا

انسان کی تھی یہ تاب و توان جو بارِ محبت اُٹھا سکتا
اک یہ بھی ہے احساں ترا کیا اِس سے تونے کام لیا

صحرا مین ڈھونڈھے وقت ہمیں یاد آئی جو جلوہ گری اُسکی
کچھ ایسی ہوئی وحشت دل کو دم جا کے زیرِ بام لیا

بازارِ محبت مین کیا کچھ اورون نے خرید فروخت کیا
افسوس کہ اُٹھتی پیٹھ مین آ ہمنے سودائے خام لیا

لوٹا تری دونون آنکھوں نے پایا جو مرے دل کو تنہا
جو ایک نے صبر و شکیب لیا تو ایک نے چین آرام لیا

ابتک تو خبر لی اُسنے مری جسوقت کوئی اُفتاد پڑی
جب ٹھوکرین گر کر کھانے لگا ہاتھ اُسنے لپک کر تھام لیا

ہم لائیں کہان سے وہ آنکھین جو تمکو پشیمان دیکھ سکین
اب کیسی ندامت جب ہمنے سب اپنے سر الزام لیا

محرومیِ قسمت کیا کہیے احسان کیا کب ساقی نے
پیمانۂ عمر چھلک ہی گیا جب ہاتھ مین ہمنے جام لیا

## ایضاً

قربان جائیے یہ عجب خوابِ ناز ہے
وہ سو رہے ہین آنکھ مگر نیم باز ہے

وہ اور غیر سے نہ ملیں اسکا کیا سبب
ہم جانتے ہین کوئی ضرور اسمین راز ہے

پیتے ہین روز اسلیے بیخوف و بیم ہم
واعظ سے سن چکے ہیں در توبہ باز ہے

اب کسکا تجکو خوف ہے آ جلد ای اجل
وہ مجھسے ہی خفا جو مرا چارہ ساز ہے

اک میر یحاں تم ہو کہ ہو دلکی تاک میں
اک ہے تمہاری یاد کہ جو دلنواز ہے

دل ہم کرین نثار عنایت ہو غیر پر
کیا شرط مصطفی یہی ای مستِ ناز ہے

اسے شیخ تیرے دلمیں تمنا ہی حور کی
ہم جانتے ہیں جس لیے تیری نماز ہے

پیتا ہین ہی ہجر کبھی بے وضو کیے
ہو کر شراب خوار بڑا پاکباز ہے

## بقیۂ طرح ماہ جولائی

### عیش۔ جناب منشی شفیع احمد صاحب بریلوی شاگرد حضرت داغ دہلوی

خدنگِ ناز کیا آیا کہ جان آئی مری جان میں
اثر آبِ بقا کا ہی تمہاری آبِ پیکاں مین

وہ آئیں لے بلائے دلکو بھاگے دونوں ہاتھوں سی
الٰہی یہ اثر پیدا ہو میری آہِ سوزاں میں

وہی ذلت وہی پھر پاسبان کی جھڑکیاں ہونگی
مجھے پھر حسرتِ دل لیچلی ہیں کوئی جاناں مین

یہ کیا کرتا ہی بہکی بہکی باتیں حیر ہے واعظ
مئے گلگون سی میں توبہ کروں فصلِ بہاراں میں

یہ کس مجنون کی رخصت آج ہی صحرای غربت سی
کہ چھالے روتے ہین مل ملکے کانٹوں سی بیاباں میں

برا ایکا پڑا ہے طائرِ دل کو محبت کا
چھٹا جب دام گیسو سی گرا چاہِ زنخداں مین

الٰہی خیر ایسا کونسا محشر خرام آیا
قیامت کی سی ہلچل پڑ گئی تہہ خموشاں مین

نہ بھولا ہون نہ بھولونگا غمِ فرقت ترا احساں
رہا ہی مدتوں مونس تو میرا عشقِ جاناں مین

دہان زخم دیتا ہی دعائیں تجکو ای قاتل
قیامت کی بھری ہین لذتیں تیری نمکداں مین

چلی پھر رک گئی پھر کچھ چلی پھر رک گئی چلکر
تری طرزِ خرام آئی کہاں سی تیغِ براں مین

جنابِ عیش اب تو شوق سی میں پیچھے چلکر
سنا ہی شیخ بھی آئے ہوئی ہین بزمِ رنداں مین

پھلیں پھولیں گے اب اچھی طرح گلزار عالم میں
شروع سال یہ اچھا مہینہ اچھا دن اچھا
مگر دہلی نے پایا سب سے بڑھکر رتبۂ عالی
یہ مجمع دید کے قابل ہوا اسکے اور ادنیٰ کا
دعائیں روز و شب دیتی ہیں ہم اڈورڈ ہفتم کو
رہے سب کے سرونپر انکا سایہ دعا یارب
نہیب و رعب وہ ہی غیظ میں یہ حکم اگر دیدیں
ہیں منصف طبع بھی یہ رحم دل بھی داستہ بھی
رعیت دم بھرے کیونکر نہ انکی خیر خواہی کا
لکھو یہ مصرعۂ تاریخ قیصر سیوی سن میں

نہال آرزو میں آئینگے پھل پھول نکلیں گے
عملداری میں شاہنشاہ کے ہیں ہر جگہ جلسے
ہوا دربار خاص اسکی کوئی تقدیر تو دیکھے
فراہم عہد سابق میں ہوئے ہیں لوگ کب اتنے
محبت ایسی پیدا ہو دلوں میں ہم رعایا کے
یہ راحت ساتھ آزادی کے ہر اک پرورش پائے
یقیں تو ہو یہ پھر رنگ زمانہ اک ذرا بدلے
اسی کا ذکر ہو ہر سو یہی ہیں جا بجا چرچے
ہیں انکے عدل اور انصاف کے چاروں طرف شہرے
نہ کیوں یہ ملک ہو مسرور جشن تاجپوشی سے

۱۹۰۳ء

**نوٹ** - بعض حضرات اور خوشگو احباب کو حدنگ نظر کیلیے مصرع طرح تحویر کرنیکی اسلیئے تکلیف دیگئی تھی کہ انکی محورہ طرحیں شگفتہ عام پسند اور جدت کا پہلو لیے ہوئے ہونگی لیکن باستثنائے بعض خاص طرحوں کے عموماً بہت ہی پامال طرحیں بھیج دی گئیں جنمیں بعض بعض مروتاً شائع کرنا پڑیں - لہذا ان حضرات کی خدمت میں جنکے مصرعہائے طرح بغرض اشاعت وصول ہوئے ہیں نہایت ہی ادب سے التماس ہو کہ اگر انکے خیال میں کسی وقت کوئی نئی اور شگفتہ طرح گزرے تو ناچیز خدنگ نظر کو اسکا پہلا حقدار سمجھیں ورنہ معمولی طرحیں بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں - ایڈیٹر

## آئندہ طرحیں

| | |
|---|---|
| ایڈیٹر | (قابل دید مرا حال پریشان نہ رہا) پریشاں وغیرہ قافیہ |
| جناب حفیظ جونپوری | (مال کیا ہے حال کی خیرات ہے) رات وغیرہ قافیہ |
| جناب انور ارمئی | (کسی کا مار سے آنا قیامت ہو قیامت میں) قیامت وغیرہ قافیہ |
| جناب حفیظ جونپوری | (میں کیا جانوں چمن کہتے ہیں کسکو آشیان کیسا) آشیاں وغیرہ قافیہ |
| ایضاً | (کچھ اور رات ہے ساقی کے مے پلانے میں) اٹھانے وغیرہ قافیہ |
| جناب یوسف از مرادآباد | (زمین کرنے لگی کام آسمان کا) آسمان وغیرہ قافیہ |

موزون جو ہوے جذبات دل جب شعر حفیظ پڑھا تمنے
سنتے ہی دونوں ہاتھوں سے سامع نے کلیجا تھام لیا

## وحشت ۔ جناب مولوی رضا علی صاحب از کلکتہ

تو دوستی و فلک دشمن است میدانم
سعادتے کہ بہ بخت من است میدانم

ارادتے کہ مرا با تو ہست میدانی؟
محبتے کہ ترا با من است میدانم

ز مہر و لطف فریبم نمے تواں دادن
دل تو سخت تر از آہن است میدانم

مرا تو دوست شماری، برو چہ میگوئی؟
کہ دوستی تو با دشمن است میدانم

بہ بزم او تپش دل بلا سبب نبود
نگاہ برق سوے خرمن است میدانم

شنیدہ ام کہ تو دامن فشان ہمی آئی
چراغ تربت من روشن است میدانم

صفاے عشق مرا در دلست میدانی
صفاے حسن ترا بر تن است میدانم

ز بیم غیر تو بیگانہ وار مے نگری
دگر نہ چشم تو ہم بر من است میدانم

دلم برقص در آمد ز شوق فتراکش
شکار رستوحی صید افگن است میدانم

اداے او پئے فہمیدن است می فہم
حیاے او پئے دانستن است میدانم

بہ وحشت این ہمہ لطف و عنایت تو چرا است
اداے تازہ دل بردن است میدانم

## قطعات تاریخ جشن تاجپوشی اعلیحضرت شاہ انگلستان و قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ

نتیجہ فکر جناب مولوی میرزا الطاف حسین صاحب عالم لکھنوی تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

ساقیا جام بلوریں میں پلا مجکو شراب
تاکہ دھو جائے جمی ہو دل پہ جو گرد ملال

دن خوشی کا آگیا شاداں ہیں سب پیر و جواں
رنج کا بھولے سے بھی آتا نہیں ہرگز خیال

آج تخت سلطنت پر جلوہ گر اڈورڈ ہیں
دوست ہیں مسرور جلتے اور دشمن پائمال

پھر تاریخ جلوس قیصر ہندوستاں
ہاتف غیبی سے جب عالم کیا میں نے سوال

وصف سلطاں میں سنایا مجکو یہ سال جلوس
ہے بتاب چرخ عدل و آفتاب بے زوال

## از افکار گہر بار جناب نواب سید امجد علیخان بہادر قیصر معروف بہ نواب وزیر صاحب صبا لکھنوی ۱۹۰۲ء

مبارک ہو مبارک ہو کوئی بلبل سے یہ کہدے
بہار آئی کھلیں گے گل شگوفے شاخ میں پھوٹے

اور رحم کے برتاؤ مثل بھائی بہن کے ہونا چاہئیں
اِن خیالی پلاؤ نے مجھے وہ مزا دیا کہ دل ہی
دل میں عشق و محبت کا لطف اُٹھانے لگی
اور وہ بھی اس طرح جیسے ایک کنواری لڑکی
پہلے پہل محبت کا خواب دیکھتی ہے۔ لیکن اب
میں اِن باتوں میں نہیں پڑی رہونگی بلکہ اپنی
سرگذشت کا دوسرا واقعہ بیان کرتی ہوں۔

جس ہوٹل میں میں ٹھہری ہوئی تھی
وہ یورپ کے عام ہوٹلوں کیطرح ایک مربع شکل
کی عمارت تھی۔ اِسکے اندرونی حصے میں ایک
سائبان دار برآمدہ تھا جسکے گرد سدابہار اور
نارنگی وغیرہ کی سرسبز جھاڑیاں اسے ہوٹل کے
عام احاطہ سے محدود کیے ہوئے تھیں اور صحن
میں خوبصورت پھولوں کا تختہ کھلا ہوا
تھا جس روز کا میں ذکر کر رہی ہوں اُسکی سہ پہر
میں بغرض تفریح اس برآمدے کے ایک کونے
گوشے میں جا بیٹھی اور اپنے خیالات کی اُدھیڑبُن
میں مصروف ہو گئی۔ دفعتاً کسی نے قریب ہی سے
چپکے سے میرا نام لیا جسے سنکے میں چونک پڑی
اور فوراً درختوں کی آڑ سے جھانک کے دیکھنے لگی۔
معاً مجھے دو انگریز جنٹلمین نظر آئے جو ہوٹل کے
عام احاطے میں سگار پیتے ہوئے ٹہل رہے تھے اور
آپس میں بے تکلفی سے باتیں کرتے جاتے تھے۔
چونکہ میرے اُنکے درمیان میں صرف درختوں کی
ٹٹی حائل تھی اور وہ درختوں کے برابر ہی ٹہل رہے
تھے لہذا اُنکی گفتگو مجھے حرف بحرف سنائی دیتی
تھی۔ اچھا اب یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا باتیں
کر رہے تھے ۔

ایک "ہاں اِسمیں کوئی شک نہیں کہ مس سیلم
ایک بہت بڑا شکار رہی"

دوسرا "بہت بڑا شکار۔ خدا جانے لیگیورٹ
نے کیونکر کیا مار دیا؟ فرض کیا کہ وہ کوئی خطاب
یافتہ لیڈی نہیں ہے لیکن ماں کی طرف سے نہایت
ہی عالی خاندان ہے اور اُسکا باپ بھی ایک
نامی گرامی سوداگر تھا"

پہلا "یہ سچ ہے۔ لیکن آجکل خودغرضی نے
عام و خاص خون کی آمیزش میں کوئی امتیاز
نہیں باقی رکھا ہے"

دوسرا "بیشک اندازہ ہوتا ہے کہ اِن دنوں
خودغرضی کو ہر کام میں دخل ہے۔ ابھی ابھی
لیگیورٹ مجھسے کہتے تھے کہ میرے خیال میں
کل لکھا پڑھی بھی ہو جائیگی۔ کیونکہ سہ پہر کو جب
دونوں بندرگاہ کی سیر کر رہے تھے تو خوبصورت
لڈرنڈا پر بہت ہی فریفتہ پائی جاتی تھی۔ اُنکے
خیال میں مس سیلم کو اُنکی تمام حالت کی مطلق
اطلاع نہیں اور اُنھیں کامل یقین ہے کہ وہ اُسکے
متعلق کچھ نہیں جانتی۔ حق بھی یوں ہی ہے کہ جب
اُس عرب نے کبھی انگلستان میں قدم تک نہیں
رکھا تو وہ اِن باتوں کو کیونکر جان سکتی ہے؟ اور
اِس صورت میں اُسے لیگیورٹ کے ساتھ

# اشتہارات

(۱) دیوان واله۔ بزبان فارسی۔ ۶ کلدار (۲) انشای واله۔ بزبان فارسی ۱۲ کلدار
(۳) شرح دیوان غالب دہلوی موسوم به وثوق صراحت اُردو ۲ کلدار
(۴) شرح دیوان غالب دہلوی موسوم به وجدان تحقیق اُردو ۲ کلدار - یہ صرف باب الالف کی شرح ہی اسمین ہر ایک شعر کی شرح نہایت شرح و بسط اور تفصیل کے ساتھ لکھی ہے یہ کتابین مشتہر کے پاس سے بقیمت ملسکتی ہین۔ محصولڈاک وغیرہ ان قیمتونکے علاوہ ہی۔

دیوان واله جو قبلگاہی مولانا مولوی عبدالعلی صاحب واله مرحوم و مغفور باشندۂ دکن کے دماغ کا سرجوش اور صراحت صوف مرحوم کی فکر رسا کا سرمایہ ہی قابل دید اور لائق قدر ہی۔

المشتہر محمد عبدالواجد عفی عنه واجد فارسی مددگار سٹی ہائی اسکول بلدۂ حیدرآباد دکن پتھر گٹی

## صلح کل

(روزانہ)

لختے برد از دل گذرد ہر کہ ز پیشم — من قاش فروش دل صدپارۂ خویشم

یہ روزانہ اخبار صلح کل پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ گورکھپور نے ستمبر سے جاری کردیا ہی ہندو مسلمان معزز اراکین اسکے ممبر اور ڈائرکٹر ہین صلح کل کا نام خود اسکی پالیسی کا ظاہر کرنیوالا ہی اور ہندو مسلمان ممبروں کی مشترکہ کمپنی کا قائم ہونا اتحاد خیالات کی عمدہ بنا ہی۔ صلح کل مین دن کے دن پایونیر اور ڈیلی انگلش اخبارات کے تار اور تراجم و اقتباسات دیدیے جاتے ہین قیمت اتنی کم کہ کبھی بار نہ ہو ایک پیسہ قیمت ایک پیسہ محصول کل ۱۲/ سالانہ ہم اس سے زیادہ کچھ کہنا نہین چاہتے کہ ناظرین ۲ کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ ملاحظہ فرمالیں پرچے کی خوبی اور کمپنی کی اغراض اگر نقش دل ہو جائین تو قیمت پیشگی سالانہ بھیجدیجای ورنہ ختنک حرفان کھری الفاظ سے یہ تو ظاہر ہو گیا ہوگا کہ ہم کھری کھری کہنے والے ہین اور واقعی ہو بھی یہی بات مگر ہم بطریق التجا یہ کہنا غیر مناسب نہین سمجھتے کہ کمپنی کا حوصلہ بڑھانے اور اسکے اہم اغراض مین اُسکو کامیاب بنانے کیلیے آپ صرف سال چھ مہینے کی خریداری سے امداد فرمائین اتنی ہی امداد پر ہم سال چھ مہینے مین دکھادینگے کہ ہمارے اغراض کیا تھی اور ملک پر انکا کیا اثر پڑا خط و کتابت دل کے پتے سے ہونا چاہیے۔

سید ریاض احمد مینیجر صلح کل پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ مقام گورکھپور۔ دفتر رجسٹری شدہ۔

مجھے ایک کھتیٹ بڑھیا مجھکے جو پینتالیس برس کی عمر مین اِسقدر ڈھلگئی ہو کہ ساٹھ برس کی پیرزال معلوم ہوتی ہو اپنی زوجیت مین لینا چاہا تھا۔ تاہم حقیقت حال یہی ہو اگم وہ مرد ہو مین یہ عورت ہون !! انھین اپنا فرض ادا کرنے اپنی عزت اور اپنا سفیرانہ عہدہ برقرار رکھنے کیلئے میری نصف دولت کافی ہو۔ بقیہ نصف رقم کا منافع اور تمھاری تنخواہ ملکے ایک معقول آمدنی مہیا ہوتی رہیگی۔ جسوقت تک تم میرے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ سلوک سے پیش آتے رہو گے تمام آمدنی تمھارے اختیار مین رہیگی۔ جب تم اِسکے خلاف برتاؤ کرو گے مین تمسے کنارہ کش ہو جاؤنگی اور یہ آمدنی بھی میرے نام منتقل ہو جائیگی۔ چونکہ دونون جانب سے فریبی کارروائی ہوئی ہو لہذا ہم دونون کبھی کسیکو کوئی الزام نہ دین اور ہم دونون ایک دوسرے کے رازدار رہین۔ دُنیا کے سامنے میان بیوی کے تعلقات قائم رہین اور خانگی زندگی مین بھائی بہن کے برتاؤ! کیا یہ سب شرطین منظور ہین؟"

"مین نہین کہہ سکتی کہ جسوقت مین نے لارڈ لینگبورٹ سے یہ باتین کہنا شروع کین اُسوقت وہ کسقدر متعجب اور حیرت زدہ معلوم ہوتے تھے۔ بہرکیف چونکہ مین اپنی داستان حتی المقدور بہت ہی جلد ختم کرنیوالی ہون لہذا مختصر یہ کہ جب مین اپنی تقریر ختم کر چکی تو کچھ دیر تک وہ سوچتے رہے اِسکے بعد بولے

اچھا یہی باہمی معاہدہ رہا۔ اِسکے جواب مین مین نے ہاتھ ملا کے رخصتی سلام کیا اور ایک شمع اُٹھا کر دُلھن کے لئے کمرہ مین چلی گئی جہان مین اکیلی سوئی اور اُنھون نے دوسرے کمرے مین آرام کیا۔

"یہ دونون تصویرین جو نعمت خانہ مین لگی ہوئی ہین ہم دونون کے عقد کے بعد ہی تُورین مین کھینچی گئی تھین۔ تم دیکھ سکتی ہو کہ میری تصویر کے اعضا بہ نسبت آجکل کے زیادہ دُبلے ہین اور میرے گال بہت بھرے بھرے معلوم ہوتے ہین۔ درحقیقت اُسوقت تک میرے گالون پر ایک حیرت انگیز بھرا پن موجود تھا۔ صرف گزشتہ تین چار برس سے میری یہ کیفیت ہوگئی ہو کہ گال بھی بیٹھ گئے۔ اعضا کے متعلق اُسوقت مین نزاکت کا زیادہ لحاظ رکھتی تھی اور اپنی اصلی جسامت پر صرف خفیف سی تیاری پیدا کر لیتی تھی حتی کہ اگر خود ملڈریڈ زندہ ہوتی تو اسیقدر معلوم ہوتی۔ ملڈریڈ کے اعضا ایک معشوقانہ گدرایا پن لیے ہوئے تھے اور چونکہ جو لوگ اُسے سینٹ پیٹرسبرگ مین دیکھ چکے تھے وہ اُسپر بھی نظر رکھتے تھے لہذا مین بھی اُسی تناسب کا لحاظ رکھتی تھی۔ چونکہ مین اپنی بیٹی کی ہو بہو نقل کر رہی تھی اسلیے جسقدر زمانہ گزرتا

روانگی کے ایک ہفتہ بعد وہان پہونچون تاکہ رسم نکاح سرکاری پادری کے ہاتھون محل سفارت مین ادا ہوا۔ اس عرصے مین جسقدر خیالات مجھے گزرتے رہے اُنکا بیان کرنا فضول ہی صرف اسی قدر کہدینا کافی ہو کہ تمام باتین حسب قرار داد انجام پذیر ہوئین اور مین حتی الامکان پرائیویٹ طور پر "لیڈی لینگپورٹ" ہو گئی۔ یورپ مین رسم ہو کہ شادی کے بعد ایک مہینے تک دولھا دُلھن ایک مقام سے دوسرے مقام پر نہین جاتے اور انگریز لوگ تو ایسے ملکی رسم کے بہانتک پابند ہین کہ اگر سفر مین شادی کا اتفاق ہوتا ہو تو جس مقام پر ہوتے ہین وہین ٹھہر جاتے ہین۔ عموماً شادی کا زور دولھا دُلھن دونو نکے خاندانی عزیز و اقارب اور دلی دوستونکے ساتھ جشن و مسرت مین بسر کیا جاتا ہو۔ لیکن چونکہ میرا اور لارڈ لینگپورٹ کا کوئی رشتہ دار نہ تھا جو مدعو کیا جاتا لہذا محض اُنکے چند منتخب ملاقاتیونکو ایک ڈنر دیا گیا اور انھین مہمانون مین وہ لیڈیان بھی شامل کی گئین جو نکاح کے وقت میری سہیلیان بنی تھین۔

"بہر کیف ضیافت و مہمانداری سے فراغت ہوئی۔ مہمان اپنے اپنے گھر سدھارے اور رات کے گیارہ بجتے بجتے بالکل سناٹا ہو گیا۔ اب مین اور لارڈ لینگپورٹ سفارت کے عالیشان اور آراستہ کمرے مین تنہا رہ گئے اور اُنکی محبت بھری نگاہین مجھ پر پڑنے لگین۔ اب مین نے کسی قدر دھمی اور استقلال کے لہجے مین کہا — اب وہ وقت آگیا ہی جب تمام ریاکاریونکا پردہ فاش ہو جانا چاہیے۔ تمہارے تمام حالات ایک اتفاق سے مجھے معلوم ہو چکے ہین اور اب مین بھی زیادہ عرصے تک اپنے حالات پوشیدہ نہین رکھ سکتی۔ تم دولت کے خواستگار تھے اور اس شادی سے تمہاری یہ خواہش پوری ہو گئی۔ مین ایک خطاب کی متمنی تھی اور وہ بھی اسی ذریعہ سے حاصل ہو گیا۔ تمنے قسم کھائی تھی کہ خواہ میرے رزرکی کوئی نوعیت کیون ہو اُس سے تمہین میری محبت کم ہو جائیگی اور مین نے تمہاری قسم پر اعتبار کیا۔ بخلاف اسکے جب مجھے تمہاری حقیقت معلوم ہو گئی تو تمسے ویسی محبت نہین باقی رہی۔ تاہم مین تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کرونگی گویا محبت کا حلف اُٹھا چکی ہون۔ جب پہلے پہل میرے تمہارے درمیان حرف محبت آیا ہوا اور رشتوا مین وہ یگانگت و یکجہتی پیدا ہوئی ہی جسکا لازمی نتیجہ شادی تھی تو مین نے خیال کیا تھا کہ مین ایک معزز اور نامور شخص کے زوجیت قبول کرتی ہون۔ اور تمنے خیال کیا تھا کہ مین ایک نوجوان اور خوبصورت بیوی پاؤنگا۔ اُسوقت نہ مین ہی نے تمکو ایک تباہ حال فضول خرچ مجھکے شادی کی زبان دی تھی نہ تمھین نے

جب تمام محل مین سناٹا چھا گیا لیڈی لینگیورٹ اپنے شب خوابی کے لباس سے فارغ ہو کے مسہری پر آرام کرنے کے لیے چلی گئین اور ایتھل آرائش خانمین کھڑی ہوئی اُن عازون گلگونون اور تمام سامانون کو بغور دیکھ رہی تھی یکایک وہ اپنے دل سے کہہ اُٹھی سعادا اللہ! دُنیاوی ہوا و ہوس کیلیئے ایسی خوفناک جو کھین بھی گوارا کیجا سکتی ہین؟

اس خیال کے ساتھ اُسے اس مقام سے ایک نفرت سی پیدا ہوئی اور وہ اپنے کمرہ مین چلی آئی۔ لیکن جب وہ اپنے پلنگ پر پہونچی اور اپنے پیارے بچے کو چھاتی سے لگاکے خیال کرنے لگی کہ اُسکی پرورش کیلیئے کوئی دوسرا ذریعہ ممکن ہی تو دھڑکتے ہوے دلکے ساتھ اُسے یاد آگیا کہ لیڈی لینگیورٹ نے اُسکی اور اُسکے بچے کی آیندہ خبرگیری کا وعدہ کیا ہی۔ یہی تسکین بخش خیال ایتھل کی خوبصورت آنکھون مین نیند بنکے سما گیا اور وہ اسطرح بیخبر ہو کے سو گئی کہ اُسکے پیارے بچے کا سر اُسکے گورے گورے سینے پر پڑا دھرا رہگیا۔

دوسرے روز لیڈی لینگیورٹ نے ایتھل سے درخواست کی کہ لندن جاکے بانڈ اسٹریٹ کے نامی عطر فروش سے بعض چیزین خرید لائے جو ہر لیڈی شپ کی تبدیل ہیئت کیلیئے درکار تھین۔ گاڑیکا ایک گھوڑا کسی اتفاق سے سواری دینے کے قابل نہ تھا اسلیے گھر کی گاڑی استعمال مین نہین آسکتی تھی۔ رتھ کرم پر سوار ہونا لیڈی لینگیورٹ اپنے خلاف شان سمجھتی تھین۔ اور وہ ایتھل کو بھی اس قسم کی سواریون پر سوار ہونے کی اجازت نہ دیتین اگر وہ یہ خواہش نظاہر کرتی کہ مجھے بھی اپنے لیئے لندن سے کچھ لینا ہی۔ حقیقت مین اُسے اپنے اور بچے کیلیئے گرمیو نکے ہلکے کپڑون کی ضرورت تھی کیونکہ اب مئی کا مہینہ قریب الاختتام تھا۔

چونکہ ایتھل کو جلدی بھی تھی اور کئی دوکانون پر جانا تھی لہذا اُسنے اپنے بچے کو ہمراہ نہین لیا۔ اسکی چندان ضرورت تھی۔ کیونکہ اُسکی عدم موجودگی مین دایہ اُسکی نگرانی کو موجود تھی جو دیہات کی تازہ آب و ہوا کی بدولت ایک شگفتہ اور مضبوط جوان لڑکی تھی۔ غرضکہ ایتھل تن تنہا اپنے کام کو روانہ ہوئی اور لندن پہونچکے جو کچھ اُسے لیا دیا تھا اُس سے حتی الامکان بہت جلد فراغت کر کے عطر فروش کی دوکان واقع بانڈ اسٹریٹ سے نکل رہی تھی کہ یکایک ایک عورت کو دیکھکے اُس کے ہوش اُڑ گئے جو گھبرائے ہوے انداز سے اُسکے برابر نکلکی یہ عورت بالکل سادے اور غریبانہ کپڑے پہنے ہوئے تھی جنھین دیکھکے ایتھل کے تعجب کی کوئی بھی حد نہ رہی اور وہ اپنے دلمین کہہ اُٹھی۔

جاتا تھا مین تدریجاً اپنی جسامت بڑھاتی جاتی تھی تاکہ اگر کوئی شخص جو ملڈریڈ کو سینٹ پیٹرسبرگ مین دیکھ چکا ہی اتفاق سے مجھے ملجائے تو میرا تن و توش دیکھکر اپنے دل مین کہہ اُٹھے نہ فی الحقیقت یہ وہی مس ملکم ہی جو روز بروز پھیلتی جاتی ہو!"

"لارڈ لینگیورٹ کے ساتھ میرا سُہاگ (اگر اُسے یہ خطاب دیا جاسکے) صرف دو برس قائم رہا۔ اسکے بعد اُنکا انتقال ہوگیا۔ جبتک وہ زندہ رہے ہم دونون اُنھین شرائط کے پابند رہے جو مین نے شبِ عروسی کو طے کرلیے تھے۔ اُنھون نے میرے حصے کے منافع کا علیحدہ انتظام کردیا۔ حتی الامکان میرے راز کو چھپانا چاہا اور مرتے دم تک پوری شفقت و مہربانی سے پیش آتے رہے۔ اُنکی ذاتی جائداد مین ہیڈن کورٹ اور اُسکے ملحقات کے سوا کوئی چیز قرضے سے بچی نہیں۔ جب سے اُنکا انتقال ہوا ہی مین زیادہ تر یہین رہتی ہون اور چونکہ اب یورپ کی آب و ہوا مجھے موافق نہین لہٰذا ارادہ ہی کہ بقیہ زندگی کے چند روز آرام سے یہین بسر کردون۔ اِس موقع پر اگر تمہارے دل مین یہ سوال پیدا ہو کہ اب مین نے یہ جال کسلیے پھیلا رکھا ہی تو اُسکا جواب تم میری زندگی کے مجموعی واقعات سے حاصل کرسکتی ہو۔ اب تک خودنمائی میرا ساتھ نہین چھوڑتی۔ گو یہ خودنمائی اُس زندہ دلی کا تقاضا نہین ہی کہ مین جوان معلوم ہون اور نوجوان زن و مرد میری تعریفین کرین۔ مگر مین یہ گوارا نہین کرسکتی کہ دنیا مین روسیاہی نصیب ہو لوگ چرچے کرین کہ میری زندگی کس ریاکاری مین بسر ہوئی ہی اور یہ ذلت و رسوائی حاصل ہو کہ مین اصلی ملڈریڈ نہین ہون بلکہ اُس کشتۂ حسرت ملڈریڈ کی حقیقی ماں ہون!"

## چھتیسوان باب

### ایک حیرت انگیز ملاقات

ہم اُن مختلف تاثرات و جذبات اور حیرت و استعجاب و نیز اُن بدگمانیون اور طرح طرح کے ناقص خیالات کی تصریح کرنا نہین چاہتے جو اِس عجیب و غریب داستان کے درمیان مین اتھل کو پیدا ہوتے رہے۔ صرف اِسی قدر کہدینا کافی ہی کہ جب یہ داستان ختم ہوئی تو اُسنے لیڈی لینگیورٹ کو یقین دلایا کہ جن فرائض کو مین اپنے ذمے لے چکی ہون اُنکی تعمیل تو حتی المقدور کرتی رہونگی لیکن اِس سے زیادہ اب مین کوئی اُمید نہین دلاسکتی۔ جو لیڈی لینگیورٹ کو بھی اب یہ جرأت نہ ہوئی کہ اُسے زیادہ جوکھم مین پھنسنے کیلیے مجبور کرین۔

"بڑے تعجب کی بات! آخر تمھارا کیا مطلب ہی؟ (کسی قدر بے پروایانہ تیور و نسے) غالبًا تمھین دھوکا ہوا یا مجھ مین کسیکی شباہت پائی جاتی ہوگی"

ایتھل ـ (جسکا تعجب اب انتہائی درجہ کو پہونچ گیا تھا اور منہ سے پوری بات نہین نکلتی تھی) شباہت! شباہت! یہ ناممکن ہی! نہین ـــ یہ کسی طرح ممکن نہین! اور تاہم ـــ"

اِس موقع پر عورت ایک خاص جانب دیکھکے دہشت آمیز تعجب کے ساتھ چیخ اٹھی ساتھ ہی ایتھل کی نظر بھی اُسیطرف اُٹھ گئی جدھر اِس عورت کی نگاہین لڑی ہوئی تھین اور اُسکے مُنہ سے بھی ایک خوفزدہ چیخ نکل گئی ـ کیونکہ سامنے ایک گلی کے موڑ پر اپنے معمولی فلیس ایبل لباس مین کونٹ مینڈ وائل کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا!

"شیطان" یہ لفظ عورت کے مُنہ سے ایک غضبناک حالت مین نکلگیا اور وہ کونٹ کیطرف جھپٹ پڑی ـ عورت کے تیور دیکھکے ایتھل سمجھگئی کہ کونٹ نے اسکے ساتھ کوئی دغا کی ہی اور وہان سے وہ اجل کھڑی ہولی ـ چلتے چلتے اُسنے مڑکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونٹ اور عورت دونون گلی کے موڑ پر کھڑے ہوے راز و نیاز کی باتین کر رہے ہین ـ اب ایتھل نے جلد جلد قدم بڑھائے اور اپنی راہ لی ـ کچھ دور نکل کے جیسے ہی اُسنے اپنی رفتار دھیمی کی اور کونٹ کے خوف سے اُسکے

حواس بجا ہوے تھے کہ کسی نے آہستہ سے اُسکے شانے پر ہاتھ رکھدیا ـ اور پلٹ کے دیکھتے ہی ایک ممتاز صورت اجنبی اُسکے روبرو تھا ـ

اِس اجنبی کی عمر کسی طرح ۶۵ برس سے کم نہین معلوم ہوتی تھی ـ قد لانبا تھا مگر کسی قدر جُھکا ہوا ـ چہرہ بہت وجیہ اور امیرانہ شان و شوکت لیے ہوئے ـ آنکھون سے اُس طبعی حرارت کے شعلے نکلتے تھے جو اتنی بڑی عمر پر بھی نہین بجھے تھے ـ بشرے سے ایک غیر معمولی استقلال ـ تند مزاجی اور سخت گیری کے آثار نمایان تھے جنھین مہذب انداز اور امتیازی تیورون نے کم و بیش اپنی پالِش مین چھپا لیا تھا ـ لباس سیاہ اور پوری طور پر افسرانہ وضع لیے ہوے تھا ـ بارانی کوٹ میں اکہرے بوتام گردن تک لگے ہوئے تھے ـ لیکن اوپر کے دو تین بٹن کھُلے ہوئے تھے جنھین سے ہیرے کی ایک بیش قیمت پن دکھائی دیتی تھی ـ اِس شخص کے انداز سے بوڑھی وضع کے کوئی بات نہین پائی جاتی تھی ـ بلکہ بخلاف اسکے ہر چیز سے زندہ دلی اور جوانِ طبعی کی علامتین ٹپک رہی تھیں ـ لباس مکمل اور جسیت ـ ٹوپی برش سے خوب صاف کی ہوئی ـ دستانے خوب چُھبے چُھبے ـ بوٹ خوب پالِش کیے ہوے اور اسقدر صاف کہ اُنپر ذرا سی گرد بھی نہین جمی تھی سبالے کی تراش خراش نہایت ہی سُتھری اور پاکیزہ اور یہ سب چیزین زبان حال سے کہ رہی تھین

"آہین لیڈی لیگیورٹ یہان کہان؟
اس ہئیت کذائی سے کدھر بھاگی چلی جا رہی ہین!
میرے پاس سے نکل گئین اور مجھے نہیں دیکھا!
یا اللہ! یہ کیا راز ہے! کونسا نیا اسرار ہے کہ عقل
نہین کام کرتی! مجھے اس حیلے سے لندن کیون
بھیجدیا؟ اور سب پر طرہ یہ کہ بجائے امیرانہ لباس
کے یہ غریبانہ کپڑے کیسے؟"

یہ سوالات اتھل کے دلمین اسقدر جلد
جلد پیدا ہوے گویا متواتر بجلیان چمک گئین
اور نقش بہ دیوار ہو کے رہگئی - لیکن معًا اس
راز کو دریافت کرنیکا شوق پیدا ہوا اور وہ
اس عورت کے پیچھے دوڑ پڑی برلنگٹن اسٹریٹ
واقع کارک اسٹریٹ کی طرف جھپٹی ــــ

**اتھل** - (عورت کی پرانی شال کا کونہ پکڑ کے)
"یا اللہ! یہ کیا بات؟ میری لیڈی! کیا کوئی
اتفاق پیش آیا؟ للہ کچھ بتاؤ! مین یور لیڈی شپ
کی منت کرتی ہون ــــ"

**عورت** "لیڈی شپ؟ اتفاق؟ اسکے
کیا معنی؟ تمہین کچھ دھوکا ہوا!" یہ کہکے عورت
اپنی شال چھڑا کے جلدی سے آگے بڑھی -

**اتھل** - (پھر عورت کے پاس پہونچکے) "دھوکا؟
نہین نہین!"

**عورت** - (اتھل کی طرف پلٹ کے اور
اُسپر بھرپور نگاہ ڈالکے) کہو تم کیا کہتی ہو؟"
جب اتھل نے بھی اس عورت کو

بغور دیکھا تو معًا اُسکی زبان سے "اے ہے" دو
نکل گیا اور خیال کرنے لگی کہ مجھسے صریح غلطی
ہوئی - کیونکہ اس عورت کی آنکھین نیلگون
تھین اور لیڈی لیگیورٹ سیاہ چشم - اس
عورت کے بال بھی بھورے تھے حالانکہ لیڈی
لیگیورٹ کے خضابی بال گہری اور چمکدار
سیاہی لیے ہوے ہوتے تھے -

**اتھل** - (معذرت خیز لہجے مین) "مین ایک
ہزار معافیان مانگتی ہون! واقعی مجھے دھوکا
ہوا - لیکن وہی انداز ــــ وہی مشابہت!
خداوندا! کیا ممکن ہے؟ نہین نہین!" (مضطربانہ
حالت مین) "نہیں ایسا نہین ہوسکتا! ــــ
تاہم - اُف! مین تمھین قسم دیتی ہون کہ صاف
صاف بتا دو! تم کون ہو؟"

اب عورت کو بھی کسی قدر تعجب اور
اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیا بات ہے اور
اُسنے کہا ــــ

**عورت** "کسی قدر تم پہلی مرتبہ کہہ چکی ہو
کہ تمھین مجھپر کس کا شبہ ہوا - آخر وہ کون ہے جسکے
شبہ مین تمنے پہلی مرتبہ بھی مجھے گھیرا تھا اور
اب بھی گھیرے ہوے ہو؟"

**اتھل** "نہین ابھی مین نہین بتاؤنگی پہلے
تم بتاؤ! بخدا مین تم مین سب وہی باتین
پاتی ہون ــــ"

**عورت** - (اور زیادہ مشتاق ہو کے)

اجنبی۔ (خفیف تبسم کے ساتھ جو مشکل سے محسوس ہو سکتا تھا) "ہان پہلے مجھے یہ یقین دلا دینا چاہیے کہ مین تم سے خلاصہ گفتگو نہین کر رہا ہون اسکے بعد اتنا اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ اسی طرح تم ایک اور شخص سے واقف ہو جسکا نام "کونٹ مینڈ وائل" ہے"

پھر اتھل پر ایک حیرت طاری ہو گئی اور اسمرتبہ وہ بھولے بھولے انداز سے چلا اُٹھی کہ — جناب اس گھڑی کے سوا کبھی میرا اُنکا سامنا تک نہین ہوا"

اجنبی۔ (پہلے سے بھی زیادہ خفیف مسکراہٹ کے ساتھ) یہ مجھے معلوم ہے۔ کیا تم کہین علٰحدہ چلکے دم بھر مجھسے باتین کر سکتی ہو؟ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ مین یہان شارع عام پر تم سے وہ باتین کہون!"

اتھل۔ (کسی قدر جھجک کے رُکھائی سے) "جناب میرے امکا مین کوئی ایسی جگہ جہان آپکو قدم رنجہ کرنیکی تکلیف دون۔ علاوہ برآن یقیناً مجھے کوئی ایسی ضروری بات بھی نہین معلوم جسکے متعلق آپ سے بات چیت کر سکون کونٹ مینڈ وائل سے میری بہت ہی کم شناسائی ہے۔ اسی طرح اُس لیڈی سے بھی جو کبھی مسلکم کے نام سے موسوم تھی —"

اجنبی۔ میڈم! میری اس درخواست پر کہ کسی اور جگہ چلکے گفتگو کرنا چاہیے ناراض نہو جسین خیال سے تمنے علٰحدہ چلکے گفتگو کرنیسے انکار کیا اُس سے اطمینان رکھو۔ تمہاری عزت پر کوئی حملہ نہین ہو سکتا نہ مین اس قماش کا آدمی ہون۔ میری گاڑی قریب ہی کھڑی ہوئی ہے اور اُس مین کونٹیس بیٹھی ہوئی ہین —"

اتھل — کونٹیس؟"

اجنبی۔ (پھر اُسی طرح مسکرا کے) "ارے مین بھول گیا! غالباً تم مجھسے واقف نہین (اتھل کیطرف بھرپور نظر ڈالکے) کیا کبھی تمنے کونٹ اٹوئیٹر کا نام سُنا ہے؟"

یہ سنتے ہی اتھل کو سکتہ ہو گیا کیونکہ وہ کونٹ اٹوئیٹر کی حقیقت سُن چکی تھی۔ اُسے خیال آگیا کہ یہ وہی روسی سفیر ہے جسنے پندرہ برس قبل لیڈی لیکبورٹ یا مس مسلکم کو جیسا کہ وہ اُس زمانہ مین مشہور تھین قسطنطنیہ سے بکڑ لیجانیکا منصوبہ باندھا تھا۔ اِس خیال نے اتھل کے دماغ مین سخت ہلچل پیدا کر دی اور وہ ایک لحظہ تک اس شخص کا مُنہ دیکھتی رہی جسنے دفعتہً اُسپر اپنی زبردست شخصیت کا اظہار کیا اور بہ افسانیت پیش آیا۔

کونٹ — کوئی تعجب نہین کہ تمنے تذکرۃً میرا نام سنا ہو گا۔ اب یقیناً تم میری درخواست قبول کرو گی؟ میری قیام گاہ یہانسے بہت دور نہین بلکہ چار ہی قدم پر گراس ونر اسٹریٹ

کہ یہ پیر مرد کوئی جوان طبیعت اور زندہ دل
شخص ہے۔ ان باتوں پر اتنا اور اضافہ تھا کہ
اس شخص کی موچھیں بھوری تھیں اور سر کے
بال اسقدر سفید اور باریک کہ انمیں سے کھوپری
کی جلد صاف نظر آتی تھی۔

اس اجنبی نے ایتھل کو ٹھہرا کے بغور
دیکھا لیکن چونکہ یہ نوجوان لیڈی دوسری معرد
عورتوں کیطرح زود رنج نہ تھی اسلیے اُسے اس
حرکت پر بُرا نہ مانا بلکہ ادب کے ساتھ جھک کے
اشتیاق سے اس اجنبی کا منہ دیکھنے لگی کہ وہ
کیا کہنا چاہتا ہے۔ اجنبی نے تعظیماً اپنی ٹوپی اُتارلی
اور تمکنت آمیز انداز سر کو خفیف سی جنبش دیکے
رسم سلام ادا کیا۔ لیکن اُسکے تیوروں سے کسی
قسم کی آوارگی اور عیاشی کے آثار نہیں ظاہر
ہوتے تھے۔

اجنبی۔ نوجوان لیڈی! معاف کرنا کہ میں نے
تمھیں اس آزادی سے ٹھہرا لیا لیکن مجھے ایک
امر کے متعلق تمسے چند منٹ گفتگو کرنیکی ضرورت ہے
جو میری عین خوشی کا باعث ہوگی اور جو دوسرے
لوگوں کیلیے بیحد ضروری ہے۔

اس ممتاز صورت شخص نے انگریزی
زبان نہایت روانی کے ساتھ ادا کی لیکن
کسی قدر غیر ملکی لہجے میں۔ واقعی طور پر بھی
یہ ایک غیر ملکی شخص تھا۔

ایتھل۔ جناب! یقیناً آپ کو دھوکا ہوا ہے۔
ایسی کوئی ضروری بات مجھے معلوم ہی نہیں
جسکے متعلق میں آپ کو کچھ بتانیکے قابل ہوں۔

اجنبی۔ معاف کرنا نوجوان لیڈی۔ مجھے نہ
یہی معلوم ہے کہ تم اُس بات کو صاف صاف
بتا دینا پسند کرتی ہو نہ یہی جانتا ہوں کہ تم اُن
لوگوں سے کیا برتاؤ کرنا چاہتی ہو جنکا مجھے حد درجہ
خیال ہے۔ لیکن جب میں تمھیں دیکھتا ہوں۔
معاف کرنا نوجوان لیڈی۔ تو تمہارے بشرے
سے اسقدر نیک طینتی اور صاف دلی
ٹپکتی ہے کہ ــــ

ایتھل۔ (بات کاٹ کے) جناب! یقین
چاہیے کہ اگر مجھے کوئی ایسی بات معلوم ہوتی تو
بالکل سچے دل سے آپکو بتا دیتی۔ اس کے لیے
آپ خود ہی انصاف کر سکتے ہیں۔ ضرور ہے
کہ آپکو مجھپر کسی اور کا دھوکا ہوا ہے۔

اجنبی۔ یہ صحیح ہے کہ میں تمھیں نہیں جانتا۔
لیکن تم بھی یقین ہی جانو کہ میں ناد ہوائی طور پر
نہیں کہہ رہا ہوں۔ تم ایک شخص در گذر کے اور
اپنی غلطی کی اصلاح کر کے ایک لیڈی سے
واقفیت رکھتی ہو جو کبھی "میلکم" کے نام سے
موسوم تھی۔ اب نہیں معلوم اُسنے کون سا
نام اختیار کیا ہے؟"

ایتھل گھبرا کے چونک پڑی اور اُسکا خوبصورت
چہرہ حیرت و استعجاب کی وجہ سے معمول سے زیادہ
دلکش نظر آنے لگا۔

دل نے ٹہوکا دیا کہ لیڈی لینگیورٹ یا اُس زمانے کی مس میلکم کے ساتھ کونٹ کی مخاصمت کا راز دریافت کرنے کیلئے اس سے بہتر موقع نہیں ہاتھ آسکتا - اور وہ دل ہی دلمیں کہہ اُٹھی ”اگر مین نے یہ راز دریافت کرلیا تو یقیناً لیڈی لینگیورٹ بہت ہی خوش ہوگی !“

تاہم جب ایتھل کونٹ کے ساتھ سوار ہوکے چلی تو اُسے طرح طرح کے خیالات - اندیشے اور خوف دامنگیر تھے - لیڈی لینگیورٹ کا خیال ایکطرف - اُس شکستہ حال عورت کا خیال دوسری جانب جسے اُسنے اپنی مالکہ کے دھوکے مین گھیر لیا تھا - کونٹ میڈوائل کی فکر مزید براں - علیٰ ہذا جو باتین کونٹ الونٹیز کی زبان سے سُنی تھین اُنپر علیحدہ استعجاب - اِس حالت مین اُسے خیال کیا کہ اکدم سے کسی راز سربستہ کا انکشاف ہوجائیگا -

یہانتک ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ گاڑی ایک عالیشان محل کے سامنے پہونچکے ٹھہر گئی - سب سے پہلے کونٹ گاڑی سے برآمد ہوا اور اُسکے بعد اُسنے فرداً فرداً کونٹیس اور ایتھل کو ہاتھ کا سہارا دیکے اُتارا - محل مین داخل ہوکے کونٹ نے ایتھل سے کہا ”مہربانی کرکے ذرا دیر تم کونٹیس کے ساتھ ٹھہرو مین ابھی تمسے ملتا ہون - مجھے ایک مراسلے کا انتظار ہے اگر وہ آگیا ہوگیا تو اُسکی تعمیل ضروری ہے“

اب کونٹیس ایتھل کو ساتھ لیکے ایک کشادہ اور فراخ زینے پر چڑھی اور اوپر کے درجے مین پہونچکے ایک کمرے کا دروازہ کھولکے جیسے ہی اندر قدم رکھنا چاہا معاً کسیکو اُسکے اندر دیکھکے (جسکی اُس کمرےمین اُمید نہ تھی) جھجک گئی اور چوکھٹ ہی پر سے نہایت مؤدب طریقے سے آداب بجالائی - اور اپنی زبان مین کچھ کہکے (جو ایتھل سمجھی تو نہین مگر قرینے سے اتنا بھانپ گئی کہ یہ اپنی مداخلت بیجا کیلئے نہایت عاجزانہ طور پر معذرت ہے) اُلٹے پاؤں پلٹنے ہی کو تھی کہ وہ خاتون جو اُس کمرےمین بیٹھی ہوئی تھی اور جسکی نظر ایتھل پر پڑچکی تھی پہلے فرانسیسی زبان مین پھر فصیح انگریزی مین یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی ”یہ کون لیڈی ہے؟ تم اسے یہان کیون لائین تھین؟ اور اب کیون واپس لیے جاتی ہو؟“

اِسکے جواب میں کونٹیس نے اسقدر مؤدب طریقے سے گویا وہ اپنی مخدومہ سے مخاطب ہے پھر کچھ اپنی ملکی زبان میں کہا -

اِسپر اس حسینہ نے جو فی الواقع ایک پریزاد معلوم ہوتی تھی ایتھل کیطرف مخاطب ہوکے کہا ”اخاہ! تم انگریز لیڈی ہو؟ میرے خیال مین تو ایسا ہی ہے! تمھین انگلش لیڈی کہنا بالکل زیب دیتا ہے - بخدا تم ایسی ہی حسین ہو! آؤ مہربانی کرکے اندر آؤ! تمسے تھوڑی دیر بات چیت کرنا میری عین خوشی کا باعث ہوگا“

مین ٹھہرا ہوا ہون۔ کونٹس تمہارا خیر مقدم نہایت ہی التفات و محبت سے کریگی۔ کیونکہ تمہارے بشرے سے اسقدر پاک باطنی ٹپکتی ہو کہ اسکے خلاف قیاس کرنا ممکن نہین "

ایتھل کے دلمین آیا کہ کونٹ الونیٹز کے ساتھ جانیسے صاف انکار کردے اور کہدے اگر آپکو مجھسے کہنا ئسنا ہی تو کسی مناسب وقت پر ہنڈن کورٹ مین تشریف لائیے۔ لیکن معًا اُسکے خیالات یکقلم تبدیل ہوگئے اور وہ بولی "بہت بہتر مائی لارڈ مین آپکے ہمراہ چلنے کو حاضر ہون"

اِسکے بعد دونون ماؤنٹ اسٹریٹ کیطرف بڑھے اور تقریبًا چالیس پچاس قدم تک پاپیادہ چلنے کے بعد ایک شاندار گاڑی کے پاس پہونچگئے جو ایک جوہری کی دوکان کے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ یہ کھلی ہوئی چوپہیہ گاڑی تھی جسپر مختلف قسم کے اسلحہ کی بیشمار تصویرین بنی ہوئی تھین اور دو عالیشان سُرنگ گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ گرد و پیش خدمتگار سبز اور سُنہری شاندار وردیان پہنے ہوے کھڑے تھے۔ گاڑی کے اندر ایک لیڈی سوار تھی جسکی عمر ساٹھ برس کے قریب ہوگی۔ لیکن اسکا پُرتکلف لباس اور بناؤسنگار بتا رہا تھا کہ ابتک وہ اپنے کو بارہ برس کی نوجوان لڑکی سمجھتی ہو۔ یہ لیڈی اپنے شوہر کے ساتھ ایک حسین اور نوجوان عورت کو دیکھکے متحیر ہوگئی۔ کیونکہ جب وہ جوہری کی دوکان مین زیورات دیکھنے کیلیئے گئی تھی تو اُسکا شوہر بغیر کہے سُنے ایک گلی مین ٹہلتا ہوا نکل گیا تھا اور وہان سے ایک لیڈی کو ساتھ لیئے ہوئے واپس آیا جسکا سان گمان بھی نہ تھا۔ گاڑی کے پاس پہونچتے ہی کونٹ نے جلدی سے روسی زبان مین چند لفظین کہین جسپر اُسکی بیگم ایتھل کے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آئین اور اپنے برابر بٹھال لیا۔ اسکے بعد کونٹ بھی گاڑی مین سوار ہوا اور گاڑی چل کھڑی ہوئی۔ چند ہی منٹ بعد گاڑی گراسونیر اسکوئر مین ہوکے ایک عالیشان مکان کے روبرو ٹھہر گئی۔ جتنی دیر مین گاڑی مکان پر پہونچی اُتنے عرصے مین کونٹس نے ایتھل سے خاص خاص اُمور کے متعلق انگریزی زبان مین گفتگو کی اور یہ تقریر اُسکے شوہر کی تقریر سے کچھ کم اثرانداز نہ تھی۔

لیکن اس موقع پر یہ عقدہ حل کردینا مناسب ہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے دفعتًہ ایتھل کے خیالات اسقدر تبدیل کردیئے کہ بجائے کونٹ کے ساتھ جانیسے کلیتًہ انکار کے اس مستعدی سے ہمراہ ہوگئی؟ پہلے اُسے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ چونکہ کونٹ الونیٹز کو کسی وجہ سے اُسکی محسنہ لیڈی لینگلیورٹ سے خفیہ مخاصمت ہی لہذا مجھے اُنسے نہ ملنا چاہیئے۔ لیکن معًا اُسکے

ٹپکتا تھا گویا ابھی سولھوان سال شروع ہے۔
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہو رخصت
وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا
لباس مین شاہانہ تکلف کے ساتھ سادگی
بھی ملی ہوئی تھی۔ اور یہ اُس قسم کا روسی لباس
تھا جسمین چند چیزین فرانسیسی وضع کی ہون چند
اٹالین طرز کی۔ اور چند اسپینیش ساخت کی۔
اور مجموعی حیثیت سے پارسیونکا لباس معلوم ہو
سر پر ایک بہت بھاری جوڑا تھا جس سے
سیاہ رنگ کی اوڑھنی بندھی ہوئی تھی۔ اگر اس
شاہزادی کی رنگت بجائے سُرخ و سفید ہونیکے
سانولی ہوتی اور اسی التزام سے بال اور
آنکھین بھی سیاہ ہوتین تو لباس کے اعتبار سے
اُسپر کسی جنوبی آفتاب پرست کی بیٹی کا دھوکا
ہو جاتا۔ وہ اوڑھنی جو بالونکے جوڑے سے بندھی
ہوئی تھی ایک اُلٹی ہوئی نقاب یا برقع کیطرح
پس پشت پڑی ہوئی تھی جس سے اُسکا خوبصورت
چہرہ اور دلکش خط و خال بالکل چھپنے مین پائے
اور جیسے ہی وہ ایک متوالی ادا سے اتھیل کے
پہلو مین آکے بیٹھ گئی یہ سیاہ اوڑھنی جو پس پشت
پڑی ہوئی تھی اُسکے چہرے کی خوبصورتی دکھانے
کیلیے بالکل وہی کام دینے لگی جو تصویر کی
سیاہ زمین ایک ابھرے ہوے خط و خال
اور دلکش شبیہ کیلیے دیا کرتی ہے۔
ناظرین دو ہی باتو مین اتنا سمجھگئے ہونگے
کہ شاہزادی نے اتھیل سے کسقدر بے تکلفانہ
طور پر گفتگو کا آغاز کیا۔ لیکن یہ بے تکلفی کسی
بدتمیزی پر مبنی نہ تھی بلکہ اِس سے ایک شاہانہ
رکھ رکھاؤ کے ساتھ وہ خوش اخلاقی۔ نیکدلی
ملنساری اور ایک اپنے لائق بھولی سے ملنے کا
اشتیاق مترشح ہوتا تھا جو سادہ مزاج اور
نیکدل شاہزادیونکا حصتہ ہے۔ کونٹ الوٹیز کی
بیگم بھی کسیقدر فاصلے سے ایک کرسی پر بیٹھ گئین
اور اگرچہ اُنکی ادب آموری اور تمیزداری
نوجوان شاہزادی کی خودمختارانہ کارروائی
پر صریحاً کوئی ناپسندیدگی ظاہر کرنیکی اجازت
نہین دے سکتی تھی تاہم اُنکے تیورون سے
ٹپک رہا تھا کہ حتی الامکان یہ ملاقات جلد
ختم ہونا چاہیے۔
شاہزادی۔ (اتھیل سے) "تم دیکھتی ہو کہ
مجھے انگریزون سے کسقدر اُلفت ہے مین اس
اتفاق سے بہت ہی خوش ہون کہ تم یہان
آگئین اور تمھاری زبان مین تمسے گفتگو کا
موقع ملا۔ اِس مرتبہ مجھے لندن مین آئے ہوے
چند ہی روز ہوے ہین۔ لیکن جب سے
یہان آئی ہون مشکل سے کوئی متنفس میری
نظر سے گزرا ہے اور مکان مین سطرح بند ہون
گویا وہ میرے لیئے ایک قفس ہو گیا ہے۔
کونٹیس۔ "ابھی اِسیوقت مین حضور کو
گاڑی مین سیر کرالائی ہون"

کونٹس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا اور اُسکے انداز سے کسیقدر رنجیدگی بلکہ ناراضی کے آثار جھلکنے لگے۔ حتیٰ کہ اُسنے پھر کچھ اپنی مادری زبان مین کہا۔ لیکن اسکے جواب مین نوجوان خاتون نے ایک تمکنت آمیز حقارت کے ساتھ کونٹس کے بیان کی تردید کرنے کے انداز سے ایتھل کیطرف متوجہ ہوکے کہا ــ "تمام دُنیا مین کوئی ایسا ذی مرتبت شاہنشاہ بھی نہین جسکی ایک انگلش لیڈی سے گفتگو کرنیمین توہین ہو! اگر یہ باقاعدہ طور پر کوئی خطاب یافتہ لیڈی ہوتین تو کونٹس مین تمھین تماری ہمراہی مین ہرگز نہ پاتی! اب چونکہ اتفاقاً مین اسجگہ موجود ہون جہان تمھین میری موجودگی کا گمان نہ تھا لہذا مین اس اتفاق سے اپنا دل خوش کرنا چاہتی ہون میرا یہ مطلب ہو کہ تھوڑی دیر اس انگلش لیڈی سے بات چیت کرون"

کونٹس نے دیکھا کہ یہ نوجوان نازنین ایتھل سے بات چیت کرنے پر مصر ہو اور اب عدول حکمی مناسب نہین لہذا اُسنے ایتھل سے مخاطب ہوکے کہا ــ "شاہزادی صاحبہ چاہتی ہین کہ تم چند منٹ کیلیے یہان ٹھہر وا!"

اب ایتھل بھی نہایت ہی مؤدبانہ طور پر نوجوان شاہزادی کو آداب بجالائی کیونکہ اس سے پہلے اُسے اسکا علم نہ تھا۔ اور شاہزادی نے نہایت ہی خوش اخلاقی سے کہا ــ "آؤ میرے پاس کوچ پر بیٹھ جاؤ! کچھ اندیشہ نکرو! بالکل تکلف دور کردو جو انگریزونکا خاص شیوہ ہو (ہنسکے) اچھا آؤ اب ہم تم باتین کرین مجھے انگریزونسے بہت اُلفت ہو۔ مین دو تین برس تک انگلستان مین رہ چکی ہون جب ایک نوجوان مس یعنی ایک انگریز لیڈی میری اُستانی تھین۔ یہی وجہ ہو کہ میڈم مین تماری زبان بے تکلف بول رہی ہون"

قبل ازین کہ موجودہ سین کا سلسلہ آگے بڑھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ چند سطرین شاہزادی کے سراپا مین بھی قلمبند کیجائین۔ یہ ایک حور وش نازنین تھی اگرچہ کامل طور پر حسین نہین تاہم بہت ہی پیارا اور دلکش حُسن پایا تھا۔ خط وخال مین ایک نمایان دلکشی اور پاکیزگی تھی۔ ہلکے بھورے رنگ کے بال بالکل سونے کے تار معلوم ہوتے تھے۔ آنکھین بڑی اور کٹیلی۔ پتلیان شفاف نیلے رنگ کی۔ پلکین نکیلی اور برچھیون کیطرح پرا جمائے ہوے جنکی نوکین اسقدر چمکدار تھین گویا آفتاب سے سُنہری کرنین نکل رہی ہین۔ اعضا مادکل و ریاسانچے مین ڈھلے ہوئے۔ چہرے سے فرشتونکی ایسی معصومیت اور بھولاپن برستا تھا۔ قد وقامت سے پریونکی نزاکت اور ہلکاپن ظاہر ہوتا تھا۔ عمر اندازاً سترہ اٹھارہ برس سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن آواز کا لوچ۔ بھولی بھولی ادائین اور الھڑ تیور دنسے

# جنرل ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اس ایجنسی کی معرفت لکھنؤ کی تمام اشیا حسب تفصیل ذیل عام طور پر کفایت اور عمدگی مال سے ساتھ روانہ کیجاتی ہین تین سال مین اس ایجنسی نے اپنی خوش معاملگی کی وجہ سے جسقدر ترقی کی ہو وہ اہل معاملہ حضرات سے پوشیدہ نہین ـ جو حضرات نیا معاملہ کرینگے اُنھین جدید تجربہ حاصل ہوگا ۔ اسلیے کم قیمت چیزون کا نرخ ہی نہین لکھا گیا کہ وہ ضرور ناقص ہونگی ۔

## عطریات

روح گلاب ـ نمبر اول فی تولہ لثہ
نمبر دوم ،، ضثہ
روح خس ـ نمبر اول ،، سے ر
نمبر دوم ،، صہ ر
روح پانڑی ـ نمبر اول ،، ہیے ر
عطر گلاب ـ فی تولہ ـ عثہ ـ یثہ ـ صہ ـ سے ـ عہ ر
عطر حنا ـ ،، صہ ر ـ للعہ ر ـ سے ر ـ عا ر
عطر برگ حنا ـ ،، ......... ہیے ر
عطر حنس ـ ،، عا ر ـ عا ر ـ عہ ر
عطر شہناز ـ ،، عا ر ـ عا ر
عطر سہاگ ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ ر
عطر ارگجا ـ ،، عا ر ـ عہ ر
عطر شمامۃ العنبر ،، ...... صہ ر
عطر اگر ـ ،، سے ر ـ صہ ر
عطر موتیا ـ ،، صہ ر للعہ ر سے ر عا ر
عطر موگرا ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ ر
عطر چمیلی ـ ،، صہ ر للعہ ـ عا ر عہ ر
عطر جوہی ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ ر
عطر کیوڑا ـ ،، سے ر ـ عا ر ـ عہ ر
عطر مولسری ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ ر
عطر چمپا ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ
عطر کسم ـ ،، عا ر ـ عہ ر
عطر ناگیسر ـ ،، ...... للعہ
عطر سنگترہ ـ ،، عا ر ـ عہ ر ـ عہ ر
عطر دونا ـ ،، عہ ر ـ عہ ر
عطر گل ـ ،، عہ ر ـ عہ ر

## روغن خوشبودار

روغن بیلا ـ فی سیر ـ صہ ر ـ للعہ ر ـ عا ر
روغن چمیلی ـ ،، سے ر ـ صہ ر ـ للعہ ر ـ عا ر
روغن حنا ـ ،، سے ر ـ صہ ر ـ للعہ ر ـ عا ر
روغن کیوڑہ ،، سے ر ـ صہ ر ـ للعہ ر عا ر
روغن مصالح ـ ،، عا ر ـ عہ ر

## تمباکو خوردنی خوشبودار

قوام تمباکو مشکی ـ فی تولہ ۶ ر ـ ۴ ر
گولیان خشک مشکی ـ ،، ۱۰ ر ـ ۸ ر

## تمباکو کشیدنی خوشبودار

نمبر اول فی سیر عہ ر ـ ۱۲ ر
نمبر دوم ،، ۸ ر ـ ۶ ر

## چکن

ساریان ـ فی عدد ـ سے ر ـ صہ ر ـ عہ ر سے ر
دوپٹے ،، سے ر ـ عا ر ـ عا ر ـ عہ ر
تھان ـ عرض ۱۲ گرہ ـ طول ۹ گز ـ عہ ر صہ ر
کلاہ دوپلی ـ عا ر عہ ر عہ ر ۱۲ ر ـ ۸ ر ـ ۴ ر
کلاہ مندیل نما ـ عا ر ـ عہ ر ـ ۱۲ ر

## فردین اور لحاف وغیرہ

فردین ـ فی عدد ـ صہ ر ـ للعہ ر ـ سے ر ـ عا ر
لحاف ـ ،، للعہ ر ـ سے ر ـ عا ر
پلنگ پوش ،، ـ سے ر ـ سے ر ـ عا ر ـ عا ر

## چیدہ ناول

فردوس برین ـ از حضرت شرر ـ عہ ر
مقدس نازنین ـ ،، عہ ر
فتح اندلس ،، عا ر
ڈاکو کی دلھن ـ ،، ۱۰ ر
آغا صادق کی شادی ـ ،، ۱۲ ر
حسن بن صباح ـ ،، ۶
ایام عرب ہر دو جلد ـ ،، عا ر
فلورا فلورنڈا ـ ،، عہ ر
حرم سرا مکمل ـ از حضرت ریاض ـ سے
کامنی ـ از پنڈت رتن ناتھ سرشار ـ عا ر
شباب لکھنؤ ـ از منشی احمد علی صاحب ابی اے ـ عہ ر
طلسمی فانوس ـ از ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ ـ عا ر
عروج و زوال ـ از ایڈیٹر صاحب خدنگ نظر ۴ ر
کمند گیسو ـ انگریزی ناول کا ترجمہ ـ ۸
رہبر ـ ایضاً ۱۲ ر
کاوش دل ـ از سید عاشق حسین ۸
نشتر ـ مشہور ناول عہ ر

## تصنیفات حضرت داغ دہلوی

گلزار داغ دیوان ـ عہ ر
آفتاب داغ ،، ۱۲ ر
انتخاب داغ ـ کل دواوین کا انتخاب ـ عہ ر
فریاد داغ ـ مثنوی ۴ ر

المشتہر
مینیجر خدنگ نظر لکھنؤ

شاہزادی "اونھ! صرف دو کانون پر گھونسے بھرنے سے بجز پانون تھکانے کے اور کیا ملگیا!" (پھر ایتھل کیطرف مخاطب ہو کے) "پیاری میڈم مہربانی کر کے یہ تو بتاؤ کہ مین تمھین کس نام سے یاد کرون؟"

ایتھل نے اپنا نام مسز ٹریور بتایا اور شاہزادی نے اُسپر محبت بھری نگاہ ڈالکے کہا "اخاہ یہ کہو! تمھارا بیاہ ہو چُکا ہی؟"

معاً ایتھل کے چہرے پر ایک غمگین تغیر پیدا ہو گیا اور شاہزادی نے متاثر ہو کے نہایت ہی حلیم لہجے مین کہا "حیف! مجھے افسوس ہی کہ لاعلمی مین میری زبان سے ایسا کلمہ نکل گیا جس سے تمھین صدمہ ہوا۔ معاف کرنا۔ شاید۔ شاید تمھارے شوہر قضا کر گئے؟ ہاہ! تمھارے انداز سے تو ایسا ہی پایا جاتا ہی! (ایتھل کا رنج ٹالنے کی غرض سے بشاش چہرہ بنا کے خوش کرنیوالے لہجے مین) اچھا یہ بتاؤ کہ تمھارا پیدائشی نام کیا ہی؟"

ایتھل کو اِس نیکدل اور کمسن شاہزادی کی اِس بے تکلفی اور بھولی حرکتون پر تبسم آگیا۔ لیکن اُسنے فوراً اپنا پیدائشی نام ایتھل بتا دیا۔

شاہزادی "ایتھل؟ کتنا پیارا نام ہی! اُہو ہو کیا پیارا پیارا نام ہی! (بچون کیطرح خوشی سے تالی بجا کے) اب مجھے بھی اپنا نام بتانا چاہیے۔ تمنے کبھی کا ہیکو سُنا ہوگا۔ میرا نام ہی را اگزانا۔"

دفعتہً دروازہ کھُلا اور کونٹ الونٹیز نے اندر داخل ہونا چاہا۔ لیکن شاہزادی کو دیکھکے لمحہ بھر کیلیئے اُسپر بھی حیرت طاری ہو گئی۔ مگر صرف ایک لمحہ کیلیے۔ اِسکے بعد وہ مؤدب طریقے سے آداب بجا لا کے کہنے لگا "مجھے افسوس ہی کہ حضور نے جس نوجوان لیڈی کو ہمنشینی کا افتخار بخشا ہی اور جس سے سرگرم گفتگو ہین وہ زیادہ دیر حضور کی خدمت مین نہین ٹھہر سکتی۔ اتفاقاً اِسوقت اِسے ایک ضروری کام درپیش ہی۔" یہ فقرہ کونٹ نے عمداً انگریزی زبان مین کہا تاکہ ایتھل اُسکا اشارہ سمجھ جائے۔

شاہزادی۔ (ایتھل کو دونون ہاتھونسے پکڑ کے) "ابھی تم اِنھین میرے پاس سے نہین لیجا سکتے! ابھی تو ہم دونون مین پوری جان پہچان بھی نہین ہوئی۔"

شہزادی کی اِس بیساختہ محبت اور ملنساری پر ایتھل کے آنسو بھر آئے اور اُسنے عرض کیا۔ "

ایتھل "فی الحقیقت اسوقت مجھے حضور کے قدمونسے جُدا ہونیکی ضرورت ہی۔"

شاہزادی "کیا تم دوبارہ مجھسے ملنے کا وعدہ کرتی ہو؟"

ایتھل نے شش و پنج کیحالت مین کونٹ اور کونٹیس کیطرف نگاہ دوڑائی کہ اِس سوال کا کیا جواب دیا جاے۔

یادگار سالگرہ مبارک
اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوبعلیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ

جلد ۶ نمبر ۱۱
Vol. 6. No.

# خدنگ نظر

اردو علم ادب
کے
خزانے کا ایک نہایت قیمتی۔ خوبصورت
اور دلکش زیور جسمین مضامین نظم
اور ناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
مین ماہوار شائع ہوتے ہین

بصد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر اڈیٹر و پروپرائٹر

آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

# صلائے عام

اُردو شاعری کی عام بیقدریون سے متاثر ہو کے مشہور سحر نگار جناب مولوی میر ناصر علی صاحب
خان بہادر ذیل کا مضمون ارسال فرماتے ہین جو شکریے کے ساتھ شائع کیا جاتا ہی۔ ایڈیٹر

دوش فریادِ انیسے سینہ ہا مجروح کرد نشترے گویا کہ در ہر نالہ پنہان کردہ بود

"صلائے عام" نامی اشتہار سے جو کلام مین نے تہنیت جشن کیلیئے چاہا تھا اچھا
جمع ہو گیا۔ میرے جاننے والون نے میری خاطر سے۔ بعض نے طبع آزمائی کے خیال سے
اور سب نے ایسی مبارک خوشی کی تقریب مین بہت جی لگا کر لکھا۔ مگر اس مشغلہ مین
جو تحریرین میرے پاس آئین اُن سے یہ رنج ہوا کہ اہل سخن کو شاعری کیطرف سے مایوسی
ہی۔ کسی نے لکھا کہ شاعری مین کمال کسکو دکھایئے؟ کوئی شاکی ہی کہ اِسکے سمجھنے والے نہین
اور زیادہ تر اِسکا افسوس ہی کہ ضروریات روزمرہ کی ضیق شاعری کو مٹائے دیتی ہی۔
میرا ارادہ ہی کہ آج اُنھین تحریرون کے جواب مین کچھ عرض کرون ؎

اقدسی نالہ ات الماس فشاند بہ جگر در گلوئے تو مگر خنجرِ قاتل بشکست

اِسمین شک نہین کہ شاعری کی بیقدری جو ہندوستان مین ہو رہی ہی ایسی
کسی مُلک مین نہین۔ اِسی مُلک مین شاعری کی داد نہین ملتی۔ آپ خفا نہون شاعری
کی بیقدری قوم کے ادبار مین سمجھیئے۔ جس قوم مین شاعر ذلیل سمجھے جائین اُس قوم
کا دل و دماغ معلوم ؎

فغان ز سُستیٔ بازوئے موج این دریا کہ کشتیم بشکست و کنار نزدیک است

نیچر نے سب سے پہلے نظم کو دلون پر اثر ڈالنے کیلیئے موزون کیا۔ مان اپنے
بچے کو لوریون سے سُلا دیتی ہی۔ ولایت مین نرسری رائمس
nursery rhymes تعلیم کا دیباچہ ہی۔ نثر مین صبح سے شام تک سمجھایئے
تو بھی دل تک مشکل سے پہونچے۔ نظم زبان سے نکلی نہین اور دل پر نقش ہوئی نہین
دل سے دل کو اگر راہ ہی تو شعر سے ہی۔ اگلی قومون مین جو بات یادگار زمانہ سمجھنے
کے قابل ٹھہری نظم مین لکھی گئی۔ اُسوقت کے لوگ جہانتک نظم سے کام چلا نثر کیطرف
متوجہ ہوئے ہیانتک کہ رفتہ رفتہ جسطرح اور معمولی علوم و فنون انسان کے ذہن مین آئے

# قواعدِ خدنگ نظر

۱ یہ ماہوار رسالہ ہر انگریزی مہینے کی **آخری تاریخ** کو شائع ہوتا ہے۔ اسکے **تین حصّے** ہین (حصۂ اول مین) **مضامین** علمی۔ تاریخی۔ اخلاقی اور نیچرل نظمین۔ (حصۂ دوم مین) **غزلیات** ہمطرح اور نامور شعرا کا غیر طرح کلام اُردو۔ فارسی (حصۂ سوم مین) مسٹر رینالڈز کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز **ناول** کا ترجمہ۔ ہر حصے کی ضخامت ۱۶ **صفحات** ہین۔ مکمل رسالہ ۴۸ صفحے پر علاوہ ایک **رنگین طلائی** کام کے ٹائیٹل پیج کے شائع ہوتا ہے۔ بنظر آسانی عام اس پرچے کا ہر سہ حصہ علیحدہ بھی مل سکتا ہے۔ درخواست خریداری کے ساتھ جن حصص کی خریداری منظور ہو اُنکی تصریح ضرور کرنی چاہیے۔

۲ قیمت ہر سہ حصہ **تین روپیہ** سالانہ۔ کوئی دو حصّے جو **خریدار حضرات** پسند کرین **دو روپیہ** سالانہ مین ملین گے۔ کسی ایک حصے کی قیمت **ایک روپیہ چار آنہ** مع محصولڈاک مقرر ہے۔ مربیان رسالہ اور امراء عظام سے ۵ر سے ۶ر تک۔

۳ چونکہ اس رسالے کی اشاعت سے محض اُردو لٹریچر کو باقاعدہ اور مفید بنانا منظور ہے لہذا مذکورۂ بالا سبجکٹ کے علاوہ اور کسی مذاق کے مضامین وغیرہ نہین لیے جائین گے۔ اشعار غزلیات بھی وہی منتخب ہونگے جو لٹریچر کے لیے مفید ہون اور فن و زبان کے اعتبار سے قابل اشاعت سمجھے جائین۔ جن حضرات کو اپنے کسی غیر منتخب شعر کیلیے کچھ اعتراض ہو وہ مشہور اساتذہ سے استصواب کرکے اپنا اطمینان کرلین نہ کہ ایڈیٹر کا ہرج اوقات فرمائین۔

۴ نمونے کا پرچہ ۴ر ۳ اور ۲ر کے **ٹکٹ وصول ہونے** پر حسب تشریح بالا ارسال ہوگا نہ کہ **مفت**۔

۵ ہر ماہ کا پرچہ تاریخ معینہ پر نام بنام ارسال ہوگا۔ اگر احیاناً کسی ماہ مین کسی صاحب کو نہ پہونچے تو ایک ہفتے کے اندر اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا۔ بعد کو نصف قیمت لیجائیگی۔

۶ اگر کوئی صاحب ایک مقام سے دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تو **وقت روانگی** اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع فرمادین اور اس امر کا لحاظ رکھین کہ تاریخ اشاعت سے قبل اُنکی اطلاع وصول دفتر ہو جائے ورنہ پرچہ نہ پہونچنے کے ہم ذمہ دار نہین۔

۷ جواب طلب اُمور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال ہو ورنہ جواب نہین دیا جائیگا۔ بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔ تمام خط و کتابت بنام **ایڈیٹر** صاحب ہونا چاہیے۔

المشتھر

**مینجر خدنگ نظر لکھنو**

موزون لگاتا ہو ع

بیلے ناقہ حردستان دل شکستہ کیست کہ این صدا بہ صدائے جرس لمی ماند

ابوالفضل نے اکبرنامہ لکھتے وقت بڑے دعوے سے فردوسی کو طعنہ دیا ہو کہ شاہنامہ مین ایسی عمر خراب کی اکبرنامہ لکھا اُس سے اچھا کام ہو - ابوالفضل کو یہ معلوم نہ تھا کہ اکبرنامہ کو اکبر کے بعد کوئی نہ دیکھے گا - سو بھی ہندوستان مین - اور شاہنامہ قیامت تک جہان زبان فارسی سمجھے والے ہین جان سے زیادہ عزیز رہیگا - بلکہ نثر مین جو اکبر کی تعریف ابوالفضل نے لکھی وہ اسقدر مشہور نہیں جسقدر محمود کی ہجو نظم مین ہو - یہ تاثیر شاعری کی ہو ع

چون مرا بر پرو ستراب مرا مریز + یک قطرہ این شراب بہ صد خون برابر است

نظم کے خلاف جو اتبک کیسی راے میری نظر سے گذری فلاطون کی ہو کہ اسنے اپنی تصنیف Republic نامی مین جمہوری سلطنت سے شاعرون کو خارج کیا ہو لیکن فلاطون کی یہ راے جمہوری سلطنت کی نسبت ہو اور وہاں بھی فلاطون کے نکالے سے شاعری نہ نکلی - رہی اور سلطنتیں انکی رونق اور نمود شاعرون سے ہو - کوئی قوم وحشی سے وحشی شاعری بغیر نہین سُنی اور تہذیب و اقبال والی قومین شاعری کے بغیر نہین سکتین -

نثر کی تو یہ مثال سمجھیے کہ مسافر نے راستہ پوچھا اور آپ نے بتا دیا کہ فلان کو جیے - نظم کی یہ مثال ہو کہ اُس کوچہ کو کوچۂ جانان سا دیا جہان نہ ہو تجھے تو لطف زندگی نہین ع

اُٹھا قدم جو آگے کو اسے راہ نہیں پیچھے تو چھوڑ آئے کہین اُسکا گھر نہیں

اب آپ دیکھ لین کہ دل و دماغ خوش کرنے کیلئے شاعری سے بہتر مشغلہ نہین - رونا ہی تو اُسکی بیقدری کا ع

سکایت برایت بہ ار دل بداغم + اگر عیب ایں جامہ تنگی است

مجھے اُمید ہو کہ مین نے شاعری کی خوبیاں ثابت کر دیں اب اسکی بیقدری کر نیوالے بیقدری کی وجہ لکھین تو یہ مرحلہ کسی نہ کسی طرح طے ہو سکے ع

چاک ہائے سینہ تا دامن رساندن کار من سینہ کاویدن جگر سوراخ کردن کار کیست

نیازمند

ناصر علی

ایک مدت کے بعد نثر کا خیال ہوا جسوقت کہ مذہب عیسائی ارروے علوم دستخط کرنا نہین جانتا تھا اور اسلام کو دستخط کی جگہ نشان العبد سے زیادہ لیاقت نہ تھی اگلے زمانے کی قدیم تصانیف نظم کی ابتک دیکھ لیجیے۔ مہابھارت۔ ہومر۔ زبور۔

اور جیسے یونانیون مین اریکلس oracles (جنھین ہاتف غیبی کی آواز سمجھے تھے) پر تمام دنیا و دین کے کار وبار کا مدار تھا۔ کوئی کام بغیر oracles کی صلاح کیے ہوتا تھا۔ یہ oracles. oracles مقفیٰ ہوتے تھے۔ نظم مین ہوتے تو کچھ اثر ہوتا۔ نثر والے ہاتف غیبی کو کیا جانین؟

علاوہ اسکے سب سے پہلے انسان کو جب اظہار فصاحت کا خیال ہوا ہوگا۔ ضرور ہے کہ نظم مین ہوا ہو۔ دنیا مین لوگون کو جمع کر کے جسنے بات کی ہوگی نظم مین کی ہوگی پھر اظہار خیال کیلیے جسکا اثر دور تک پہونچے اُن دنون لوگوں کا مجمع کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ آجکل کیطرح اخبار نہ تھے۔ چھاپہ نہین اور تو اور کاغذ تھا۔

پھر اپنے خیال کا اثر دوسرے پر ڈالا جائے توکسطرح۔ یہی طریقہ تھا کہ نظم مین کہیے۔ نظم کے باعث اثر جلد ہوگیا اور دس ہزار آدمیوں نے سُنا تو ایک ہی اڈیشن edition کی بات کہتے دس ہزار کاپیان ہوگئین اور اشاعت پاگئین۔

سرایۂ عالم کے بیان کرنے کیلیئے (جسے آرزوے مذہب اظہار حق کہیے) نظم ہی زیادہ موزون ہے۔ عقائد مذہبی کا مدار دل کے خیالات پر ہے جنھین انگریزی میں مسلمات کہتے ہین۔ اِن خیالات کی جگہ شاعری ہے جسکی وجہ سے اچھی صورت اچھے لباس مین نظر آئی۔ عروس جمیل ولباس حریر۔

اس تمہید سرتی سے میری غرض یہ ہے کہ اردوے بحر وعقائد والہام شروع سے نظم ہی کی قدر رہی ہے

روز رسے کہ چشم شوخ تو مست غرور بود ورسنگ بود شیشہ و آئینہ کور بود

عوام کیلیئے نثر تو خاص کیلیئے نظم ضرور ہے۔ نثر تو دو کا مدار ان کے حساب کے بل اور تقاضائے فرض کیلیئے اچھی ہے۔ دل و دماغ خوش کرنا ہو تو شاعری بغیر مزا نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ درد مصیبت مین بھی نظم ہی کام آتی ہے۔ چکی پیسنے والی گیت سے تکان کا علاج کرلیتی ہے۔ فقیہ اپنا سوال زیادہ مؤثر کیا چاہتا ہے تو صدا سے

۱۱

"تیرگی جہل جس کے پاس آسکتی نہین"
"چپہ چپہ ہو یہان کا وہ مقدس سرزمین"
"دور رکھ ایپا مسخر اور حقارت کی نظر"
"ان اداؤن کا نہین اِس پاک خطہ مین گذر"
"جتنے یہ گلہاے رنگارنگ ہین اسمین کھلے"
"سینچتا ہون سب کو خونِ دل سے اِتنک پاک سے"
"جھاڑیان لاَرل کی ان پھولون پہ ہین سایہ فگن"
"تا نہ کُھلائیں تعصب سے ترے داو دل شکن"
"آنکھ مین ٹوٹا ہوا لاہے تنفس میں ترے"
"مارجا (او مدلظر ظالم) یہ پودوں کو مرے"
"چہچہے کرتی ہے بُلبُل اِس حریم پاک مین"
"تو لے گر رکھا قدم ملجائیگی وہ خاک مین"
"صحن گلشن مین ہے فوارہ اِک ایسا چھوٹتا"
"مثل برقِ طور جسکی غیر فانی ہے ضیا"
"آرہی ہے صاف خوش آہنگ نغمہ کی صدا"
"اور وہ نغمے ہوا مین رات دن گونجا ہوا"
"ایک کویل ہو کہ سینے سے پھُدک کر کوہ کے"
"جو کہ واقع ہے وہاں کچھ فاصلے پر باغ سے"
"ارغوان زار چمن میں اُڑکے آتی ہے مگر"
"کھینچ لیتا ہو اُسے پھر کوہ اوجِ عرش پر"
"غیر فانی عشق کا وہ گا رہی ہے ایک راگ"
"عالم پیری کا ماتم نوجوانی کا سہاگ"
"گو صدا اُسکی نہایت صاف اور بھرپور ہے"
"تو نہین سُن پائیگا ہین گوش دل بہرے ترے"

# شاعر کا دل

انگریزی نظموں کو بلحاظ اُردو اوراں کے نظم کہنا ہی سچا ہیے - انکو دو مصرعے بشکل ایک سانچے مین ڈھلے ہوئے اور ایک پیمانے سے بپے ہوے ملین گے - ایک اکثر اُنگل بھر کا ہوگا تو دوسرا اکثر چار اُنگل کا - کہیں ایک بند مین تین مصرعے ہونگے کہیں پانچ - ایسی بیقاعدہ نظموں کو اُردو ایسے بے تُلے اوزان مین تولنا اور پھر اسطرح سے کہ شعرا کی نکتہ سنج جماعت (جنکا یہ حال ہو کہ صرف قافیہ ہونے سے نظم کو موزوں ہی نہین مانتے) اُسکو قبولیت کی نظر سے دیکھے کوئی آسان نہیں ہی بلکہ ممکن ہی نہیں جب تک اُسکے مصرعوں کی کمی بیشی مترجم اپنی طرف سے پوری نہ کرے - لیکن اس اضافہ کو اصل مضمون میں اسطرح ملا دیا کہ گویا وہ بھی اصلی ہو ایک قسم کی کھُلی کھُلی چوری ہو - جسقدر اضافہ مجبوراً کرنا پڑے اُسکو صاف دکھا دینا چاہیے -

ذیل کی نظم انگلستان کے مشہور ملک الشعرا انگلستان لارڈ ٹنی سن کی مشہور نظم (Poems) کا ترجمہ ہو جسمیں مارکیال شاعرے وہ جذبات ظاہر کیئے ہیں جنسے ہماری اُردو لٹریچر کا خزانہ خالی ہو - ہم اِس نظم کو اپنے دوست منشی نوبت رائے صاحب نظر کی فرمایش سے اُردو مین ترجمہ کر کے مدرجہ نگاہ کرتے ہیں - جہاں کہین ضرورت شاعری سے مجبور ہو کر ہمکو اصل مضموں پر کچھ اضافہ کرنا پڑا ہو اُسکو ہم انڈر سرکیٹ (قوس مین) کیے دیتے ہین تاکہ نظم نظم رہے اور یاران سخن سنج اُسکو بے تکی شاعری نہ کہین -

"مت دُکھا شاعر کا دل ظالم کبھی تو بھول کے"
"اپنی اوچھی عقل سے اور اپنی اوچھی فہم سے"
"مت دُکھا شاعر کا دل تو بہا رداے نکتہ چین)"
"اُسکے تو جذبات کا اندازہ کر سکتا نہین"
"صاف اور روشن رواں ہین صورتِ نہر بلور"
"صاف مثل باد (بستان) اور روشن مثل نور"

# غنچہ و گل

یوں تو چمنستان عالم مین ایک سے ایک بڑھکر قدرت آمیز سیریان موجود ہین جن پر
پڑکر ناظر کی فدائی دینا اپنے اپنے فطرتی اور مختلف مذاق کے موافق والہ وشیدا ہے - مگر غنچہ جو کسی کے
راز سربستہ کیطرح عالم سکوت میں محو رہتا ہے عجائبات قدرت کا ایک نہایت حیرت انگیز نمونہ ہے -
نئی نویلی دلہن کی طرح اسکا یہی سرتو کی آڑ میں مُنہ چھپانا اور کسی گلچین کی گستاخ دست درازی کے
خوف سے سہم سہم کر دم بخود رہ جانا - کیسا دلاویز سین ہے - قدرتی گلدستوں کی بہار لوٹنے والے اُسکے اُگلے
ہوئے جوبن پر محو تماشا ہوکر عجیب لطف اُٹھاتے ہین - عارفان باللہ اور عاشقان الٰہی جو ہر رنگ وبو
میں اپنے معشوق حقیقی کا جلوہ دیکھتے ہین وہ بھی اِسکے سکوت کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتے ہین رنگین مزاج
لیلے نوجوان کا تو کیا کہنا کہ وہ اِس منہ بند کلی کو دیکھکر اپنے دل مین کیا کیا خیالات قایم کرتے ہین -
کبھی اسکی بیوجہ سکوت پر تلون مزاجی سے کسی کا روٹھنا یاد آتا ہے کبھی اِسکے سرتو کی آڑ مین چھپے رہنے
سے کسی غنچہ دہن کا شرم وحیا سے سبز دوپٹہ مین مُنہ چھپانا یاد آتا ہے - کبھی اِسکو دیکھتے ہی دیکھتے آنکھین
بیکلی ہو جاتی ہے اور بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے ؎

فدا ہوں جب سے اک غنچہ دہن پر — یہ لیلے دی مجھے کل بیکلی نے

غرض ایسے ہی مختلف نقشے اُسکے پیش نظر رہتے ہین جب اس کا یہ صغرسنی کا زمانہ گزرتا ہے
اور شباب آئیکو ہوتا ہے تو باد صبا جو ایک زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے اور ہزارون رنگ دیکھے ہوئے
ہوتی ہے اِسکو بیقراری ہو جاتی ہے اور بیقراری کیون ہو ؎ ریاض

گلے ملنے کے ان کا وحسینونسی یہی دن ہین — جوانی جب گلے ملتی ہو آ آ کر لڑکپن سے

غرض باد صبا اِسکی مہر سکوت کو توڑتی ہے اور اپنے گستاخ ہاتھ سے چھیڑ چھیڑ کر گدگدا کر
آخر کار ہنسا ہی دیتی ہے - اُسوقت یہ غنچہ لفظ گل سے موسوم کیا جاتا ہے - اور یہی حال جو روشن
حسینونکے نازک ودلفریب رخسارون کو اِسکے ساتھ تشبیہ دیجاتی ہے - یہی وہ گل ہے جو عاشقان دلسوز
کے داغ جگر سے منسوب کیا جاتا ہے - یہی وہ گل ہے جو گلدستوں مین سجا کر سر محفل حسینون کے روبرو
رکھا جاتا ہے یہی وہ گل ہے جو حسینونکی نظر چڑھ کر کبھی اُنکے گلے کا ہار بنتا ہے اور کبھی اِنکے سینون پر چڑھکر
حسن وجمال کی بہار لوٹتا ہے جبکے مل دل جانیکے بعد بھی آرزومندان وصال یار اُسکو لینے لگے

"رہ جگہیر اپنی دیکھ اپنی طرف اور مت خطا"
"خاک ہو جائیگی گر تو نے قدم ادھر دھرا"

نادر علیخان نادر کاکوروی

# تیر و کمان

حیدر آباد دکن سے ہمارے قدیم کرمفرما جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری تہنیت تاجپوشی مین ایک قطعہ ارسال فرما کے ہمیں ممنونیت کا موقع دیتے ہیں۔ اِسکے ساتھ ہی چند تمہیدی سطرین بھی جسسے اسی قطعہ کی دلچسپ وضاحت ہوتی ہے جس نورانی قوس یا کمان مین یہ قطعہ نمایان کیا جائیگا اُسکی تصویر ہمارے سامنے نہیں ورنہ اُسکی اشاعت سے نور علی نور کا لطف آتا۔ قطعہ اور تمہیدی عبارت درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

"چار شعر کا ایک قطعہ مرسل ہے جسکو محکمہ ڈپٹی کمشنری انعام کی اُس کمان پر لکھنے کیلئے کہا ہے جو تہنیت تاجپوشی کی جو شی میں روشنی کیلیے ایک مصنوعی دروازہ کے طور پر تیار ہوگی۔ اِسکو خدنگ نظر مین بھی اسی عنوان سے چھاپ دیجیے تو تیر و کمان کا معنوی تعلق اہل نظر کو زیادہ لطف تماشا دکھائیگا۔

## قطعہ

رہین قائم بہ عدل و دل شاہنشاہ دین شوکت
یا دِ ملکت اڈورڈ ہفتم قیصر ثانی

ہماتین آصف سادس لیے خوشیان تاجپوشی کی
ہی یہ بھی دفتر انعام سب کہین زر افشانی

سمانی موالات و مودت مین زہے رفعت
حبیب مدح گستر پائے تشریف تاجدانی

مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
شہنشاہی ہند اُنکو دکن کی اُنکو سلطانی

سید کاظم حبیب کنتوری

**آب و ہوا** جاپان ایک وسیع ملک ہے اور آب و ہوا مختلف ہے جزائر کیورائل سرد مقامات ہین۔ وسط جاپان کی آب و ہوا معتدل ہے جزائر لوچو گرم۔ ہانڈو کے جنوب مشرق مین جسقدر ڈھال زمین بحر الکاہل کے مقابل اور کالی ندی سے سیراب ہوتی ہے بہ نسبت شمال مغربی ڈھالو حصے کے جو بحیرۂ جاپان کے مقابل ہے بہت ہی لطیف اور خوشگوار آب و ہوا رکھتی ہے۔ ٹوکیو مین بحرالکاہل کیطرف تھوڑی سی برف گرتی ہے جو بہت جلد گھل جاتی ہے۔ بحیرۂ جاپان کے متصل جو شہر واقع ہین اُنمیں تین چار فیٹ موٹی برف گرتی ہے جو ہفتوں تک گلا کرتی ہے۔ موسم سرما مین جاپان کے تمام پہاڑ برف سے ڈھنک جاتے ہین جنمین بہت سے پہاڑونکی برف بغیر سخت گرمی پڑے نہین گھلتی موسم گرما مین گرم و تر جنوبی ہوائین چلتی ہین خزان اور فصل سرما مین شمالی اور شمال مشرقی سرد ہوائین چلتی ہین۔ وقتاً فوقتاً آندھیان یا طوفانی ہوائین بھی چلتی ہین جو بہت زیادہ خوفناک ہین۔

**معدنیات** جاپان مین قیمتی دھاتین بہت کم پائی جاتی ہین۔ تانبا اور سُرمہ بکثرت ہوتا ہے لیکن لوہا اور کوئلہ سب سے زیادہ مقدار مین برآمد ہوتا ہے جسنے جاپان کو مالامال کر دیا ہے۔ کوئلہ کی بہت بڑی مقدار چین کو جاتی ہے حالانکہ چین مین خود بھی کوئلہ کی لازوال کانین موجود ہین۔

**پیداوار** مشکل سے جاپان کے آٹھویں حصے مین کاشت ہوتی ہے یا قابل زراعت ہے۔ باقی سب پہاڑی ہین جنمین لمبی لمبی گھاس اور جنگل اُگے ہوئے ہین۔ چاول باجرا جو اور گیہون خاص خاص پیداوار ہین۔ لوبیا [illegible] اور مختلف قسم کی ترکاریان بکثرت پیدا ہوتی ہین۔

چاء کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ ۸۰۵ء مین ایک بودھ مرتاض چین سے جاپان مین لایا تھا اور بہت عرصے تک انھین فقیرون مین عبادت ہم شبی مین رفع کسل اور جاگتے رہنے کی غرض سے مستعمل رہی۔ لیکن اب اسکا عام رواج ہے اور اسکی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔

آٹھوین صدی عیسوی کے جاپانی شاعرون نے نارنگی کے درختون کا بھی ذکر کیا ہے۔ تمباکو کی نسبت قیاس کیا جاتا ہے کہ سنہ [illegible] مین اہل پرتگال یہان لائے تھے۔

**حیوانات** شمالی جاپان عموماً ریچھون کا ملک کہلاتا ہے۔ ریچھ شکار کیلئے مخصوص ہین۔

کا ہار بانے کی تمنا کرتے ہین اور ذوق و شوق کے عالم مین کہ اُٹھتے ہین ؎ امیر مرحوم

اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا | سینہ پہ جیڑ ھکے جس نے کیا پیار کیا ہوا
کرلون اُسی کو پیار کیا جسنے تجکو پیار | اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

ہائے وہی گل ہو جبکی ادا اون پر بلبل جانثار ہزار جان سے شیفتہ ہو کر فریاد کرتے کرتے اور چہرۂ رنگین کا نظارہ کرتے کرتے بیہوش ہوجاتی ہی ۔ اور صیاد کو ایسی صورت مین اِس غریب و بیکس بلبل کو گرفتار کرنیکا موقع ہاتھ آجاتا ہی ۔ مگر ماہران حقیقت و معرفت جنکے نزدیک یہ طلسم عالم اور عجائبات دنیا سب ہیچ ہی ۔ گل و بلبل دونون کو دیکھکر اُٹھتے ہین کہ کچھ ہین سب بیکار ؎

غنچہ و گل مین دھرا کیا ہے بتا اے بلبل | جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھر جیوالے

ریاض الاخبار

# اشتہار

## تاریخ دربار جشن تاجپوشی اعلیحضرت ملک معظم قیصر ہند و ریاستہائے ہندوستانی و روسا وغیرہ مع تصاویر و نقشجات عمارات نامو

یہ اعلیحضرت ملک معظم اڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ کی دربار تاجپوشی کا دوامی یادگار اور تمام جی القایم و موجودہ (۴۰۰) فرمانروایان ریاستہاے ہندوستان واڈیٹران سحریان (۵) در رُوسا عالیمقام (۲) وعلماے عظام (۱۰) وصوفیائے کرام (۱۰۰) شعرائے شیرین کلام اور (۵) خاندانی اکابر جو خطاب یافتہ ہین اور وہ جنکو باوجود دیمراتب و دی لیاقت ہونیکے گورنمنٹ عالیہ سے ہنوز کوئی خطاب نہین ملا ہی اُنکے اظہار مراتب و توضیح وقار کا پائدار تذکرہ ہی ابتک کوئی ایسی جامع و صحیح تاریخ نہین ہوئی تھی اِسمین صحت و خوشخطی و صفائی چھاپہ اور تصاویر عکسی کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہی ۔ اُمید کہ جن صاحبون کے حالات ابتک نصرۃ الاخبار دہلی مین نہین پہونچے وہ از راہ عنایت بہت جلد ۱۵ جنوری تک بھیجدیں ۔

# جاپان کے قدیم باشندے

(اینو)

یہ بخوبی تحقیق نہین ہی کہ سب سے پہلے جاپان کو کسنے آباد کیا۔ ہندوستان کیطرح جاپان کے مختلف حصوںمین بھی پتھر کے تیر کلھے۔ کلہاڑیاں اور دوسرے ہتیار زمین سے برآمد ہوئے ہین۔ لیکن یہ دیکھنے کس بہار اور دنیا مین پھیلی ہوئی قوم کا ورثہ ہین یہ ایک سوال ہی۔

جاپان کی قدیم الایام قومون مین اینو سب سے پُرانی قوم پائی جاتی ہی۔ جاپان خاص مین بالفعل انکی آبادی یزو تک محدود ہی۔ لیکن کسی زمانے مین یہ لوگ مختلف جزیرون مین پھیلے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنے کو "امیو" یعنی (انسان) کہتے ہیں۔ لیکن جاپانی بطرحقارت اس لفظ کی اصلیت "انو" یعنے (کتّا) بتاتے ہین۔ "امیسو" (وحشی) یہ ایک دوسرا لقب ہی جو جاپانیون نے اِس قوم کو عطا کیا ہی۔

جسطرح ایرین لوگون نے ہندستان کے قدیم باشندونکو جنگلون کی طرف بھگا دیا اسیطرح جاپانیون نے جنوب مغرب طرف سے آکے رفتہ رفتہ اینو قوم کو شمال اور مشرق جانب پس پا کر دیا۔ لیکن جنوبی جزیرہ وںمین بہت سے مقامات کے نام اب تک اینو قوم کے ناموں سے موسوم ہیں۔

اینو لوگ براعظم ایشیا (غالباً جزائر سگھالین) سے یزو مین آئے تھے اور وہان سے ایک تنگ آبنائے کے ذریعہ سے جو موسم سرما مین منجمد رہتی ہی دوسرے مقامات پر پھیل گئے۔ جزائر سگھالین مین ابتک یہ لوگ پائے جاتے ہین۔ اور جزائر کیورائل مخصوص انھین لوگون سے آباد ہین۔

چینیوں کیطرح اینو بھی منگولین نسل سے ہیں اگرچہ بعض بعض باتوںمیں بہت بڑا اختلاف ہی۔ یہ لوگ پستہ قد۔ اور قوی الجثہ ہوتے ہین۔ شانے چوڑے۔ بازو اور پنڈلیان موٹی اور گٹھیلی۔ ہاتھ پاؤن گے پیچے بڑے بڑے۔ یہ لوگ دُنیا مین سب سے زیادہ روئین والی قوم ہین۔ انکا تمام جسم خصوصاً بعض اعضاء بالکل رؤین مین چھپے ہوئے ہین داڑھیان بھاری اور گھنی۔ بھوین جُٹی اور کنپٹیون تک پھیلی ہوئی۔ سر کے بال شانون سے نیچے لٹکے ہوئے اور داڑھی سے ملے ہوئے۔

عورتین مردون سے بھی زیادہ کریہ منظر معلوم ہوتی ہین۔ محنت شاقہ کیوجہ سے بہت جلد سن سے اُترجاتی ہین اور چہرہ پرگُدنا گُدا کے بالکل ہی صورت بگاڑ لیتی ہین۔ یہ ٹونکے گہرے

چیتے۔ تیندوے۔ بھیڑیے۔ حتی کہ بن بلاؤ تک قطعی ناپید ہین۔ لومڑیون کی تعداد نامحدود ہی۔ ایک جانور جسکی قطع ہوبے سے مشابہ ہوتی ہی مکانون مین دوڑتا پھرتا ہو اور بیشمار چوہون کو شکار کیا کرتا ہی۔ خوک صحرائی بہت ہین۔ جاپانی کاشتکار انکی پامالی سے اپنی پختہ فصلین بچانیکے لیے راتونکو جنگل کے کنارے کنارے الاؤ روشن کر دیتے ہین۔

خانگی جانورون مین گھوڑے۔ ٹٹو۔ سور۔ کتے۔ چھوٹی دُم کی بلیان عام طور پر پالی جاتی ہین۔ گائین محض باربرداری کیلئے پالی جاتی ہین نہ کہ دودھ پینے کی غرض سے خچر۔ بھیڑ اور بکری کی مانگ ہی۔ دونون آخرالذکر جانورونکو دوسرے ممالک سے لانیکی کوشش کیگئی ہے مگر گھاس قابل استعمال نہیں۔ مرغ۔ بطخین۔ اور کبوتر کمیاب ہین۔ مگر وحشی ابحان طیور کی تعداد بہت تھوڑی ہی۔ تدرو بھی بیشمار ہین۔ اور بگلون سارسون کی تو اسقدر کثرت ہی کہ جاپانی صناعون مین انکے سوا کسی پرند کی تصویر ہی نہین دکھائی دیتی۔

یہان بعض بڑے بڑے لیکن بے ضرر سانپ ہوتے ہین۔ زہریلے سانپون مین صرف ایک چھوٹی قسم کا افعی ہوتا ہی جو پکڑ کے پکایا جاتا ہی اور اس خیال سے شوق کے ساتھ کھایا جاتا ہی کہ اُسکا اُبلا ہوا گوشت بہت سی بیماریون کو فائدہ بخش ہی۔ ایک قسم کی چھپکلی جاپان کے لیئے مخصوص ہی۔ یہ بھی اُسی غرض سے پکڑی جاتی ہی اور اسکے گوشت مین بھی خاص خاص طبّی فوائد بیان کیے جاتے ہین۔

سب سے زیادہ جاپان اپنی انواع اقسام کی مچھلیوں کیلیے مشہور ہی جن سے خاص خاص کھانے تیار ہوتے ہین۔ عموماً ہر قسم کی مچھلی بلکہ تمام دریائی جانور کھائے جاتے ہیں۔ چلیا مچھلی سے لیکر بڑے بڑے گھڑیال تک کھا لیئے جاتے ہیں۔

کیکڑے بھی کثیر التعداد ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے جھینگے کو جاپانی "لمبی ٹانگ والا" کہتے ہین جسکی ٹانگین پانچ فیٹ لامبی ہوتی ہین۔ زندہ سیپ بھی حد سے زیادہ کھائی جاتی ہی۔ الغرض جتنی چیزین سمندر مین پیدا ہوتی ہین اُنمین حتی الامکان جاپانی کوئی چیز نہین چھوڑتے حتی کہ بعض قسم کی سوار بھی۔

ریشم کے کیڑے بہت بڑی مقدار مین پالے جاتے ہیں اور جاپان دُنیا کے ریشم پیدا کرنے والے ممالک مین سب سے بڑا ملک ہی۔

بظاہر اینو نہایت ہی میلے اور گندے ہوتے ہین حتی کہ نہاتے بھی نہین - شراب اور دوسری نشے بھی بکثرت پیتے ہین - باایںہمہ وہ نیک اور راستباز ہین - اُنکے سلام کرنے کا طریقہ دونوں ہاتھونکو اُٹھانا (جس سے ہتیھلی اوپر رہے) اور داڑھی پر ہاتھ پھیرنا ہی -

ریچھ ایسا خوفناک جانور جس سے اینو لوگونکو سابقہ رہتا ہی عجیب طرح سے پالا جاتا ہی جب کسی ریچھ کے بچے کو کُتے پکڑ لیتے ہین تو وہ مکان مین اُٹھا لایا جاتا ہی اور عورتین اپنے بچوں کیطرح اُسے دودھ پلاکے پالتی ہین - جب یہ بچہ کسیقدر بڑا ہوتا ہے تو اُسے مچھلیان کھلائی جاتی ہین اور چند مہینو مین وہ لحیم وشحیم ہو جاتا ہی - اُسوقت ایک بہت بڑی تقریب منائی جاتی ہی جسمین وہ ایک خاص طریقے سے قربانی دیا جاتا ہی اور تمام مہمان اُسکا گوشت کہاتے ہین - باوجود اسکے کہ ریچھ عموماً ذبح کرکے کھائے جاتے ہیں تاہم اُنکی کثرت مور و ملخ سے زیادہ ہی -

بھوت پریت کے علاوہ اینو سمندر کی بھی پرستش کرتے ہین جو اُنکے لیے روزانہ غذا مہیا کرتا ہی - علی ہذا جنگل اور دوسری قدرتی چیزین بھی پوجی جاتی ہین - اِن لوگونکے مذہب کے مجسم نشانات دو تین فیٹ لمبی لکڑیاں ہین جنھین وہ سرے کے پاس نُکیلا بناتے ہیں - یہ لکڑیاں کسی پاک زمین یا ایسے مقام پر جہان کسی خطرے کا گمان ہو گاڑ دیجاتی ہین اور انکی پرستش کیجاتی ہی - طوفان کے موقع پر اِنھیں لکڑیوں مین سے ایک لکڑی سمندر مین ڈالدی جاتی ہی کہ اُس کی برکت سے طوفان دفع ہو جائے -

اینو سر سے اونچے ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگتے ہین - ذیل مین اُن کی دعا کا ایک مختصر نمونہ درج کیا جاتا ہی -

"ہم سمندر کو جو ہماری پرورش کرتا ہی اور جنگل جو ہمین محفوظ رکھتا ہی اپنا دلی شکریہ پیش کرتے ہین - تم دونوں ہماری مائین ہو جو اپنے بچون کو پالتی ہو - اگر ہم ایک کے پاس جانے کے لیے دوسرے سے علیحدہ ہون تو ہم سے ناراض ہو"

اگرچہ جزیرۂ یزو لنکا سے بڑا ہی لیکن اینو کی تعداد صرف ستر ہزار ہی جنمین بہت سے ساحل کے قریب رہتے ہین -

نیلے نیلے گدنے کی اتنی بڑی تحریر ہوتی ہو کہ دانہ کانون تک چھپا ہوا معلوم ہوتا ہی۔ ہاتھون پر اقلیدس کی شکلون سے ملتے ہوے گدنے گودے جاتے ہین۔ گدنے گدانے کے رسوم پانچ برس کی عمر سے شادی تک مختلف اوقات مین واقع ہوتے ہین۔ جب گورمنٹ جاپان نے اس رسم قبیح کی ممانعت کی ہو تو ایونو بہت پریشان تھے۔ انکا بیان تھا کہ "یہ گدنا گدانا ہمارے مذہب کا ایک جزو ہو اور اسکے بغیر اُنکی نجات نہین ہوسکتی۔

یہ لوگ اپنے بچوں کو بہت زیادہ لاڈ پیار سے رکھتے ہین۔ پانچ برس سے پہلے لڑکا نام نہین رکھا جاتا۔ ہوش سنبھالنے سے پہلے وہ اپنے پاؤن سے نہیں چلتے بلکہ ماں باپ پیٹھ پر لادے رہتے ہین۔ عورتین اپنے بچے کو ایک تسمہ سے باندھ کے پیٹھ پر لاد لیتی ہین اور تسمہ پیشانی سے اٹکا لیا جاتا ہی جب تک بچے کی عمر آٹھ برس کی نہین ہوتی کوئی کپڑا نہین پہنایا جاتا ہی۔

ایونو زبان جاپانی زبان سے مختلف ہو۔ اگر جاپانی زبان کے بیشتر الفاظ حرف علت پر ختم ہوتے ہین تو ایونوی زبان کے الفاظ حرف صحیح پر ادا ہوسکنے پڑھنے سے بالکل ڈھرہ ہین۔

یہ لوگ عموماً چھال کا ایک ڈھیلا ڈھالا کوٹ جو کمر کے پاس ایک پٹی سے بندھا ہوتا ہی اور ایک سیدھا پاجامہ پہنتے ہین۔ مرد عورت دونوں بغیر پیچے کے جیسٹ موزے پہنتے ہین جو پوستین یا سیاہ کپڑے ہوتے ہین۔ جاڑوں مین یہ لوگ معمولی کپڑون پر مرگ چھالے کا ایک اوورکوٹ اوڑھ لیتے ہین۔ ہاتھوں کو گرم رکھنے کیلیے تھیلی نما دستانے استعمال کرتے ہین۔ سر پر ایک گرم ٹوپی ہوتی ہو جس سے کان اور گدی تک محفوظ رہتی۔ بخلاف جاپانی عورتوں کے انکی عورتین سب کے سامنے کپڑے نہین بدلتین بلکہ تنہائی یا تاریکی مین۔

یہ لوگ اپنے مکانات نہایت ہلکی لکڑیون سے بناتے ہیں اور اُنھین صفائی کے ساتھ ونکلوں سے چھاتے ہین۔ ہر مکان مین ایک کھڑکی ہوتی ہو اور ایک کاس کا راستہ دیوار سے ملی ہوئی سونے کی جگہ ہوتی ہو جو لکڑی کی تپائیان کھڑی کرکے موٹی موٹی چٹائیاں منڈھنے بنائی جاتی ہو۔ ہر مکان مین عموماً ایک چھوٹی سی کوٹھری بھی ہوتی ہو۔

یہ لوگ جانورون اور مچھلیون کے شکار یا ساگ پات پر بسر کرتے ہین۔ غذا کی فراہمی مین عورتین بھی مردون کا ہاتھ بٹاتی ہین اور اکثر مردون کے برابر کام کرتی ہین۔ شکار مین کتون سے بھی کام لیا جاتا ہو۔ درخت کے تنہ کو بیچ سے خالی کرکے ناؤ کا کام لیتے ہین۔

(آماتراسو) تھی جو اُسکی بائین آنکھ سے پیدا ہوئی۔ ایک "چاند کا دیوتا" تھا جو دہنی آنکھ سے پیدا ہوا۔ آخری مولود ایک تندمزاج لڑکا تھا جو اُسکی ناک سے پیدا ہوا تھا۔

سورج کی دیوی اور غصہ ور لڑکے مین سخت جھگڑا ہوا جس سے دیوی ایک غار مین چھپ رہی اور ساری دنیا مین اندھیرا چھا گیا۔ الغرض دوسرے دیوتاؤن نے ایک نوایجاد آئینے کے ذریعہ سے اُسے غار سے باہر نکالا جسمین وہ اپنی شبیہ دیکھنے متفکر ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہی کہ یہ آئینہ اُسنے شہنشاہ جاپان کے آباو اجداد کو دیا تھا۔

اس دیوی نے آسمان سے اپنے پوتے کو جاپان پر حکومت کرنیکے لیے بھیجا۔ پہلے اُسنے اپنی آسمانی تلوار سے بیچ کی زمین ٹھوک کے دکھی اسکے بعد کیوشیو کے مغربی کنارے پر اپنی سلطنت قائم کی۔ اُسکا جانشین "جیموٹیمو" جس سے جاپانی تاریخ کا آغاز خیال کیا جاتا ہی ۶۶۰ قبل مسیح سے ۵۸۵ قبل مسیح تک فرمان روا رہا۔

جیموٹیمو کی نسبت اعتقاد ہی کہ وہ اُس خاندان کا بانی ہی جو اتبک جاپان پر حکومت کرتا ہی اور موجودہ شہنشاہ اسکا ایک سو اکیسواں جانشین ہی۔ اسطرح جاپان کے حکمران خاندان کا سلسلہ براہ راست سورج کی دیوی سے ملتا ہی جو مذہبی حیثیت سے تمام دیوتاؤن مین افضل مرتبہ رکھتی ہی۔ "جیمو" سے حلقی جنگجو اور "ٹیمو" سے آسمانی بادشاہ عبارت ہی۔ اکثر یہ خطاب شہنشاہ کو دیا جاتا ہی۔ بجاے ٹیمو کے "ٹنشی" بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہی جسکے معنی "آسمانی بیٹا" ہین جیموٹیمو کے شاہانہ اقتدار کی علامت ایک تلوار اور ایک مدور آئینہ تھا۔ آئینے پر ذیل کے الفاظ منقوش تھے۔

"اس آئینے کو جو میری مثالی ہی احتیاط سے اپنے پاس رکھو اور اُسکی برکت سے تیرا خاندان زمین و آسمان کے قیام تک قائم رہیگا" خیال کیا جاتا ہی کہ یہ تبرکات سورج کی دیوی کے مندر واقع آئسی مین محفوظ ہین اور اسیوجہ سے آئسی یاتیرا کا مشہور مقام ہی۔

کہا جاتا ہی کہ جیموٹیمو نے تمام جاپان کو فتح کرکے اپنی توجہ کاشتکاری کیطرف مبذول کی۔ غلہ ریشم ۔ لکڑی ۔ اور اورک وغیرہ کے پیدا ہونے کا باعث وہی ہوا۔ قومی عقیدہ مین وہ دیوتا کیطرح مانا جاتا ہی اور خلقت اُسکی پرستش کیلئے ہزارہا قسم کی قربانیان کرتی ہی۔

جیموٹیمو کے دور حکومت کے بعد سے تقریبًا پانسو برس تک کے حالات بالکل تاریکی

# جاپانیوںکے قدیم حالات

قدیم جاپانی لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے۔ قدیم تصانیف مین سب سے پُرانی کتاب "کوجیکی"
(قدیم روایات کا مجموعہ) ہو جو سنہ ۷۱۲ء کی تصنیف ہو۔ اس مجموعہ سے اُن واقعات کی مسلسل تصدیق
نہین ہوتی جو اسکی تدوین سے تیرہ سو برس بیشتر کے بیان کیے جاتے ہین۔ ہندوٗن کیطرح
جاپانیون کی اگلی تاریخ بھی زبانی قصے کہانیون تک محدود ہی جسطرح ہندو راجاؤن کو سورج
بنسی اور چندر بنسی کہتے ہین اسیطرح جاپانی شہنشاہ بھی۔ مریدران شہنشاہ جاپان مجسم اوتار
کیطرح پوجے جاتے ہین۔

جاپانیون کا عقیدہ ہو کہ انکا مُلک تمام دنیا سے بیشتر خلق ہوا ہو اور وہ باقی دُنیا سے
مستغنی ہین۔ جاپان کی قدامت کے متعلق کوجیکی کی بعض روایات بطور اقتباس درج
ذیل ہین۔

"خلقتِ انسان کے آغاز سے بیشتر دیوتاؤں کی بیشمار نسلین موجود تھین۔ ان مقدس
نسلون کی آخری یادگار دو بھائی بہن تھے۔ بھائی کا نام "ازاناگی" اور بہن کا نام "ازانامی"
تھا۔ ایک روز یہ دونون بادل کے تخت رواں پر سوار آسمان کے پل سے نیچے کے لق ودق
سمندرون کی سیر کررہے تھے۔ ازاناگی نے اپنے مرصّع اور جواہرات سے درے ہوئے نیزے
کی نوک سمندر مین اُتار دی جس سے اسکا پانی پھٹ گیا اور اُسکے ٹکڑے ہوگئے۔ نیزے
سے جو قطرے پانی مین ٹپکے تھے۔ جزیرے بنگئے اور جس جزیرے نے سب سے پہلے سر نکالا
وہ "آواجی" تھا جسپر یہ دیوتائی نسل جورو خاوند کیطرح رہنے لگی۔ اس ترکیب سے سات
جزیرے اور بھی پیدا ہوئے جو ہانڈو۔ کیوشیو۔ اور شکوکیو وغیرہ ہین۔ اسی اعتبار سے جاپانیونکا
ملک "دیوتاؤن کا مُلک" کہلاتا ہو۔

آگ کے دیوتا کی پیدائش ازانامی کی موت کا باعث ہوئی۔ اُسکا خاوند اُسے واپس
لانے کیلیئے زمین کے نیچے گیا لیکن وہان اُسنے اپنی بی بی کو سڑے گلے جسم کا ڈھیر پایا جسکے
بیچ بیچ مین بجلی کے آٹھ دیوتا بیٹھے ہوے تھے۔ وہان سے واپس ہوکے وہ جاپان کے جنوب
مشرق جانب آیا اور ایک چشمے مین نہاکے پاک ہوا۔ نہاتے مین اُسکے ہر عضو اور اُن کپڑونسے
جنھین اسنے چشمے کے کنارے پر رکھدیا تھا نئی نئی دیویان پیدا ہوئین ایک انمین سے سورج کی دیوی

## در تهنیت جشن تاجپوشی اعلیحضرت شاه کیوان بارگاه انگلستان و شهنشاه هندوستان خلد الله ملکه

(نتیجهٔ طبع جناب رائے سرج موهن دیال صاحب بی-اے لیڈر متخلص به حقیر خلف اکبر جناب رائے دیدیال صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ)

صبحدم آمد ندا از گنبد نیلوفری ‌ ‌ ‌ این جبین صبحی بدیده چشم ماه و مشتری

حبذا صبحی که از فیض نسیم عطر بیز ‌ ‌ ‌ ربع مسکون شد معطر از شمیم عنبری

در جهان فصل ربیعی آمده هر هفت کرد ‌ ‌ ‌ نونهالان چمن را با ادائے دلبری

روح تازه در چمن باد صبا چون در دمید ‌ ‌ ‌ بالد از جوش نمو هر شاخسار عبهری

از رخ غنچه نسیم شوخ افگنده نقاب ‌ ‌ ‌ شاهد طناز گل را مید هد جلوه گری

ز وفور سنبل و ریحان و نسرین و سمن ‌ ‌ ‌ دامن صحرا شده رشک فضائے کشمری

صحن بستان غیرت خلخ بود رشک چگل ‌ ‌ ‌ از نهال سرو دارد نوبادهٔ سیسنبری

در چمن صد برگ دارد دعوئ شاهنشهی ‌ ‌ ‌ کج نهاده بر سرش اکلیل زر جعفری

محو حسن نرگس عشاق دخت رز بود ‌ ‌ ‌ لالهٔ نعمان نگر جام شراب احمری

ربا و آستر هم پیسی در سبزه زار ‌ ‌ ‌ چون بفرش سبز قالین متجر گستری

لربا چون طرهٔ جانان بود لیڈیر فسل ‌ ‌ ‌ وا لولا از خاطر محزون ربوده مصطری

بر سر نوبادگان مرغزار از فرط فرح ‌ ‌ ‌ چهچهه بلبل زند قمری کند رامشگری

عندلیب خوش نوا از شاخ گل نغمه زند ‌ ‌ ‌ با هزاران ناز رقصد در چمن کبک دری

جوانان گل اندام اند جائے در چمن ‌ ‌ ‌ در جبایان اند جائے لعبتان آذری

صحن داؤدی سراید گلعذارے سیمتن ‌ ‌ ‌ زمزمه سنج ست جائے مهوشے رشک پری

مین ہین - اِس سلسلے مین صرف اِسقدر پتہ چلتا ہو کہ تمام حکمران کس مقام پر رہتے تھے -
جیموتینو کہان پر دفن ہوا اور اُسنے کتنی عمر پائی - اِن بیانات کے بعد اُس شہنشاہ کا دور
شروع ہوتا ہو جو "سوجین ٹینو" کے نام سے مشہور ہو جسکی عمر ایکسو اڑسٹھ برس کی بیان کیگئی ہو -
جو قیاسًا سن عیسوی کے آغاز سے کچھ ہی پیشتر ختم ہوتی ہو -

اعلیٰ مورخون کا خیال ہو کہ جیموٹینو کے واقعات بھی ارآماگی اور ارامی کیطرح بے بنیاد
ہین - تیرہ سو برس قبل مسیح کی حتریال جو قدیم تاریخین بتاتی ہیں سب تقویم پارینہ ہین -
سنہ ۴۶۱ء سے پیشتر کے حالات یقین کے ساتھ پایہ ثبوت کو نہین پہونچتے اور بعد کی تاریخین
بھی تصرف سے خالی نہین

## جاپانیون کی اصلیت

قدیم زمانے مین شمالی ایشیا کا وسیع حصہ **منگولین** فرقون سے آباد تھا جنکے مغرب جانب وسط ایشیا مین **ایرین** قوم بسی ہوئی تھی جب ایرین اپنے وطن سے ہجرت کر کے مغرب مین **یورپ** اور مشرق مین **ہندوستان** تک پھیل گئے اُسی زمانے مین منگولین بھی نقل وطن کر کے کچھ کوریا اور کچھ اسکے متصلہ جزائر مین متفرق ہو گئے -

ایرین فاتحون نے ہندوستان پہونچکے تمام ملک کو جنگلی قومونکے قبضے مین پایا
جن سے برسون جنگ ہوتی رہی اور بہت بڑے کشت وخون کے بعد اُنھین اپنا
مطیع ومنقاد کرلیا یا جنگلون کی طرف ہنکا دیا - منگولین نے جاپان کو اُس قوم سے آباد پایا جسے
ابیسو (وحشی) کہتے ہین - اِس قوم مین کچھ خالص اینو تھے کچھ مخلوط فرقے - اِن
وحشیون سے بھی منگولین کو صدہا برس لڑنا پڑا اور بالآخر اُنھین مغلوب کر کے پرو
کیطرف بھگا دیا - شمالی ہانڈو مین ابتک اُن اینو مقتولین کی ہڈیون کے انبار دکھائی دیتے
ہین جو منگولین سپاہیون کے ہاتھون ایکہزار برس پہلے قتل ہوے تھے - رفتہ
رفتہ امتداد زمانہ نے باستثنائے یزو تمام ملک مین دونون قومون کو شیر وشکر
کردیا جنمین کوئی نمایان امتیاز نہین پایا جاتا -

اِلکہ بر روئے زمین و زیرِ چرخِ چنبری
رشک جم محسود دارا غیرتِ اسکندری
واجب الاذعان بود حکمِ تو بر دیو و پری
مثلِ کیخسرو نہ شاہنشہا محتاجِ جام
بر فلک گشتہ نہان از ہیبتت تیرِ تریان
سرکشی چون تیغ رختان منتشر گرد عدو
موج شاہی پیشرو چون نیرِ تابان بود
آن جلادت پیشہ قوم بوران در کارزار
ملک و دولت جاہ و حشمت دادہ ما لا حد بماد
صولتت گردونِ گردان را بجولان کردیا
طے نگردد وسعتِ ملکت شہِ عالم پناہ
عدل کسریٰ ذرۂ عدلِ تو مہر پر ضیا
در زمانِ عدل و دررت بیشتر را اسانہ نیست
چون کوئن وکٹوریا سلطانۂ غفران مآب
بر سرِ ہندوستان داری نگاہِ مکرمت
از حضوری گرچہ مہجوریم مے باشد ولے
مہر و اخلاص و وفائے بندگان با حضرتت
مخزنِ فہم و ذکا باشد دماغ اقدست
ذاتِ پاکت موردِ الطاف و افضالِ خدا
ہست در انقیاد امرت ہفت اقلیم زمین
چشمِ اُمیدِ جہان بر درگہِ والائے تو
جز ہما تا کنگرِ ایوان تو نتوان رسید
تیر راندم اشہبِ فکرت بجولانگاہ مدح

خسروی با تو نمیدارد مجالِ ہمسری
در معاصر از شہنشاہانِ عالم برتری
تو نداری چون سلیمان حاجتِ انگشتری
یافتہ حالِ جہان اندر ضمیرت مضمری
کوہِ آہن جنبد از جا چون نمائی صفدری
پیش شاہِ خاورستان چون قشونِ اختری
میکند مثلِ زحل دشمن گریز قہقری
کرد کاری بدل بہر بقائے خود سری
شد مطیعِ حکم و فرمانِ تو آن قومِ جری
شد زپا بوست روان این تودۂ خاکستری
رہ نوردیہا کند ہر چند شمسِ خاوری
جود حاتم قطرۂ جودِ تو ابرِ آزری
عدلِ اکبر حلمِ نادر سطوتِ اسکندری
کردۂ تسخیر دلہا از رعایا پروری
از کمالِ عاطفت دائم ز ما مستخبری
حال ما را از ضمیر انورت مستحضری
سدِّ اسکندر بود بہر عدوئے مفتری
عقلِ فعال از تو گیرد درس در دانشوری
فیضِ وجودِ مبدأ فیاض را تو مظہری
بر سہ روح و چار ارکان قادری و آمری
عالمی را بر وجودِ پاکِ تو مستظہری
طائرِ طبعم عبث کردہ چنین بالا پری
ہمرکابم عقلِ اول بود بہرِ رہبری

صبح امروز ست هر کجا نضارت بجست طبع
هر کجا بر طاق در امروز بینی سے نواز
هست عالم سربسر محو نشاط و انبساط
چون نباشد این چنین امروز از لطف خدا
قیصر جم مرتبت شاهنشه گردون جناب
وارث اورنگ ولیم مالک تخت معل
شاه برٹن قیصر هند و خدیو بُران
حضرت ایڈورڈ هفتم قیصر والاتبار
آمد آواز هنیاً لک را اوج آسمان
زمزمه سبحان ملائک تهنیت گو آمدند
تحفه های نغز آوردند شاهان جهان
پیشکش هندوستان کرد ارمغانهای شگرف
اهل هند و اهل برٹن وحو البتری لکم
عید هندو و مسلمان و نصارا شد بهم
باد روز افزون ضیائے این هلال سلطنت
بادت شاهنشاه عالم تخت و تاج سلطنت
داشته لیکن نشاط و خرمی را نا روا
روز شنبه از مه آگسٹ تاریخ نهم
مصرع تاریخ در طرز جل گفتا حقیر
اے حقیر بی بضاعت بهر نذر شهریار
پیش شاه قدردان هان اے حقیر خوش بیان
اے شه جمجاه فخر دودمان قیصری
آسمان عز و تمکین را تو مهر انوری

ختم بر صبح نارس گو بود خوش منظری
میسرایند غلغل بهجت بچرخ چنبری
زهره در رقص آمد و شد پائے کوبان مشتری
هست در عالم بپا جشن جلوس قیصری
جم حشم کیوان خدم مهر سپهر برتری
شهریار هفتمین از دوده هنووری
حامی دین مسیحا مالک خشک و تری
بر سر اقدس نهاد امروز تاج قیصری
بارک الله گفت هر جن و ملک انس و پری
بر چهارم آسمان در حضرت پیغمبری
در حضور شاه از راه عقیدت گستری
هدیهٔ مهر و وفا و تحفهٔ فرمان بری
بخت بیدار شما آمد بروئے یاوری
تافته از مطلع مغرب هلال سروری
عالمی را لمعهٔ نورش دهد جلوه گری
از هزار و نه صد و یک بود ماه جنوری
کرد تا یکسال شاهنشه عزائے مادری
در هزار و نه صد و دو کرده جشن قیصری
زیب سر فرموده شاه بحر و بر تاج زری
گوهر مدحت بکش در رشته نظم دری
مطلع تازه بخوان هان بنما کمال شاعری
مالک روئے زمین شاهنشه بحر و برے
بحر عمان جلالت را تو یکتا گوهری

[illegible] سلطان عالی شان [illegible] نظام الملک [illegible] سلطان دکن [illegible] کی حضوری [illegible]

## مصرع طرح

قابل دید مرا حال پریشان رہا

### آرزو۔ جناب سید انور حسین صاحب لکھنوی خلف اصغر جناب یاس و تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

جو کہ مرغوب تھا وحشت میں وہ سامان نہ رہا
شکرِ رحمت کی عزت کہ گریبان نہ رہا

سرِ شوریدہ کو اللہ سلامت رکھے
بند دو روز بھی دروازۂ زندان نہ رہا

وحشتِ دل نے بہائم کے سکھائے حرکات
آدمی اب جسے کہیئے میں وہ انسان نہ رہا

رحم آیا مرے چہرہ کے تغیر پہ اُنھیں
مژدہ اے درد کہ تو لائق درمان نہ رہا

عرض مطلب سے زبان لذت کت سے قاصر
بوسہ اب دیتے ہو تم جبکہ میں خواہان نہ رہا

تہا عشق میں افسردہ دلی کی یہ ہے
آہ کرتے ہی کوئی داغ فروزان نہ رہا

لطف خلوت سے کیا مائل خلوت اسکو
جو کھلا پھول وہ پھر زیبِ گلستان نہ رہا

پاکدامانیِ یوسف تھی یہاں تان جبون
ہاتھ لگتے ہی مقفل درِ زندان نہ رہا

تو تغیر سے لقا بین کئی رخ پہ ڈالین
پردہ در تھا وہ غمِ عشق کہ پنہان نہ رہا

ڈھلگیا سرعت ناوک سے رہے جذبۂ شوق
تیر اُدھر ہاتھ سے چھوٹا تھا کہ پیکان نہ رہا

سب کرشمے تھے تصور کے یہ اے حضرتِ دل
ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

دوستی ہو گئی دشمن کی عداوت پس مرگ
اُن کا گیسو مرے ماتم میں پریشان نہ رہا

آرزو دل تھا کسی جا تو ہم اُفتادہ کہین
مسکن اپنا جو کبھی کوچہ جانان نہ رہا

### شائق۔ جناب سید محمد میر عالم صاحب شاہ آبادی شاگرد جناب نجم صاحب شاہجہانپوری و حضرت داغ دہلوی

جان سے اپنی گیا آج تمہارا شیدا
شمع ہوتا تھا جو قربان میں یکسان نہ رہا

عقلِ کل عاجز شد و از تنگ فرو ماند افہم
منزلی ہم طے نگشتہ در رہِ مدحت گری

گر بیامد شرحِ اوصافت شہنشاہا ز من
تو گمان ہرگز نہ بر نقصِ کمالِ من بری

دفترِ اوصافِ تو بحریست ناپیدا کنار
زین سبب در حصرِ اوصافت بود متعذری

نغمۂ مدحت چو خواندم گلفشاندم از زبان
نکہتِ آن گل نمودہ تازہ روحِ عنصری

عندلیبِ گلشنِ ہندوستانم شہریار
ای خوشا بختم اگر لحنے بسویم بنگری

خامۂ جادو نگارم میکند سحرِ حلال
می دمد روحِ نوی در قالبِ نظمِ دری

از بیاضِ صبح باشد صفحۂ قرطاسِ من
وز شعاعِ مہرِ انور تارہاے مسطری

اصفہانِ ہند باشد خاکِ پاک لکھنؤ
طرزِ من باشد عجب نبود چو طرزِ انوری

کرد تفویضم مدادہ خامہ قسامِ ازل
آنِ من باشد کمالِ ناظمے و ناثری

صیتِ نظمم گر فرا گیرد جہان را می سزد
در دہان دارم زبان چون ذوالفقارِ حیدری

من مُدرجِ سینہ دارم لعل و گوہر شاہوار
من شوم گوہر فروش و شہریارم مشتری

می سزد شاہا نظر بر گوہرِ نظمم کنی
قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

نذرِ تو شاہا نمودم این جواہر پارہ ہا
تحفہ آوردہ ام در بارگاہِ قیصری

گر قبول افتد بود عز و شرف حاصل بمن
پایۂ نظمم رسد تا گنبدِ نیلوفری

تا بشب جلوہ فروزد ماہِ تابان بر فلک
تا سریر آرای گردونست شمسِ خاوری

سایہ گستر بر تو بادا فضل و لطفِ کردگار
بر سرِ خلقِ خدا دائم عدالت گستری

طالعِ بیدار احبابِ تو بادا بر عروج
باد بختِ دشمنانت در حضیضِ مدبری

باد پامالِ حوادث کشتِ آمالِ عدو
باد ملک و دولتت از زحمتِ نقصان بری

عالمی در ظلِ الطافِ تو بادا بہرہ ور
ما ز تو تو از حیاتِ جاودانی برخوری

جو گر رنج ہون تکلیف مجھے راحت ہے — اور تڑپون گا جو درد غم ہجران نرہا
حسرت اُسکی ہی امید اُسکی ہی اُسکے ارمان — زیر سر حسن کے کبھی زانوِ جانان نرہا
ب نہوسے کے برابر اُسے سمجھو بیتاب — جب رفو کرنیکے قابل بھی گریبان نرہا

## تاج جناب اسماعیل حاجی قاسم صاحب پارچہ فروش از بمبئی

یک بوسہ مجھے اُس شوخ نے دیکر یہ کہا — اب تو دلمین ترے باقی کوئی ارمان نرہا

## تجمل جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری شاگرد رشید جناب تائب شاہجہانپوری

رنگ دلبستگیٔ عالم امکان نرہا — ہائے وہ پھول وہ بلبل وہ گلستان نرہا
ناامیدی سے جو باقی کوئی ارمان نرہا — اضطراب دلِ بیتاب بھی ایجان نرہا
عشق گیسو مین خیالِ رخ جانان نرہا — نہین معلوم رہا مین کہ مسلمان نرہا
جب تمہین یاد کوئی وعدہ و پیمان نرہا — شکوۂ وعدہ خلافی بھی کچھ ایجان نرہا
آمد و رفت رہی وہ یہ یزادون کی — اب ہی سنسان مکان اپنا پرستان نرہا
درد اُلفت مین ترے لطف ہوا وہ حاصل — دلِ پُر درد مرا طالب درمان نرہا
نظر آنے جو لگے نقص بتون مین زاہد — اب نگاہون مین تری جلوۂ ایمان نرہا
اُلفتِ چاہِ زنخدان ستمگر نہ رہی — اب مرا یوسف دل قیدیِ زندان نرہا
بیکسی بیٹھی رہی بن کے مجاور تا حشر — اور تو کوئی سرِ گورِ غریبان نرہا
اُسپہ بھی میری طرح یار کی بیداد ہوئی — مین جو رنجور رہا غیر بھی شادان نرہا
شام فرقت ہی بہت آرزوے صبح وصال — روز وصل آہ خیالِ شبِ ہجران نرہا
جُلبلاپن دل بیتاب کا دیکھا جب سے — شوخیٔ چتیم پہ اپنی کوئی نازان نرہا
ہو چکے جو بہ محبت مین تجمل بدنام — اب ہمین حسن پرستی کا بھی ارمان نرہا

## جگر عالیجناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر لکھنوی شاگرد حضرت جلال لکھنوی

ہم جسے سمجھے تھے مہمان وہ مہمان نرہا — بنگیا سینہ مین دل یار کا پیکان نرہا
وصل ہی اُس سے تصور مین رہا آٹھ پہر — مین جدا یار سے گویا شبِ ہجران نرہا
تیری صحبت کا اثر اِسنے دکھایا آخر — چین سے دلمین کسی کے ترا پیکان نرہا

زندگی عشق مین رو رو کے گذاری مین نے ۔۔۔ کبھی خندان ہوا مین کبھی خندان نہ رہا
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین وحشت مین ہم اشک ۔۔۔ جب سے دامن نہ رہا جب سے گریبان نہ رہا

## اعجاز - جناب منشی محمد عبد القادر صاحب بھروچی تلمیذ حضرت رضوان مراد آبادی

رنگ محفل نہ رہا عیش کا سامان نہ رہا ۔۔۔ اک نہونے سے ترے کچھ بھی مری جان نہ رہا
گھر کا رکھا ہی نہ باہر کا مجھے وحشت نے ۔۔۔ قابل دید مرا حال پریشان نہ رہا
ہے کوئی حور ستمائل پہ پری کوئی ۔۔۔ ان حسینوں مین تو اب ایک بھی انسان نہ رہا
سر مرا کاٹ کے وہ ناز سے یہ کہتے ہین ۔۔۔ لیجیے آپ کا ہم پر کوئی احسان نہ رہا
خون ناحق یہ بھی کتنا مرا قاتل تھا نڈر ۔۔۔ کہ مرے قتل پہ دم بھر بھی پشیمان نہ رہا
اسقدر وصل سے اس بت کے ہوا دل محظوظ ۔۔۔ کوئی حسرت نہ رہی اب کوئی ارمان نہ رہا
اب ہین منظور نہ مہجور نہ افسر و ذکا ۔۔۔ کوئی گجرات مین اعجاز سخندان نہ رہا

## افسر - جناب پیر محمد صاحب ساکن بمبئی شاگرد جناب نظامی

جا رہی حرف محبت کے پڑھے تھے مجھسے ۔۔۔ قیس کو دیکھیے اب طفل دبستان نہ رہا
عمر بھر کون گھڑی مجھکو خوشی سے گذری ۔۔۔ کب مجھے وصل مین اندیشۂ ہجران نہ رہا
خود وہ آتے ہین منانے کو مبارک افسر ۔۔۔ اتر کسحت ترے دل مین کچھ ارمان نہ رہا

## بیتاب - جناب سید حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب جاوید لکھنوی

دل بہلنے کا کوئی ہجر مین سامان نہ رہا ۔۔۔ ہاتھ بیکار ہین جس وقت گریبان نہ رہا
ضعف سے آنکھ ہوئی جاتی ہی بیمار کی بند ۔۔۔ وہ سمجھتے ہین اسے دید کا ارمان نہ رہا
کم ہوا زور جنون ہوش ذرا کچھ آیا ۔۔۔ اب گریبان کو جو دیکھا تو گریبان نہ رہا
ہوتا ہی ایک کی تسکین کا سبب ایک کا حال ۔۔۔ جب پریشان کوئی دیکھا تو پریشان نہ رہا
جان خود اپنی دیے دیتے ہین مرنیوالے ۔۔۔ تیرا احسان کوئی لے شب ہجران نہ رہا
شوخیون کا تری انداز بہت ملتا ہے ۔۔۔ اک جگہ سینے مین دم بھر کہین پیکان نہ رہا
بھر گیا ہی جو مرے خون جگر سے ناوک ۔۔۔ اب وہ کہتے ہین مرے کام کا پیکان نہ رہا
ہاتھ سینے پہ وہ رکھے ہین نہین دل کو قرار ۔۔۔ اب زمانے مین مرے درد کا درمان نہ رہا

ایسا تاراج کیا موجِ خزان نے آکر — کوئی گل باغ مین پژمردہ و خندان نہ رہا
سر دیا بیٹھ بھرا مین نے لہو سے اُسکا — میری گردن پہ تری تیغ کا احسان نہ رہا
دھجیان کسکی اُڑائیگا اب اے دستِ جنون — نام لینے کو بھی دامان و گریبان نہ رہا
صورتِ آئینہ ہم دیکھتے جلوہ کیونکر — وا کسی رو پہ نقابِ رُخِ جانان نہ رہا

## شرر۔ عالیجناب حاجی سید سلطان علی خان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد حضرت جلال لکھنوی

اِسکا کیا شکوہ کہ دل مین مرے مہمان نہ رہا — قالوے یار مین بھی پارہ کا پیکان نہ رہا
دل و دین جس نے گنوایا وہ مسلمان نہ رہا — کافرِ عشق تان صاحبِ ایمان نہ رہا
دستِ وحشت نے کیا چاک کچھ ایسا اُسکو — قابلِ بخیہ بھی اب اپنا گریبان نہ رہا
یوسفِ دل نے کہا کف مین اُسکی پھنسکر — اتو باقی مجھے اندیشۂ زندانی نہ رہا
کارگر کسکو نصیحت ہو سکے کون تری — اپنے قابو ہی مین ناصح دلِ نادان نہ رہا
نازبرداریون سے کام تھا پہلے اُسکی — اب کوئی مشغلہ بجز نالہ و افغان نہ رہا
ساتھ لے نکلا کلیجے کو مرے اُس کا تیر — رہا دل بھی ستمگر کا جو پیکان نہ رہا
آبلہ بنکے ہوا داغِ جگر کا ظاہر — یہ بھی کیا رازِ محبت تھا جو پنہان نہ رہا
ملگیا چاک سے دامن کے جنون کے ہاتھون — جسکو کہتے تھے گریبان وہ گریبان نہ رہا
آتشِ ہجر جلائیگی شرر پھر کس کو — خاک جب ہو گیا باقی دلِ سوزان نہ رہا

## صابر۔ جناب منشی محمد قدرت غنی صاحب تلمیذ مہتمم خدنگ نظر از حیدرآباد دکن

شدتِ یاس سے باقی غمِ ہجران نہ رہا — بے وفا وصل کا تیرے مجھے ارمان نہ رہا
نالہ بے سود فغان بے اثر اے وائے نصیب — اب کسی کام کا تو اے دلِ نالان نہ رہا
اے حسرت غم دوری و تمنائے وصال — خانۂ دل مین مرے کوئی مہمان نہ رہا
دل جو تھا قطرۂ خون صرفِ غمِ ہجر ہوا — دعوتِ تیرِ مژہ کا کوئی سامان نہ رہا
ظلم وہ کر چکے ہم سہ چکے سارے صدمے — ہمکو حسرت اُنھین باقی کوئی ارمان نہ رہا
دلکو سینے مین تجھے دلمین چھپا رکھا تھا — شہرت اتنی ہوئی اِس راز کی پنہان نہ رہا

## صابر۔ جناب منشی محمد نذیر صاحب لکھنوی تلمیذ مہتمم خدنگ نظر از کلکتہ

کہین دیوانے بھی پابند بلا رہتے ہین
سر یہ ٹکرایا مقفل در زندان نہ رہا

درد دل داغ جگر تیرے نہ ملنے کا قلق
جس کو پوشیدہ کیا ہے وہ نہان نہ رہا

نہ رہا کوئی مرہ ہائے ستم سہنے کا
اپنے قابو مین جب اپنا دل نالان نہ رہا

لیگئی دلکو مرے دلکی تڑپ سینے سے
اے غم عشق ترا خانۂ ویران نہ رہا

دہیان کب چارہ گری کا اُسے آیا افسوس
جب مرا درد جگر قابل درمان نہ رہا

ضبط سے کام لیا کچھ نہ کہا واعظ سے
اب ترا شیوۂ جگر شیوۂ مستان نہ رہا

## جناب حفیظ جونپوری

چاک دامان نہ رہا چاک گریبان نہ رہا
پھر بھی پوشیدہ مرا حال پریشان نہ رہا

بزم دشمن یہ کبھی درہم و برہم دیکھی
کیا ترا دور وہ لے گردش دوران نہ رہا

مجکو افسوس کہ وہ اور عدو کے بس مین
اُن کو یہ غم کہ مرا اب کوئی پرسان نہ رہا

ہمنے جو بات کہی تھی وہی آخر کو ہوئی
تمنے جو راز چھپایا تھا وہ پنہان نہ رہا

منفعل ترکِ وفانے مجھے برسون رکھا
چار دن اپنے کیئے پر وہ پشیمان نہ رہا

اُنکی شوخی بھی ہوئی ہو مری وحشت کا جواب
ہاتھ ڈالا جو گریبان مین گریبان نہ رہا

جینا دشوار محبت مین ہے مرنا دشوار
سخت مشکل ہے کوئی کام بھی آسان نہ رہا

بنگئی داغ کلیجے کا تمنائے وصال
داغِ حسرت کے سوا اب کوئی ارمان نہ رہا

مرنے والون کا گلا گھوٹ کے حاصل ہو تو اب
دیکھ یہ جرم بھی اب داخل عصیان نہ رہا

خیر سب قول و قسم جھوٹ سہی خوش رہیے
اب مرے آپکے وہ عہد وہ پیمان نہ رہا

روکنے کو مجھے غیرت کے سوا اُس در پر
کوئی دربان نہ رہا کوئی نگہبان نہ رہا

مٹگیا شغل جنون اب وہ کہان جامہ دری
زور وحشت کا بھی اب دست و گریبان نہ رہا

چار چھڑکی مین ترے در سے الگ ہو بیٹھا
خیر کچھ روز بھی مست کشِ دربان نہ رہا

وقت کو ہاتھ سے کھو کر کوئی دنیا مین حفیظ
عمر بھر میری طرح سر بگریبان نہ رہا

## رضا جناب حافظ محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلی شاگرد حضرت امیر مرحوم

جوش پر بحر مین جب دیدۂ گریان نہ رہا
کشتیِ نوح کو اندیشۂ طوفان نہ رہا

داغ دل مین نہ رہا سینے مین پیکان نہ رہا
دونون گھر غم نے مٹائے کوئی مہمان نہ رہا

ایسے تارِ رگِ جان کا خدا حافظ ہے
ایک جھٹکے مین تو ثابت یہ گریبان نہ رہا

کیسے عیسیٰ ہو سبھالا ابھی جو ہم لیتے ہین
تم سمجھتے ہو کہ دردِ غمِ ہجران نہ رہا

کوئی دیوانون سے کہدے کہ بہار آئی ہے
جس سے وحشت ہو کسیکو وہ بیابان نہ رہا

شمع و طاوس کا جلوہ تھا رمانے کے لیئے
مین نے دلمین بھی چھپایا تو وہ پنہان نہ رہا

اُنکے آنے سے ہو تسکین تو اللہ ری چھیڑ
کہتے ہین سینے مین کیا تیر کا پیکان نہ رہا

دامِ گیسو مین یہ عالم اور بھی تڑپاتا ہے
کہ رہا ہونیکا میرے کوئی سامان نہ رہا

کیا ملے مجھسے کہ وہ اُڑنے لگا ہے سب سے
ملگیا یار یہ پیرا دون مین انسان نہ رہا

کُشتۂ ناز کو ایجان جو تسی ہے تو یہ ہے
جان تن سے ہوئی رخصت غمِ ہجران نہ رہا

روح کیطرح دکھائی نہین دیتا تنِ زار
مجکو اے پردہ نشین اب غمِ دربان نہ رہا

عہدِ پیری میں گھٹا جلوۂ داغِ غمِ عشق
صبح ہوتے ہی فروغِ مہِ تابان نہ رہا

اب کہاں گریۂ در پردہ کہ لے جوشِ جنون
جس سے مُنہ ڈھانکے رُوتے تھے وہ دامان نہ رہا

اسکی شہرت کا تعجب ہے مجھے یا ستّار
عشق کیا چہرے کا تھا رنگ کہ پنہان نہ رہا

ضبطِ گریہ تو کیا تھا یہ خموشی کیسی
شغلِ فریاد بھی کیا اے دلِ حیران نہ رہا

مادرِ جوہرِ تسلیم نہین اے طاہر
کیا کہین شعرِ سخن کا کوئی پُرسان نہ رہا

طالب۔ جناب منشی عبد الوہاب صاحب مالیگانوی مصحح مطبع کریمی بمبئی تلمیذ جناب خادم مالیگانوی

میری میت پہ کسی ستوح کا آکر کہنا
با وفا خلق مین ابتو کوئی انسان نہ رہا

بس قیامت کی ہے ظالم تری کافر صورت
اچھے اچھون کا جسے دیکھکے ایمان نہ رہا

ظفر۔ عالیجناب مولوی سید ظفر حسن خانصاحب خلف سید مہدی حسن خانصاحب شاداب رئیس اعظم سولہو شاگرد جناب حفیظ

پہلو مین جو وہ جان کا خواہان نہ رہا
کوئی حسرت نہ رہی کوئی بھی ارمان نہ رہا

سامنے آنکھ کے اب نوح کا طوفان نہ رہا
یعنے وہ جوشش ترا دیدۂ گریان نہ رہا

گھر مین وحشت سی برستی ہے کہ مہمان نہ رہا
ہائے ٹوٹے ہوئے دلمین کوئی پیکان نہ رہا

صبح سے شام کی ہوتی ہے جدا کیفیت
ایک حالت پہ کبھی عالم امکان نہ رہا

چار دن جوشِ جنون دست و گریبان نہ رہا
قابلِ دید مرا حال پریشان نہ رہا

کیا صفائی ہے ترے تیرِ نظر کی سفاک
پار سینے کے ہوا ٹوٹ کے پیکان نہ رہا

بزمِ احباب مین اک روز یہ چرچا ہوگا
ہائے افسوس کہ صابر سا سخندان نہ رہا

## صوفی۔ جناب منشی للتا پرشاد صاحب وکیل عدالت منصفی غازی آباد

یاس و حسرت نہ رہی یا ترا ارمان نہ رہا
ہجر مین کون دلِ زار کا مہمان نہ رہا

سر مین سودائے غمِ فرقتِ جانان نہ رہا
دل گرفتارِ خمِ گیسوئے پیچان نہ رہا

دل ہی باقی نہ جگر۔ نذر ہوئے سب تیری
خون کا اک قطرہ بھی اے دیدۂ گریان نہ رہا

عشق اور مشک چھپائے سے کہین چھپتا ہی
راز دل لاکھ چھپایا کئے پنہان نہ رہا

قفسِ قالبِ خاکی ہی وہ زندانِ حسین
طائرِ دل کوئی پھنسکر کبھی شادان نہ رہا

مین وہی آپ وہی دل وہی اعیار وہی
کون تھا پہلے جو آزردۂ جان نہ رہا

توبہ کی شغلِ مئے ناب سے ناحق صوفی
غم غلط کرنیکا بھی اب کوئی سامان نہ رہا

## ضبط۔ جناب حاجی سید سلطان احمد صاحب لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

دلِ مضطر مین ترے تیر کا پیکان نہ رہا
جا چکا درد وہ حسن درد کا درمان نہ رہا

ہاتھ مین جب سے ترا گوشۂ دامان نہ رہا
بنگیا طوق گلوگیر گریبان نہ رہا

دشت مین جامہ دری قیس نے کی لیکن
رکھ لیا خاک نے پردہ کبھی عریان نہ رہا

مین نے زلفین جو سنواری تھی ای رشک پری
مجھسے بڑھکر کوئی عالم مین پریشان نہ رہا

لاکھ پوشیدہ کیا ہو گیا چہرے سے عیان
رازِ دلِ عشق مین اغیار سے پنہان نہ رہا

خوف کیا یون ہین گذر جائیگی تو بھی اک روز
جسطرح وصل کا دن ای شبِ ہجران نہ رہا

ستم اتنا نکر وآہ سے عاشق کی ڈرو
اس سے کیا فائدہ جب عالمِ امکان نہ رہا

چھپکے آنکھون سے وہ نظرون مین کسی کا پھرنا
سات پردون مین بھی رہکر کوئی پنہان نہ رہا

شکوۂ ظلم بتان کیجیے کسسے اے ضبط
کافرِ عشق ہین سب کوئی مسلمان نہ رہا

## طاہر۔ جناب مولوی سید محمد طاہر علی صاحب رضوی فرخ آبادی

شکر ہے مدِ نظر گیسوئے پیچان نہ رہا
دل جو قابو میں ہوا حال پریشان نہ رہا

کفر اگر حُسن پرستی ہے جنابِ واعظ — پھر تو عالم مین کوئی صاحبِ ایمان نہ رہا

چار دن بھی نہ رہے عہد وفا پر قائم — پاس کچھ اپنی زبان کا تمھین ایجان نہ رہا

کبھی تڑپا کبھی ٹھہرا کبھی بیتاب ہوا — ایک حالت پہ مرا قلب پریشان نہ رہا

گریۂ وآہ و بکا نالہ و فریاد و فغان — مشغلہ کب یہ ہمارا شبِ ہجران نہ رہا

اُف ری ناکامیِ تقدیر کہ حسرت کے سوا — کوئی رونیکو سرِ گورِ غریبان نہ رہا

آہ کوثر یہ دمِ نزع کسی کا کہنا — کیا مری دید کا بھی اب تجھے ارمان نہ رہا

## محشر۔ جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

دل کے مرجانے سے لطفِ غمِ پنہان نہ رہا — زندگی کا تھا مزا جس سے وہ سامان نہ رہا

کھینچتا ہی کوئی ناوک مدد اے جذبۂ دل — یہ نہ کہیے کو ہو دم بھر ترا مہمان نہ رہا

مژدہ اے بخت مدد اے غمِ اُلفت ہوا دل — آج سے عشق مین ہم کو کوئی ارمان نہ رہا

دادخواہان وفا حشر مین لازم ہی ادب — ہاتھ پھر کیا آئیگا قاتل کا جو دامان نہ رہا

قتل کر کے عوض ہمہ دیا سر تجھکو — شکر کی جا ہے کہ قاتل ترا احسان نہ رہا

جلوۂ حسن رہا یا کہ رہا اُس کا خیال — دل وہ گھر ہی کسی صورت سے جو ویران نہ رہا

کس کو یہ تاب کہ لیجائے متاعِ غمِ عشق — اس حرم کے کا کبھی کوئی نگہبان نہ رہا

پھر جدا جلوے کہاں جا کے گرائی تجلی — آسمان تک تو مرا نالۂ سوزان نہ رہا

اُف رے تیری نگہِ لطف کا جادو ظالم — کہ جہان مین کوئی بے وصل پُر ارمان نہ رہا

کیا بُری شے ہی حقیقت مین تعلق دل کا — جب صدا اُسنی تری ہوش مری جان نہ رہا

جستجوئے نگہ شوق سے اللہ بچائے — سات پردون مین بھی چھپنے سے وہ پنہان نہ رہا

تم جو دیکھ آؤ تو چھوٹی یہ خبر ہو جائے — سنتے ہین ہم کہ کوئی قابلِ درمان نہ رہا

کیون جفا ہو جو ہوا مطلبِ دل تا بحال — شکوۂ غم مین خیال اسکا مری جان نہ رہا

عادت سیرِ جہان مجھکو تھی ایسی محشر — کنجِ مرقد بھی مری آنکھو مین ویران نہ رہا

## ممتاز۔ جناب سید ممتاز حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل پولیس ضلع جونپور

دیکھکر آپ کو پھر ضبط کا امکان نہ رہا — دلِ مضطر مرے قابو مین مری جان نہ رہا

خیرہ لرتی ہی نگاہون کو ترے رُخ کی صفا
کون ہی وہ جو تجھے دیکھ کے حیران نہ رہا

زُلف و رُخ نے ترے گمراہ کیا دونون کو
گبر کا کفر مسلمان کا ایمان نہ رہا

ہنسنے والون مین وہی ایک تھے میت پہ مری
کون تھا اُن کے سوا اور جو گریان نہ رہا

مین نے کچھ سوچکے اُس در سے اُٹھایا بستر
یہ مسلم کہ مزاحم ترا دربان نہ رہا

مجھ سے کچھ پوچھ نہ اے شیخ خرابات کے لُطف
جو یہان بیٹھ گیا خلد کا خواہان نہ رہا

ہو گیا ایک گلی مین جو گذر واعظ کا
چُپ لگی ایسی کہ جنّت کا ثناخوان نہ رہا

ضعف بڑھنے پہ بھی آخر نہ گھٹا زورِ جنون
اک ذرا ہاتھ بڑھا تھا کہ گریبان نہ رہا

## عابد۔ جناب منشی عابد علی صاحب تلمیذ جناب ہجر شاہجہانپوری از شملہ

خانۂ دل مین ترے تیر کا پیکان نہ رہا
ایسے گھر مین کبھی ایسا کوئی مہمان نہ رہا

گردشِ چشمِ بتان مین جکی ہے مجکو
اب ترے واسطے مین گردشِ دوران نہ رہا

تیرے دیدار کی خواہش مین یہ دونون نکلے
برہمن دیر مین کعبہ مین مسلمان نہ رہا

کیا سناؤن غمِ فرقت کی کہانی تم کو
قابلِ عرض مرا حال پریشان نہ رہا

ساتھ دینے کو چلی آتی ہی یاد اُس بُت کی
مین اکیلا کبھی عابدؔ شبِ ہجران نہ رہا

## فغان۔ جناب منشی رام سروپ صاحب عرائض نویس منصفی غازی آباد

ہجر مین دردِ دلِ زار کا پایان نہ رہا
قابلِ دید مرا حال پریشان نہ رہا

جان کے جاتے ہی مرجھا گئے سب داغِ جگر
ایک گُل بھی مرے گلزار مین خندان نہ رہا

سامنے مار سیہ کے کہین جلتا ہی چراغ
عکس کاکل مین فروغِ رُخِ تابان نہ رہا

تلخکامی کے سوا عشق مین ملتا کیا ہے
کوئی بیمارِ محبت کبھی شادان نہ رہا

دے گئے حضرتِ عیسیٰ بھی جواب آج فغانؔ
دردِ دل کا میرے باقی کوئی درمان نہ رہا

## کوثر۔ جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب لکھنوی شاگرد جناب تجمل جلالپوری از بمبئی

مین شبِ ہجر بھی تنہا کبھی اےجان نہ رہا
تیری حسرت نہ رہی پاس نہ ارمان نہ رہا

وحشیون نے ترے جبدن سے قدم رکھا ہی
خوب آباد تھا سُنسان بیابان نہ رہا

جس طرف نکلین گے انگشت نما ہم ہونگے
سورِ دل راز کے مانند جو پنہان نہ رہا

گو ہون گناہگار پہ بندہ اُسی کا ہون
بخشنے تو کیا عجب کہ وہ بندہ نواز ہے

زاہد بہت غرور نہ کر اپنے زہد پر
بندہ نیاز مند خدا بے نیاز ہے

باطن مین دیکھئے تو ہے پُتلا ریا کا شیخ
ظاہر مین دیکھیئے تو بڑا پاکباز ہے

گو حکم ہے ترا کہ نہ نکلے زبان سے کچھ
دل بولتا ہے اُسکا جو آگاہِ راز ہے

خواہش دوا کی ہے نہ تمنا دعا کی
تیرا مریض عشق عجب بے نیاز ہے

آتی نہین فراق مین تیرے تری طرح
تجھسے زیادہ موت مری حیلہ ساز ہے

زاہد کو فخر اپنی عبادت پہ ہے تو ہو
ہمکو تو اُس کریم کی رحمت پہ ناز ہے

رُکتے نہین ہین راہ حقیقت کے راہ رو
گو جانتے ہین اس مین نشیب و فراز ہے

بنجائینگے ہمارے بھی بگڑے ہوئے نصیب
اللہ کارساز ہے بندہ نواز ہے

آنسو بہا کے دل کو ہمارے بہا دیا
اے شوخ تیرا عشق عجب دلگداز ہے

عاشق کے سوزِ دل کا اثر کیا ہوا تجھے
اے شمع کس لئے تجھے سوز و گداز ہے

شوخ - جناب سید فضل حسین صاحب از سیالکوٹ تلمیذ جناب بہتر حیدرآبادی

یارب شبِ فراق کی ہوتی نہین سحر
بڑھکر کسیکی زلف سے شاید دراز ہے

عابد - جناب منشی محمد عابد علی صاحب تلمیذ جناب سحر شاہجہانپوری از کوہ شملہ

ہم ہین ذلیل و خوار عدو سرفراز ہے
کیا شرط منصفی یہی اے حیلہ ساز ہے

گریہ شروع ہو تو ہو ختم حشر تک
اس درجہ طول قصۂ راز و نیاز ہے

پیتا نہین شراب کسیکی چھوئی ہوئی
میخوار مثل شیخ بڑا پاکباز ہے

پہلو مین مرے جلوہ نما ہو وہ حور وش
ارماں مدتون سے یہ اے کارساز ہے

کہتے ہین مجھسے تجکو نہ عابد کہین گے ہم
کچھ متقی ہے اور نہ تو پاکباز ہے

## غیر طرح

جناب حفیظ جونپوری

دن رات بھگوئین دامن کو اور آنکھو نسے کیا ہونا ہی
ہر شام و سحر شبنم کیطرح بیکار ہمارا رونا ہے

عشق ابرو مین گلا کاٹ لیا آپ اپنا — سر جدا ہوگیا قاتل ترا احسان نرہا
وصل مین دل کی تمنائین بر آئین لیکن — اب یہ حسرت ہی کہ دلمین کوئی ارمان نرہا
وحشت دل نے بٹھایا مجھے کیون محبس مین — کیا مرے واسطے صحرا و بیابان نرہا
جائیگا ہاتھ کہان دوڑکے ہر بار جنون — اتبو دامن نہ رہا اور گریبان نرہا
لیکے انکار کیا خیر نہین کچھ پروا — دل ہمارا نرہا آپ کا ایمان نرہا
مجکو احباب وطن نے بھی بھلایا ممتاز — اب کہیں حال کا میری کوئی پرسان نرہا

## ناطق - جناب سید ابو الحسن صاحب از قصبہ گلاؤٹھی

کوئی دلجوئی بیمار کا سامان نرہا — دل کی اب خیر نہیں یار کا پیکان نرہا
کھل گیا عشق بت پردہ نشین کا پردہ — درد پنہان وہ ستمگر ہی کہ پنہان نرہا
سبز باغ اُس بت کافر نے دکھایا شاید — شیخ کے دھیان مین کیون روضۂ رضوان نرہا

## نور - جناب حافظ نور الحسن خانصاحب خیر آبادی مقیم کلکتہ

جذب دل کھینچ کے لایا ہی تمہین یاد رہے — اب مرے سر یہ تمہارا کوئی احسان نرہا
خوگر صدمۂ ہجران ہوئے ہم آخر کار — پہلے تھے سیکڑوں اب ایک بھی ارمان نرہا
ہائے کسوقت وہ آتے ہین عیادت کیلیے — جب سوا درد مرا قابل درمان نرہا
بدلے تعوید کے بازو یہ ہی زلفونکی شبیہ — کچھ بھی خوف و خطر خواب پریشان نرہا
بعد ناوک فگنی فکر ہی پھر وار کرے — دو گھڑی ایسے کیے یہ وہ پیکان نرہا

## بقیہ طرح ماہ گزشتہ

### آمین - جناب محمد مسیح صاحب طالب علم سکنڈ ایر کلاس ایف - اے سکاچ مشن کالج سیالکوٹ

عا - ہو مین گناہ سے کر درگذر میرے — غفار ہے رحیم ہے تو بے نیاز ہے

### زیبا - جناب منشی محمد عبد الحمید خانصاحب بی - اے سر رشتہ دار جج بریلی شاگرد حضرت شہیر مچھلی شہری

پڑھتا جو پانچ وقت کی زاہد نماز ہے — سب لوگ جانتے ہین بڑا پاکباز ہے
زیبا اُسے غرور و تکبر ہے ناز ہے — لیکن نیازمند کو لازم نیاز ہے

کونٹ۔ (بہت ہی متین تیورون سے) "جی ہان الیقیناً یہ نوجوان لیڈی ــــــ"

شاہزادی۔ (بات کاٹ کے) "مسز ٹریور ایتھل ٹریور! تم دیکھتے ہو کہ مین ان کا نام بھی جانتی ہوں لیکن میں نے ان سے اسی قدر کہا کہ میرا نام سراگز اتنا ملڈٹیڈرا ــــــ"

معاً کونٹ اور کونٹیس دونوں کے مُنہ سے مبیاحتہ ایک ایسی آواز نکل گئی گویا کسی نے نشتر چھُو دیا۔ نہیں بلکہ ایسی آواز جس میں علاوہ گھبراہٹ اور دلی اضطراب کے ایک قسم کا خوف بھی پایا جاتا تھا۔ ساتھ ہی ایتھل کے مُنہ سے بھی ایک تعجب خیز صدا نکل گئی۔ کیونکہ ملڈٹیڈرا کے نام نے دفعتہً اسپر ایک حیرت طاری کر دی۔ وہ حیرت جو اُسکے نے جین خیالات سے تعلق رکھتی تھی۔ جس سے اُن باتوں کو لگاؤ تھا جو اُسکے لیے ایک مُعمّہ ہو رہی تھیں۔ نہین بلکہ وہ حیرت جو تمام اسرار اور اُس پیچ در پیچ واقعات کے تاریک بادلوں سے بجلی کی طرح کوند کے اُسپر چھا گئی جو اُن ضرورتوں کا پردہ سے ہوئے تھے جن کی غرض سے وہ یہان لائی گئی تھی۔

شاہزادی۔ (جسکا چہرہ سہم کے زرد پڑ گیا) "ارے ا ــــ ارے مین اُس تاکید کو بھول گئی جو مجھے کئی مرتبہ سختی کے ساتھ کی گئی تھی۔"

کونٹیس۔ (خوشامدانہ لہجے مین) "بس پیاری شاہزادی! اب بس ــــ"

شاہزادی۔ (ایتھل کی طرف مخاطب ہو کے) "لیکن پیاری مسز ٹریور! تم میرا ادھورا نام سُنکے کیون چونک پڑین؟ ــــ"

کونٹ۔ (جلدی سے) "مین حضور سے ایک ہزار مرتبہ معافی مانگ کے عرض کرتا ہون کہ مسز ٹریور کو بہت کم فرصت ہے ا۔"

شاہزادی۔ (بھولے بھولے انداز سے) "واہ مسز ٹریور تو اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتین بلکہ مین کہہ سکتی ہون کہ اگر ان سے ابھی اور ٹھہرنے کو کہا جائے تو ــــ"

ایتھل۔ (اس خیال سے شاہزادی کا قطع کلام کرکے کہ یہ میرا فرض ہے کہ جو امر کونٹ اور کونٹیس کو بالاتفاق ناگوار ہو رہا ہے اُسکا جلد خاتمہ کر دیا جاے) "حضورا مجھے اس سے زیادہ کوئی افتخار نہیں حاصل ہو سکتا کہ بذریعہ فرمان عالی طلب ہو کے حضور کی مورد الطاف ہوں۔"

شاہزادی۔ "اوہ! یہ قاعدے کی پابندیاں یہ ظاہری تکلفات! انھین فطرت سے کوئی تعلق نہین۔ مجھے ان باتون سے سخت نفرت ہے۔ اور تم بہی اسقدر سیدھی سادی اور صاف طینت معلوم ہوتی ہو کہ ایسے چلے ــ"

ایتھل۔ (اپنے خلقی خوشگوار لہجے مین) "بہرکیف مین حضور کو صدق دل سے یقین

باتین جو ہین کر لینگے اقرار عدو سے ملنے کا
سب چھپے تھے وہ جمین ہی نہ حسد بسی جمین چھوٹا ہے
صرف آب وضو سے دل کی سیاہی دور ہو گی اے زاہد
اک مدت پر تو آئے ہو کچھ اپنی کہو کچھ میری سنو
مجھسے کچھ احباب یہ پوچھیں حال اسکی محبت کا
رہا ہو گی سر م طرح ن رات وہان تو اور یہان
ناصح مجکو تو ہی بتا دے اور صبر اس کیا ہو گا
آجائے جہان کچھ ذکر مرا کیون وہ یہ ہانسو اٹھ جائین
یہ حسن جوانی جبتک ہے دل اپنے جا ہے والوسنے
کیا تم مین دھرا ہی جسکے لیے سا نپ پر لئے چھوڑ دین وہ

اب چھیڑنا انکو گویا اپنے حق مین کانٹے بونا ہے
سب نغمہ سرائی بھول گئے اب یا قفس کا کونا ہے
کچھ آنکھوں سے بھی اشک بہا یہ داغ جو تجکو دھونا ہے
سونے کو ابھی رات پڑی ہے شام ہی سے کیا سونا ہے
یون سمجھیں اک ستور رہین مین گم وفا کا رونا ہے
تنہا بیٹھے آٹھ پہر آٹھ آٹھ آنسو رونا ہے
اک دل تھا انسکو کھو ہی چکے اک جان ہے وہ بھی کھونا ہے
کسطرح مخاطب ہی کوئی بدنام انھیں کیا ہونا ہے
مادان یہ ہی بتا دریا تو ڈھلتے ہاتھ جو دھونا ہے
جو چاہتے تم ہو حفیظ کبھی ممکن نہیں ایسا ہونا ہے

## آیندہ طرحین

جناب حفیظ جونپوری (ملال کیا ہے جان کی خیرات ہے) برات وغیرہ قافیہ۔

جناب انور رامپوری (کسی کا ناز سے آنا قیامت ہے قیامت میں) قیامت وغیرہ قافیہ۔

# اشتہار کتب

(۱) **دیوان والہ** بزبان فارسی عہ (۲) **انشای والہ** بزبان فارسی عہ کلدار
(۳) شرح دیوان غالب دہلوی موسوم بہ **وثوق صراحت** اردو عہ کلدار
(۴) شرح دیوان غالب دہلوی موسوم بہ **وجدان تحقیق** اردو عہ کلدار۔ یہ صرف باب الالف کی شرح ہے اسمین ہر ایک شعر کی شرح نہایت شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ لکھی ہے
یہ کتابین مشتہر کے پاس سے بقیمت ملسکتی ہین محصولڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہے۔
**دیوان والہ** جو قبلہ گاہی مولانا مولوی عبد العلی صاحب والہ مرحوم ومغفور باشندہ دکن کے دماغ کا سرجوش اور صاحب موصوف مرحوم کی فکر رسا کا سرمایہ ہے قابل دید اور لائق قدر ہے
**المشتہر** محمد عبد الواحد عفی عنہ **واحد** فارسی مددگار سٹی ہائی اسکول بلدہ حیدرآباد دکن **مشتہر گشتی**

**نوٹ**
ذیل کیطرح جو تقریب جشن تاجپوشی ملک معظم شہنشاہ ہند دام ملکہ طبع کیگئی ہے وہ شعرا کیلئے قابل توجہ ہے ورہم ان حضرات کو ایک مرتبہ پھر اسطرح کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جنکے دم سے ہماری شاعری زندہ ہے گو یہ ایک پرانی اور پامال طرح ہے مگر حضور ممدوح کی مدح میں گلدستہ ہائے کیسے اس انجمن کے سر سبز کر سکتے ہیں خصوصاً حضرات آغا ۔ حلال ۔ ریاض ۔ جلیل ۔ وغیرہم ہمارے قدیم کرمفرما ضرور ہی توجہ فرمائیں۔ طرح مصرع طرح ملاحظے عام ہے ان نکتہ دانوں کیلئے۔ ایڈیٹر

کرنے کی اجازت چاہتا ہون کہ تم اُس شخص کی نسبت کچہ اور بھی جانتی ہو جو اپنا نام کونٹ میڈ روائل بتاتا ہے؟"

اتھل "مین یور لارڈ شپ سے عرض کر چکی ہوں کہ میری اُن کی ملاقات بالکل خفیف ہے"

کونٹ "میڈم یہ تم بہت صحیح کہتی ہو اہین بھی ابھی تک اُس گفتگو کو بھولا نہیں (مسکرا کے) لیکن ایک نظر مین تو انسان کے دل تک کا حال معلوم ہو سکتا ہے خواہ وہ کیسی ہی گہری تہ مین کیوں نہ چھپا ہو"

اتھل "مین کونٹ میڈ روائل کی نسبت کچہ نہین جانتی۔ وو ور ہوئے جب ایک مرتبہ مجھسے اُنسے ملاقات ہوئی تھی اسکے بعد سے پھر مین نے اُنھین نہیں دیکھا۔ مائی لارڈ سچ سچ یہ ہے کہ ذرا ہی دیر کی بات چیت مین مجھے اُن سے دوبارہ ملنے کی خواہش نہ ہوئی"

کونٹ "غرضکہ اس بارے مین تم مجھے کچہ نہین بتا سکتین"

اتھل "(اس سوال سے متعجب ہو کے) "نہین مائی لارڈ مین کچہ نہین جانتی! شاید آپ خیال کرتے ہین کہ مین دانستہ نہین بتاتی ——"

کونٹ ۔ (جلدی سے) "بالفعل مین کونٹ میڈ روائل کا ذکر ہی اُڑائے دیتا

دیتا ہون۔ اچھا اب دوسرے کی نسبت گفتگو ہونا چاہیے"

اتھل ۔ (یہ خیال کر کے کہ یہ اُسی لیڈی کیطرف اشارہ ہے مشکوک تیورون سے) "دوسرا کون؟ ——"

کونٹ "وہی لیڈی جو کبھی مس سیلکم کے نام سے موسوم تھی۔ غالباً تم اُس سے واقفیت کا اقبال کر چکی ہو۔ کیون؟"

اتھل "جی ہاں! مائی لارڈ مجھے انکار نہین"

کونٹ "بیشک! لیکن تم اُس سے بخوبی واقفیت نہیں رکھتین"

اتھل "یہ مین نہین سمجھی (گھبرا کے) اگر آپ مجھہ سے زیادہ واقف ہین تو مجھہ سے پوچھنے کی کیا ضرورت؟ مائی لارڈ! مختصر یہ کہ نہین معلوم اب اس استفسار کے لیے مجھے یہان ٹھہرنے کی ضرورت ہے یا ——"

کونٹ ۔ (خشک اور کڑوے تیورون سے) "مسٹر ٹریور! تمھارے متعلق مجھے ایک نیا تجربہ حاصل ہوا۔ میری عادت مین داخل ہے کہ کوئی رائے جلد نہین قائم کر لیتا۔ تمام زندگی مین مین نے پہلی نظر مین کسی کا اعتبار نہین کیا۔ الّا تمھارے معاملے مین تمھاری صورت دیکھتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ تم صاف طینت۔ پاک باطن اور بے لوث ہو۔ اور اسی وجہ سے مین نے

دلانا چاہتی ہون کہ میری خود خواہش ہے کہ دم بھر اور حضور کی خدمت مین حاضر رہوں۔ لیکن اسوقت مین فی الحقیقت معذور ہون"

شاہزادی۔ (مشتاقانہ تیورون سے) "تو کیا تم پھر آنے کا وعدہ کرتی ہو؟"

کونٹ۔ (جلدی سے) جی ہاں مسز ٹریور پھر حضور کی قدمبوسی حاصل کرینگی"

شاہزادی نے ایک مرتبہ پھران باضابطہ تکلفات کا ذکر کیا اور اتھیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کے کہنے لگی ——— "تم پران قواعد کی پابندی فرض نہین بلکہ ہمجولیون کی طرح جب چاہنا بے تکلف میرے پاس چلی آنا مین بھی ہمجولی اور بے تکلف دوست کی طرح تمسے بغلگیر ہونیکی منتظر رہونگی"

اسکے بعد اتھیل کو کونٹ کے ساتھ جانے کی رخصت دی گئی اور کونٹ اُسے اپنے ہمراہ لیکے جلدی سے ایک اور کمرے مین گیا اور بالآخر دونون مین تنہائی ہوئی

## سینتیسوان باب ۳۷

### کونٹ الونٹیز

جو خیالات اتھیل کو اس مکان تک کھینچ لائے تھے اُن مین اس پر نیاد اور حوروش شاہزادی کی ملاقات سے اور بھی ترقی ہوگئی جسکی بھولی بھولی صورت پیارے پیارے حرکات اور گفتگو نے اُن خیالات میں ایک غیر محدود شوق اور دلچسپی پیدا کردی خصوصاً اس راز کے دریافت ہوجانے سے کہ اسکا نام ملڈریڈ ہے (جسکے بتانے کی اُسے سخت ممانعت ہے۔ اور جب یہ نام ایک کم سنی کے بھولے پن اور نادانی کی حالت مین اُس کی زبان سے نکل گیا تو کونٹ اور کونٹیس دونوں پر ایک مُردنی چھاگئی) اتھیل کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی اور وہ ان پیچ درپیچ واقعات میں بالکل کھوگئی کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے اور دیکھیے کونٹ کی ملاقات میں یہ عقدے کس طرح حل ہوتے ہین

کونٹ بھی اپنے مقام پر سخت متفکر اور پریشاں تھا کہ گفتگو کا سلسلہ کس عنوان سے چھیڑا جائے۔ اور آیا بدستور اتھیل سے راز جوئی کرنا مناسب ہے یا تمام حالات پوست کندہ بیاں کردیے جائیں۔ غرضکہ اتھیل کو نہایت ہی خاطر سے بٹھا کے وہ ایک منٹ تک غور کرتا رہا اسکے بعد بولا ——— "مسز ٹریور! غالباً تمھین یاد ہوگا کہ مین نے کس غرض سے تمکو یہان تک آنے کی تکلیف دی ہے"

اتھیل "جی ہان! مائی لارڈ مجھے وہ گفتگو یاد ہے جو مجھ سے آپ سے ابھی راہ مین ہوئی تھی"

کونٹ "سب سے پہلے مین یہ دریافت

اسکے بعد ایک منٹ بھی تمھین تکلیف نہین
دی جائے گی - مین تمھارا شکریہ ادا کرونگا اور
میری گاڑی جو اسی غرض سے تیار کھڑی ہے
جہاں تم کہوگی تمھیں پہونچا آئے گی - اور اگر تم
مجھ ایسے بُڈھے شخص پر جو تمھارے سر
کے برابر ہے اعتبار رکھتی ہو تو مین تمھین
خوشنودی کا پروانہ یا سارٹیفکٹ دیکے بھی
تمھارا احسانمند رہونگا - ہاں اُس اُس
لیڈی کا ایڈرلیس - اُسکے رہنے کا پتہ (اپنی اُنگلی
سے ایک نہایت ہی بیش قیمت ہیرے کی
انگوٹھی اُتار کے) صرف یہی دو باتین بتا دو"

**اتھل** - (بگڑ کے) واہ واہ سبحان اللہ! کیا
آپ خیال کرتے ہیں کہ میں اُس شخص کے
ساتھ بیوفائی کرونگی جو عام اس سے کہ کیسا ہی
کیون نہ ہو مگر میرے ساتھ ہر حالت مین لطف و
عنایت سے پیش آتا ہو؟ آپ نے مجھے
کیا سمجھا ہے؟ کیا مین کوئی مخبر یا جاسوس ہون؟
حیف! اب تک آپ اُس بدنصیب لیڈی
کا پیچھا نہین چھوڑتے الیکس مائی لارڈ -
اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ لندن ہے قسطنطنیہ
نہین - ممکن ہو کہ یہان بھی آپ کا آگبوٹ
دریاے ٹیمس مین کھڑا ہو - مگر یہ خیال دل سے
دور رکھیے کہ آپ یہان سے کسی انگریزی
رعایا کو پکڑ لیجائین! مین کہہ چکی ہون کہ آپکا
نام میرے گوش آشنا ہے اور اب آپ
خیال کرلین کہ مین آپ کے حالات سے کس
حد تک واقف ہون!"

اگرچہ کونٹ دُنیا کے سب سے زیادہ
متحمل اور بُردبار شخصون مین تھا لیکن اتھل
کی تقریر سے اُسے بے اختیار جذبہ آگیا اور
ایک وحشیانہ غصے مین زمین پر پاؤن ٹیک کے
کہنے لگا

**کونٹ** - استغفر اللہ! یہ ایک عجیب ہی
قصہ ہے! میرا یہ کہنا کہ شاید تم میرے نام
سے واقف ہوگی ان باتون سے کوئی تعلق
نہین رکھتا - کیونکہ میرے خیال مین مس
میلکم کو اس واقعہ کا الہام کسی طرح نہین
ہوسکتا جو تمنے اشارتاً بیان کیا - قطع نظر
اس امر کے یہ خیال کرنا بھی محض حماقت
ہے کہ مین یہان انگلستان مین کسی ایسے
شخص کو ایذا رسانی کی کوشش کرنے آیا
ہون جسے انگریزی رعایا کے حقوق حاصل
ہین - نہین ہرگز نہین - یہان پھر میری عقل
حیران ہے - کیونکہ تمھارے فحواے کلام
سے پایا جاتا ہے کہ بعض باتین تمھین معلوم
ہین اور بعض بالکل نہین معلوم - گویا اُس
عورت نے (جو تم اُسے سمجھتی ہو) ازراہ
ہوشیاری اپنے پورے حالات تم سے
نہین بیان کیے - بہر کیف اصل یہ ہے
کہ اگر وہ لیڈی مجھ سے ملے تو اُسکے لیے

تم سے یہان تک تکلیف کرنے کے لیے اصرار کیا تھا"

اتھیل- (دگبڑکے) "مائی لارڈ! میں ان باتون کو ایک قسم کی ملامت اور سرزنش خیال کرتی ہوں- کیونکہ مجھے اسکا حق ہے کہ جس سوال کا جواب دینا مناسب نہ سمجھوں اُسکا صاف جواب نہ دوں- نہ کہ جو باتوں کا مجھے خود ہی کھوج ہو؟"

کونٹ "مسز ٹریور! میں تمھارا مطلب بالکل نہین سمجھا؟ چند منٹ پیشتر تک مجھے خیال تھا کہ تم اُس لیڈی سے اپنی شناسائی کو چھپانا چاہتی ہو جو میلکم کے نام سے موسوم تھی"

اتھیل- پہلے یہ بتائیے کہ آپ اُنکی نسبت ایسے رکیک کلمات کیون استعمال کرتے ہیں؟"

کونٹ "مین تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں اُنکا موجودہ نام نہین جانتا- اس حالت مین اُنکی نسبت مین کون سے کلمے استعمال کروں"

اتھیل- (رازجوئی کے انداز سے) "لیکن- لیکن مائی لارڈ جب آپ کی زبان پر اُن کا ذکر آتا ہے تو آپ کے تیور اور لہجے دونوں مین ایک حکمانہ سختی پائی جاتی ہے"

کونٹ- (اتھیل کے چہرے پر نظر جما کے) "ممکن نہیں کہ جس شخص کی نسبت تھین اسقدر خیال ہے کہ میرے فحواے کلام سے اُسکی بے عزتی ہوتی ہے باعزت اُس سے کم و بیش تم واقف نہ ہو"

اتھیل کا رنگ فق ہوگیا اور وہ گھبرا کے اپنے دل مین کہہ اُٹھی —— "خداوندا! کیا یہ شخص لیڈی لینگیورٹ کے راز سے واقف ہے؟"

کونٹ- (اتھیل کے چہرے سے اُس کی دلی حالت کا اندازہ کرکے) "ہان تم ضرور اُسکی نسبت کچھ جانتی ہو جو ہماری گفتگو کا ماحصل ہے تھین اس بات پر زیادہ تعجب نہ کرنا چاہیے کہ میرے فحواے کلام سے اُسکی اہانت- تذلیل بلکہ مخالعت کیوں ٹپکتی ہے- اب مہربانی کرکے یہ بتاؤ کہ تم اُس لیڈی کو کتنے عرصے سے جانتی ہو؟"

اتھیل- (خوف سے کانپتے ہوئے) "بہت تھوڑے عرصے سے- صرف پندرہ روز کا زمانہ ہوا"

کونٹ "ہان؟ تو تم یہ نہین جانتین کہ اُسے انگلستان مین رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟"

اتھیل "مائی لارڈ! واقعی مجھے نہین معلوم! آپ یہ باتین کس لیے پوچھتے ہین؟ بظاہر اُسنے آپ کی کوئی خطا نہین ——"

کونٹ- (بات کاٹ کے) "مسز ٹریور! صرف ایک بات بتا دو یعنے وہ کہان رہتی ہے یا مین اُسے کہان تلاش کرسکتا ہون؟"

اتفاق ہوا ہے کہ ایک فرشتہ خصلت انسان
نے سیدھی سی بات پر بھی اپنا سر پکڑ لیا ہو تو
یہ تجربہ آج ہی حاصل ہوا؟"
اسکے بعد یہ بیرحم اور سنگدل سفیر اپنے
خیالات سے متاثر ہو کے اتھیل کی پیاری
پیاری صورت بغور دیکھنے لگا - لیکن اُس
نظر سے جو ایک محبتی باپ اپنی لاڈلی بیٹی
پر ڈالتا ہے اور بعد ازان مسکرا کے
بولا ——" اچھا ایک مرتبہ پھر بیٹھ کے
غور کرنا چاہیے کہ آیا ہم دونوں مین کوئی
سمجھوتہ ہو سکتا ہے - کیا تم بھی اِس پر
راضی ہو ؟"
اتھیل - (کوسٹ کے دم دلاسے سے کھٹک
کے) "نہین مائی لارڈ! پہلے میری دانست
مین ایک بات صاف ہو جانا چاہیے (کسی قدر
رُک کے نہایت ہی پُر اسرار تیوردن سے)
"کیا آپ خیال کرتے ہین کہ ہم دونون ایک ہی
شخص کے متعلق گفتگو کر رہے ہین ؟"
کونٹ - (پھر مسکرا کے) "اس معاملے مین
کوئی غلطی ناممکن ہے"
اتھیل - (اپنا خیال بدل کے) "مین بھی
یہی سمجھتی ہون!"
کونٹ "ممکن ہے کہ اب بھی تمھین کسی قدر
شک باقی ہو مگر مجھے ذرا سا بھی شبہ نہین
اتنا تو بہر طور صاف ہو گیا کہ تم اس امر سے

واقف ہو کہ مجھ سے اور مس میلکم سے
مین کس طرح ملاقات ہوئی - بہر کیف اسے
پندرہ سولہ برس کا زمانہ ہوا اور اُسوقت
سے مین نے اُسے کبھی نہین دیکھا - اِلّا
کل ——"
اتھیل - (گھبرا کے) کل مائی لارڈ ——!"
کونٹ " ہان کل! مین ریجینٹ اسٹریٹ
مین پا پیادہ جا رہا تھا - کونٹ ڈی مینڈویل
کو دیکھ کے (جیسا کہ اُسنے اپنے کو مشہور کیا
ہے) مین اُسکے قریب پہونچا اور بعض معاملات
کے متعلق گفتگو ہونے لگی - تھوڑی ہی دیر
مین یکایک وہ گھبرا کے بول اُٹھا ——"
بخدا دیکھو وہ کھڑی ہے!" اُسکے کہنے پر
مین نے دیکھا تو وہ ایک گلی کی نکڑ پر کھڑی
ہوئی تھی اور تقریباً ایک منٹ تک وہین
کھڑی رہی - اس طرح مجھے اُسکے پہچاننے کا
بخوبی موقع مل گیا لیکن چونکہ اُسے قسطنطنیہ مین
دیکھے ہوئے پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہو چکا
تھا لہذا ممکن ہے کہ امتداد زمانہ نے
اُسکی صورت مین بھی اُسی قدر تبدیلی
پیدا کر دی ہو جس قدر میری یاد مین - بہر کیف
جہان کونٹ میڈویل نے اُسے دکھایا
تھا وہان وہ موجود تھی اور مین نے اُسے
اسقدر جی بھر کے دیکھا کہ اُسکے غائب ہو جانے
پر بھی اُسکی تصویر میری آنکھون مین پھرتی

ازبس مناسب ہے۔مین نے اُسکے لیے
ایک انتظام کیا ہے۔اگر تم یہ پسند نہین
کرتین کہ اُسکا پتہ بتادو تا اس قدر کہ مین
اُسکا کمان سُراغ لگا سکتا ہوں توکم ازکم
اُس سے اتنا کہدیا چاہیے کہ تین چار روز سے
کونٹ الونیٹر لندن میں وارد ہیں اور اُنکی
نظر تم پر پڑچکی ہے جیسا کہ تم جانتی ہو"
**اتیھل**۔(گھبرا کے) نظر پڑچکی؟"
**کونٹ**۔(کھڑے ہوکے نہایت ہی خشناک
تیوروں سے) "ہان مین دیکھہ چکا ہون!
بہرکیف میڈم مین نے تمھاری نسبت سمجھنے
دھوکا کھایا۔تم مجھے بیوقوف بنا رہی ہو۔
خدا جانے کس لیے میرے ساتھ فریبی چالین
چل رہی ہو اور ان چالوں پر بھی یہان
تک انہماک ہے کہ سیدھی سیدھی باتون
مین بھی مجھے شک مین ڈال دیتی ہو!"
اب اتیھل کی عقل دنگ ہوگئی اور
فرط استعجاب سے اُسنے اپنا سر پکڑ لیا کیونکہ
بہت سے تعجب انگیز خیالات اُسکے دماغ
مین تلاطم برپا کر رہے تھے اور کوئی ٹھکانے
کی بات اُسکی سمجھہ مین نہین آتی تھی۔
**کونٹ**۔(ایسی سرگرمی سے گویا دفعۃً اُسے
کوئی نیا خیال پیدا ہوگیا) "میڈم! اس ملاقات
کے درمیان مین مجھے بارہا خیال گزرا
کہ ہم دونوں اپنے اپنے مقام پر بہکے ہوئے
ہین۔میرا اور کچھہ مطلب ہے تمھارا کچھہ اور
دونون ایک دوسرے کے خیال سے الگ
ہین۔یعنے جو باتین مین کہتا ہون وہ اگرچہ
تمھارے خیالات سے ملتی جلتی ہین مگر
درحقیقت بالکل مختلف ہین۔اس حالت
مین مجھے اس سے زیادہ خوشی نہین ہوسکتی
کہ یہ بات صاف ہوجائے اور مین اس
قابل ہون کہ کبھی تمھارے ساتھہ جس
ترشروئی سے پیش آیا ہون اُسکی تلافی
کرسکون۔"
**اتیھل**۔(آنکھون مین آنسو بھر کے)
"آہ۔مائی لارڈ! اگر آپ یہ جانتے ہوتے
کہ مین مکاری اور جعلسازی سے کسقدر
مبرا ہون تو موجودہ مقدمہ مین بجائے
الزام دینے کے آپ میری سچائی کے قائل
ہوجاتے۔"
**کونٹ**۔(اتیھل کے چہرے کو بغور دیکھہ کے
اور یہ خیال کرکے ان صاف آنکھوں اور
بھولے بھولے تیورون سے مکاری کی
کوئی اُمید نہین ہوسکتی) "بخدا یہی میرا بھی
خیال ہے!کیونکہ مین نے پچیس ۲۵ برس
تک سفیرانہ تجربہ حاصل کیا ہے اور یہ
میرا فرض منصبی ہے کہ انسان کی صورت
دیکھہ کے اُسکے دل کا حال معلوم کرلون!
لیکن اتنی عمر اور تجربے مین اگر کبھی ایسا

ہوئے اور باچھونکے پاس سے خوب بل کھائی ہوئی آنکھیں بڑی بڑی اور پتلیاں نیلگوں پیشانی بلند اور چوڑی - اور نہایت ہی جمدار - قد و قامت تو اما اور رہا در اسی حیثیتی لیے ہوئے لیکن اعضا کے تناسب سے پورا سانچے میں ڈھلا ہوا -

اس شخص کے ہاتھ میں ایک چابک تھی اور انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ہوا خوری سے فارغ ہو کے گھوڑے سے اترا ہے - کمرے میں داخل ہوتے وقت نہ اُسنے دستک دی نہ داخل ہونے کی کوئی معذرت کی - بلکہ سر کو ایک خفیف سی جنبش دیکے کونٹ سے اس طرح صاحب سلامت کی گویا وہ کونٹ سے کہیں زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور معاً اُسکی نگاہیں اتھیل پر جم گئیں - حالانکہ ان نگاہوں سے بیحد اشتیاق ٹپکتا تھا - تاہم کوئی بدنظری اور آوارگی نہیں پائی جاتی تھی - بلکہ یہ ایک شریفانہ اشتیاق تھا جو اتھیل کو بھولی بھولی باتیں کرتے ہوئے سُنکے پیدا ہو گیا تھا -

کونٹ کو اپنے تخلیے میں اس شخص کا خلل انداز ہونا شاق گذرا اور اُسنے کسی قدر رکھائی سے لیکن پورے ادب کے ساتھ کہا — "حضور عالی اسوقت میں ایک ضروری کام میں ہوں"

گرینڈ ڈیوک "کیا یہی لیڈی مسز ٹریور ہے؟"

واقعی یہ شخص اسی مرتبے کا آدمی تھا کہ اُسے گرینڈ ڈیوک کہا جائے - اور اب ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ اتھیل اپنی نسبت ایسا غیر متوقع سوال سُنکے کسقدر گھبرا گئی ہو گی -

کونٹ "ہاں حضور اس لیڈی کا یہی نام ہے! کیا یور ہائینس کوئی خاص مطلب رکھتے ہیں؟"

گرینڈ ڈیوک "کیوں؟ کیا بغیر کسی خاص مطلب کے نام نہیں پوچھا جاتا؟ ہاں - وہ ابھی مجھے ایک کام بھی ہے - ارا اگزانا —"

ارا اگزانا کا نام آتے ہی کونٹ کے مُنہ سے ایک مری ہوئی آواز میں "آہ" نکل گیا اور اُسے ایک دھڑکا پیدا ہوا کہ ڈیوک کا اس طرح آ کے مسز ٹریور کو دریافت کرنا ضرور کوئی معنی رکھتا ہے -

ڈیوک - (کونٹ کی آواز کا کچھ خیال نکر کے) "مسز ٹریور! ارا اگزانا مجھ سے کہتی تھی کہ اُسے تمسے ملکے بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی - وہ ابھی بالکل بچہ ہے اور بچوں کی عادتیں اور ضدیں اُسمیں بھری ہوئی ہیں - اور میں خیال کرتا ہوں کہ کسی قدر اُسکی دلشکنی ہوئی - لہذا ایک بات —"

کونٹ - (قطع کلام کر کے) "حضور! مسز ٹریور کا وقت بہت بیش قیمت ہے —"

ڈیوک - (کونٹ کو اس طرح گھور کے گویا اُسکی جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ ایک روسی شاہزادہ سے وقت عزیز کر سکے) "وقت؟"

کونٹ - (نہایت ہی ادب سے سر جھکا کے) "میں حضور سے معافی کا خواستگار ہوں"

رہی اُسکے غائب ہو جانے پر مین اُسکے
پیچھے جھپٹا مگر وہ کہین نظر نہ آئی۔ مین تسلیم
کرتا ہون کہ تمام زندگی مین اسی مرتبہ ایک
غیر متوقع صورت دیکھ کے مجھپر اس قدر
حیرت چھاگئی کہ اُسے میرے گھیر لینے سے
قبل فرار ہو جانے کا موقع مل گیا۔ ہیڈرڈئل
نے بھی اُسکے روکنے کی کوشش نہین کی
بلکہ اُسکے انداز سے پایا جاتا تھا کہ وہ خود اُس
سے مُنہ چُراتا ہے۔"

**اتیھل۔** (تمام قصۂ بغور سُنکے) "مائی لارڈ!
وہ لیڈی۔ وہ عورت جسے آپ نے
کل دیکھا——"

**کونٹ۔** (قطع کلام کرکے) "کیوں۔ کیا وہ
لیڈی کوئی اور تھی اور یہ لیڈی کوئی اور
جسے آج ابھی ابھی۔ ابھی آدھ گھنٹہ بھی نہ
گزرا ہوگا کارک اسٹریٹ مین دیکھ چکا ہون؟
تم اور ہینڈ وائل ہی اُسکے ساتھ تھے!"

اب اتیھل گھبرا کے پھر کُرسی پر بیٹھ گئی
اور کونٹ کے رعب سے خوف کھا کے
اُسکا مُنہ دیکھنے لگی۔ کیونکہ جو خیالات بیشتر
اسقدر دُھندلے معلوم ہوتے تھے اور کبھی
اُجالے مین آتے کبھی اندھیرے مین ڈوب
جاتے تھے اب ایک شعلے کی طرح بھڑک
اُٹھے اور تمام راز سربستہ کی لالٹین دفعۃً
روشن ہوگئی۔"

**کونٹ۔** (اتیھل کی مُردنی چھائی ہوئی
صورت سے خوف کھا کے) "کیون میڈم
کیا ہوا؟ کیا تم کچھ بیمار ہوگئین؟ ٹھہرو مین
ابھی دوا منگاتا ہوں!"

**اتیھل۔** "نہیں مائی لارڈ! مین آپ کی عنایت سے
بھلی چنگی ہوں اور آپ کی تہ دل سے شکرگزار
لیکن وہ لیڈی جسے آپ نے پندرہ سولہ برس
پیشتر قسطنطنیہ مین دیکھا تھا——"

**کونٹ۔** (بات کاٹ کے) "اب میڈم مجھ
اور تعجب حیرت بیان کرنے کے قابل ہے
مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ جس مس میلکم کو مین نے
قسطنطنیہ میں دیکھا تھا وہ کوئی اور تھی کیونکہ
مجھے خیال ہے کہ اُسکے بال اور آنکھین
دونون سیاہ تھیں۔ بخلاف اسکے اس عورت
کے بال اور آنکھین بھُورا پن لیے ہوئے
ہیں۔ (تعجب سے) کیا واقعی کوئی غلط فہمی یا
دھوکا ہوگیا؟ (تھوڑی دیر غور کرکے)
نہین یہ کسی طرح ممکن نہین!"

یکایک دروازہ کھُلا اور ایک کشیدہ
قامت چھریرا اور وجیہ شخص جسکی عمر تقریباً
چالیس برس کی ہوگی کمرے مین داخل ہوا
اسکا لباس نہایت ہی قیمتی اور رنگین ایل تھا
سر کے بال سُنہرے۔ گل مچھوں کے بال جڑ کے پاس
سُنہرے اور نوکون کے قریب سیاہی مائل تھے
موچھین گل مچھوں سے زیادہ سُنہرا پن لیے

یکایک پھر دروازہ کھلا اور ایک خدمتگار چاندی کی کشتی مین ایک کارڈ رکھے ہوئے حاضر ہوا جسے پیش کرکے کہنے لگا۔۔۔

" میں نے اس لیڈی صاحبہ سے عرض کیا کہ اسوقت یور اکسلینسی ضروری کام میں مصروف ہین۔لیکن ہر لیڈی شپ فرماتی ہین کہ آیا میں تھوڑی دیر ٹھہری رہون یا کل کسی وقت حضور لارڈشپ مقرر کرین حاضر ہون "

روسی مائٹ نے کارڈ اٹھا کے بغور دیکھا اور کسی قدر بلند آواز سے کہا۔۔۔" مین اس لیڈی کو بالکل نہین جانتا "

ڈیوک۔ (مسکراکے) " مین کہہ سکتا ہون کہ یور اکسلینسی اس لیڈی سے ملنے کی ضرورت ہے کیونکہ آپ کو حسن پرستی کا بہت بڑا اپکا ہے جیر اس عرصے مین مسنز ٹریور میرے ساتھ چل کے راگنزانا کے پاس آدھ گھنٹہ بیٹھین گی جو انسے دوبارہ ملنے کے لیے بیتاب ہو رہی ہے "

کونٹ۔ (جسے اتھیل سے اس گفتگو کا نہایت اشتیاق تھا مطلب کے قریب آچکی تھی) " حضور درحقیقت مسنز ٹریور کو سخت عجلت ہے۔۔۔"

ڈیوک۔ (اختتام محبت کے انداز سے) " اسکا جواب خود مسنز ٹریور سے لینا چاہیئے میڈم میں تم سے استدعا کرتا ہون کہ اپنے وقت سے آدھ گھنٹہ میری پیاری اور نازپروردہ

بیٹی کی قدر رکھنے کے طور پر صرف کرو مجھے یقین ہے کہ تم اُسکی دل شکنی گوارا نکروگی "

اتھیل پر اس منت و خوشامد کا بہت بڑا اثر پڑا کہ نوجوان شاہزادی کو مجھ سے ملنے کا اسقدر اشتیاق ہے کہ گرینڈ سفارش کر رہے ہیں۔ حالانکہ شاہزادی اور ڈیوک دونون اُس سے ناواقف تھے لیکن اُسکے چال چلن اور اخلاقی حالت کا اس سے زیادہ اور کیا اطمینان ہوسکتا تھا کہ کونٹ اور کونٹیس اپنے ہمراہ اُسے وہان لے گئے تھے۔ نظر برآن اتھیل انکار نہ کرسکی۔ نیز اسکے نیم راضی ہوجانے کی ایک اور وجہ بھی تھی۔اور وہ یہ کہ تھوڑی ہی دیر مین اُسے خود بھی شاہزادی سے ایک غیر معمولی اُنس اور محبت پیدا ہوگئی تھی۔ کونٹ الوٹیز جو ایک ہی جہاندیدہ شخص تھا اتھیل کے دل کی بات تاڑ گیا۔ نیز اُسنے یہ بھی خیال کیا کہ گرینڈ ڈیوک اپنی صاحبزادی کی ضد رکھنے پر اڑے ہوئے ہین لہذا اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے کارڈ کو دیکھ کے ڈیوک سے عرض کیا۔۔۔" حضور بہت صحیح فرماتے ہین ضرور دیکھنا چاہیے کہ یہ کون لیڈی ہے جو مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کرتی ہے۔ غالباً مسنز ٹریور تم شاہزادی صاحبہ کے کمرے مین حاضری دیکے جیسے ہی فارغ ہوگی میرے پاس پھر تکلیف کروگی ؟ "

**ڈیوک**۔(جو انگریزی زبان اُسی قدر صاف بولتا تھا جسقدر شاہزادی راگزانا) "مسز ٹریور! میری بیٹی راگزانا نے مجھ سے کہا ہے کہ تم بیوہ ہو۔ یقیناً تم شریف اور عالیخاندان بھی ہو گی کیونکہ یہ تمہاری صورت ہی کہے دیتی ہے۔ لہذا ۔۔۔"

**کونٹ**۔ (پھر قطع کلام کر کے سرگوشی کے انداز سے۔ لیکن اسقدر آواز سے کہ ایتھل کو سُنائی دے سکے) "حضور کی باتوں سے یہ نوجوان لیڈی آزردہ خاطر ہوتی ہے۔ یاد رکھیے کہ یہ روس نہین ہے بلکہ لندن ۔۔۔"

**ڈیوک**۔ (غضبناک ہو کے) "مین جانتا ہون کہ انگلستان اور انگریز کیا چیز ہین! مجھے آپ سے زیادہ وقفیت ہے حالانکہ آپ دو مرتبہ یہان سفیر رہ چکے ہین اور آپ مرتبہ بھی ایک سفیرانہ کارروائی کے لیے یہان آئے ہین! (ایتھل سے مخاطب ہو کے) "مسز ٹریور! مین تم سے دو باتین کہنا چاہتا ہون۔ میری بیٹی شاہزادی راگزانا کو تمھاری دُھن لگی ہوئی ہے اور مین اُسکی نازبرداری اور رضا مندی رکھنے کا حتی الامکان عادی ہون۔ لہذا مین بہت خوشی سے منظور کرتا ہون کہ وہ تم ایسی پاک باطن اور شریف انگلش لیڈی کو اپنی مصاحبت مین رکھے۔ تم بھی غور کرو کہ یہ کیسی ملازمت ہے! اس ملازمت کے لیے جو شرائط تعین منظور ہون بیان کرو یا اگر مناسب سمجھو تو مجھی پر محول کردو۔ اسمین شک نہین کہ مین اپنی طرف سے تمھارا وظیفہ اسقدر معقول تجویز کرونگا کہ تم خود اپنی زبان سے نہین مانگ سکتین۔ تم مجھے جان گئین کہ مین کون ہون۔ اب تم بھی اپنی حقیقت ظاہر کرو کہ تم کون ہو؟ اپنی واقعی شرافت کا بھی اسی طرح ثبوت دیدو جس طرح تم شریف صورت ہو۔ اور اسکے بعد یہ معاملہ طے شدہ سمجھو"۔

ایتھل ایک حیرت و استعجاب کے عالم مین یہ باتین سُنتی رہی اور کونٹ الونیر کے انداز سے ایک تشویشناک بے چینی ظاہر ہوتی رہی کہ دیکھیے موجودہ سین کب ختم ہوتا ہے۔

**ایتھل**۔ (متانت اور سنجیدگی سے) "مین حضور عالی کی تلطف و مہربانی کی اُسی طرح شُکر گزار ہون جس طرح شاہزادی صاحبہ کی دلی توجہ اور محبت آمیز عنایتون کی شکر گزار ہون۔ مگر میری موجودہ حالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس سرفرازی کو قبول کرنے سے معذور ہون۔ (جلدی سے) کم از کم بالفعل تو بالکل مجبور ہون کہ اس قابل فخر نوازش و عنایات سے مستفیض ہو سکون"۔

شاہزادی۔ (بات کاٹ کے) پیاری دوست!
تملق و چاپلوسی کو جانے دو۔ مین ان
باتون کو سُنتے سُنتے تھک گئی ہون جن سے انسانی
زندگی تلخ و بے لطف اور غیر دلچسپ ہو جاتی ہے۔
ہان اُسیقدر غیر دلچسپ جسقدر وہ مقام جہان مین
پیدا ہوئی۔"

اتھیل۔" پیاری شاہزادی آپ اپنے وطن
روس کی نسبت ایسا فرماتی ہیں؟"

شاہزادی۔" روس؟ ہان ٹھیک ہو سائبیریا
بھی سلطنت روس کا ایک حصّہ ہے۔"

اتھیل۔" سائبیریا؟ — کیا آپ سائبیریا مین
پیدا ہوئیں؟"

شاہزادی۔ (اس سوال سے چونک کے)
"ہان! لیکن توبہ مین بھول گئی! یقیناً تم
اسکے متعلق کچھ نہیں جان سکتیں! تمھین نہین
معلوم کہ مین اتنی سی عمر مین کتنے ہزار میل کا
سفر کر چکی ہون؟ مجھے ہزارہا میل کے سفر
کا اتفاق ہوا ہے!"

اتھیل۔" واقعی؟ مجھے تعجب ہوتا ہے! غالباً
اُسوقت آپ کے والد سائبیریا کے کوئی اعلےٰ
افسر ہونگے؟"

شاہزادی۔ (ایک خاص انداز سے سر
ہلا کے) "نہین! اسکے مختلف وجوہ تھے!
مجھے خود اُنکی اچھی طرح صحت نہین۔ صرف ایک
اُڑتا ہوا خیال میرے دماغ مین منڈلا رہا ہے۔
کیونکہ یہ حالات کسی نے مجھ سے مفصل نہین
بیان کیے بلکہ تھوڑے بہت جو مجھے معلوم
ہین وہ وقتاً فوقتاً میری کھلائیون نے
میرے کان مین ڈالدیے ہین یا کبھی کسی کو
سرگوشی کرتے ہوئے سُن پایا ہے۔"

اتھیل۔ (کم سن شاہزادی کو بغور دیکھ کے
اور یہ خیال کرکے یہ طرفہ راز ہے جو پہلے
راز سے مشابہت رکھتا ہے) "توبہ!"

شاہزادی۔" پیاری اتھیل یقیناً تم جانتی
ہوگی کہ سائبیریا ایک جلاوطنی کی جگہ ہے۔"

اتھیل۔" پیاری شاہزادی آپ اُس مقام
کے خیال سے کانپتی ہین۔ کیا واقعی یہ
سرد مقام اسی قدر خوفناک ہے جیسے آپ پر
ایسا زبردست اثر ڈالدیا ہے؟"

شاہزادی۔ (مسکرا کے اور اتھیل کیطرف
بغور دیکھ کے) "اتھیل! تمنے میری نسبت غلط
خیال قائم کیا ہے۔ مین سائبیریا کے حالات
صرف اُسی قدر جانتی ہون جس قدر مین نے
زبانی سُنے یا کتابون مین دیکھے ہین۔"

اتھیل۔" مین خیال کرتی ہون کہ آپ نے
اپنی جائے ولادت وہین بیان کی ہے؟"

شاہزادی۔" ہان مین وہین پیدا ہوئی!
لیکن ابھی صرف ایک ہی برس کی تھی کہ اپنے
والد کے ہمراہ ٹوبالسک سے روس مین پہنچا
دی گئی۔ اسلیے پیاری اتھیل تم غور کر سکتی ہو

ڈیوک۔" ہاں! آدھ گھنٹے بعد مسز ڈیور تمھارے پاس واپس آجائینگی"

اتنا کہکے گرینڈ ڈیوک دروازہ کھولنے کے لیے بڑھے اور کوسٹ نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھکے اترانداز تیوروں سے اتھل کے کان مین کہا ۔۔۔۔" خبردار جو گفتگو مجھسے تمسے ہو رہی تھی اُسکا ذکر تک نہ کرنا!"

مسز ڈیور نے اشارے سے کونٹ کو مطمئن کردیا اور گرینڈ ڈیوک کے ہمراہ کمرے سے چل کھڑی ہوئی۔ ہز ہائیس اُسے ایک اور کمرے مین لے گئے جو اُس کمرے سے مختلف تھا جسمین اتھل نے اول مرتبہ شاہزادی کو دیکھا تھا۔ یہ اُس کمرے سے کہین زیادہ عالی شان اور عمدگی سے آراستہ تھا۔ دروازہ کھلنے پر شاہزادی تنہا ایک کتاب پڑھتی ہوئی نظر آئی۔ اور اتھل کو دیکھتے ہی کتاب کو زمین پر ڈالکے خوشی کے نعرے مارتی ہوئی آرام کرسی سے اُٹھکے دروازے کی طرف جھپٹ پڑی

گرینڈ ڈیوک۔ (پیار سے اپنی بیٹی کے دونون گال تھپ تھپا کے)" لو پیاری مین تھوڑی دیر یعنے آدھ گھنٹہ کے لیے تمھاری نئی گوئیان کو تمھارے پاس پھر بُلا لایا۔ لیکن جو تجویز مین نے تمھاری طرف سے پیش کی ہے اُسپر اُنھین راضی کرنا تمھارے حسن اخلاق کا کام ہے۔ کیونکہ اس بارے مین میری تمام کوششین رایگان ہو گئین"

راگزانا۔" پھر دیکھا جائیگا!"

جیسے ہی ڈیوک کمرے سے باہر گئے شاہزادی خوشی سے بغلیں بجا کے کہنے لگی ۔۔۔۔" بہرکیف مسز ڈیور مین تمھین آدھ گھنٹہ تک اپنے پاس ٹھہرا سکتی ہوں۔ لیکن اب مین تمھیں صرف اتھل کہونگی ایہ نام مجھے بہت پیارا معلوم ہوتا ہے اس سے تم کچھ ناراض تو نہ ہوگی۔ کیون؟"

اتھل۔ (جسکا دل اس حسین شاہزادی کیطرف بے اختیار کھنچا جاتا تھا جسمین بیحد نیچرل اوصاف اور بھولے پن کے ساتھ کسی قدر شوخی اور صد اسطرح ملی ہوئی تھی گویا وہ ایک الھڑ لڑکی ہے)" مین کسی طرح نہیں!"

شاہزادی۔ (اپنی سہیلی کا ہاتھ پکڑ کے) "آؤ میرے پاس بیٹھو! مین نہیں سمجھتی کہ چند ہی ساعت مین مجھے تمسے اسقدر اُلفت کس طرح پیدا ہو گئی؟ شاید اسکا سبب تمھاری نیکمزاجی تمھاری مروت اور راستبازی ہو لیکن ان باتون سے کوئی مطلب نہین کیونکہ مجھے تمسے اور ہی کچھ کہنا ہے"

اتھل۔" پیاری شاہزادی آپ بہت ہی مہربان اور خلیق ہین۔ مجھے بیحد فخر ۔۔۔۔"

مین نکلا جہان آپ کی والدہ جلاوطن کی گئی
تھین اور وہان پہونچ کے دونون کی شادی
ہوگئی ۔"

شاہزادی ۔" ہان یہی ہوا ۔ اُف ! ابّا جان کو
اُن سے کس قدر محبت تھی ! کیا اسمین کچھ شک
ہے ؟ جہان تک مین نے سُنا ہے اُس سے
ثابت ہوتا ہے کہ میری والدہ کی جلاوطنی کے
کم ازکم دو تین برس بعد ابا جان کو اُنکی تلاش
مین نکلنے کا موقع ملا ۔ لہذا تم خیال کرسکتی ہو کہ
اُنھین میری والدہ سے کس قدر عشق تھا
اور اپنی محبت و وفاداری مین کسقدر ثابت قدم
تھے کہ اتنے عرصے تک آنکھون سے اوجھل
اور برسون دُور رہے پر بھی اُنکی محبت اسی طرح
تازہ رہی جس طرح اُنکی موجودگی مین ۔"

اتھیل ۔ پیاری شاہزادی العشق و محبت کی
کوئی داستان ۔ کوئی قصہ ۔ کوئی ڈراما اس سے
زیادہ شریفانہ ہمت و وفاداری کا ثبوت نہین
دے سکتا جو آپ زبانی بیان کررہی ہین !"
اتنا کہہ کے اتھیل نے آہستہ سے ایک ٹھنڈی
سانس لی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکی محبت
اور اُسکے حسرت خیز انجام کا دھیان آگیا ۔

شاہزادی ۔" تاہم یہ غیر ممکن تھا کہ ایک ایسی
حکایت جو بالکل قصہ معلوم ہوتی ہو بغیر کسی
غمناک واقعے کے رہ سکے ۔ بہرکیف میرے
والد اپنی شہزادی کو چھپا کے سائبیریا مین
داخل ہوئے اور یہ راز بجز ایک مقدس
یونانی کاہن (جسکے ہاتھون اُنھین شادی
کی برکت حاصل ہوئی) اور اُسکی تین چیلیون
کے سوا اور کسی پر ظاہر نہین کیا گیا ۔ ان تین عورتون
مین ایک وہ بوڑھی دایہ بھی تھی جسکا ذکر
ابھی مین تمسے کرچکی ہون ۔"

اتھیل ۔ (جو ہمہ تن اس قصے مین ڈوبی ہوئی
تھی) " مین خیال کرتی ہون کہ یہ راز زیادہ
عرصے تک پوشیدہ نہ رہا ہوگا ؟"

شاہزادی ۔" نہین ! دو ہی برس بعد جب
میری عمر صرف ایک سال کی تھی یکایک سرکاری
فوج نے اُس جھونپڑے کو گھیر لیا جس مین
ہم لوگ مسکن گزین تھے اور ابا جان کو پکڑ کے
اُنکی چہیتی بیوی یعنے میری مصیبت زدہ مان
سے جبراً چھڑا کے پھر سینٹ پیٹرسبرگ
مین پہونچا دیا ۔ ہاے یہ کہانی کسقدر غمناک ہے!"
شاہزادی کے آنسو نکل آئے اور
تھوڑے سے وقفے کے بعد اُسے حسب ذیل
بیان کرنا شروع کیا ۔۔۔۔

شاہزادی ۔" گو مجھے اچھی طرح یاد نہین کیونکہ
یہ باتین مین نے صرف ایک مرتبہ لوگون کو
سرگوشی کے طور پر بیان کرتے ہوئے سُن پائی
تھین تاہم مجھے خیال ہے کہ پہلے اُن بدبخت
سپاہیون نے ابّا جان کی یہ خواہش بھی منظور
نہین کی کہ وہ اپنی شیرخوار لڑکی کو ہمراہ لیجائین

کہ اسوقت مجھے اتنا ہوش نہ تھا کہ مین اُنھی خطرناک اور لق و دق میدان کا اتنا بھی خیال رکھ سکون جسقدر تم خود"

اتھیل نے چاہا کہ شاہزادی سے پوچھ بیٹھے کہ کیا آپ کی والدہ قضا کر گئیں۔ اور اگر ایسا ہے تو انکی وفات کو کتنا زمانہ گزرا۔ لیکن اُسے اندیشہ ہوا کہ مبادا اگر یہ خیال غلط نکلا تو مفت ندامت ہوگی اور وہ بالکل دم بخود رہگئی۔

شاہزادی "پیاری اتھیل! میری والدہ بیچاری خود ہی جلاوطن تھین۔ اُنھین سائبیریا کے خطرناک جنگلون مین چھوڑ دیا گیا تھا!"

اتھیل "معاذ اللہ! آپ کے ملک مین جاتو ون اور شاہزادیونکو بھی اس بیدردی سے جلاوطن کر دیتے ہیں؟"

راگزانا "آہ! اسوقت میری ماں جلا وطن کی گئی ہیں اُسوقت نہ وہ کوئی شہزادی تھین نہ شہزادہ بیگم۔ حقیقت میں مجھے یہ بھی نہیں معلوم وہ کس خاندان سے تھیں یا اُنکی طرز زندگی کیا تھی۔ اسکے متعلق مین نے کبھی کچھہ نہین سُنا۔ لیکن قیاساً کہہ سکتی ہوں کہ وہ غریب حالت مین ہونگی جو اُنھین بے انتہا حسین ہونے سے مانع نہیں آسکتی تھی"

اتھیل۔ (راگزانا کی صورت بغور دیکھہ کے) "مین بھی یہی خیال کرتی ہون"

راگزانا (ہنسکے) "مجھے کیا دیکھتی ہو! مین اپنے والد سے دو تین مرتبہ سُن چکی ہون کہ مجھ مین اور میری غریب ماں میں کوئی مشابہت نہین اور ایک بوڑھی دایہ جو مجھے سائبیریا سے لائی تھی اور جسے مرے ہوئے ابھی چار ہی پانچ برس ہوئے ہین اکثر کہا کرتی تھی کہ تمھین ماں کی طرف سے کوئی ورثہ نہین ملا۔ لیکن اب مجھے پھر اپنے قصّے کیطرف پلٹنا چاہیے۔ مین کیا کہہ رہی تھی؟"

اتھیل "آپ کہہ رہی تھین کہ میری والدہ کوئی بہت بڑی ذی عزت نہ تھین ——"

شاہزادی "بخلاف اسکے وہ بالکل غریب تھین اور میں خیال کرتی ہون کہ یقیناً اسی وجہ سے روسیون نے اُنھیں سائبیریا میں جلاوطن کر دیا۔ کیونکہ وہ بہت ہی بدقسمت تھیں۔ یا اسے خوش قسمتی کہنا چاہیے؟ ہائے بیچاری غریب ماں! شاہی خاندان کے ایک شہزادے کا دل چھین لینے سے تمپر کون کون سی مصیبتین نازل ہوئین! (آنکھہ سے آنسو ٹپکا کے) پیاری اتھیل تم دیکھتی ہو کہ یہ باتین (کم و بیش جسقدر مین جانتی ہون) بالکل قصّہ کہانی معلوم ہوتی ہین"

اتھیل "بالکل کہانی! کیونکہ مین بغیر آپ کے کہے کہہ سکتی ہون کہ یہ نامور شہزادہ جو آپکے والد کے سوا دوسرا نہین ہوسکتا اپنا عیش و آرام چھوڑ کے اُس نامعلوم مقام کی تلاش

# جنرل ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

...ایجنسی کی معرفت لکھنؤ کی تمام اشیاء حسب تفصیل ذیل عام طور پر کفایت اور عمدگی مال کے سا...
...انہ کیجاتی ہیں تین سال مین اس ایجنسی نے اپنی خوش معاملگی کی وجہ سے جسقدر ترقی کی ہے وہ اہل
...ملہ حضرات سے پوشیدہ نہین۔ جو حضرات نیا معاملہ کرینگے اُنھین جدید تجربہ حاصل ہوگا۔ اسلیے کم قیمت
...زون کا نرخ ہی نہین لکھا گیا کہ وہ ضرور ناقص ہونگی۔

## عطریات

- روح گلاب۔ نمبر اول فی تولہ للعہ
- نمبر دوم للعہ
- روح خس۔ نمبر اول ؍ ے؍
- نمبر دوم ؍ صر؍
- روح پانڈی۔ نمبر اول ؍ ہے؍
- عطر گلاب۔ فی تولہ عہ۔ بعہ۔ صر۔ ے۔ عہ۔
- عطر حنا۔ ؍ صر۔ للعہ۔ ے۔ عاز
- عطر برگ حنا۔ ۔۔۔۔۔۔۔ ہے؍
- عطر خس۔ ؍ عہ؍۔ عاز۔ عہ؍
- عطر شمامہ۔ ؍ عہ؍۔ عاز
- عطر سہاگ۔ ؍ عہ؍۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر ارگجا۔ ؍ عہ؍۔ عہ؍
- عطر شمامۃ العنبر ۔۔۔۔۔۔۔ عہ؍
- عطر اگر۔ ؍ ہے؍۔ صر؍
- عطر موتیا۔ ؍ صر۔ للعہ۔ ے۔ عاز
- عطر موگرا۔ ؍ عاز۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر چمیلی۔ ؍ ے۔ صر۔ للعہ۔ عاز۔ عہ؍
- عطر جوہی۔ ؍ عاز۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر کیوڑا۔ ؍ ے۔ عاز۔ عہ؍
- عطر مولسری۔ ؍ عاز۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر چمپا۔ ؍ عاز۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر کسم۔ ؍ عاز۔ عہ؍
- عطر ناگیسر۔ ۔۔۔۔۔۔۔ للعہ
- عطر سنگترہ۔ ؍ عاز۔ عہ؍۔ عہ؍
- عطر دونا۔ ؍ عہ؍۔ عہ؍
- عطر گل۔ ؍ عہ؍۔ عہ؍

## روغن خوشبودار

- روغن بیلا۔ فی سیر صر۔ للعہ۔ عاز
- روغن چمیلی۔ ؍ ے۔ صر۔ للعہ۔ عاز
- روغن حنا۔ ؍ ے۔ صر۔ للعہ۔ عاز
- روغن کیوڑہ ؍ ے۔ صر۔ للعہ۔ عاز
- روغن مصالح۔ ؍ عاز۔ عہ؍

## تمباکو خوردنی خوشبودار

- قوام تمباکو مشکی۔ فی تولہ ۸؍۔ ۴؍
- گولیاں خشک مشکی۔ ؍ ۸؍۔ ۴؍

## تمباکو کشیدنی خوشبودار

- نمبر اول فی سیر عہ۔ ۱۲؍
- نمبر دوم ۸؍۔ ۶؍

## چکن

- ساریان۔ فی عدد۔ ے۔ صر۔ للعہ۔ ے
- دوپٹے ؍ ے۔ عاز۔ عہ؍
- تھان۔ عرض ۱۲ گرہ۔ طول ۹ گز۔ للعہ۔ صر
- کلاہ دوپلی۔ عاز۔ عہ؍۔ عہ۔ ۱۲؍۔ ۸؍۔ ۴؍
- کلاہ مندیل نما۔ عاز۔ عہ۔ ۱۲؍

## فردین اور لحاف وغیرہ

- فردین۔ فی عدد۔ صر۔ للعہ۔ ے۔ عاز
- لحاف۔ ؍ للعہ۔ ے۔ عاز
- پلنگ پوشس۔ ؍ ہے۔ ے۔ عاز

## چیدہ ناول

- فردوس برین۔ از حضرت شرر۔ ؍
- تقدس نازنین۔ ؍
- فتح اندلس ؍
- ڈاکو کی دلھن۔ ؍ ۱۰؍
- آغا صادق کی شادی۔ ؍ ۱۲؍
- حسن بن صباح۔ ؍
- ایام عرب ہر دو جلد۔ ؍ عاز
- فلورا فلورنڈا۔ ؍
- حرم سرا مکمل۔ از حضرت ریاض ؍
- کامنی۔ از پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ عاز
- شباب لکھنؤ۔ از منشی احمد علی صاحب بی اے۔ عہ؍
- طلسمی فانوس۔ از اڈیٹر صاحب اودھ پنچ۔ عاز
- عروج و زوال۔ از اڈیٹر صاحب خدنگ نظر ۴؍
- کمند گیسو۔ انگریزی ناول کا ترجمہ ۸؍
- رہبر۔ ایضاً ۱۲؍
- کاوش دل۔ از سید عاشق حسین
- نشتر۔ مشہور ناول عہ؍

## تصنیفات حضرت داغ دہلوی

- گلزار داغ دیوان۔ عہ؍
- آفتاب داغ ؍ ۱۲؍
- انتخاب داغ۔ کل دواوین کا انتخاب۔ عہ؍
- فریاد داغ۔ مثنوی ۴؍

المشتہر

منیجر خدنگ نظر لکھنؤ

ین لعبد کو اسکی اجازت دی گئی —"

تھیل "پیاری شاہزادی! کیا آپ کو اس صغر سنی
ین آپ کی والدہ کے پاس چھوڑنے مین کوئی
مصلحت مانع تھی؟"

شاہزادی ۔ (اس سوال سے چونک کے)
"اسکا آجتک مجھے خیال بھی نہین گزرا!"

اتھیل ۔ (جسکی یہ خواہش نہ تھی کہ کمسن شاہزادی
کا دماغ کسی خاص خیال کی اُدھیڑبُن مین
بےچین رہے۔ جلدی سے ٹالنے کے انداز سے)
"بہرکیف اس طرح آپ برفستان سائبیریا مین
پیدا ہو کے وہان سے ہزارون میل کے فاصلے
پر دارالسلطنت روس مین آئین"

شاہزادی ۔ (باریک اور دلکش آواز
مین) "ہان! اب غالباً اتھیل تم میری والدہ
کے متعلق سوال کروگی؟ کیا تم خیال کرتی
ہو کہ اُنھون نے اتنا بڑا صدمہ آسانی سے
برداشت کرلیا ہوگا اور اپنے شوہر اور
معصوم بچی سے بچھڑ کے زندہ رہی ہونگی؟
نہین! بلکہ وہ انھین صدمون مین تمام ہوگئین!
البتہ اتنی بات قابل تسکین ہے کہ اِن
مصیبت خیز ایام مین اُن پر کوئی ظلم نہین
کیا گیا۔ بلکہ ٹوبالسک کے ایوان گورنری
مین اُٹھا لیجائی گئین۔ جہان اُنکی ہر طرح
خبرگیری اور نگہداشت کی گئی اور وہین وہ
مر بھی گئین!"

اتھیل "پیاری شاہزادی! آپ نے ایک
عجیب و غریب حکایت بیان کی ہے۔ دلچسپ
بھی پُر واقعات بھی۔ اور اُس سے زیادہ سلسلہ وار
جسقدر مجھے اُمید نہ تھی کہ آپ سُنی سُنائی
باتون کو اس طرح مسلسل بیان کرسکین گی"

شاہزادی "اوہ! تم نہین سمجھہ سکتین کہ
میرے نزدیک یہ قصّہ کسقدر مہمل اور ٹوٹا
پھوٹا ہے جسمین ہزارون دلچسپ واقعات
معنی بند ہین! ان ٹوٹے پھوٹے جملون کو
ربط دیکے ہمین ایک صحیح اور بامعنی عبارت
بنانے کی ضرورت ہے! ایک بچے کو
اپنے والدین کی محبت بھری داستان کا
اس مصیبت خیز انجام کے ساتھ ختم ہوتا
خلقی طور پر دلچسپ معلوم ہوتا ہے اور
یہ دلچسپی اُسکی متقاضی ہوتی ہے کہ تمام باتین
پورے طور پر معلوم ہوجائین! لیکن مجھے
اس قسم کی دلچسپی خوش ہونے کی اجازت
نہین دیتی۔ کیونکہ اب مین اسقدر سمجھدار
ہون کہ اپنی غریب مان کے خاندان سے
وقفیت حاصل کرون۔ شاید وہ خاندان
مصیبت مین ہو اور مین (جو بفضلہ دولتمند
ہون) اُسکی مدد کرسکون۔ لیکن اسوقت
تک مین اُس خاندان کا نام بھی نہین جانتی
طرّہ یہ کہ مجھے اپنے پچھلے حالات بیان کرنے
کی اجازت بھی نہین! (نہایت ہی آہستہ

اعلیحضرت بندگانعالی
میر محبوب علیخان بہادر
نظام الملک آصفجاہ
دام ملکہ
جلد ۶
نمبر ۱۲
Vol. 6.
No.
خدنگ نظر
اردو علم ادب
کے
خزانے کا ایک نہایت قیمتی۔ خوبصورت
اور دلکش زیور جسمین مضامین نظم
اور ناول ایک ایک جزو (۱۶ صفحات)
مین ماہوار شائع ہوتے ہین
خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر و پروپرائٹر
بصد ادب بحضور نظام گردون فر
امیدوار نگاہ کرم خدنگ نظر
آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا
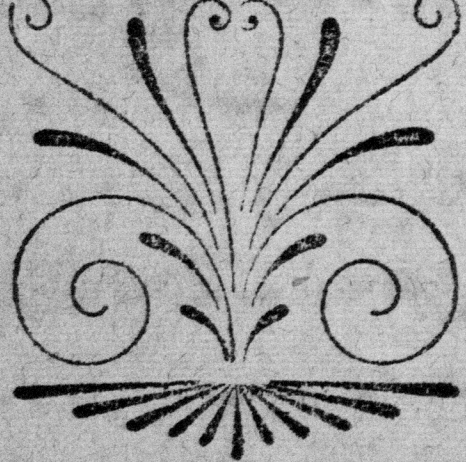
# ساقی نامہ

## در تہنیت جشن تاجپوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ

ذیل کا ساقی نامہ جو عالیجناب نواب شمشیر بہادر صاحب اخگر رئیس اعظم اجیگڈھ کے زور قلم کا نتیجہ ہی در اصل ایک نہایت ہی پاکیزہ نظم ہی - اِسکے بعض بعض اشعار ساقی نامۂ ظہوری کی یاد دلاتے ہین اور ہر شعر جدت کے رنگ مین رنگا ہوا ہی - یہ ساقی نامہ ہمین بہت پیشتر وصول ہوا تھا مگر افسوس کہ اِسکی اشاعت کی نوبت اُسوقت آئی جب اِسکی نقلین جابجا شائع ہوگئین - تاہم جن حضرات کی نظر سے یہ اشعار ابتک نہین گذرے اُن کے لیے اسکی سیر شاعرانہ دلچسپی سے خالی نہین - ایڈیٹر -

کدھر ہے وہ معشوق گلنار رنگ
جسے دیکھکر دل مین آے اُمنگ

جو شیشے کے پردے سے جوبن دکھائے
طبیعت کو جوبن چلاپن سکھائے

جو زخم نہان کو ہنسا دے ذرا
دل زار کو گدگدا دے ذرا

لگادے جو مجھکو کسی کار سے
اُبھارے جو مضمون دل زار سے

پہونچ جاے تا عرش فکر بلند
نہین اپنی آنکھو نکلے ڈورے کمند

پسند دل نوجوان شراب
توانائی ناتوان شراب

دکھا ساقیا جوشش دریا دلی
کجا تا کجا سستی و کاہلی

جمے رنگ میخانہ محفل کیطرح
سبو بھرکے آئین مرے دل کیطرح

چھلکتا ہوا ایک ایک جام شراب
ٹپکتا ہو رنگ گل آفتاب

اُبلتی ہوے شیشۂ و جام سے
برستی ہو مستی در و بام سے

دُھوین اُٹھکے میخانے کی چھت نہین
سیہ کاریان ابر رحمت نہین

بنے نوح عشرت تہ ہر قدح
کہ ٹوٹے طلسم قدح در قدح

بہارا اپنا گھونگٹ اُٹھانے ذرا
عروس چمن منہ دکھا دے ذرا

# قواعدِ خدنگ نظر

۱ یہ ماہوار رسالہ ہر انگریزی مہینے کی **آخری تاریخ** کو شائع ہوتا ہی۔ اسکے **تین حصے** ہین (حصہ اول مین) **مضامین علمی**۔ تاریخی۔ اخلاقی اور نیچرل نظمین۔ (حصہ دوم مین) **غزلیات** ہمطرح اور نامور شعرا کا غیر طرح کلام اردو۔ فارسی (حصہ سوم مین) مسٹر رینالڈز کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز **ناول** کا ترجمہ۔ ہر حصے کی ضخامت ۱۶ **صفحات** ہین۔ مکمل رسالہ ۴۸ صفحات پر علاوہ ایک **رنگین طلائی** کام کے ٹائیٹل پیج کے شائع ہوتا ہے۔ بنظر آسانی عام اس پرچے کا ہر سہ حصہ علیحدہ بھی مل سکتا ہی۔ درخواست خریداری کے ساتھ جن حصص کی خریداری منظور ہو انکی تصریح ضرور کرنی چاہیے۔

۲ قیمت ہر سہ حصہ **تین روپیہ** سالانہ۔ کوئی دو حصے جو **خریدار حضرات پسند** کرین **دو روپیہ** سالانہ مین لیتین ہنگے۔ کسی ایک حصے کی قیمت **ایک روپیہ چار آنہ** مع محصولڈاک مقرر ہے۔ مربیان رسالہ اور امراء عظام سے ۵ر سے عہ تک۔

۳ چونکہ اس رسالے کی اشاعت سے محض اُردو لٹریچر کو باقاعدہ اور مفید بنانا منظور رہے لہذا مذکورۂ بالا سبجکٹ کے علاوہ اور کسی مذاق کے مضامین وغیرہ نہین لیے جائین گے۔ اشعار غزلیات بھی وہی منتخب ہونگے جو لٹریچر کے لیے مفید ہون اور فن وزبان کے اعتبار سے قابل اشاعت سمجھے جائین۔ جن حضرات کو اپنے کسی غیر منتخب شعر کیلیے کچھ اعتراض ہو وہ مشہور اساتذہ سے استصواب کرکے اپنا اطمینان کرلین نہ کہ ایڈیٹر کا ہرج اوقات فرمائین۔

۴ نمونے کا پرچہ ۴ر۔ ۳۔ اور ۲ر کے **ٹکٹ وصول ہونے** پر حسب تشریح بالا ارسال ہوگا نہ کہ **مفت**۔

۵ ہر ماہ کا پرچہ تاریخ معینہ پر نام بنام ارسال ہوگا۔ اگر احیاناً کسی ماہ مین کسی صاحب کو نہ پہونچے تو ایک ہفتے کے اندر اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا۔ بعد کو نصف قیمت لیجائیگی۔

۶ اگر کوئی صاحب ایک مقام سے دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تو **وقت روانگی** اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع فرمادین اور اس امر کا لحاظ رکھین کہ تاریخ اشاعت سے قبل اُنکی اطلاع وصول دفتر ہوجائے ورنہ پرچہ نہ پہونچنے کے ہم ذمہ دار نہین۔

۷ جواب طلب اُمور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال ہو ورنہ جواب نہین دیا جائیگا۔ بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔ تمام خط وکتابت بنام **ایڈیٹر** صاحب ہونا چاہیے۔

المشتهر

**مینجر خدنگ نظر لکھنو**

نئی سلطنت ہے نیا دور ہے
یہ کہتی ہے گردش خور وماہ کی

وہ ستا ہے عادل و کامگار
شہنشاہ اڈورڈ ہفتم ہے وہ

یہاں تک ہے راج اُسکا پھیلا ہوا
لکھون مدح حاضر مین اشعار کچھ

جہاندار و فرمانروائے جہان
فلک سر نگوں بہر تعظیم تو

ترے نام سے ہر نگین کو شرف
مہ و مہر ہون شمع ہو یا چراغ

ترے فیض کی جب سے شہرت ہوئی
ستم کشتہ جان تک چھپاتے نہیں

رعایا ترے عہد مین شاد و شاد
جہان تک تیری حکومت وسیع

رعایا پہ اشفاق پدری ترا
ترقی کی حامی حکومت تری

دعا پر کرو نظم اخگر تمام
الٰہی شہنشاہِ عالی جناب

رہے حکمران رہتی دنیا تلک
زمین اور رہے آسمان اور رہے

کہ ہے تاجپوشی شہنشاہ کی
کہ ہے تخت اور تاج جسپر نثار

مسیحائے چرخ چہارم سے وہ
کبھی جسمین سورج نہیں ڈوبتا

کہ درکار ہے نذر دربار کچھ
فلک مرتبت خسرو خسروان

مہ و نیمہ وہ بہ تسلیم تو
ترے نقش پا سے رہیں کو شرف

ترے دم سے جلتا ہے سب کا چراغ
زمانے سے معدوم حسرت ہوئی ق

کسی کام سے جی چراتے نہین
ہر اک امن و تہذیب سے بامراد

حکومت سے بڑھکر محبت وسیع
محبت کا دیتا ہے دل کو مزا

ترقی کرے عمر دولت تری
مبادا نہ خوش آئے طول کلام

شہنشاہ سے بڑھکے پائے خطاب
گزند اسکو پہونچے نہ زیرِ فلک

نظارے ہوں نرگس کے جی کھول کر
کچھ انگور بھی تاک سے توڑ لوں
ترانہ اک آیا ہے پھر یاد آج
فسردہ ہوں بے مے میں غنچے کی طرح
کہاں نشہ کی دھن کہاں اب شراب
پلا پھر مجھے وہ مئے تیز و تند
جسے پی کے رنج و الم دور ہو
وہ مے دخل جس میں نہ ہو ریو کا
وہ مے جس سے آبِ بقا ہو خجل
پھر آجائے اک بار رد شباب
اسی مے سے بھر دے ایاغِ دماغ
ہوائیں جو مغرب سے آتی ہیں آج
عنادل کو نالہ ہے بھولا ہوا +
خراماں ہے خوش خوش نسیم بہار
ہنسی کو کیا لاکھ غنچوں نے ضبط
یہ کہتی ہے پھولوں کی بو چھوٹ کر +
صبا ہر طرف اہتمامی ہے آج
مؤدب کھڑے ہیں جوانان باغ
عجب کیفیت ہے جو دیکھو ادھر
کوئی چمپئی کوئی دھانی لباس
تماشائیوں کی ہوئی عقل دنگ
گئی آتش گل کی لو تا فلک
سواد خطِ قسمتِ باغباں
صبا کی ہوئی دور وارستگی
زمیں سے فلک تک منور ہے آج

لٹاؤں میں لالے سے داغ جگر
پھپھولے دل زار کے پھوڑ لوں
عنادل سے ہو بحث فریاد آج
بھرا دل میں بیٹھا ہوں شیشے کی طرح
رہی دھوپ جب تک ہا آفتاب
جسے کہتے ہیں دار و دہش کند
علاجِ تبِ قلب رنجور ہو
طمانچہ جسے کہتے ہیں دیو کا +
کفِ جام ہو مرہم زخم دل
لہو سکے دوڑے رگوں میں شرابِ
جو روغن ہو بہرِ چراغ دماغ
جو ستی کے ترانے سناتی ہیں آج
جو ستی سے ہے ہر پھول پھولا ہوا
کھلے جاتے ہیں پھول بھی بار بار
لبوں کو تبسم سے پھر بھی ہے ربط
بھری مجھ میں ہیں ستوحیاں کوٹ کر
ہر اک تاج نرگس سلامی ہے آج
گلابی کا ہاتھوں میں سب کے ایاغ
گلوں کا ہے رنگ اور غنچوں کا اور
جدا سب کا ہے آسمانی لباس
الگ پتی پتی دکھاتی ہے رنگ
کہ آنکھیں ورا ایسی سیکیں ملک
ہوا سنکے تحریر نرگس عیاں
چمن میں ہے غنچوں نے دلبستگی
کہ اک جشن شاہانہ گھر گھر ہے آج

قدرتی

انکی نگاہون مین تھی کسی اشرف المخلوق انسان کی نہ تھی!!! یا پھر "ریبس" نام ایک قسم کے سارس کی - جو اِنکے خیال مین قاسم تقدیر تھا - ان جانورون کی مدرون سے مزید گھرون مین آ دُھگت ہوتی تھی - اچھے اچھے نفیس و اعلیٰ برتن ان کے کھانے کے لیے اور بیش قیمت غالیچے اُن کے لیٹنے کیلئے رکھے جاتے تھے!!! اور نہایت لذیذ و مقوی غذائین کھانے کیلیے پیشکش کی جاتی تھین!!!

اگر اتفاقاً اُنھون نے سونگ کے چھوڑ دیا تو اس حرکت سے یہ بات نکالی جاتی تھی کہ شگون بد ہی! ہماری نذر قبول نہین ہوئی ضرور ہمارے عقائد مین فرق ہی اور ہماری پرستش مین فتور! اور یہ بھی نہین تو ہو ہو پھر کوئی نہ کوئی آفت آئیگی جسکی ابتدا اس دلشکن سانحہ سے ہوئی ہو کہ ہماری نذر قبول ہی نہین ہوتی!

**بیمار - مجروح - مہجور - مقروض - مظلوم** - جسے دیکھیے اِنکے نام کی منتین ماتا ہی اور چڑھاوے چڑھاتا ہی کوئی بیٹا مانگتا ہی کوئی بی بی کوئی شوہر گم شدہ اشخاص کی نسبت عجیب طریقون سے فالین لی جاتی ہین ان کی ہر ادا عقیدت کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہی -

**مردہ حیوانات** اگر ان حیوانات مین سے کوئی مرجاتا ہی تو لوگ ان کے لیے ایسا غم حیز ماتم کرتے ہین کہ گویا ان کا خاص عزیز انھین داغ مفارقت دے گیا ہے - پھر دھوکے اُس مردہ کو نہایت اعلیٰ درجہ کے ریشمی کپڑے مین لپیٹ کے نہایت عقیدت و ادب سے خوشبو بھرنے والون کے یہان لے جاتے ہین یہ آگے آگے مردے کو لئے ہوے ہوتے ہین اور اسکے پیچھے پیچھے مرد و عورت کی ایک کثیر جماعت بڑے ادب سے قدم اُٹھاتی ہوئی چلی جاتی ہی جنکے چہرون سے تاسف کے آثار نمایان ہوتے ہین اور غم کی نشانیان دیکھنے والے کو ان کے دل کی متغیر حالت کا صاف صاف پتہ دیتی ہین - اور انکے پیچھے ایک ایسا گروہ ہوتا ہی جو کہ غم سے سر پر نہ لینے کی حالت مین بے اختیار سینہ زنی اور درد انگیز جملے زبان سے نکالنا اپنا فرض عقیدت اور ایک طور کی عبادت تصور کرتا ہی -

قصہ مختصر حیوان کی لاش نہایت خوشبودار تیل اور عطریات اور مصالحون سے بھری جاتی ہی اور خوبصورت قبر مین رکھی جاتی ہی وقس علی ہذا -

# "حیوانات کی تعجب خیز پرستش"

مصر کا مشہور دیوتا (امون)

اِسی ایک پر کیا موقوف تھا مصر مین ایسے جنگلی حیوانات کا مینہ برس رہا تھا اجبکی پرستش اُن اصولون سے کی جاتی تھی جو ہماری رسانون سے نکل کے ایک جھوٹی کہانی کا ترف حاصل کرین۔ مصر کو کون نہین جانتا مصریون سے کون ناواقف ہی اِنکے توہمات کی زندہ تصویرین بہت دنون تک مخلوق خدا کا تصور گاہ بنی رہیں۔ اِن توہمات نے خون کرائے!ان توہمات نے بیٹے کو باپ سے جُدا کیا!ان توہمات نے جائز فرمانروا سے محکوم قوم کو انحراف کا سبق پڑھایا!!اِن توہمات نے "اہرامان" جیسے طویل منارونکی اینٹین گنوائین۔ توبہ توبہ یہ توہمات نہ تھے، قہر خدا تھے ملا تھے اور وہ بھی بے درمان!! اجو آئے دن ایک نہ ایک ایسی بات پیدا کرتے تھے جِنسے زمانے بھر والے ناواقف تھے۔

مصری مگر اگلے زمانے کے یہ ابکے نہین جو ترقیونکی سیڑھیان، نہایت عجلت سے طے کر رہے ہین اور تہذیب کی قابل قدر چادر کو جھاڑ جھاڑ کے گرد و غبار دور کر رہے ہین۔ بلکہ وہ پہلے لوگ فن عمارت کے "امام" مختلف طریقون سے حیوانات کی پرستش کرتے تھے۔ کُتا۔ بلّی۔ گائے بھینس۔ مگر مچھ۔ نیل گاؤ۔ چیل غرضکہ اِنکی وقعت جسقدر

لہرون کے بیچ مین آگیا جسے مین دوسرے لفظون مین یون ادا کر سکتا ہون کہ مصریون کے
دل و دماغ سے آگے قدم کیا رکھا دریا برد ہوگیا جس کا نشان نیل کی روانی نہ آج دیتی ہی
نہ کل دیگی مصرع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔

وہ لوگ بھی صفحۂ دنیا سے حرفِ غلط کیطرح مٹ گئے اوران لوگون کے ساتھ اُن
لوگون کے لغو عقائد بھی۔ مگر حرف غلط کے مٹجانے کا کچھ کچھ نشان باقی ہی جسکی بو باس آج
اِن مُرجھائے ہوئے پھولون سے آرہی ہی اوہ کیا؟ یہ کہ عقل سلیم رکھنے والا تو ضرور ہی
کہے گا کہ ایک انسان کی گردن وحشی حیوان کے قدم کی جانب جُھکے!!! اُف بڑی
شرمناک بات ہی"

ابوالنصر علام لیلیں آہ دہلوی -

# مشہور رومی فصیح "سسرو"

اگلے زمانہ مین روم کی سلطنت دُنیا بھر مین زبردست مانی جاتی تھی - مغرب سی شرق
بحرالکاہل سے فرات اور شمالاً دریائے ڈینوب سے افریقہ کے ریگستان تک پھیلی ہوئی
تھی - اٹلی کا دارالسلطنت شہر روم تھا - اٹلی یورپ کے جنوب مین بحیرۂ شام کے ساحل پر
واقع ہی - نقشہ مین اس ملک کی صورت من وعن انگریزی "بوٹ" کے موافق ہی - اور
جزیرۂ سسلی گویا اس کا انگوٹھا ہی - اور کوہ ایپائن کا دراز سلسلہ لمبائی مین پایا جاتا ہی - یہان
اکثر مطلع صاف رہتا ہی اور آب و ہوا معتدل - اقسام نباتات کی خاص پیداوار ہی
اناج - زیتون اور انگور ہی وہان مویشی بکثرت ہین -

زمانۂ سابق مین اٹلی چھوٹے چھوٹے صوبون پر منقسم تھا اور اُن مین باہم لڑائیان
ہوتی رہتی تھین منجملہ اِن صوبون کے ایک کا نام لیٹم تھا جس کے خاص شہر کو "البالونگا"
یعنی لمبا سپید شہر کہتے تھے - اِس صوبہ مین وقتاً فوقتاً متعدد بادشاہ تخت نشین ہوے
روم پر ایک ایسا وقت آیا جبکہ کارتھیج قوم نے روما کا ستیاناس کرنا چاہا تھا مگر رومی
ہر طرح فتحیاب رہے - ۱۰۹ برس قبل از مسیح پھر خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے مراد یہ ہی
کہ رومی اُن صوبون مین باہمی جنگ آزمائیان کرنے لگے جو اٹلی کے قرب و جوار مین واقع

**مقدس بلّی** یہ طریقہ تو ہر حیوان کی لاش کیلیے بطور عام تھا مگر پھر بھی ایک طرح کی تخصیص کو دخل تھا بعض حیوان کی لاش مین مختلف طبقون کے لوگ شریک کیئے جاتے تھے اور بعض مین نہین علاوہ برین ہر حیوان کی موت ایک عملی رسم اظہار غم کیلیے پیدا کرتی تھی اور وہ خاندان اُس رسم کے ادا کرنے کیلیے ایک خاص جماعت مین ممتاز گنا جاتا تھا۔ جیسا مقدس بلّی کا مرجانا اُس خاندان کو جو بلّی کی پرستش مین ممتاز تھا سر منڈانے پر مجبور کرتا تھا۔ جسکی تعمیل کیلیے مرد و عورت ایک ہی جوش سے کام لیتے تھے۔

**مقدس کتّا** ۔ مقدس کتے کا مرجانا مرد و عورت کے تمام بدن پر سر سے پاؤن تک اُسترا پھروا کے چھوڑتا تھا۔ جو سگ پرست خاندان کے لیے باعث امتیاز و نجات مانا جاتا تھا!! یہ رسمین یہان تک بڑھیں کہ جب مصری فوجین شاہی حکم سے ملکون پر چڑھائی کرتین۔ تو ان ممالک سے مردہ چیلون اور بلّیون کو بہت حفاظت سے لے آتین تھین تاکہ اُن کی پرستش کرنے والے شہری خاندان عزت کے ساتھ اُنھین دفنائین!!

**سزائے قتل** یہ تو کسی کی قدرت ہی نہ تھی کہ کال سے کال کے عالم میں بھی (جبکہ آدمی آدمی کو کھائے جاتا ہو) اِن پاک جانورون کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے اور کاٹ کوٹ کے ہضم کرنا تو بجائے خود رہا۔ مگر اتفاقاً آدمی کے ہاتھ سے یا اس کے قصد کے بغیر بلّی یا کتّا یا ایبس مرجائے تو اُسے بے تکلف سزائے قتل دیجائے۔ اور وہ بھی اسیوقت ایک گروہ (جن مین خاص اِلکی پرستش کرنے والون کی تعداد مزید ہوا کرتی تھی) فوراً اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے نہ منصف کے پاس لیجانیکی ضرورت اہا اور کسی مزید تحقیق کی!! ایبس "اقتلوہ" اُسے مارڈالو" پرستش کیا چیز ہو اور تحقیق کس کا نام ہے!! ہائین اِسے ہمارے مقدس دیوتا" کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ اور کیا اس احمق گناہ گار کا یہ دیوتا نہ تھا پھر یون اپنے ہاتھون عذاب مین پڑنا سزائے قتل سے بدتر ہے یا نہین ؟ مگر خیر کیا کیا جائے سزائے قتل تو ہماری جانب سے اور عذاب و عقاب مقدس دیوتا کی جانب سے!! بھگت لیگا جو کچھ اور جسقدر اُسے بھگتنا ہو"

قصہ کوتاہ "بی بس" کے پجاری کی طرح مصریون نے بھی حیوان پرستی مین بڑا ہی ملکہ حاصل کرلیا تھا۔ اِنکی عقیدت کا جوش اتنا بڑھا کہ آخر دریائے نیل کی اٹھتی ہوئی

محض بے انصافی سے اپنے باپ کے قتل کرنے مین مجرم ٹھرایا تھا (کہ اسنے اپنے باپ کو قتل کرڈالا ہے مگر عمداً) اُسوقت سب لوگ سیلا سے ڈرتے تھے اور ایسے ڈرتے تھے جسکی انتہا نہین - بھلا رو سیوس کی نسبت کون زبان کھولتا؟

سسرو نے اُس کا مقدمہ اپنے ہاتھ مین لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسیوس بری ہوگیا اور سسرو خوش بیانی اور دلائل آوری کے ملک کا فرمانروا تسلیم کیا جانے لگا!! مگر ہشیار سسرو صرف اِس وجہ سے کہ سیلا شاید اُسے ضرر پہونچائے - کچھ دنوں کے لیے یونان چلا گیا - جہان سے اُسنے دیگر ممالک کی بھی برسون سیاحت کی اور مشہور ہوگیا اور جن فصحا سے اِس نے تعارف پیدا کیا تھا اُن مین سے ایک مشہور یونانی فصیح اپولونیس بھی تھا - (جو زمانہ رودس مین رہتا تھا) جس نے سسرو سے درخواست کی کہ وہ یونانی زبان مین تقریر کرے چنانچہ سسرو نے یونانی زبان مین ایسی تقریر کی کہ فصحائے یونان دنگ ہوگئے اور بیساختہ تعریفی جملوں سے سراہا -

مگر اپولونیس خاموش رہا جسکے چہرے پر حسرت برس رہی تھی - سسرو اِسکے نہ تعریف کرنے سے کچھ رنجیدہ سا ہوگیا - تو اپولونیس نے تاڑ کے کہا "سسرو! مین تمہاری خوش کلامی اور فصاحتِ تقریر اور طبیعت کی حاضری کا بہت گہرا مداح ہون - مگر مجھے افسوس اِس امر کا ہے کہ یونان کی جیب مین صرف علوم اور فصاحت و بلاغت ہی باقی تھی تم اُسے بھی روم کو لیے جاتے ہو!!!

جب سسرو یونان سے واپس آیا تو روم کی جانب سے خزانچی مقرر ہوکے "سسلی" کو بھیجا گیا - جہان پہلے تو لوگون نے اُسکو ناپسند کیا لیکن جب اُس کی خوبیون سے آگاہ ہوے تو اُسکی تعظیم و تکریم کرنے لگے - اِس کے بعد وہ روم مین مجسٹریٹ مقرر ہوا - جو کانسل کے عہدہ سے تھوڑا ہی کم تھا - اُس وقت جج اور مجسٹریٹ روم مین رشوت خوار تھے لیکن سسرو کا طور و طریق اُن راشیو نسے جُدا گانہ تھا اِس کے نزدیک ایمانداری سے چلنا اچھی زندگی تھی اور امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھنا خدا کی رحمت!!

پھر وہ کانسل کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوا - اُس زمانہ مین ایک شریر اور بدمعاش آدمی "کیٹیلین" نے اپنے ساتھ بدمعاشون کو ملا کے اُمرا کو مار ڈالنے کی

تھے اور رومیون سے پہلے اتحاد رکھتے تھے - ان لڑائیون کا آخری نتیجہ ۳ لاکھ آدمیون کا ضائع ہونا تھا - وہ ہوگیا جسمین اگر شہرت ہوئی تو دو جوانمردون کو "ماریس" اور "سیلا" جو سپاہیانہ خوبیون کے علاوہ خلیق اور شائستہ بھی تھے - دونوکو بات کی بات مین ایسا عروج حاصل ہوا کہ باہم ایک دوسرے سے رشک وحسد کرنے لگے جن سے ایک اور خانہ جنگی کا آغاز ہوا اور رومی طرفین کے آپس مین لڑکر مرنے لگے - نوبت باینجا رسید کہ باپ بیٹے کو مارنے لگا اور بھائی بھائی کو کچھ امتیاز اور محبت کا بقیہ حصہ جو ان لڑاکون کے دلمین تھا اِس مقدس جنگ آرمائی مین وہ بھی دور ہوگیا - پہلے سیلا نے ماریس کو شکست دی لیکن بعد ازان ماریس روم پر قابض ہوگیا - سیلا کے جمیع خیرخواہون کو تہ تیغ کیا آخر کار کثرت مے نوشی سے اُس کو بخار آنے لگا جس سے وہ مرگیا - ماریس کی وفات کے بعد سیلا فوج لیکر روم مین آگیا اِس نے آپ کو "ڈاک ٹیٹر" ٹھہرایا جس سے اس کی ہر ایک بات رومیون کو ماننی پڑی - ماریس کیطرح سیلا نے بھی اپنے مخالفون کا صفایا کیا - اور ہر مخالف کا سر اپنے پاس منگوا کے دل کی تسلی کرتا تھا - جب سیلا حسب دلخواہ خونریزی کر چکا تو ایک نہ ٹلنے والی چیز کی نذر ہوگیا - سب نے دیکھا کہ وہ ابھی سب کچھ تھا اور ابھی کچھ بھی نہین نہ ماتم نہ افسوس نہ رنج نہ غم ایک ایسا اندھیر الظر آتا ہی جسے ہم حجابِ اکبر سمجھتے ہین لیجیئے پردہ گرا = !!!

روم ہو اور روم کی علمی تاریکی جسمین سے ۶۰ برس قبل از مسیح ایک روشنی نمودار ہوئی جسکی فصاحت وتقریر کا پرتو رومی فرمانروا پر پڑا مین اِس روشنی کو مجسم کر کے "سسرو" کہتا ہون (جو میرے مضمون کا عنوان ہی) یہ بچہ تھا اسکول میں گیا تو اپنے استادون کو بھی اپنا مداح پایا - جو اسکی فصاحت تقریر کی قدر کرتے تھے پھر مدرسہ چھوڑ کے اِس نے قانون کا مطالعہ کیا تاکہ دیگر وکلا کیطرح عام جلسون مین تقریر کرسکے اور سلطنت کے قانون کی سپر سے خود کو زد سے بچائے - اِس کے ساتھ فن سپہ گری سے بھی واقفیت پیدا کی کیونکہ ہر ایک رومی کو مجبوراً سپاہی ہونا پڑتا تھا لیکن سپہ گری کا اُس کو مطلق شوق نہ تھا اُسے تو فصاحت اور بلاغت کے میدان مین نکلنا تھا وہ اُسے سیکھکر کیا کرتا؟ یہ اپنا کافی وقت مطالعۂ کتب اور فضلا کی مصاحبت مین صرف کرتا تھا - سب سے پہلے سسرو کی فصاحت کا اظہار "روسیوس" کی رہائی کرانے مین ہوا جس کو سیلا سے نے

مگر تقدیر نے کہا "نہین اب ممکن نہین"۔

وہ "پولیوس" جسپر روم کی گورنمنٹ نے قتل کا حکم لگا دیا تھا۔ اور سسرو نے قوت دلائل و تقریر سے اِس فتوے کو باطل کیا تھا اور اِسے رہائی دلائی تھی آج وہی مرہونِ منت سسرو کے خون کا پیاسا تھا۔ اور ایک بہت بڑے مخالف سرغنہ کا افسر!!

اے دنیا یہ ترے کیا انداز ہین کیون تو نے بیوفائی کے سبق اپنے وسیع مدرسہ مین دینے شروع کر دیئے ہین۔ کیا نیکی کا بدلہ نیکی نہین ہی؟ اگر ہے تو آج سسرو کی قابل رحم حالت پر نظر کر اور رحم! دیکھ وہ ۶۴ برس کا مرد ضعیف کس مصیبت سے جلاے وطن پر آمادہ ہی وہ جو بڑی تمناؤن سے اپنے وطن مین بود و باش کی غرض سے آیا تھا دیکھ اُلٹے پاؤن پالکی مین بیٹھ کے یہ شعر پڑھتا ہوا رات کی ڈراؤنی تاریکی مین نکلا چلا جا رہا ہی ؎

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
رخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین

مگر نہین تقدیر کہان جانے دیتی ہی سسرو کی مٹی روم کی مٹی ہی کچھ یونان کی نہین پھر یونان پہونچنا معلوم! اے کشش کا مسئلہ اے جر ثقیل اے تجاذب کی قوت اے زمین کی "انرجی"۔ اب انتظار کس بات کا ہی؟ تم اپنا کام کرو جلد کرو دیکھو سسرو کی پالکی یونان کے جانے والے جہاز کے قریب پہونچنے والی ہی اے یونان کو جانیوالی دریائی موج اور اے ہوا کے تیز جھونکو! تم سسرو کو یونان جانے پر کیون آمادہ کر رہے ہو۔ وہ یونان کی مٹی نہین ہی بلکہ روم کی مٹی کی خوشنما مورت ہی۔ پھر یہ تمہاری حرکتین کیا معنی رکھتی ہین۔ اور نہین کیا یہ بات یقین کے لباس مین نظر آتی ہی کہ تم سسرو کی پالکی کو جہاز کے قریب دیکھو گے اور سسرو کو جہاز یونان پہونچا دیگا؟ وہ دیکھو تقدیر کا نہ رُکنے والا ہاتھ بڑھا اور سسرو کا ممنون احسان پولیوس ایک خونخوار جماعت کے ساتھ نمودار ہوا یہ لو سسرو کی پالکی پہونچی۔ اُف یہ کیا ہوا؟! ہاے پولیوس نے اپنے ولی نعمت اور محسن کو ذبح کر ڈالا جس کی زبان سے اسے دیکھ کے یہ جملے نکلے تھے (اور اپنی گردن جھکانے کی کوشش کی تھی) کہ "پولیوس" ہاے تم بھی؟

فکر کی تھی۔ اور شہر کو آگ لگا دینے کی جس کی وجہ سے اِن بدمعاشون کے ہاتھ اچھی طرح رنگے جاتے۔ مگر سسرو کی روشن دماغی اور ہوشیاری نے اُن کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ اور راز فاش ہو گئے۔ اور وہ اپنے ناجائز ارادون مین ناکامیاب رہے اِس امر کی خوشی اور سسرو کی تعظیم اور نمایان کارروائی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سینٹ کی جانب سے شہر مین روشنی ہوئی اور عین دربار مین مدبر سسرو کو یہ خطاب دیا گیا۔

# "ملک کا باپ"

"سسرو جن ایام مین میلیسیا کا گورنر تھا اُن دنون مین اِسکی غیر محدود تعریف مخلوقات کی زبانون پر قبضہ کیے ہوے تھی مگر رومی حکام کے تظلم اور غریبوں کو دبا ستا کی دولت سمیٹنے کا سخت مخالف ہونا ایک حصہ مین نا چاقی پھیلانے کے علاوہ اِسکی تباہی کا دیباچہ تھا۔ جسے یہ اپنی آخری چند مٹّوںکی زندگی مین محسوس کر سکا۔ اِس کا انصاف اِس کے لیے انصاف نہ تھا اِس کا عدل اِس کے لیے عدل نہ تھا اِسنے بھلائی کی مگر اِسکے لیے بھلائی نہ ہوئی اور مختصر تو یہ ہے کہ ؎ آہ دہلوی

چھت کی مضبوطی سے کچھ کمزور پایا ہو گیا
جسقدر جھنے صفائی کی صفایا ہو گیا

جس وقت سسرو روم کو واپس آیا عوام نے بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آئے مگر اُس وقت روم کے دولت مندون مین باہم تنازعہ تھا۔ اور بعض مخالفین سسرو نے جان توڑ کر کوشش کی کہ سسرو بھی اِن جھگڑون مین اُلجھ جائے اور ناحق کے فساد سے دلچسپی حاصل کرے ورنہ اِسکا زندہ رہنا ہمارے مقصدون کے خلاف ہوگا اور ہمین کسی بُرے موقع پر ہمیشہ کے لیے زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔

انٹونی کی (جو اُن اُمرا مین سے ایک تھا) یہ رائے تھی کہ سسرو جسطرح بنے قتل کر دیا جائے اِسکا رہنا اِسوقت بہت ضرر رسان ہے۔ سسرو بھی آتے ہی اِس کمیٹی سے آگاہ ہو گیا اور رچا ہا کہ ترک وطن ہی مناسب ہے بارثانی یونان کو جائیے"

# جلوس دربار دہلی

سورج کی کرنین شہر کی چہل پہل اور فوجی نقل وحرکت کو لیے ہوے نکلین فوج کو جلوس
کے راستے پر صف بستہ ہونا تھا ہر حصہ کی نقل وحرکت مین فوجی عمدگی پائی جاتی تھی جلوس گزرنے
مین بوجہ آزمایش کوئی دقت لاحق نہین ہوئی شہر مین ۸ بجے غول کے غول جمع ہو گئے تھے
ہزارہا آدمی مکانون کی چھتون اور کھڑکیون سے دیکھ رہے تھے ہر موڑ اور ہر راستے پر خیر خواہانہ
لطائف بنے ہوے تھے نشان پھریرے محراب دار دروازے سب مین سجاوٹ تھی اور سجاوٹ مین
استادی عام گزرگاہون پر بھی نشان پھریرون اور آرایشی رنگ آمیزی سے ایک کیفیت
پیدا ہو گئی تھی دہلی گویا ایک حلقۂ طلسم کا نام تھا دہلی مین جامع مسجد قلعہ شاہی عمارات اور دیوارون
کے علاوہ کوئی دلچسپ بات نہین ہی مگر گزشتہ ہر بات خیال رجوع کرنیوالی ہی کسی طرف آج ترقی
افلاس معلوم ہوتا ہی کسی طرف دھوم دھام نمائش تصویر کی چوکھٹے کی طرح ہر طرف لوگ موجود تھے کہ
جس مین جلوس تصویر نما حالت سے گزرنیوالا تھا یا یون کہیئے عوام کا مجمع ایک قسم کا زیور تھا اور فوج
اسکا نگینہ یا جواہر بیرون شہر وسیع کیمپ مین شرکت کا اشتیاق تھا اعلیٰ افسر اور اُنکے مہمان بھی
تھوڑی دیر کیلیے علیحدہ ہوے روسا بھی اپنے پرسنل اسٹاف کے ساتھ کے ایک گھنٹہ کے بعد ہر قسم
کی گاڑیون کی قطار کشمیری دروازے اور پھاٹکون کیطرف جاتی نظر آئی تعداد ہر ساعت بڑھتی
جاتی تھی باوصف انتظام یہان وہان ہر طرف گاڑیاں رُکی ہوئی معلوم ہوتی تھین کہین گھوڑے
اڑے کہین گڑبڑ مگر ہر طرف خیریت رہی اور گاڑیان شہر کی سڑکون پر پہونچین ۔ عوام نے
انتظام مین پولیس کی فرمانبرداری کی چاندنی چوک مین گاڑیون کی تہری قطار تھی کوئی فرقہ طبقہ
درجہ ایسا نہ تھا جسکے لوگ موجود نہ ہون انکی پوشاکین رنگارنگ تھین دروازون برآمدون مین
رنگین کاغذ منڈھا ہوا تھا کوٹھے پٹے کے حجرون مین لطیفے بنائے گئے تھے جامع مسجد سے نظر آتا تھا
کہ سویرے ہی سے راستون اور زینون اور اسکے نیچے سُرخ دیوارون پر لوگ موجود تھے بچون کی
قطارین بچھی ہوئی تھین بہت سے روسا کے ہمراہی اور دیگر اصحاب ان پر نشست کئے تھے
بلوچستان اور آزاد سرحد کے پٹھان اور ہر طبقۂ ہند کے لوگ موجود تھے ایسا مجمع کبھی کسی کا

اُف میرے دوست یہ کیا؟ مجھے تمسے یہ اُمید نہ تھی" اچھا تو یہ گردن ہی!!!
اے دُنیا کی نالایق محبت تجھپر لعنت ہو اپنے پالنے والے کی محبت پر خاک ڈالنے والی منحوس طمع تیرا سینا ناس ہو اے چاردن کی زندگی کے لیے فساد کرنیوالو تمسے خدا سمجھے! آخر تمہارے ارادون کی کامیابی کا نتیجہ بھی کچھ ہوتا ہی یا نہیں۔ تم اپنی مرضی سے سو دو سو برس جی سکتے ہو یا نہیں؟ نہین تو پھر اسقدر ٹھاٹ کی ضرورت کیا ہی؟ اسقدر لڑنے مرنے سے آرام کرنا الگ بیٹھے رہنا عقل سلیم کے نزدیک انسب ہی۔ تم بھی مروگے وہ بھی۔ تم ساتھ لیجاؤگے نہ وہ۔ تمہارا مسکن بھی خاک اُن کا بھی جس نے سب کو اپنے سایہ مین لیا ہے ہمارے سر کا سایہ اُٹھا لیا ہی۔
قسم خدا کی سہ

مقدور ہو تو خاک سے پوچھون کہ ای لئیم
تونے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیئے

ہان تا "تونے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیئے" دیکھ! دلجلون کا صبر نہ لے صاف صاف کہدے "تونے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیئے"
اگر تو ہمین بتائیگی تو ہم کسی دن تبا دینگے جب ہمین بھی قدرت بتانے کا موقع دیگی۔ ابھی تو ہی تو ہی کسی دن ہم ہی ہم ہون گے!! جبکہ تیرا سینہ چاک کرکے ایک ایک نکالے جائین گے۔ اور تیرے کیے کچھ نہو گا۔

ابو النصر غلام یسین آہ دہلوی

**ارمغان فرنگ**۔ مغربی تہذیب کی برکت سے ہمارے ملک میں عام روشن خیالی پھیلتی جاتی ہی اور اس روشن خیالی کا ایک قابل قدر نمونہ مدرجہ بالا نام کی کتاب ہی جسمین بعض انگریزی شعرا کی نظمون کے ترجے اور اُنکے مختصر حالات درج ہین۔ آخر میں لائق مؤلف نے چند طبعزاد نظمیں شائع کی ہیں جنھیں بہت سے وجوہ سے ہم قابل تعریف سمجھتے ہین۔ انگریزی طرز کی نظمین لکھنے والے عموماً قیود شاعری کے پابند نہیں ہوتے۔ مگر مولوی **سید محمد ضامن** صاحب کنتوری نے اپنی طبعزاد نظموں سے اجاری شعرا کو سخن کا پورا سبق دیا ہی۔ اشعار مین قیود فنی کے ساتھ نیچرل جذبات ادا کرنا جسقدر زیادہ مشکل ہی اسیقدر اُسکے جاننے والون کی کمی ہی۔ خدا اس کمی کو جلد پورا کرے۔ درخواست خریداری بنام سید محمد ظفر صاحب کنتوری کنندہ گوشہ محل حیدرآباد دکن جانا چاہیے۔ ایڈیٹر

کے تین اسکواڈرن قریب آنے پر بینڈ بجنے لگا پھر دو اسٹاف افسر اور برگیڈیر جنرل گذرے پھر کپتان مکسولی بر لد مشکی گھوڑے پر ترچھی ہمراہ وردی پر زرشیر و تاج اور شاہی معرکے کڑھے ہوئے جس سے عمدہ ظاہر ہوتا تھا ترچھی بھی زرق برق وردی پہنے ہوئے تھے سب کی آنکھیں لگی ہوئی تھی پھر ویسرائے کا باڈی گارڈ عمدہ گھوڑون پر آیا پھر امپریل کیڈٹ رسالہ جسے دیکھکر نعرہاے تحسین بلند ہوے آگے آگے مہاراجہ ایدر سر پرتاب سنگھ تھے وردی ہلکی نیلی اور سفید رنگ کی تمغہ بھی ہمرنگ توج کے مشکی گھوڑے اینر رفانی چیتے کی کھال کی زین سب سے زیادہ عالی شان کیفیت وایسرائے کے ہاتھی کی تھی ناممکن ہے وہ عمدگی وتابانی و رنگ آمیزی بیان ہو سکے کیسا چمکدار ہودج کیسا زرق برق سامان ویسرائے وڈیوک کے عقب میں جو رؤسا ہاتھیون پر تھے انکی پوشاکین نظر فریب تھین پہلے ہاتھیون پر افسران اسٹاف گذرے اسکے بعد لارڈ اور لیڈی کرزن کا ہاتھی تھا جو نہایت آراستہ تھا نقرئی ہودج کی تابانی پر نظر نہین ٹھہرتی تھی ہر طرف سے نعرۂ تعریف بلند ہوا عوام نے بھی خوشی کے نعرے بلند کیے ویسرائے ہاتھ کے اشارے سے اور لیڈی کرزن تبسم سے سلام قبول کرتے تھے پھر ڈیوک وڈچیز کا ہاتھی آیے پر اور بھی خوشی کے نعرے بلند ہوے ویسرائے کے بعد اعلیٰ ترین رئیس ہند کے ہاتھی نہایت عظمت وشان سے گذرے یعنی اعلیحضرت نظام دکن کا ہاتھی اور مہاراجہ ٹراونکور و مہاراجہ میسور و مہاراجہ کشمیر کے ہاتھی گذرے ان رئیسونکی پوشاکین سب کو محو حیرت بنا دینے والی تھین زیور وجواہر کی تابانی آنکھوں میں خیرگی پیدا کرتی تھی انکی پوشاکون اور پگڑیون سے ہر ساعت سیر مین کیطرح نئی کیفیت معلوم ہوتی تھی قلعہ پر جب ویسرائی نشان اُڑایا گیا شلک سر ہوئی مگر سب کی نگاہین بے نظیر جلوس پر تھین ہر ہاتھی کی سونڈ اور مستک خوب چُنی ہوئی تھی زرنگار جھولین پڑی تھین خرام سے غرور پیدا تھا کوئی ہاتھی سونڈ سے مردہ جنبانی کرتا تھا کوئی چنور ہلاتا تھا کوئی سونڈ اٹھائے گویا سلام کر رہا تھا حشمت نام کو نہ تھی اونچے نیچے لمبے چھوٹے چاندی سونے کے ہودج بہت نظر فریب تھے زرد سبز سُرخ رنگ کے بھی تھے لمبی لمبی زنجیرون کے جھومر ہاتھی سرون پر پہنے ہوے تھے انکی آواز نہایت دلکش تھی ہاتھیونکے گرد عصا بردار تھے اور ہاتھیون پر خاص بردار چتر لگائے ہوے تھے یہ سب پچاس تھے بعض رؤسا کی ڈاڑھیان سپید تھین بعض نوعمر بعض جوان تھے سب کی پوشاکین حیرت فزا بعض سادہ وضع بھی ایک راجپوتانہ کا رئیس

نظر سے نہ گذرا ہوگا گاڑیون پر گاڑیان آرہی تھین یورپین تماشائی ٹینے پر آکر جامع مسجد کے کھلے صحن
مین جاتے تھے خوش پوش لوگونکا مجمع تھا لیڈیان بھی غضب کا سنگار کیے پردار لباس مین
موجود تھین ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی لوگ وقت سے پہلے پہونچے تھے گو جانتے تھے انتظار
کرنا پڑیگا طائر وقت تیز اُڑ رہا تھا اور ہم سیر مین کیطرح کیفیت بدلتے رہے کچھ دیر بعد ویسرائے کے
کیمپ سے ناموہمان آئے یہ انگلستان سے آئے تھے طبیعت مین جوش اور شوق بھرا ہوا تھا
بعض جانب تصویرین اُتاری جاتی تھین کچھ لوگ دوربینون سے دیکھ رہے تھے سایہ دیوار قلعے کے
نیچے درختونکے بیچ مین ان ہاتھیوں کے ریوڑون اور جھولونکی چمک دمک نظر آرہی تھی جو ایسے
کھڑے ہوئے تھے کہ ایسی ماری پر رفتہ رفتہ آگے بڑہین پھر کھلے میدانمین صدہا گاڑیونکی قطار
نظر آئی بائین جانب آتشبازی کے ٹھاٹھ تھے فوج نظر آئی اور پلٹن پر پلٹن اپنے مقامات پر ٹھہر تی
گئی تھوڑی دیر کے بعد بینڈ فوجی گت بجانے لگے ساڑھے گیارہ بجے قلعے سے ۳۱ ضرب سلامی سر ہوئی
معلوم ہوا ویسرائے داخل ہوگئے ریلوے اسٹیشن پر گورنر لوکل افسر و منصبدار اشخاص جمع
ہوگئے کمانڈر انچیف لفٹنٹ جنرل تمام حکمران رئیس موجود تھے پلیٹ فارم پر نہایت تابناک
مجمع تھا سب مرصع جواہر لباس زیب تن کئے تھے سبزے کی آرایش اسٹیشن پر تھی بینڈ والے
سُرخ وردی پہنے صف بستہ تھے باہر برٹش گارڈ آف آنر تھا ڈیوک ہسی کیمپ سے آئے نامور
اشخاص کی تعداد پوری ہوگئی ویسرائے کی ٹرین وقت سے کچھ پیشتر پہونچی لارڈ و لیڈی
کرزن گاڑی سے اُترے ہر طرح تندرست تھے باضابطہ استقبال ہوا دعائیہ گت بجی تبتلک
سلامی سر ہوئی ویسرائے نے تمام موجودین سے ملاقات کی پاؤ گھنٹہ بعد ڈیوک ڈچیز کناٹ
کی ٹرین داخل ہوئی خاص رؤسا و افسران نے استقبال کیا سلامی سر ہوئی باہر آتے
ہوے گارڈ آف آنر نے سلامی دی رسمین ادا کی گئین تھوڑی دور پر منتخب جلوس ہاتھی کا موجود
تھا مقررہ راستہ پر روانہ ہوا دو رویہ فوج صف بستہ تھی جیسے ہی ویسرائے اور ڈیوک کناٹ
روانہ ہوئے رؤسا دو دو کی قطار مین روانہ ہوے اب جامع مسجد کی کیفیت پھر لکھی جاتی
ہے کچھ دیر کے بعد پھر سلامی سر ہونے سے معلوم ہوا ڈیوک آف کناٹ آئے سوا بارہ بجے انجن روڈ پر
جلوس کا سرا نظر آیا کچھ دیر کے بعد ایک نودی شخص جامع مسجد کے نیچے سے گذرا یہ انسپکٹر جنرل
پولیس پنجاب تھے پھر کوارٹر ماسٹر جنرل پھر چوتھے ڈریگون کا گارڈ اسکواڈرن صف اول
نیزے سے مسلح پیرقین سُرخ و سپید دوسری صف کرچ بستہ پھر چوتھی باٹری پھر چوتھے گارڈ

[illegible]

# قصائد وغیرہ

## در تہنیت جشن تاجپوشی اعلیحضرت کنگ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہندوستان خلد اللہ ملکہ

### نتیجۂ طبع نبیل جناب حافظ منشی محمد جلیل حسن صاحب جلیل جانشین حضرت امیر مینائی مرحوم

سو رہی کیا مزا آنکھون مین نیند آئی ہوئی — واہ ری ہم بے پیے مستی سی ہی چھائی ہوئی

یار ہین اغیار ہین سب ہین مگر اب ہم کہان — نیند کے ہاتھون بھری محفل مین تنہائی ہوئی

بند آنکھین کیا ہوئین کچھ اور آنکھین کھلگئین — ہوکے روشن چشم دل بے چشم تماشائی ہوئی

خواب مین ہم دیکھتے کیا ہین کہہ ہی وقت سحر — فرش سے تا عرش اک تنویر ہی چھائی ہوئی

پردۂ شب اُٹھ رہا ہی بچھ رہا ہی فرش نور — دن کی آمد ہی صبا پھرتی ہی اِتراتی ہوئی

صبح نے چہرے سے اپنے گو اُلٹ دی ہی نقاب — پر ادا وہ ہی دُلہن جیسے ہو شرمائی ہوئی

شکل و صورت زیب و زینت دیکھکر کہتی ہی خلق — حور جنت سے پری ہو قاف سے آئی ہوئی

سو کے اُٹھی ہین انگڑائیان لیتے ہوے — زُلفین کچھ شانے پہ ہین کچھ پیچ بل کھائی ہوئی

پاؤن کی آہٹ سے کھلتی جاتی ہی غنچون کی آنکھ — ہی غضب بادِ سحر کی چال اٹھلائی ہوئی

طائران صبح کے دلکش ترانے گا رہے — وقت ٹھنڈا اور پھر آواز گرمائی ہوئی

کڑیون کی زرہ بکتر پہنے تھا شان کے رئیسون کے ساتھی عجیب وغریب تھے ہاتھیون کے بعد گاڑیون کی قطار نظر آئی سب سے آگے گرینڈ ڈیوک ہسی کی گاڑی مع پندرھوین ہوزار رسالے کی تھی پھر گورنر بمبئی کی گاڑی جسکے گھوڑونکی عمدگی کیطرف فوراً خیال رجوع ہوتا پھر گورنر مدراس ولفٹنٹ گورنر پنجاب مع افسران اسٹاف وگارڈ پھر کمانڈر انچیف وافسران اسٹاف گھوڑون پر سوار بیٹھے تھے یورپین تماشائیون نے نعرۂ خوشی بلند کیا کمانڈر انچیف ڈیوکراف نامی گھوڑے پر تھے جو انگلستس گھوڑدوڑ مین مشہور ہی پھر لفٹنٹ گورنر بہار بنگال ممالک متحدہ گاڑیون پر تھے سب کے ساتھ گارڈ تھا پھر کونسل کے اکٹر کیو ممبر آئے پھر کمانڈر بنگال مع افسران اسٹاف پھر خان قلات اور ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان پھر بلوچی رؤسا نہایت وحشیانہ صورت مین کاندھو تک لمبے لمبے بال پڑے ہوئے مضبوط ٹٹوؤن پر سوار پھر کرنل ڈین سرحدی صوبہ اسکے پیچھے سرحدی پٹھان پھر چیف کمشنران آسام وممالک متوسط گارڈ سمیت گاڑیون پر آئے جلوس کے آخر مین گیارھوان بنگال لانسر رسالہ سکوڈرن یہ سکواڈرن ٹھہراتھا کچھ دیر کے بعد اور قطار ہاتھیونکی آئی یہ رؤسا کے ہمراہی زرق برق لباسون مین تھے اور نہایت سجیلی پوشاکین پہنے تھے ایک ہاتھی کے پاٹھے پر ایک بچہ سامنے سے گذرا تو نہایت جوش مسرت ہوا اکثر لیڈیون نے خوشی سے اسکی جانب ہاتھ بڑھائے جلوس راجپور کی سڑک پر ہو بچا تو ویسرائے و ڈیوک کے ہاتھی رکے رئیسونکو رخصت کیا رئیس اپنے کیمپون کو گئے ویسرائے اور ڈیوک گاڑیون پر سوار ہوئے گاڑیان فلاک اسٹاف پر ٹھہرین اور جلوس گذرا پھر گاڑیاں کیمپ کی سڑک سے دورے کے مکان مین داخل ہوئین گارڈ آف آنر نے سلامی دی اخیر تک سرہوئی یہ جلوس ہر طرح کامیاب اور نقشہ ل رہاتیں گھنٹے صرف ہوئے مہاراجہ بردوان مائی مہارانی کے انتقال سے نہ شریک ہوسکے اور مہاراجہ اودیپور صاحبزادے کی بیماری سے۔

**التماس** - اِس نمبر کے ساتھ سال رواں ختم ہی جن حضرات کی قدردانیوں سے خدنگ کے ساتھ سلسلۂ مضامین دو برس سے قائم ہی وہ آیندہ قیمت سالانہ جلد مرحمت فرمائین تاکہ آیندہ سال کیلیے حسب دستور انتظام کیا گیا ہی اُسمین مایوسی کے ساتھ تعویق ہو۔ اسمرتبہ مضامین کیلیے زیادہ کوشش کیگئی ملک کے بعض نامور اہل قلم نے مستقل طور اپنی قلمی اعانت کا وعدہ کیا ہی۔ ساتھہی ہم بھی ڈیڑھ سال کی علالت کے بعد اس قابل ہوے ہیں کہ خدنگ نظر کیلئے پوری کوشش سے کام لیں ہماری کوششون کا پہلا نمونہ جنوری سنہ آیندہ کے نمبر سے ظاہر ہوگا لیکن ہماری کوششونکو کامیاب بنانا ملکی قدردانونکی ہمت وفیاضی پر منحصر ہی۔ ایڈیٹر

مہد دیکھا تھا جنھین ہین لارڈ کرزن وائسرائے
آج جنسے مسند شاہی کی زیبائی ہوئی

بدر دیکھا تھا جنھین وہ ہین دکن کے تاجدار
جنکی خاک آستان وقف جبین سائی ہوئی

ماہ نو دیکھا تھا جنکو ہین ولیعہد نظام
جنسے جاہ و تمکنت کی عزت افزائی ہوئی

جنکو دیکھا تھا ستارے والیان ملک ہین
ہند مین ان سب کے دم سے ملک آرائی ہوئی

اے جلیل خوش بیان ہے یہ مقام امتحان
ہان دکھا اپنی طبیعت جوش پر آئی ہوئی

سنتے تھے بچپن سے یہ فقرہ کہ دلی دور ہے
آج دلی ہے کہ چشم دل پہ ہے چھائی ہوئی

طبع کو لازم ہے کھل کھیلے کھلے میدان مین
ہاتھ سے جانے نہ پائے بات ہاتھ آئی ہوئی

لطف تو جب ہے کہ لڑ جائے طبیعت اس طرح
بزم آرا کو گمان ہو رزم آرائی ہوئی

ہون وہی تیغ زبان کے وار جو رکتے نہین
ہون وہی چوٹین جو ہین حساد کی کھائی ہوئی

شوخی معنی نگاہ ناز کا عالم دکھائے
لوٹ جائے وہ طبیعت ہو جو ترسائی ہوئی

فکر رنگین سے کھلے ایسا تر و تازہ چمن
جس چمن مین ہو نہ اک پتی بھی مرجھائی ہوئی

وجد کرتے ہون عنادل غنچہ و گل دیکھکر
اور گلچین کی نظر پڑتی ہو للچائی ہوئی

## سہرا

اللہ اللہ ہند مین ہے کیا بہار آئی ہوئی
کھل گئی ہین وہ بھی کلیان تھین جو مرجھائی ہوئی
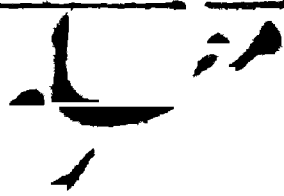
شاہد گل ہی کی آرائش پہ کیا موقوف ہے
پتی پتی باغ کی محو خود آرائی ہوئی

سن کے جشن تاجپوشی ہفتمین ایڈورڈ کا
عید بھی سب سے گلے ملنے کو ہے آئی ہوئی

یہ مرقع نقش دل ہو کر رہیگا یادگار
جسکی ہر شکل آفت جان شکیبائی ہوئی

دیکھکر ہر سون کا سامان کیا دیکھ لیتا عمر بھر
دیگی لذت اس گلستان کی ہوا کھائی ہوئی

بھونک کھا کھا کر سنبھلتا شاخِ گل کا بار بار
برگِ گل پر کیا بھلی لگتی ہین بوندین اوس کی
گدگدایا ہی کسی نے پیاری کلیون کو بھی
آمد آمد شاہِ خاور کی ہوئی غُل مچگیا
چشم بد ور آج تو کچھ اور ہی سامان ہی۔
روز تو تنہا نکلتا تھا فلک پر آفتاب
انجمن کی انجمن لشکر کا لشکر ساتھ ہے
سیکڑون روشن ستارے بزم افروزِ جمال
چودھوین کا چاند بھی ہی اور ماہِ نو بھی ہی
لو ہوی صحنِ فلک مین سب کے سب رونق فروز
کیسے مل بیٹھے ہین باہم چاند تارے آفتاب
شاہِ خاور بیچ مین سارے ستارے آس پاس
چاند ہی جس جا اُسی جا چاند کا ٹکڑا بھی ہے
مین نگاہون نے بلائین خوشنما دربار کی
یہ سمان پیشِ نظر تھا کھُلگئی اتنے مین آنکھ
جاگکر دیکھا وہی دیکھا تھا جو کچھ خواب مین
صبحدم کا خواب تھا فوراً ہوا اُسکا ظہور
آسمان دیکھا تھا جسکو وہ زمینِ ہند ہی
انجمن دیکھا تھا جس کو قیصری دربار ہے

جسطرح نازک کمر سیدھی ہو بل کھائی ہوئی
موتیون سے دامنِ گلشن کی زیبائی ہوئی
کہہ رہی ہی صاف ہو تو پیرہنسی آئی ہوئی
آنکھ سب کی محوِ رنگِ چرخِ مینائی ہوئی
یہ نئی صورت نرالی جلوہ آرائی ہوئی
آج شانِ حُسن برقِ جان تنہائی ہوئی
شور عالم مین ہی اچھی عالم آرائی ہوئی
جنکی شانِ حُسن پر قربان رعنائی ہوئی
پڑ رہی ہی آنکھ مشتاقون کی للچائی ہوئی
حبذا کس شان کی دربار آرائی ہوئی
اس سے اُسکی زینت اُس سے اُسکی زیبائی ہوئی
پہلوئے خورشید مین قمر کی رونق افزائی ہوئی
نور کے گلشن مین ہی دُہری بہار آئی ہوئی
آنکھین صدقے دل فدائی جان شیدائی ہوئی
ہوش کا آنا کہ بھاگی نیند گھبرائی ہوئی
جاتی کیونکر دولتِ بیدار ہاتھ آئی ہوئی
دیکھتے ہین آج عالم مین بہار آئی ہوئی
جسپہ ہی عیش و مسرت کی گھٹا چھائی ہوئی
جسکے شوقِ دید مین مخلوق سودائی ہوئی

ہجر کی شب کوئی میرا پوچھنے والا نہ تھا
بیکسی میں میری مونس میری تنہائی ہوئی

وصل کی شب دردِ دل اوشاد دونا ہوگیا
چارہ سازی یہ ہوئی اور یہ مسیحائی ہوئی

سادگی کی قدر کچھ عہد جوانی نے نہ کی
جو امنگ آئی طرفدارِ خود آرائی ہوئی
(محسن کاکوروی)

گھر گیا غم میں ہمارا دل تو وہ کہنے لگے
قبلہ رخ کیا لطف دیتی ہو گھٹا چھائی ہوئی
(وقیع لکھنوی)

میں نہیں قائل کہ تم جاگی کہیں شب بھر مگر
کچھ پتے کی کہ رہی ہو آنکھ کسمائی ہوئی
(تسلیم لکھنوی)

پھانس ہوتی ہو دلِ عاشق کی کیا کمبخت پھانس
رہ گئی تو جان لی نکلی تو رسوائی ہوئی
(جلال لکھنوی)

آئی جب صبح شبِ وصلت مقدر نے کہا
رات بھر جاگا ہوں میں اب نیند ہو آئی ہوئی
(حکیم تلمیذ امیر)

آئنے میں دیر تک سیرِ بہارِ حسن کی
آنکھ انکی آپ ہی اپنی تماشائی ہوئی
(احسن تلمیذ داغ)

انسے کہتی تھی نزاکت وقت آرائش قمر
جان پر بن جائیگی اچھی خود آرائی ہوئی
(قمر تلمیذ امیر)

دل شگفتہ ہو تو اختر سیرِ گلشن کیجیے
اک کلی قسمت سے پائی وہ بھی مرجھائی ہوئی
(اختر تلمیذ امیر)

ہای کیا جھٹ پٹ قفس میں بال و پر پیدا کیے
جب سنا ہمنے کہ جاتی ہے بہار آئی ہوئی
(ریاض تلمیذ امیر)

کہتی ہو شوخی نظر گہری پڑے عشاق پر
شرم سکھلاتی ہے چتون اور شرمائی ہوئی
(آہ تلمیذ امیر)

کیا غضب ہو آج بھی واعظ وہی ہجو شراب
دیکھ ظالم سبزہ زار و نیں گھٹا چھائی ہوئی
(بسمل تلمیذ امیر)

دفن کرنے اپنے کشتے کو نہ آئے اور کہا
مٹی ہو جائیگی مہندی میری پسوائی ہوئی
(وسیم تلمیذ امیر)

دل لیے لیتی ہو ان میں ہاں مسکرائے جاؤ تم
ان لبوں سے کہتی ہو وہ آنکھ شرمائی ہوئی
(عابد تلمیذ امیر)

خیر ہو یارب کہیں وہ خود نہ بن جائے رقیب
پڑ رہی ہے آئنے پر آنکھ للچائی ہوئی
(جلیل تلمیذ امیر)

والیانِ ملک کے ٹھاٹھ آج دیکھا چاہیے
شان و شوکت بہرِ استقبال ہو آئی ہوئی

کیسے کیسے نیرِ تابندۂ اقبال ہیں
سرزمین ہند انھیں سبکی ہو چمکائی ہوئی

دیکھیے وہ ہیں خدا رکھے رئیسِ رامپور
نو عروسِ ارجمندی جنکی شیدائی ہوئی

شور ہند آج نازاں ہو تو نازیبا نہیں
لب کسی اقلیم کو حاصل یہ زیبائی ہوئی

تجھپر اے دلّی نئے سر سے چڑھا رنگِ شباب
ہائے یہ صورت یہ رنگت نکھری نکھرائی ہوئی

ایک عالم ہے کہ آیا ہے وہ آنکھیں سینکنے
تیرے جلوے کی ہے ساری آگ بھڑکائی ہوئی

ہے وہ دامن آراستہ ہے یا چمن پیراستہ
وہ چمن ہر شاخ جسکی پھول پھل لائی ہوئی

سطح سینے میں دل آنکھوں میں پتلی ہے عزیز
ہند میں دلّی کی یون ہی قدر افزائی ہوئی

کیون نہو یہ تختگاہِ خسروانِ ہند ہے
عزتِ دربار ہے میراث میں آئی ہوئی

یہ وہ زمین جسپر ہون محبوبِ الٰہی کے قدم
ہے بجا گر اپنے جوبن پر ہے اترائی ہوئی

آئیے اب سیرِ دربارِ معلّٰے کیجیے
مدتوں سے ہین نگاہیں ترسی ترسائی ہوئی

لوٹ لین آنکھیں مزے نظارۂ دربار کے
پھر کہاں یہ بڑھتی دولت کی گھٹا چھائی ہوئی

کیا سہانا وقت ہے کیا رنگ ہے کیا جشن ہے
اور کچھ کہتی ہے اب دلمین امنگ آئی ہوئی

غزل خوانی بھی اس موقع پہ ہونا چاہیے
سر دھنا ہو سنے نہ پائے طبع گرمائی ہوئی

ہو کسی کا شعر ہمکو تو مزے سے کام ہے
مے سے مطلب ہو وہ چاہے جسکی ہو لائی ہوئی

## غزل

کہہ رہی ہے حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی

اک ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

آرزوئے وصل سے ہو اسطرف بیتاب دل
اُسطرف فرطِ حیا سے آنکھ شرمائی ہوئی

لائی ہے بادِ صبا شاید پیامِ وصلِ یار
کیون مسرت آج ہے دل پر مری چھائی ہوئی

شورِ محشر نے کیا بیچین مجھکو قبر میں
آنکھ اُسدم کھل گئی جب نیند تھی آئی ہوئی

کون ہین یہ؟ خوش سیر عالی گہر خورشید ملک — آپ کے ہاتھون امارت جنکی چمکائی ہوئی
کون ہین یہ؟ دیکھو آصف یاور الملک آپ ہین — آپ سے بزم شرف کی جلوہ افزائی ہوئی
کون ہین یہ؟ یہ مہاراجہ کشن پرشاد ہین — شاہ آصف کی وزارت جنکی شیدائی ہوئی
ذی فراست ذی مروت باکمال خوش جمال — ہر پسندیدہ صفت حصے مین ہے آئی ہوئی
لطف آصف جو دِ آصف کے نہون کیون مستحق — حب آصف آپکی رگ رگ مین ہے چھائی ہوئی
آپکے اقبال سے چمکا نصیبا ملک کا — آپکے دم سے حکومت کو توانائی ہوئی
شاد رکھ آباد رکھ یارب جناب شاد کو — تیری رحمت کی گھٹا سر پر رہے چھائی ہوئی
لیجیے وہ خاص سلطانی سواری آگئی — تھی نظر جسکے لیئے آنکھونمین گھرائی ہوئی
پڑ گئی ہے کیسی ہلچل مجمع حضار مین — جسطرح دریا مین سطح آب لہرائی ہوئی
شور ہے ہر سو وہ دیکھو چاند نکلا عید کا — روشنی جنکی چراغ افزو بینائی ہوئی
سامنے ظل خدا ہے اس طرف خلق خدا — رعب ادھر چھایا ہوا سطوت ادھر چھائی ہوئی
داب شاہی نے پکارا ہان مودب در باش — دی سلامی فتح نے تعظیم مجرائی ہوئی
بخت نے چومی قدم اقبال نے تھامی رکاب — گرد پھر پھر کر تصدق شان یکتائی ہوئی
کیون نہو پھر کون ہین یہ شاہ آصفجاہ ہین — وہ سکندر ہین کہ انکے در سے دارائی ہوئی
میر محبوب علیخان بہادر ہین یہی — ہے انھین کے ساتھ تائید علیؑ آئی ہوئی
ہمت حاتم انھین ہاتھونسے حاجتمند فیض — دولت قارون انھین قدمونکی ٹھکرائی ہوئی
اس سر اقدس پہ افسر سربلندی کا کھلا — چست اس قد پر قبائے صدر آرائی ہوئی
رستم دوران انھین انکی شجاعت نے کیا — نام سے ہے روح سام و زال تھرائی ہوئی
تیغ زن ناوک فگن ضیغم شکار و صف شکن — بازؤن مین قوت خیبر شکن آئی ہوئی

آپ کا دم یادگارِ حضرتِ خلد آشیان — آپکے ہاتھون ریاست اوج پر آئی ہوئی
مرحبا عزّ و شرف فرمانروائے **ٹونک** کا — ساتھ رعنائی کے اِن پر ختم دانائی ہوئی
حبذا **بھوپال** کی سرکار کا جاہ و وقار — ایک ہی ہو یہ ریاست منزلت پائی ہوئی
سلسے ہو شانِ ریاست والی **اندور** کی — بانکپن کی خاص ادا حصّے مین ہو آئی ہوئی
آسمان رفعت مہاراجہ بہادر سیندھیا — اِنکے بل پر ہی حکومت آج اترائی ہوئی
اور کتنے راجہ و مہراجہ و نواب ہین — باعث تنویر جنکی جلوہ فرمائی ہوئی
ایک سے ہر ایک اعلےٰ ایک سے ایک آفتاب — جنکے آگے آسمان کی آنکھ شرمائی ہوئی
ہو کہان تک سبکے اسماے گرامی کا شمار — طول کا موقع نہین مخل ہے اُکتائی ہوئی
ہان ذرا اب آنکھ اُٹھا کر دیکھیے سوی **دکن** — یہ سواری ہو کہ شوکت کی گھٹا چھائی ہوئی
آصفی لشکر کا اللہ رے شکوہ و کر و فر — چشم گردون بھی تحیّر سے تماشائی ہوئی
کثرت افواج نے باندھی ہو کچھ ایسی ہوا — ہوش اُڑتے ہین ہوا چلتی ہو کترائی ہوئی
حُسنِ ترتیب اور سونے مین سہاگا ہو گیا — موتیونکی اِک لڑی ہو تازہ گندھوائی ہوئی
ہو مناسب نام امیرون کے بتائے جائین ہم — عسکرِ شاہی مین جنکی رونق افزائی ہوئی
کون ہین یہ؟ **غالب الملک** اُنکا لقب ملک ہین — اہل دانش مین مسلم اِنکی دانائی ہوئی
کون ہین یہ؟ دیکھو راجہ رای رایان ہین یہی — رائے انکی مایۂ صد بزم آرائی ہوئی
کون ہین یہ؟ دیکھو **نبرتی** کے راجہ ہین یہی — خاص لطفِ شہ سے اِنکی قدر افزائی ہوئی
کون ہین یہ؟ راجہ مُرلیمنوہر خوش صفات — مال والو نمین ہو عزت اِنکی ہاتھ آئی ہوئی
کون ہین یہ؟ ذی حشم نواب **فخر الملک** ہین — آپکے دم سے دکن مین ہو بہار آئی ہوئی
کون ہین یہ؟ **خانخانان** بہادر ذی وقار — آپ سے عزت کی گویا عزت افزائی ہوئی

# قطعات تاریخ

## نتیجۂ فکر جناب مولوی نور محمد صاحب انور مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی شاگرد جناب نظامی

باشان و با شکوہ زہے تاجپوشی شد
شاہیکہ عدل پرور و انصاف گستر است

در چار دانگ دہر از وضیح توبتی است
پیرایہ بدستش جہت ہفت کشور است

در جشن تاجپوشی شاہِ ملک وقار
دارا و کیقباد چو دیرینہ چاکر است

رحتاں مدام پیرِ اقبال شہ بود
از من دعا در گہ اللہ اکبر است

انور گفت ہا دل شاد این سن مسیح
اے مرحبا چہ جشن شہ عدل پرور است ۱۹۰۲

## نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب لکھنوی

چنان موسمِ گُل درین عہد آمد
ریاضِ جہاں ست چو گلزار جنت

شدہ قیصرِ ہند اڈورڈ ہفتم
بدستش مبارک عنانِ ریاست

کلیم از مسیحی سنِ جا لسینی
زتو یافت حلیہ پیرِ حکومت ۱۹۰۲ء

## دیگر اُردو

ساقیا آج شراب ایسی پلا +
کہ مجھے ہوش رہے ہر شئے کا

باغ میں فصلِ بہار آئی ہے
کیا زمانہ کی موافق ہے ہوا

تاج پوشی ہے شہنشاہ کی آج
کیونکر اس جشن کی ہو مدح و ثنا

آج لندن کے گلی کوچوں نے
کوئے دلدار کو بھی مات کیا

لکھو تاریخ مسیحی یہ کلیم
کیا ہوئی تخت نشینی زیبا ۱۹۰۲ء

## ایضاً

رلے وہ صائب کہ جنکے سامنے خم چرخ پیر — گر وہ ہو زدن کہ دنیا جسکی شیدائی ہوئی

وہ ذکاوت جو فلاطونِ زمان کو چاہیے — وہ ذہانت جو سبق آموزِ دانائی ہوئی

یہ وہ سلطان ہین کہ انکی دستگیری خلق مین — ضعف کی دشمن ضعیفو نکی توانائی ہوئی

یہ وہ سلطان ہین کہ انکی عہد دولت عہد مین — نام عزت کا ہوا ذلت کی رسوائی ہوئی

بارشِ ابر کرم سے کشتِ عالم ہی نہال — دامنِ دولت مین خلقت پرورش پائی ہوئی

ہی کمال شاہ آصف کا یہ ادنیٰ سا اثر — پوری ہوجاتی ہی قدمونکی قسم کھائی ہوئی

شاہ کے ہمراہ ہین شہزادۂ والاتبار — بارک اللہ لو رمین کیا نور افزائی ہوئی

شاہزادی کی مدد پہ ہین جو عثمانؓ و علیؓ — حشمت و اجلال کو دونی توانائی ہوئی

شاہ کے اسٹاف مین ہین کیسے کیسے ذی کمال — فیض سلطانی سے جنکی قدر افزائی ہوئی

کوئی لقمانِ جہان کوئی فصیح و نکتہ دان — ذات جنکی عزت و نام آوری پائی ہوئی

یہ ہین افضل وہ ہین افسر یہ اسد ہین وہ حکیم — مختلف اوصاف کی کیا خوب یکجائی ہوئی

قائم و دائم رہین شہزادۂ و شاہِ نظام — بڑھتی ہی جائے حکومت اوج پر آئی ہوئی

بول بالا لارڈ کرزن کا جو ہین بالانشین — مثلِ خورشید اسے عالم کو شناسائی ہوئی

آپنے اس سرزمین ہند کو زندہ کیا — آپ سے اس جسم بیجان کی مسیحائی ہوئی

غیر ممکن ہی کہ ہو اوصافِ عالی کا شمار — آکے اس موقع پہ عاجز اپنی گویائی ہوئی

ایک یہ مصرع ہی پڑھ دینا ہی کافی اسجگہ — ساتھ دولہا کے ہی یہ ساری برات آئی ہوئی

عمر و دولت مین ترقی ہو شہِ ایڈورڈ کی — تاجپوشی جنکی وجہِ عالم آرائی ہوئی

یہ قصیدہ پڑھکے بیخود کر دیا تونے جلیل — ای جزاک اللہ اچھی بادہ پیمائی ہوئی

رنگ وہ پیدا ہوا سب کو مزہ آ گیا — صرف محفل مین شرابِ جام مینائی ہوئی

اپنے ہم مشرب بھی جنتی ہو گئے اس مئے پہ لوٹ — داد دی جامی نے صدقے روحِ صہبائی ہوئی

فقط

# غزلیات

## مصرع طرح

مال کیا ہو جان کی خیرات ہے

### اختر - جناب سید محمد اختر صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور شاگرد حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلوی

عیش مین مصروف وہ دن رات ہی — دل ہمارا مورد آفات ہے
مجھسے فرمائش نئی دن رات ہی — آپ کے نزدیک یہ اک بات ہے
ترے وعدون کا ٹھکانا کچھ نہین — رات سی دن اور دن سی رات ہے
شیخ صاحب مے سے توبہ آجکل — قبلۂ حاجات یہ برسات ہے
حشر مین کہتے ہین وہ جیکے سے یہ — آبرو میری تمہارے ہات ہے
تیرگی ایسی ہے روز ہجر کی — جسکے آگے شام فرقت مات ہے
جب کہا مین نے چلو لیجاؤ دل — کہتے ہین کیا مفت ہی خیرات ہے
جوش گریہ دیکھکر کہتے ہین وہ — خوب یہ بے فصل کی برسات ہے
چل کے خلوت مین ذرا سُن لیجیے — آپ سے کہنی مجھے اک بات ہے
لخت دل لیجا مرے اے نامہ بر — اس سے بڑھکر اور کیا سوغات ہے
طے نہو گی تمسے ہرگز راہ عشق — خضر یہ بھی کیا رہ ظلمات ہے
کچھ نظر آتا نہین جز بیکسی — ہاے یہ کیسی اندھیری رات ہے
سُن کے سب کہتے ہین اختر کی غزل — مرحبا کیا بات ہے کیا بات ہے

### افسر - جناب پیر محمد صاحب شاگرد جناب نظامی از بمبئی

لیتے جاؤ شیخ تصویر صنم — کعبہ والو نکے لیے سوغات ہے
کاٹکر بھیجی ہے قاصد کی زبان — اُسمیہ یہ طُرّہ نئی سوغات ہے
رہ گئی ہی یار کے منہ مین زبان — اسلیے منقبی مری ہر بات ہے

آیندہ

سال آیندہ
کو یہ دہ دیکھ
کے یہ ہمارے
کہ قید طرح اُٹھا
لیکن اسکے
رائے حاصل
قطعی فیصلہ
اکثر خوش گوا
خیال شعرا
اپنا کلام نہیں
ملاحظ پوچھ
شاعری کی
مت ٹری
ہو کہ ہر شاعر
ردیف و قافیہ
لکھنے پڑھنے
ہیا ہتے ہیں
نظم کا وہ گلہ
آئے حسین
پھول سا ہوا
اسی طرح
ہر شاعر ایک
طرح مین
زراعی یا
کوئی نظم
حد تک نظر
آب و تاب
نتائج ہو
اپنی ایسی
سے جلد
دریا میں

آگیا موسمِ گل شاد ہے باغ عالم
تاجپوشی کی خوشی ایسے شہنشاہ کی ہے
مصدر علم و عمل قلزم ایثار و عطا
اے خدا اب یہ مری تجھسے دعا ہی اسوقت
واہ کیا مصرع تاریخ میں ہے کلیم

زیب ہے گر مین کہون رشک گلستان ارم
جسکے دربان کے دربان ہین کیخسرو و جم
مخزن جود و سخا معدن الطاف و کرم
سلطنت اسکی رہے تا بہ قیامت قائم
رب تخت فلک عدل ہے سلطان ہم

## نتیجہ طبع جناب سید ممتاز حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل ضلع جونپور

ہی آج دہلی مین دربار شاہ عالی جاہ
ہماری قیصر ہندوستان کی صدقے مین
نہین نظیر کوئی شہر ہست کشور مین
ہماری دل سے نکلتی ہی یہ دعا ہر دم
ابد تلک رہے قایم یہ شاہ والا جاہ
ہمیشہ دولت و اقبال اسکا ہوا فزون
ہوئی ہی فکر جو تاریخ جشن کی تجکو
لے حرف اول و آخر ہر ایک شعر کا تو
انھین مین پائیگا ممتاز تو گل مقصد

چلین ہین بلبلین لیکے پھول بہر نثار
نصیب جاگے ہین دہلی کے ہو گئی گلزار
چلا ہی سیر کو گردوں کی آج اسکا غبار
جہان نہین مثل سکندر ہوا سکا عز و وقار
بچائیو نظر بد سے اسکو یا ستار
عدوے شاہ ہمیشہ ہون رنج و غم کی شکار
تو ڈھونڈ باغ سخن مین ہر ایک تو اشجار
حمل کے قاعدے سے اسکو کر لی پھر تو شمار
کئے ہین تو نے جو تصنیف چند یہ اشعار
سنہ ۱۹۰۲ء

## نتیجہ طبع جناب مولوی محمد عبد الواجد صاحب مددگار رشتی ہائی اسکول حیدرآباد دکن

نشستہ بر سرِ تخت شاہنشہی
جلوس شہنشاہ نیکو سرشت
دو کثرت پئے سال این تہنیت

شہنشاہ جمجاہ پاکیزہ خوے
چہ فرخندہ و فرخ است و نکوے
دلا گوہر تاج شاہی بگوے
سنہ ۱۹۰۲ء

جانبری شکل مری ہیہات ہے
عشق مین دل مورِدِ آفات ہے

تم رہو زندہ عدو جیتے رہین
ہم جو مرتے ہین خوشی کی بات ہے

مین برا ہون دل برا ارمان برے
وہ ہین اچھے اُنکی اچھی بات ہے

قصۂ روز جدائی ہو دراز
وصل کی شب مختصر سی رات ہے

چاندنی چھٹکی ہے پہلو مین ہے یار
وصل کی کتنی سہانی رات ہے

کہتے ہو دیدار ہوگا روز حشر
کس قیامت کی تمہاری بات ہے

مال والے دیتے رہتے ہین زکوۃ
بوسہ دینا حسن کی خیرات ہے

لب پہ لاؤن مطلب دل کس طرح
چھیپ جاؤگے تم ایسی بات ہے

نقد دل کو ساتھ لیتے جایئے
آپ کے قابل یہی سوغات ہے

اے تجلی کیا حسین ہون قدردان
عشق مین کب عزتِ سادات ہے

## داغ۔ مقرب الخاقان استاذ السلطان فصیح الملک جناب نواب مرزا خانصاحب دہلوی

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون اور خدا کی ذات ہے

آپ کی ہر بات مین یہ بات ہے
چال ہو فقرہ ہو دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش ہے یہ شیخ سے ملے
واہ کیا ہمت ہے کیا اوقات ہے

تونے قاصد جو کہی دل کی کہی
یہ اُسی کافر کے منہ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوے کے بدلے کیا شکرِ ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

اُنکا قاصد لے چلا ہے دل مرا
تازہ فرمائش نئی سوغات ہے

شکوہ جاگین بزم مین وہ دن کو سوئین
رات کا دن اور دن کی رات ہے

کیون پھسل پڑتے ہین ملکِ حسن مین
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

ضعف سے اُٹھتے نہین دستِ دعا
اب ہماری شرم اُسکے ہات ہے

کہتے ہین دشنام دیکر لین گے دل
مفت کیون دیتے ہو کیا خیرات ہے

مانگتا ہے خیر یارب اپنی موت | سن لے تو تو قاضی الحاجات ہے
کب سے عاشق ہون مین تپ کیا بتاؤن | یہ بھی کیا کچھ آجکل کی بات ہے
میری حیرت کا کہیگا کیسے حال | آئینہ کے سامنے کی بات ہے

## انور۔ جناب سید نور علی صاحب از کٹک

لاکھ باتون مین یہی اک بات ہے | مال کیا ہو جان کی خیرات ہے
ہو دُعا میری بھی یارب مستجاب | نام تیرا قاضی الحاجات ہے

## تاج۔ جناب اسمٰعیل حاجی قاسم صاحب پارچہ فروش از بمبئی

کاٹکر بھیجا مرے قاصد کا سر | اُسپہ یہ احسان نئی سوغات ہے

## تجمل۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری شاگرد رشید جناب تاب شاہجہانپوری

بیخودیٔ عشق کی کیا بات ہے | لطف از خود رفتگی دن رات ہے
دلسوزی وہ کرین کیا بات ہے | جان لے لینے کی اچھی گھات ہے
دل کو لیلو عدر کی کیا بات ہی | جان نثارون کی یہی سوغات ہے
ترک کر دو دشمنون سے میل جول | مان لو یہ ماسے کی بات ہے
مسکراتے ہین وہ رونے پر مرے | یہ نئی بجلی نئی برسات ہے
غیر اچھے غیر کے اچھے خیال | ہم بُرے ہین خیر اچھی بات ہے
دیکھ لو آئینے مین ایسا جواب | یہ تو صاحب سامنے کی بات ہے
کرتے ہین پردہ وہ اہل دید سے | سامنے آتے ہین کیا بات ہے
حرض مطلب پہ خفا ہو کر چلے | یہ بھی کوئی روٹھنے کی بات ہے
اُسکے کوچہ مین عدو ہین اشکبار | کیسے نکلین گھر سے وہ برسات ہے
قد آدم اُٹھکے ملتی ہے گلے | آپ کی تلوار کی کیا بات ہے
سیر دریا وہ کرین ہمراہ غیر | ڈوب مرنے کی تجمل بات ہے

## دیگر

خودنمائی کی تری کیا بات ہے | آئنہ پیش نظر دن رات ہے

## نذیر۔ جناب حاجی سید نور الرحمن صاحب خلف مولنا حفیظ عظیم آبادی

آرزو میری تمہاری ذات سے ہے
تم جو مل جاؤ تو پھر کیا بات ہے

ہم سے رندونکو بھلا موسم کی قید
جب میسر آ گئی۔ برسات ہے

کہ رہی ہی چھین کر دل چشم یار
اتبو یہ میدان میرے ہات ہے

بیکسی سے ہجر کی شب ہر گھڑی
پوچھتا رہتا ہون کتنی رات ہے

پیجئے کیونکر نہ ایسے مین بھلا
مے ہی۔ ساقی ہی بھری برسات ہے

ترک الفت کیلیئے کہتے ہین شیخ
یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے

رو رہی رہتی ہی صحبت غیر سے
ہمسے ملنے کی بھی کوئی رات ہے

تمسے شاطر سے بھلا کیا دل بچے
دو ہی چالو مین یہ بازی مات ہے

مسکرا کر پوچھتے ہین لیکے دل
بس یہی پونجی یہی اوقات ہے

ہان دیئے جا جام ساقی۔ جام پر
یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے

جب کہا مین نے کہ ہون اجابن بلب
ہنسکے فرمایا کہ اچھی بات ہے

اور کیا ہم غمزدون کی دل دہی
وعدہ کر لیجیے بس اتنی بات ہے

چھیڑتے ہین خود ہی۔ پھر کہتے ہین وہ
کس لیے روتے ہو تم کیا بات ہے

ڈانٹتا ہی دور ہی سے دیکھکر
انکا دربان ایک ہی بدذات ہے

لطف ہی جب سختیونکو جھیل لے
جان دینی تو آسان بات ہے

عرض مطلب پر وہ یہ کہنے لگے
آپ کی سب سے نرالی بات ہے

شام سے سوئے ہوئے ہین نذیر آپ
چونکیئے اب بھی کہ آخر رات ہے

## نصیر۔ جناب مولوی مسٹر نصیر الدین حسین صاحب بارسٹرایٹ لا نگرہنسوی تلمیذ حضرت داغ دہلوی بالکچ

مر رہا ہون آخری یہ رات ہی
آپ آجائین تو اچھی بات ہے

چال ہر اِسمین نہ کوئی گھات ہی
آپ پر دل آگیا یہ بات ہے

زندگانی مجمع آفات ہے
جان دینی بھی کوئی بات ہے

آدمی ناقص نہو کچھ بات ہے
صرف بے عیب اک خدا کی ذات ہے

داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج | آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

## صوفی۔ جناب منشی للتار پرشاد صاحب وکیل عدالت منصفی غازی آباد

یہ بھی کچھ آزردگی کی بات ہے | گھر چلے جانا ابھی تو رات ہے
فی الحقیقت دوستو سچ بات ہی | مال کیا ہے جان کی خیرات ہے
کون دنیا مین نہین محتاج غیر | بے نیاز اُسکی فقط اک ذات ہے
حال دل سُنکر وہ فرمانے لگے | کون ہو مطلب ہی کیا کیا بات ہے
پھر نہین چھٹتی جہان مُنہ سے لگی | دخت رز صوفی بڑی بدذات ہے

## فغان۔ جناب منشی رام سروپ صاحب عرائض نویس منصفی غازی آباد

اُس رُخ پُر نور کی کیا بات ہے | ماہ تابان جسکے آگے مات ہے
پاکبازی کا فقط باقی ہے نام | ہر جگہ اب دخل مکر و بات ہے
عاقبت کی فکر جلدی کر فغان | موت تیری گھات مین دن رات ہے

## کوثر۔ جناب منشی عبد الرحیم صاحب لکھنوی مقیم بمبئی تلامذ جناب تجلی جلالپوری

صبح ہوتی ہی نہین کیا بات ہے | ہجر کی شب کس غضب کی رات ہے
کشمکش مین جان اب دن رات ہی | دل اسیر پنجۂ آفات ہے
آہ و زاری پر مری کہتے ہین وہ | واہ کیا آندھی ہی کیا برسات ہے
یہ ہوا دشمن کی صحبت کا اثر | اب میری سچی بھی جھوٹی بات ہے
شیخ جی سجدے مین بھی حورونکی یاد | اچھی طاعت قبلۂ حاجات ہے
بیوفا مجھکو جو تم کہنے لگے | یہ مرے ہی مُنہ کی چھینی بات ہے
رہتے مین عشاق ہر دم چشم تر | روز کوئے یار مین برسات ہے
میہمان ہو میرے گھر وہ رشک حور | آج کی کتنی مبارک رات ہے
دیتے ہین دشنام بوسونکے عوض | واہ اچھی حسن کی خیرات ہے
کوچۂ جانان مین روتا ہو رقیب | آج دنیا مین نئی برسات ہے
ہجر جانان مین تڑپنا لوٹنا | مشغلہ کوثر یہی دن رات ہے

سرگوشی کے طور پر) اور اگرچہ مین راگنزانا ملڈریڈا دونون نام سے عیسائی کرائی گئی تھی لیکن مجھے صرف "راگرانا" دستخط کرنے کی اجازت ہے"

**اتھیل**- (یہ خیال کرکے کہ ان باتون سے کسی گہرے راز کا پتہ چلتا ہے) "پیاری شہزادی معلوم ہوتا ہے کہ "ملڈریڈا" آپکی والدہ کا اصلی نام تھا؟"

**شاہزادی**" ہان! کوئی شک نہین کہ چونکہ میری والدہ محتاج تھین اور اُنکا خاندان "رومیناف" کے ایک شاہزادے کے ساتھ شادی کا استحقاق نہین حاصل تھا لہذا جتنی باتیں جس حد تک اُس سے تعلق رکھتی تھین اُس پر پوری خاک ڈالنے کی کوشش کی گئی- بلکہ اُن باتوں کو اس طرح مٹا یا گیا کہ بستان تک باقی نہ رہا- یہی وجہ تھی کہ جب ملڈریڈا کا نام آیا تو بوڑھے کونٹ اور کونٹیس کو بہت ہی ناگوار ہوا اور دونون سٹ پٹا گئے"

**اتھیل**" ہان ہان- مین نے بھی اس بات پر غور کیا تھا (رُک رُک کے) کیا- کیا ملڈریڈا کوئی عام روسی نام ہے؟ کیا اس نام کے اور لوگ بھی آپکے ملک میں ہیں؟"

**شاہزادی**" مجھے نہیں معلوم (کچھ سوچ کے) اخاہ! یہ بات اسوقت تمسے معلوم ہوئی آج تک مین نے سوائے اپنی ماں کے اور کسیکا یہ نام نہین سُنا!"

**اتھیل**" انگریزی مین ہم اس نام کو ملڈریڈ کہہ سکتے ہین- تاہم ہمارے مُلک مین یہ نام عام طور پر مروج نہین"

**شاہزادی**" بعینہ جس طرح اتھیل ایک غیر مروج نام ہے (ہنستے ہوئے انداز سے) پیاری گوئیان ان باتون کو اپنے ہی تک رکھنا الیقین جانو کہ آبا جان کبھی بھولے سے بھی یہ ذکر نہیں کرتے- اسکے متعلق کبھی مین نے اُنکی زبان سے کوئی حرف نہین سُنا بلکہ اُنکو یہ بھی نہین معلوم کہ مین یہ باتین تھوڑی بہت جانتی ہون- کونٹ اور کونٹیس کو بھی گمان نہین کہ مین اپنے گزشتہ حالات کسی قدر جانتی ہوں- خدانخواستہ اگر ان لوگون کو معلوم ہو جائے تو مجھپر بہت ہی ناراض ہون"

**اتھیل**" پیاری شاہزادی! اس سے آپ اطمینان رکھیے"

**شاہزادی**" مجھے پہلے ہی سے تمپر بھروسہ ہے- تمھارے تیور ہی مجھے اطمینان دلانے کو کافی ہین"

**اتھیل**" کیا آپ کونٹ اور کونٹیس کے ساتھ بہت دنون رہی ہین؟"

**شاہزادی**- ہان- یہ لوگ بہت دنون میرے نگران رہے ہین- جب آبا جان مجھے ساتھ لے کے شاہی فوج کی حراست مین واپس

دل پہ چلتا ہے کی ہر دم گھات ہے ۔ مشغلہ اُن کا یہی دن رات ہے
جب پڑا معشوق کا پاسا پڑا ۔ جب بنا عاشق کی بازی مات ہے
ہے وفا مین بھی تو اندازِ ستم ۔ ذکر میرا غیر سے دن رات ہے
یون اُٹھاتا ہے کوئی نازِ ستم ۔ دل کے آجانیکی ساری بات ہے
حُسن کی سرکار سے ملتی ہے بھیک ۔ ہم فقیرونکی یہی اوقات ہے
آجکل پینے پلانے کے ہین دن ۔ ساقیا ساغر چلے برسات ہے
عاشقون کے واسطے ہین سبزہ رنگ ۔ سبزہ رنگون کیلیے برسات ہے
پارسائی کے نہین زاہد یہ دن ۔ پیجیے حضرت بھری برسات ہے
عاشقون مین یا خدا رہجائے بات ۔ آبرو کی جان تک خیرات ہے
ایک بوسے کے عوض ملتا ہے دل ۔ بندہ پرور مختصر سی بات ہے
بے بلائے جاکے یہ سُننا پڑا ۔ آپ کی کیسی ذلیل اوقات ہے
شیخ جی آتے ہین میخانے سے آپ ۔ بندگی اسے قبلۂ حاجات ہے
تمسے چھُٹ کر ہوگیا جینا محال ۔ دن قیامت کا غضب کی رات ہے
کرکے پچھتایا بتون کی بندگی ۔ منفعل ہون حسرتِ مافات ہے
بھولے پن نے مار رکھا ہے مجھے ۔ سادگی بھی آپ کی اِک گھات ہے
اللہ اللہ جاکے کعبے مین رہے ۔ ان بتون کی بھی غنیمت ذات ہے
آجکل وہ میرے مہمان ہین نصیرؔ ۔ عید کا دن ہے جو تی کی رات ہے

## آئندہ طرحین

ذیل کی پہلی طرح جو شروع سال کے نمبر مین شائع ہوگی تہنیت جشن تاجپوشی اعلیحضرت شہنشاہ ہند دام ملکہ کیلیے مخصوص ہے۔ نامور شعراسے استدعا کیجاتی ہے کہ اپنی اپنی غزلیات کے زیادہ اشعار مین مدح ممدوح سے کام لیکے ہمین ممنون فرمائین۔ ایڈیٹر

تجویزہ خان بہادر مولوی میر ناصر علی صاحب دصلائے عام ہے یارانِ نکتہ دان کیلیے) آسمان وغیرہ قافیہ

انگلش لیڈی میرے پاس نہ آنے پائے تو کچھ پروا نہین"
اتھل "پیاری شاہزادی - آپ مجھپر بہت ہی مہربان ہیں"
شاہزادی "مہربانی کا کیا ذکر - میرا تو واقعی خیال تھا ہیں ے کہدالا - تم سمجھتی ہو کہ مین جنشی - مجنون بے عقل اور نادان ہوں - اور غالباً تمھین تعجب ہوگا کہ مین ان افسوسناک باتوں پر جو میرے لیے ہنوز ایک معمہ ہیں اسقدر روتی اور حسرت کیون ظاہر کرتی ہوں اور رحاو بیجا کیوں ہنسے لگتی ہون ؟ لیکن اسمین شک نہین مجھے شروع ہی سے ہنسنے کھیلنے اور عیش آرام سے بسر کرنے کی عادت پڑی ہے - بلکہ سچ پوچھو تو جب تک مجھے اتنی سمجھ نہین آئی کہ میرے متعلق جو باتیں ادھر اُدھر ہوتی ہون اُنھین کان دھرکے سنون اُسوقت تک مجھے ہنسی دل لگی اور کھیل کود کے سوا دوسرا کام ہی نہین رہا - علاوہ برین یہ افسوسناک حالات بھی ایکدم سے مجھے نہین معلوم ہوئے بلکہ کبھی کوئی بات مُس پائی کبھی کوئی بات - اور اگرچہ سب کو دھیان رکھتی گئی تاہم میری خلقی عادتون مین کوئی تغیر نہین واقع ہوا"
اتھل "اسمین کیا شک! پیاری شاہزادی خدا آپ کو ہمیشہ یونہین ہنستا کھیلتا رکھے"
راگزانا نے اتھل کا ہاتھ لے کے اپنے ہونٹون سے لگا لیا اور تھوڑی دیر تک دونون نوجوان لیڈیان نہایت ہی اخلاق و محبت کا اظہار کرتی رہین - گویا دونون یک جان دو قالب ہین اور بہت ہی پرانی اُلفت رکھتی ہین - آخرکار شاہزادی نے بھولے بھولے انداز سے اتھل کی طرف مُنہ بڑھا کے آہستہ سے کہا "مین دیکھتی ہون کہ تمھین بھی مجھ سے ویسی ہی محبت ہے جیسی مجھے تمسے - گویا دونون ایک دوسرے کو برسون سے جانتے ہین - مین اپنے سارے راز تمسے کہہ چکی ہون الا ایک ـــــ"
اتھل - (مشتاق ہو کے) "الا ایک ؟"
شاہزادی - ہان - ابھی ایک راز اور ہے - سب سے بڑا راز اباجان کو بھی اُسکی خبر نہین اور بوڑھے کونٹ اور کونٹس سے تو خدا ہی اپنی پناہ مین رکھے - اگر وہ جانتے ہوتے تو اب تک نہین معلوم کیا کر گزرتے"
اتھل "تو بظاہر یہ بہت ہی مخصوص راز ہے پیاری شاہزادی آپ بغیر سوچے سمجھے مجھسے کبھی نہ کہیے گا"
شاہزادی "تمسے نہ کہنا کیا معنے ؟ ہان شاید تم کسی سے کہدوگی !"
اتھل "کہدینا کیا معنے ؟ خدا گواہ ہے کہ مین نے جتنی باتین آپ کے مُنہ سے سُنی ہین

آئے تو دربار میں اُنکی بہت بے عزتی ہوئی۔ اور
اُنکو ماسکو جا کے ایک ڈویزن کی کمان لینے کا
حکم دیا گیا۔ یہ بھی ایک قسم کی سزا بلکہ قید تھی۔ حالانکہ
شہنشاہ روس کو اپنے شاہی خاندان کی ایک
شاخ میں توہین یا سزا کا داغ لگانا پسند نہ تھا
تاہم یہ سزا کئی برس تک قائم رہی۔ اور اس عرصے
میں مجھے کوٹ اور کونٹیس الوٹیر کی سپردگی
میں دیا گیا۔ جو حال ہی میں قسطنطنیہ کی سفارت
سے واپس آکے وزیر خارجہ مقرر ہوئے تھے
اس صورت میں اُنھیں لامحالہ سینٹ پیٹرسبرگ
میں قیام لازم تھا اور اُنکے قیام تک مجھے بھی
دار السلطنت میں رہنا واجب آیا۔ چند سال
بعد وہ انگلستان کے سفیر مقرر کیے گئے اور
میں بھی اُنکی ہمراہی میں لندن آئی۔ یہاں تین
سال تک قیام رہا اور اس عرصے میں مجھے
انگریز اُستانیوں سے تعلیم دلائی گئی۔ اسکے
بعد سینٹ پیٹرسبرگ واپس ہوئی اور اس عرصے
میں ابا جان کی خطا بھی معاف ہو گئی۔ اب میں
اُنکے ساتھ رہنے لگی۔ اسی طرح کئی برس گزر گئے
اسکے بعد فی الحال کوٹ الوٹیر ایک خاص اور
خفیہ کارروائی کی غرض سے دربار انگلستان
میں بھیجے گئے ہیں جسکا ٹھیک ٹھیک حال
مجھے نہیں معلوم۔ خدا جانے کس مطلب سے
ایک شاہزادہ بھی اُنکے ہمراہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ
شہزادہ روسی گرینڈ ڈیوک کی شان و شوکت
سے نہیں آیا ہے بلکہ یہاں پہونچکے اُسکا
نام کونٹ سیمار ووا مشہور کیا گیا ہے
(دیکھیے) اور پیاری اتھیل مجھے سخت تاکید ہے
کہ اپنے کو "وسکونٹیس راگرانا" بیان کروں
اور اسکے متعلق تمام قواعد کی پابند ہوں۔"

اتھیل نے "کیا اس مرتبہ آپ کا انگلستان میں یہ
دوسرا پھیرا ہے؟"

شاہزادی نے "ہاں ہاں اسی تمسے کہہ چکی ہوں
کہ یہاں پہلی مرتبہ کے قیام میں مجھے بہت
بڑی مسرت حاصل ہو چکی ہے۔ مجھے انگلستان
اور اہلِ انگلستان سے ایک تعلق اُنس ہے
انھیں میں اُن لوگوں کی بہ نسبت بہت
زیادہ پسند کرتی ہوں جو خشک۔ کھرے۔
تنک مزاج۔ ... ورنج۔ تکلّف پسند اور پابند
قواعد ہیں۔ جیسے یہ بوڑھے کوٹ اور کونٹیس
یہ لوگ کبھی تو ایک دیوی کی طرح میری پرستش
کرتے ہیں اور کبھی مجھپر اسقدر دباؤ ڈالتے ہیں
کہ حتے الامکان تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ
نہیں اُٹھا رکھتے۔ خیال کرو کہ نہ میں کسی
پاس جانے کی مجاز ہوں نہ کسی کو اپنے پاس
بلا سکتی ہوں۔ کیونکہ یہاں میں دوسرے نام
سے مشہور کی گئی ہوں۔ یہ سفیرانہ جوڑ توڑ
یہ حاکمانہ حکم! (حقارت آمیز تیوروں سے)
لیکن کچھ پروا نہیں اچھا ہے تمسے شناسائی
بلکہ دوستانہ ہو چکا ہے۔ اب اگر کوئی دوسرا

گویا آج ہی بنائے گئے ہیں۔

**شاہزادی** ”دیکھو دیکھو! پیاری ایتھل یہی میری والدہ کی تصویر ہے“

ایتھل کے لیے صرف ایک نگاہ کافی تھی اسکے بعد چھوٹتے ہی اُسکے مُنہ سے نکل گیا—— ”ملڈریڈ!“

ساتھ ہی پھر دروازہ کھلا اور گرینڈ ڈیوک کی صورت نمودار ہوئی۔

**شاہزادی**۔ (تصویر کو جلدی سے چھپاکے) ”ابا جان!“

لیکن گھبراہٹ میں تصویر ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔ گرینڈ ڈیوک جیسے دروازہ کھولتے ہی شک کر رہا تھا جلدی سے آگے بڑھا اور جیسے ہی لڑکی نے اُسے جھک کے دوبارہ اُٹھایا ڈیوک نے تصویر ہاتھ سے چھین لی۔

ادھر ڈیوک تصویر ہاتھ میں لیتے ہی پکار اُٹھا—— ”یا اللہ ملڈریڈ!“ اُدھر ایتھل اور شاہزادی دونوں خوف زدہ ہو کے چیخ اُٹھیں۔

## اڑتیسواں باب ۳۸

”سفیر کی ملاقاتیہ“

اب ہم پھر کونٹ آٹو نیٹز کیطرف واپس آتے ہیں جیسے ہم اُس لیڈی سے ملاقات کے اشتیاق میں چھوڑ آئے ہیں جسکا کارڈ خدمتگار کی معرفت پیش ہوا تھا۔ جیسے ہی گرینڈ ڈیوک ایتھل کو ہمراہ لیکے کمرے سے باہر نکلا اور خدمتگار لیڈی کو بُلانے کے لیے گیا کونٹ نے کارڈ پر دوبارہ نظر ڈالی اور خود بخود کہنے لگا ”لیڈی لینگپورٹ! اتو مجھے خیال ہوتا ہے کہ لینگپورٹ کا نام میں کبھی اور بھی سُن چکا ہوں! شاید اس نام کا کوئی انگریزی سفیر تھا۔ ہاں خوب یاد آیا! لارڈ لینگپورٹ! بہت عرصہ ہوا جب مجھسے اُس سے کہیں ملاقات بھی ہوئی تھی——“

اتنے میں دروازہ کھلا اور خدمتگار نے لیڈی لینگپورٹ کے آنے کی اطلاع دی۔ کونٹ بطراخلاق اپنی مُلاقاتیہ کے استقبال کے لیے چند قدم آگے بڑھا لیکن معاً رُک گیا اور جلدی سے آنکھیں ملکے دیکھنے لگا۔ پھر آنکھیں ملیں پھر حیرت کی نگاہ ڈالی اور دنگ رہگیا۔

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (ایک معنی خیز تیوروں سے مُسکراتے ہوئے آگے بڑھکے) ”غالباً یور اکسلیسی مجھے جانتے ہونگے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ مجھے کہاں دیکھا ہے کسی قدر مشکل ہے۔ اسلیے میں آپ کی یاد تازہ کر دونگی“

**کونٹ**۔ (اور زیادہ متعجب ہو کے گھبرانہ

اُسکا ایک حرف بھی میری زبان سے نہین
نکل سکتا!"
شاہزادی۔" اِسکا مجھے پہلے ہی سے یقین
ہے۔ یہ تمھاری صورت ہی کہے دیتی ہے۔
اچھا اب سُنو! تمھین خیال ہوگا کہ مین دو تین
مرتبہ ایک بوڑھی دایہ کا ذکر کرچکی ہون وہ
ڈیم لیڈ ونسکا کہلاتی تھی ——"
اتھل۔" وہی جو آپکو سائیریا سے لائی تھی؟"
شاہزادی۔" ہان وہی۔ اس اچھی دایہ کو
انتقال کیے ہوئے چار پانچ برس ہوئے ہین۔
اُسکے انتقال سے تھوڑے ہی دنون پیشتر میں بوڑھے
کونٹ اور کونٹیس کی نگرانی سے نکل کے
ابّا جان کے پاس آئی تھی۔ اسی وجہ سے نیک دل
لیڈ ونسکا کو اتنا موقع مل گیا کہ وہ مرتے وقت
کچھ باتین کہہ گزرے۔ اُسنے بیان کیا کہ مین
سائیریا سے چلتے وقت تمھاری مان کی ایک
تصویر لیتی آئی ہون جو اسوقت تک میرے
پاس حفاظت سے رکھی ہوئی ہے ——"
اتھل۔ (جلدی سے)" آپکی والدہ کی تصویر؟"
شاہزادی۔" ہان ہان اچھی دایہ کہتی تھی
کہ میری عین خواہش ہے کہ یہ تصویر تمھارے
پاس رہے۔ لیکن مین وصیت کرتی ہون کہ
خبردار اپنے ابّا جان یا کسی اور سے اس کا
ذکر تک نہ کرنا۔"
اتھل۔" تاہم آپ اُسکا ذکر مجھ سے کر رہی ہین؟"

شاہزادی۔" اونھہ تمسے کوئی پردہ نہین۔
مین تمسے کوئی بات نہین چھپاؤنگی۔ مجھے تمسے
دوستی پیدا کرنے کی خواہش ہے۔ نہین معلوم
تم مین کیا بات ہے کہ میرا دل خود بخود تمھاری
طرف کھنچا جاتا ہے۔ لیکن ہان اشاید یہ تمھاری
نیکدلی اور پاک باطنی کا اثر ہے اسی وجہ سے
مجھے کامل یقین ہے کہ میرا راز تمھارے
سینے میں امانت رہیگا۔ اب مجھے اس دوستی
اور اپنی سچی محبت کا ثبوت بھی دیدیجیے دو۔
ٹھہرو ٹھہروا"
یہ کہتی ہوئی پُرجوش شاہزادی اتھل
کے پہلو سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور سچ مُچ کی
پری یا حور کی طرح سُبک خرامی کے ساتھ
کمرے کے آخری طرف روانہ ہوئی۔ حتی کہ
ایک دروازے کے اندر جاکے تھوڑی
دیر کے لیے اتھل کی نظروں سے پوشیدہ
ہوگئی۔ اس عرصے مین اتھل پر ایک ایسی
حالت طاری رہی گویا وہ کسی اعجوبہ چیز کے
دیکھنے کی مشتاق ہے۔
آخرکار دروازہ کھُلا اور شاہزادی
کوئی چیز ہاتھ میں لیے ہوئے برآمد ہوئی۔ یہ
ایک نفیس چوکھٹے میں جڑی ہوئی نہایت ہی
خوبصورت تصویر تھی جسکے شیشے پر اعلے
درجے کا سُنہرا کام بنا ہوا تھا اور تمام
نقش و نگار اس طرح جگمگا رہے تھے

جو آپ نے پندرہ سولہ برس بیشتر قسطنطنیہ مین کیا تھا۔ بہرکیف اب آپ ایسی فکر کیجیے! مین آپکو ایک صورت سے معافی دے سکتی ہوں اور وہ یہ کہ آپ مجھ سے ہمیشہ کے لیے صاف ہو جائیے"

کونٹ۔ (لیڈی لینگپورٹ کو نہایت تواضع اور تکریم سے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے اور آپ پوری تہذیب سے دوسری کرسی پر بیٹھکے)

"ہمیشہ کے لیے صاف؟"

لیڈی لینگپورٹ۔ (کرسی پر بیٹھکے) "ہاں۔ میں خلاصہ عرض کرتی ہوں۔ لیکن پہلے مجھے یہ بتا دینا چاہیے کہ میں نے آپ کی آمد کا حال آج ہی سنا۔ اصل یہ ہے کہ آج دوپہر کو میری ایک مہربان کونٹیس ملگریو مجھسے ملنے آئی تہیں اثناے گفتگو میں بسبیل تذکرہ یہ ذکر بھی آگیا کہ ایک روسی نائب کسی خاص کارروائی کی غرض سے لندن مین وارد ہیں۔ مجھے آپ کا گمان بھی نہ تھا بلکہ معمولی طور پر میں نے نام پوچھا اور کونٹیس ملگریو کی زبان سے آپ کا نام سُنکے ایک تعجب ہوا۔ فوراً مجھے اشتیاق پیدا کہ آپ سے ضرور ملنا چاہیے۔ مین نے کونٹیس سے استدعا کی کہ اپنے ساتھ لندن لیتی چلیں۔ کیونکہ میرا غریب خانہ شہر سے کسی قدر فاصلے پر ہے۔ بہرکیف وہ مجھے اپنی گاڑی پر بٹھا لائیں اور مین آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئی"

کونٹ اولیسٹر نے گردن ہلائی۔ ابتک وہ اپنے خیال مین ڈوبا ہوا تھا تاہم اب وہ لیڈی لینگپورٹ کی تقریر سُننے کے قابل ہو گیا تھا۔

لیڈی لینگپورٹ "آپ سا تیز فہم شخص سمجھ سکتا ہے کہ مجھے آپ سے ملنے کا اشتیاق کیون پیدا ہوا؟ اسوقت ہم آپ دونون لندن مین ہیں اور اب آپ سے کوئی خوف نہین۔ ہمارا قانون غیر ملکی شیرون کا غصہ اور خونخواری بالکل فرو کر دیتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ چند سال بیشتر انگلستان مین سلطنت روس کی طرف سے سفیر رہ چکے ہین لیکن اُسوقت مین آپ کے پاس عمداً نہین آئی۔ میرے خیال مین اُسوقت بھی آپ کو ایک حد تک کسی کو ضرر پہونچانے کی قوت حاصل تھی لیکن اب وہ بات بھی نہین۔ اب اگر مجھے اُس دغابازانہ سلوک کا ذرا سا بھی گمان ہو جائے جو آپ نے ۱۸۳۱ء مین بمقام قسطنطنیہ میرے ساتھ کرنا چاہا تھا تو مین فوراً ہوم سکرٹری سے اپنی حفاظت کی درخواست کر سکتی ہون"

کونٹ نے پھر گردن ہلائی اور دم بخود رہگیا۔ حتے کہ لیڈی لینگپورٹ نے حسب ذیل کہنا شروع کیا۔

لیڈی لینگپورٹ "مائی لارڈ! مین کن الفاظ مین آپ سے دریافت کرون کہ آپ نے مذکورۂ بالا بدسلوکی کا میرے

لہجے مین) "میری یاد ؟"

**لیڈی لینگپورٹ** - (اور زیادہ معنی خیز تیوروں سے جنسے کسی قدر دلی عناد اور رنجش بھی ٹپکتی تھی) "مائی لارڈ! مین آپ سے بحث وحجت یا زبان لڑانے کی غرض سے تو آئی نہین ہوں جو آپ اسقدر برہمی ظاہر کرتے ہین - میرے خیال مین آپ نے مجھے دیکھا ضرور ہے مگر ٹھیک طور پر آپ نہین سمجھ سکتے کہ مین کون ہوں"

**کونٹ** - (بہت ہی زچ اور پریشان ہو کر) "آخر کب ؟ کہاں ؟ کیونکر ؟"

**لیڈی لینگپورٹ** - (کونٹ کی آنکھوں مین آنکھین ڈال کے) "آپکو وہ مس میلکم یاد ہے جس سے آپ برٹش سفارت قسطنطنیہ مین ملے تھے ؟ اور جسے آگموٹ پر پکڑ کے بھیج دینے کا ارادہ کیا تھا ؟"

اب کونٹ کو ایک سکتہ سا ہو گیا اور اس زبردست سفیر اور مہذب رکن سلطنت کے چہرے سے وہ حیرت برسنے لگی جو کسی انسان کو دیکھ کے کبھی نہین برس سکتی تھی -

**لیڈی لینگپورٹ** "اب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مین سچ کہتی تھی یا جھوٹ ؟ اب تو آپ اپنی دل قائل ہوئے ہونگے"

**کونٹ** - (جسکے منہ سے پوری بات نہین نکلتی تھی) "او . تم — تم مس میلکم ہو ؟"

**لیڈی لینگپورٹ** "مس میلکم تو اسی زمانے تک تھی - اب لیڈی لینگپورٹ ہوں اور حقیقت حسن زمانے مین مجھے قسطنطنیہ مین آپ سے شرف نیاز حاصل ہوا تھا اور آپ نے مجھ پر ایسی عنایت مندول فرمانے کا ارادہ کیا تھا - اسکے چند ہی ہفتون بعد مین لیڈی لینگپورٹ ہو گئی"

کونٹ لیڈی لینگپورٹ کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا تھا اور سنبھل سنبھل کے اپنی قوت متخیلہ پر زور دے رہا تھا - آخر کار بہت کچھ غور وخوض کے بعد دل ہی دل مین کہنے لگا —

"اوہ! سر مو فرق پایا جاتا ہے - میرا خیال غلط نہیں ہو سکتا - اس عورت کے بال اور آنکھین سیاہ ہین اور یہ وہی مس میلکم ہے جسے مین نے قسطنطنیہ میں دیکھا تھا - اسوقت اسکی عمر پچیس برس کی معلوم ہوتی تھی - اسے پندرہ سولہ برس کا عرصہ گذرا اور اسی مناسبت سے اب یہ چالیس سال کے قریب معلوم ہوتی ہے - پس یہ وہی مس میلکم ہے لیکن خداوند! وہ دوسری ؟ ..... یہانتک پہونچکے کونٹ کی عقل پھر چکر کھا گئی اور تمام مجموعہ خیال ابتر ہو گیا) -

**لیڈی لینگپورٹ** - (جسے کونٹ کے دلی مضمونوں کا بالکل علم نہ تھا) "مائی لارڈ! خیر آپ اُس حرکت پر دل ہی دل مین پچھتا رہے ہیں جو ایک جرم کی حد تک پہنچتی ہے اور جب سے میری نسبت ارادہ فاسد ظاہر ہوتا ہے

مین نے بالکل صحیح کہا تھا"
کونٹ "اسی وجہ سے تو مجھے اور بھی یقین آگیا کہ آپ وہی ——— اس سے کیا غرض! بہر کیف میڈم اسمین ضرور کوئی غلطی ہوئی اتم وہ شخص ہرگز نہین جسکا مجھے تمپر گمان ہوا"
لیڈی لینگپورٹ کو خیال گزرا کہ غالباً کونٹ میرے راز سے واقف ہے اور اسی اعتبار پر اُسکے مُنہ سے میا — تا ایک ایسی آواز نکل گئی جو اقبال جرم پر دلالت کرتی ہی حالانکہ درحقیقت ایسا نہ تھا - بلکہ اس آواز پر بھی کونٹ سرپرہوا کہ یہ ملڈریڈ کی ماں ہے جو برسوں سے اپنی بیٹی ملڈریڈ کا رُوپ بھرے ہوئے ہے -
کونٹ "میڈم! اگر آپ وہ مس میلکم نہیں ہیں جسکا مجھے آپ پر گماں ہوا (اور اب اسمین کوئی شک نہیں کہ آپ وہ مس میلکم نہیں ہیں) تو خدانخواستہ اگر آپ اُسوقت قسطنطنیہ سے جیسے طور پر گرفتار کرکے بھیجدی جاتین تو حت غلطی ہوتی - اب چونکہ مین نے صاف صاف عرض کردیا لہذا آپ بہت آسانی سے یقین کرسکتی ہین کہ مین آپ کے خلاف کوئی ارادۂ فاسد نہین رکھتا تھا - اب آپ کو نہیے ہوم سکرٹری سے اپیل کی ضرورت نہیں - مین آپ کو شریفانہ زبان دیتا ہوں کہ اگرچہ اب بھی مجھے آپ کو اس ملک سے باہر بھیجدینے کے اختیارات حاصل ہین تاہم مین ایسا نہین کرونگا - ایک صورت سے آپ غیر متعلق شخص ضرور ہین تاہم سینٹ پیٹرس برگ کی مس میلکم ہین !"
لیڈی لینگپورٹ نے کونٹ کی تقریر مین اپنے راز کے متعلق کوئی اشارہ نہین پایا اور اب وہ کسی قدر کڑک کے بولین ——— "یہ نہایت ہی تعجب کی بات ہے !"
کونٹ "بیشک تعجب کی بات ہے! (ان باتونکا خیال کرکے جو مسٹر ٹریور سے ہوئی تھیں دل ہی دل مین) اسمیں کوئی دوسری چال معلوم ہوتی ہے!" (لیڈی لینگپورٹ سے مخاطب ہو کے) "میڈم! یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی صحت ہوجانا مناسب بلکہ الزم ہے!"
لیڈی لینگپورٹ "مین بھی یہی مناسب سمجھتی ہون کیونکہ اسمین صریحاً کوئی غلطی معلوم ہوتی ہے"
کونٹ "بہرکیف اس صورت مین ہمین صحیح امر کی تفتیش کرنا چاہیے اور اس کام کے لیے شروع سے پتہ لگانے کی ضرورت ہے - مسٹر میلکم سوداگر سینٹ پیٹرس برگ جنھون نے ۱۸۶۲ع مین انتقال کیا اپنی وارث ایک لڑکی چھوڑ گئے ؟"
لیڈی لینگپورٹ - (کسی قدر رُک کے) "ہان!"

ساتھ کیون ارادہ کیا تھا؟ مجھ اسقدر شدید ایذا رسانی سے آپکا کیا مطلب تھا؟ مین ذاتی کونسی خطا کی تھی؟ یا گورنمنٹ روس کا کیا بگاڑا تھا کہ اُسکی طرف سے آپ مجھ ایسی ایذا رسانی کے درپے ہوئے۔ یہ باتین اُسوقت بھی میری سمجھ مین نہین آئین اور اب بھی بدستور ایک معمّہ ہین لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک ذریعہ سے جسکے امکان بھر ظاہر نہین کرونگی مجھے آپ کے ارادۂ فاسد کی اطلاع ہو گئی اور خوش قسمتی سے اتنا وقت مل گیا کہ اُس خطرے سے بچ نکلون۔ مائی لارڈ! اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مین کس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہون اور کونسی باتین آپ سے دریافت کرنا چاہتی ہون "

کونٹ "میڈم! اصل مین یہ راز خود میری سمجھ مین نہین آتا۔ بہرکیف اس معمے کو حل کرنے کے لیے چند امور دریافت طلب ہین۔ اسمین شک نہین کہ آپ ہی مس میلکم ہیں جنسے مین قسطنطنیہ مین ملا تھا۔ لیکن اب مین یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا اُس شب کو آپ نے یہ صحیح صحیح فرمایا تھا کہ مین مسٹر میلکم متوفی سوداگر سینٹ پیٹرسبرگ کی اکلوتی بیٹی ہون؟"

لیڈی لینگپورٹ کے حواس خطا ہونے لگے اور اب اُنکی ماری تھی کہ آئی عقل جاتی رہے۔ لیکن وہ بہت سنبھلین اور بیباک تیورون سے جواب دیا ـــــ "آپ یہ سوال کس غرض سے پیش کرتے ہین؟"

کونٹ "آپ پوچھیے تو دیجیے! کیا آپکے والد دو بیٹیان چھوڑ گئے ہین؟"

یہ سوال لیڈی لینگپورٹ کو اور زیادہ کھٹکتا ہوا معلوم ہوا اور چونکہ اُنکی عادت مین داخل تھا کہ جو بات اُنکی سمجھ مین نہ آئے اُسسے ایسے نامعقول راز کیطرف منسوب کرکے سہم جائین لہذا تھوڑی دیر تک کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ایک منٹ تک وہ اسی خیال مین غلطان پیچان رہین اور بہت کچھ غور و تامل کے بعد جی کڑا کر کے بولین ـــــ "نہین جناب وہ صرف ایک بیٹی چھوڑ گئے ہین"

کونٹ "اور وہ بیٹی آپ ہین؟"

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لیڈی لینگپورٹ پھر جھجکی تھین لیکن اس مرتبہ وہ جلدی سے بول اُٹھین ـــــ "ہان ہان! کیا آپ نہین جانتے؟ مین قسطنطنیہ مین بھی آپ سے یہی کہہ چکی ہون۔ کیون آپکو شک کی کیا وجہ ہے؟"

کونٹ "قسطنطنیہ مین تو آپ نے اور باتین بھی کہی تھین۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ابتک مین ہزارہا میل کا سفر کر چکی ہون"

لیڈی لینگپورٹ۔ (جلدی سے) اور یہ

کو مدہوش نہیں یکبارگی کوکرا اسکے ٹوٹ پڑین نہین! بلکہ ایک کوہ آتش فشاں شق ہو گیا اور اُسکے بے پناہ شعلے چاروں طرف سے برسنے لگے۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا۔ دُنیا تاریک معلوم ہونے لگی اور ان خیالات نے دفعتہً ایک مُردے سے بدتر بنا دیا۔

" ملڈریڈ دریائے نیوا میں نہیں ڈوبی۔ بلکہ گرفتار کر لی گئی! عجب نہیں کہ اب تک زندہ ہو!"

ما اینہمہ یہ کسی قدر تعجب خیز امر ہے کہ لیڈی لینگپورٹ بدحواس نہیں ہوئیں لیکن کوئی شک نہین کہ اپنے دل پر قابو رکھنے کی اُنھیں پہلے ہی سے مشق تھی۔ اور تبدیل ہیئت کے طولانی زمانے مین اُنکے مزاج میں اسقدر استقلال پیدا ہو گیا تھا کہ کوئی مخدوش سی مخدوش بات بھی یکایک اپنا اثر نہیں ڈال سکتی تھی یہی وجہ ہوئی کہ کونٹ کے پُرخطر الفاظ سے اُنکے حواس نہیں زائل ہوئے اور دوسرے حادثات زندگی کے مقابلے میں اُنکا اثر بہت ہی کم محسوس ہوا۔

**کونٹ**۔ میڈم! اب مین نے آپ سے صاف صاف کہدیا۔ فرمایئے آپ اس کا کیا جواب رکھتی ہین کہ باوجود ملڈریڈ میلکم کے گرفتار ہو جانے کے آپ وہی ملڈریڈ میلکم ہین؟

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (گلوگیر آواز مین) لِلّٰہ مجھ سے کچھ نہ پوچھیے! مجھسے کوئی سوال نہ کیجیے! بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو مختصر طور پر بیان فرمایئے کہ یہ واقعہ کیونکر پیش آیا اور ملڈریڈ کیون گرفتار کی گئی؟"

**کونٹ**۔ (کھڑے ہو کر تیور تند تیوروں سے) " میڈم! ابتک تم اپنے حالات اسطرح چھپائے ہوئے کہ اُسپر کرو فریب کا گمان ہوتا ہے اُسوقت تک میں ہرگز کوئی بات نہیں بیان کرون گا! خدا جانے اس معما میں کیا راز ہے!"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (ہاتھ جوڑکے) " لِلّٰہ خفا نہ ہوجیے! مائی لارڈ! آپ کیا جانیں کہ میرے دل پر کیا گزر رہی ہے!"

**کونٹ**۔ (رکھائی سے) " گزرنے دو! میری بلا سے! میں نے تو اپنے ہونٹ سی لیے ہیں۔ اب اگر اس بارے میں ایک حرف بھی میری زبان سے نکلے تو گویا میں نے سلطنت کا راز افشا کر دیا!"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (وحشت آمیز تعجب سے) " سلطنت کا راز؟"

**کونٹ**۔ ہان ہان! میڈم میرا وقت بہت قیمتی ہے مجھے اتنا معلوم ہو جانا کافی ہے کہ تم وہ ملڈریڈ نہین ہو جو ——— لیکن اس سے کیا غرض!"

**لیڈی لینگپورٹ**۔ (قدمون پر گر کے) مین یور اکسلنسی کی التجا کرتی ہون کہ مجھ پر ترس کھا کے

کونٹ "اور تم کہتی ہو کہ وہ لڑکی میں ہوں؟
یعنے تم ملڈریڈ میلکم ہو؟"

لیڈی لینگپورٹ "(دبی زبان سے)
" ہاں وہی!"

کونٹ۔ (کسی قدر زور دیکے) "اسصورتمیں
میں کہہ سکتا ہون کہ دو ملڈریڈ میلکم ہونگی!"

لیڈی لینگپورٹ "دو ملڈریڈ میلکم؟
مائی لارڈ! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟"

کونٹ "ہاں دو ملڈریڈ! ایک وہ جس کے
بال اور آنکھیں سیاہ ہیں اور وہ تم ہو! دوسری
جسکے بال بھورے اور آنکھین نیلی ہیں وہ
ملڈریڈ ہے جسے میں تمام دُنیا میں تلاش
کر رہا ہون!"

لیڈی لینگپورٹ۔ (سر سے پاؤں تک
کانپتے ہوئے) "دو ملڈریڈ؟ خداوندا یہ کیا
اسرار ہے؟ بھورے بال اور نیلی آنکھیں! ایا
عالم الغیب ایکس ہیں ہرگز نہین! یہ بالکل
غیر ممکن ہے انیوا"

کونٹ۔ (بات پکڑکے) "کیا کیا؟ نیوا؟
ہاں ہاں بیشک! وہی واقعہ جو ۱۸۲۵ء مین
دریاے نیوا پر واقع ہوا تھا؟ یہ ٹھیک وہی
وقت تھا جب ——"

لیڈی لینگپورٹ "جب کیا؟ جب کیا؟ اسکا کیا
مطلب؟"

کونٹ۔ (بھید لینے کے انداز سے) "کیوں آپکا
کیا مطلب؟ مجھے نیوا کے ذکر پر یاد آگیا کہ جب
یہ ہولناک حادثہ ہوا تھا اُسی تاریخ کو ایک
خاص گرفتاری عمل مین آئی تھی لیکن مجھے یاد
ہے کہ قسطنطنیہ مین آپ نے اسی حادثے
مین اپنی والدہ کا ہلاک ہونا بیان کیا تھا؟"

لیڈی لینگپورٹ۔ (بے صبری سے) "ایک
خاص گرفتاری؟ اسکے کیا معنے؟"

کونٹ۔ (تھوڑی دیر غور کرکے) ہاں۔ اسکے
متعلق مین اتنا ہی کہہ سکتا ہون کہ یہ گرفتاری
ایک نوجوان لیڈی سے تعلق رکھتی تھی جسکی
نسبت حتے الامکان کوئی غلطی نہین ہونے
پائی۔ کیونکہ آئندہ واقعات سے بھی یہی تصدیق
ہوگیا کہ اس کارروائی مین کوئی غلطی نہیں
ہوئی"

لیڈی لینگپورٹ۔ (اسطرح سہم کے گویا
بجلی سر پر ٹوٹا چاہتی ہے) خداوندا! نہین
معلوم یہ کیا اسرار ہے؟ ایک نوجوان لیڈی
کی گرفتاری؟

کونٹ۔ (زوردار لہجے مین) "ہان ہاں! آملڈریڈ
نامے ایک لیڈی کی گرفتاری جو میلکم سوداگر
کی بیٹی تھی! استثنا اسکے کہ آپ کون
ہیں اور کس طرح ملڈریڈ میلکم ہونے کی
مدعی ہین!"

اس اس بدنصیب عورت پر ایک مُردنی
چھاگئی اور جو تجلیان پہلے سے اسکے خیال مین

آخر یہ کیا بات ہے؟ بظاہر یہ لیڈی لینگپورٹ ایسی دغاباز نہین معلوم ہوتی پھر وہ کونسا راز ہے جو سمجھ میں نہیں آتا؟ آخر یہ کونسی چال ہو سکتی ہے؟ (لیڈی لینگپورٹ سے مخاطب ہو کے) "میڈم آخر اڈورڈ میلکم کی جائداد کسکے قبضے مین رہی؟"

لیڈی لینگپورٹ۔ (گھگیا کے) "کس کے قبضے مین؟"

کونٹ "ہان اُسپر کسنے قبضہ کیا؟ اسکی تحقیقات آسانی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کارخانے کی ایک شاخ یہان لندن میں بھی موجود ہے۔ ابھی میں اپنے ایک سکرٹری کو بھیجکے اسکی تحقیق کیے لیتا ہون!"

یہ کہہ کے کونٹ گھنٹی بجانیکے لیے بڑھا۔

لیڈی لینگپورٹ۔ (چلا کے) "ٹھہریے ٹھہریے آپ اسقدر طول کیون دیتے ہین؟"

کونٹ۔ (گھور کے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں) "اگر اصلی ملڈریڈ ظاہر ہو کے اُس جائداد کا دعوے کرے جو اُسکے قبضے مین کسی طرح نہین آئی تو کیا ہو؟ مزید بران اگر وہ اُن لوگون کو جو اس کارروائی مین آلودہ ہین طلب کرے تو؟"

لیڈی لینگپورٹ کے مادرانہ جذبات دفعتاً عود کر آئے اور وہ دوزانو بیٹھ کے کہنے لگین —— "خدا وندا کیا تیری قدرت سے ملڈریڈ اب تک زندہ ہے؟ مائی لارڈ مجھے زیادہ تذبذب مین نہ رکھیے! اگر آپ اُسکا پتہ جانتے ہون تو للہ بتا دیجیے! مین ابھی پر لگا کے اُڑ جاؤنگی اور اپنی بچی کو چھاتی سے لگا لونگی!"

اب کونٹ الونیٹز پر ایک حیرت طاری ہو گئی۔ کیونکہ لیڈی لینگپورٹ کے ان الفاظ سے تمام عقدے حل ہو گئے اور اُسے معلوم ہو گیا کہ یہ ملڈریڈ کی ماں ہے۔ لیکن لیڈی لینگپورٹ کو دیکھ کے اُسنے کیونکر یقین ہو سکتا تھا کہ یہ ملڈریڈ کی ماں ہے۔ کیونکہ ماں بیٹی دونون قریب قریب ہمشکل اور ہم عمر معلوم ہوتی تھین۔

لیڈی لینگپورٹ۔ (سرگرمی سے) "مائی لارڈ آپ کو میرے کہنے کا یقین نہیں؟ نہین مین سچ سچ کہتی ہوں! للہ مجھے معاف کیجیے مین نے آپ سے ایک خوفناک راز بیان کر دیا۔ بلکہ وہ راز جو مین اتنی برسوں سے چھپائے ہوئے تھی! مائی لارڈ مین شوقینی کے ہاتھوں ایک نہایت ہی بدنصیب عورت ہون! خدا گواہ ہے کہ اسی کی بدولت مجھے ان مکاریوں کی لت پڑی۔ یہی میرے تمام فریبوں کی کائنات ہے"

کونٹ "تو میڈم مین خیال کرتا ہون کہ بیوہ میلکم دریائے نیوا کی برف پھٹنے کے حادثے مین نہین ہلاک ہوئین؟"

کچھ بیان کیجیے۔ میں ہی صاف صاف کہدونگی
میں جانتی تھی کہ ملڈریڈ دریاے نیوا میں
ڈوب گئی۔"
کونٹ۔ (سختی سے) اُس صورت میں تمھاری
دغابازی کا اقبال ہے؟ اُٹھو اُٹھو! میں
حکم دیتا ہوں سیدھی ہو! میں نہیں کہہ سکتا
کہ یہ معاملہ یہیں رفت گزشت ہوجائے گا۔
میں ہمیشہ سے جانتا ہوں کہ ہیلکم سوداگر سینٹ
پیٹرسبرگ بہت بڑے مالدار تھے۔ اور چونکہ
اُنکی وفات ۱۸۶۳ء میں ہوئی اور تمھارے
بیان کے مطابق اُنکی بیوہ کا انتقال اُسکے
دوسرے برس دریاے نیوا کے حادثے میں
ہوا لہذا یہ نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے کہ اُنکی دولت
ملڈریڈ کے قبضے میں آئی۔ پس میڈم اگر
تمنے ملڈریڈ کی عدم موجودگی میں اُسکا بھیس
بناکے تمام جائداد پر تصرف کرلیا تو یہ ایک
بہت بڑا فریب ہے!"
لیڈی لینگپورٹ۔ (کرسی پر بیٹھ کے)
"نہیں نہیں! ایسا نہیں ہے! میں اس
قسم کے الزامات سے بالکل بری ہوں!
کونٹ "پھر میں کیا سمجھوں؟" (کچھ خیال
کرکے) "ہاں کیا تم اُس نوجوان لیڈی سے
واقف ہو جسکا نام مسز ٹریور ہے؟
لیڈی لینگپورٹ کا کلیجہ دھک سے
ہوگیا اور تھوڑی دیر کے لیے ایتھل کیطرف سے
وہ بیوفایانہ بدگمانی پیدا ہوگئی جسنے اُنھیں
بالکل پریشان کردیا۔
کونٹ "ہاں معلوم ہوتا ہے کہ تم اُسے جانتی
ہو! ہاں ہاں! تمھارے انداز سے اُن
باتوں کی تائید ہوتی ہے جو مجھ سے اُس سے
ہوچکی ہیں"
اب لیڈی لینگپورٹ پر بالکل مُردنی
چھاگئی۔ چہرے کا رنگ زرد پڑگیا اور اگرچہ
تمام عارضے اور گلگونے اب بھی اپنا عالم
دکھارہے تھے تاہم اب اُن میں وہ اگلی
سی شوخی نہیں باقی تھی۔ آخر کار اُنھوں نے
ایک مردہ آواز میں پوچھا— "کیا یور ایکسلنسی
مسز ٹریور کو جانتے ہیں؟"
کونٹ۔ (جلدی سے) "انصاف سے پوچھیے
تو مسز ٹریور نے آپ کی کوئی غیبت نہیں کی
بلکہ مجھے یاد ہے کہ جب اُس سے آپکی نسبت
سُراغ لیا گیا ہے تو وہ بہت ہی چراغ پا
ہوئی۔"
اگرچہ لیڈی لینگپورٹ کو طرح طرح کے
خوفناک خیالات گھیرے ہوئے تھے تاہم
ایتھل کی نیکی اور وفاداری نے اُنھیں
بہت کچھ تسکین دی اور وہ چپکے سے کہہ
اُٹھیں— "آہ نیک اور وفادار
ایتھل!" (کونٹ سے) "لیکن وہ یہاں آئی کیونکر؟"
کونٹ "اتفاقاً! اتفاقاً!" (اپنے دل سے)

فرض نہین کہ یورلیڈی شپ سے پوست کندہ
حالات بیان کردون لیکن بعض نامعلوم باتون
کے انکشاف سے غالباً آئندہ کے لیے
آپ کے کان ہوجائین گے۔ اچھا سُنیے مین
۱۸۲۵ء سے شروع کرتا ہون۔ اسی زمانے مین
آپ کی بیٹی کو عشق و محبت کا اتفاق ہوا۔
آپ کے دوست ڈاکٹر نیویل اور اُن کی
بیوی درمیانی تھے اور آپکو مطلق اس کی
اطلاع نہ تھی کہ کیا کارروائی ہو رہی ہے۔
اسی وجہ سے جب گورنمنٹ کی طرف سے
اسکا انتظام ہوا تو آپ سے کوئی مزاحمت
نہین کی گئی۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ (بات کاٹ کے)
"ہاے اتنا تو مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ میری
ناسمجھ بیٹی کسی سے پھنسا دی گئی۔ مگر یہ نہ
معلوم ہو سکا کہ کسکے ہاتھون اُسکی عصمت
برباد ہوئی۔ جس روز نیوا کا حادثہ واقع
ہوا تھا اُسی روز کچھ دیر پیشتر اُسکی بے عزتی اور
تباہی کا نظارہ میرے پیش نظر ہوا تھا۔ مگر
اُسوقت سے آج تک مجھے اُسکے آشنا کا نام
نشان نہین معلوم ہوا۔"

کونٹ۔ مین آپ سے اسقدر صحیح صحیح حالات
بیان کردونگا کہ اگر آپ اپنی بیٹی سے ملیں گی
تو اُس سے بھی اسی قدر سُنین گی۔ وہ شخص جسنے
ملڈریڈ کے حُسن پر فریفتہ کرلیا اور جو اُسپر
اسقدر دیوانہ ہوگیا کہ خوف تھا کہین خفیہ طور پر
اُس سے نکاح نہ کرلے ایک نہایت ہی ذی مرتبت
شخص تھا۔ یعنے شاہی خاندان کا ایک شاہزادہ!

لیڈی لینگپورٹ۔ ہان؟ اور اسی وجہ سے
میری غریب بیٹی گرفتار کی گئی؟"

کونٹ۔ جی ہان اور دریاے نیوا کے میلے مین
سرکاری انتظام تھا اور کسی نہ کسی طرح پولیس کو
یہ اطلاع ہو گئی تھی کہ ملڈریڈ اپنے شاہی عاشق
سے ملنے کے لیے یہان آنے والی ہے۔ اس واقعہ
کے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اُس سے پایا
جاتا ہے کہ یہ گرفتاری دریا کے اُس منجمد حصے پر
نہین واقع ہوئی جہان برف شق ہونے کا حادثہ
ہوا بلکہ اُس سے کسی قدر دُور پر۔ بہرکیف آپ کی
بیٹی ملڈریڈ اپنے عاشق سے جُدا کرلی گئی۔ اور
معاً ایک گاڑی مین بند کرکے سائبیریا بھیجدی گئی!

لیڈی لینگپورٹ نے ایک دلدوز آہ بھری

کونٹ۔ وہ جوان شاہزادہ تھوڑے عرصے تک
سرمائی محل مین قید رہا۔ اور جب اسکا اطمینان
ہوگیا کہ اب اسکے دماغ سے اُس مجنونانہ محبت کا
سودا نکل گیا تو اُسے آزادی دی گئی لیکن پھر
بھی ہمیشہ اُسکی نگرانی کی جاتی تھی۔ یہ واقعات
۱۸۲۵ء مین واقع ہوئے۔ اسکے دو تین برس بعد
غالباً ۱۸۲۸ء کے درمیان مین یکایک نوجوان
شاہزادہ غائب ہوگیا۔ شاید کسی ذریعہ سے
اُسے اطلاع ہوگئی کہ اُسکی معشوقہ سلطنت کے

لیڈی لینگپورٹ:" نہین مائی لارڈ! وہ زندہ ہے اور آپ کے سامنے موجود ہے! وہ مین ہون - میرا سن ساٹھ برس کا ہوچکا ہے اور اگر میری ملڈریڈ زندہ ہے تو اُسے بھی اکتالیسوان سال ہوگا"

کونٹ نے لیڈی لینگپورٹ کو اسقدر حقارت آمیز تیورون سے دیکھا کہ اُنھون نے خفیف ہوکے گردن نیچی کرلی اور کونٹ سے کہا ـــ " میڈم معاف کرنا مجھے تم سے سخت پڑنے کا کوئی استحقاق نہ تھا - لیکن تم نے اپنی بیٹی کا رُوپ بھرنے مین اس دیدہ دلیری سے کام لیا تھا کہ اگر تم قسطنطنیہ سے بھاگ نہ کھڑی ہوتین تو یقیناً ہزارون میل کے فاصلے پر ناف سائبیریا مین بھیجدی گئی ہوتین"

لیڈی لینگپورٹ کے مُنہ سے ایک آہ کا نعرہ نکل گیا کیونکہ کونٹ کے الفاظ سے اُنھیں اپنی بدنصیب بیٹی کی مصیبت و تکلیف کا پورا اندازہ ہوگیا -

کونٹ:" جس طرح مجھے تم سے سخت پڑنے کا استحقاق نہین اُسی طرح تمھین تمھاری بیٹی کیطرف سے تذبذب میں رہنے دینے کا کوئی حق نہین - وہ زندہ ہے - اُسے ہزارون مصیبتین پڑین جن مین بعض خود بخود اُسکے لیے پیدا ہوئین اور بعض اُسنے خود اپنے ہاتھون پیدا کین"

لیڈی لینگپورٹ:" (بیتاب ہوکے) "وہ کہان ہے؟ بتائیے بتائیے مین کیونکر اُس تک پہونچ جاؤن؟"

کونٹ:" وہ یہین لندن مین موجود ہے!"

لیڈی لینگپورٹ تقریباً بائیس برس کی بچھڑی ہوئی بیٹی کے ملنے کے خیال میں محو ہوگئیں اور خوش ہوکے بولین ـــ " ہان؟"

کونٹ:" میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کہان مقیم ہے نہ مجھے اُسکا کوئی پتہ معلوم ہے - لیکن اُسکا سُراغ لگا لینا زیادہ مشکل امر نہین مجھے خود اُسکی تلاش ہے - غالباً جو ضرورت مین اُس سے مراد راست رکھتا تھا اب وہ یور لیڈی شپ کی وساطت سے بخوبی انجام پائے گی جو اُسکی والدہ ہیں - (یہ خیال کرکے کہ ابھی مینڈوائل اُسکے ساتھ تھا) ہان غالباً ایک شخص سے مین تمھاری بیٹی کا سُراغ لگا سکتا ہون - حالانکہ ایک طور پر اس مین بھی شک ہے" (اپنے دل سے) یقیناً مینڈوائل کو وہ اپنا پتہ بتا دیگی!"

برسون کی بچھڑی ہوئی اولاد کے زندہ ہونے کی خبر اور اُس سے دوبارہ ملنے کی اُمید نے لیڈی لینگپورٹ کے دلکو متاثر کردیا اور وہ بے اختیار آنسو بھر لائین

کونٹ - (تھوڑی دیر تامل کرکے) "گو یہ میرا

کرکے سینٹ پیٹرسبرگ واپس لایا گیا۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ (مشوش ہو کے) "اور اُسکی بی بی؟ اُسکا کیا؟"

کونٹ۔ "بی بی وہین چھوڑ دی گئی۔ لیکن باپ کو اپنی اولاد اپنے ساتھ لانے کی اجازت دیگئی اور نکاح فسخ کردیا گیا۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ (گونجتی ہوئی آواز مین) "فسخ؟ ہاے غریب ملڈریڈ تجہپر کسطرح ظلم کیا گیا!"

کونٹ۔ (طنزیہ لہجے میں) "ٹھہریے ٹھہریے! پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ خود آپ کی بیٹی ملڈریڈ نے اپنے اوپر کس قدر ظلم کیے۔ لیکن اس سے بھی پہلے یہ ظاہر کردینا چاہیے کہ گورنمنٹ روس نے اس نکاح کی بابت کوئی اور تعرض نہیں کیا بلکہ صرف اپنے شاہی حقوق کی حفاظت کے لیے اُسے منسوخ کرنیکی کوشش کی اور اُس لڑکی کو بھی ولد الحرام نہین گردانا بلکہ اُسے شہزادی کا خطاب۔ رتبہ اور عزت دی گئی۔ میڈم اب وہ ایک شاہزادی ہے جسے آپ اپنی نواسی بتاتی ہین۔"

کونٹ کے انداز اور لہجے سے ایک قسم کی طعن و تشنیع ضرور پائی جاتی تھی۔ لیکن بوچھار صرف اسی بدبخت عورت پر تھی جو اُسکے سامنے بیٹھی ہوئی تھی نہ کہ نوجوان شاہزادی رالنا پر۔

کونٹ۔ "میڈم اب مین بیان کرتا ہون کہ فسخ نکاح سے آپ کی بیٹی پر کیا اثر ہوا یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے کہ ایک اسپریل شاہزادہ کی معشوقہ ہونے کی علت مین اُسپر کوئی تشدد کیا گیا۔ کیونکہ گورنمنٹ روس ایسی اندھی نہ تھی کہ اُس سے اصل بات پوشیدہ رہے اور وہ اتنا نہ جان سکے کہ ملڈریڈ شاہزادے سے پھنسا دی گئی نہ کہ وہ خود کوئی مجرم ہے اور بجاے ایذا رسانی کے اُسپر رحم واجب ہے۔ نظربران نہ گورنر ٹوبالسک کے محل مین پہونچا دی گئی اور ہزاکسلینسی کی بیگم کی زیر نگرانی رکھی گئی۔ غالباً یہ فیاضانہ سلوک اُسکے ساتھ دو وجہون سے کیا گیا اور اُسے ایوان گورنری مین رکھنے سے یہ مقصود تھا کہ اُسکی آرام و آسائش کے ساتھ اُسکی فراری پر بھی نظر رکھی جاے اور حتے الامکان گرینڈ ڈیوک سے دوبارہ نہ ملنے پائے۔ لیکن بظاہر یہ حفظ ماتقدم محض خیالی تھا اور گرینڈ ڈیوک کے عشق کا تیر اُسکے دل پر کاری بیٹھا تھا۔ کیونکہ بھی اُسے گرینڈ ڈیوک اور اپنی اولاد سے جُدا ہوئے بمشکل ایک سال گزرا ہوگا کہ وہ فرار ہوگئی۔ اس مین کسی قدر غفلت اور چشم پوشی سے بھی کام لیا گیا ورنہ اُسے گورنر کے ایک خوبصورت نوجوان ایڈی کیمپ کے ساتھ نکل جانیکا

کسی صفحے مین کھیدی گئی ہے۔ یا آنکہ وہ خود ہی بھیس بدلکے اُسکی تلاش میں نکل گیا۔ غرضکہ وہ ٹوبالسک کے قرب وجوار مین ایک گاؤن مین پہونچا جہان ــــ"

لیڈی لینگپورٹ۔ (بات کاٹ کر) یور اکسلنسی ایک بات بیان کرنا بھول گئے۔ جب بیچاری ملڈریڈ سائبیریا بھیجی گئی تھی تو غالباً وہ حاملہ تھی اور وضع حمل کا زمانہ بہت قریب تھا۔"

کونٹ۔ "ہان مین بھول گیا۔ سائبیریا کے گھنے جنگلون میں پہونچکے اُسے درد زہ شروع ہوا اور راستے ہی میں ٹھیرا لی گئی۔ لیکن جو بچہ پیدا ہوا تھا وہ مرگیا۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ (غمگین لہجے مین) سائبیریا کے گھنے جنگلون مین؟ ہائے غریب ملڈریڈ! یا خداوندا! اُس غریب کو کس قدر مصیبت کا سامنا ہوا ہوگا؟ خیر اب آگے بیان کیجیے۔ آپ کہہ رہے تھے کہ کیونکر شاہزادہ نے سائبیریا کا سفر کیا اور کس طرح ٹوبالسک کے قریب ایک گاؤن مین پہونچا ــــ"

کونٹ۔ "وہان پہونچکے اُسنے اپنی محبوبہ کو تلاش کیا۔ یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اُسنے بھیس بدل لیا تھا لہذا اُسکے پہونچنے کی حکام کو اطلاع نہیں ہوئی۔ وہان اُسنے ایک یونانی کاہن کو رشوت دیکے ملڈریڈ کے ساتھ نکاح پڑھا لیا اور ایک سال کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ "ملڈریڈ کی لڑکی؟ میری نواسی؟ مائی لارڈ! وہ لڑکی وہ آنکھوں کی پُتلی جو اس دلی محبت کا نتیجہ ہے۔ کیا ہوئی؟"

کونٹ۔ (کسی قدر تامل کرکے) "میڈم آپکی نواسی موجود ہے۔ لیکن آپ اُسے دیکھ سکتی ہیں یا وہ آپ کو مل سکتی ہے اسکا بالفعل کوئی تصفیہ نہیں ہو سکتا ــــ"

لیڈی لینگپورٹ۔ "ہان ہان میں اُسے لے لونگی۔ بس آج سے اس مکروفریب کو سلام۔"

کونٹ۔ "بہتر ہوتا اگر آپ کبھی اس مکروفریب کو نہ اختیار کرتین۔ مگر یہ آپ کا کام تھا نہ کہ میرا۔"

لیڈی لینگپورٹ۔ (شرمندہ ہوکے) "اچھا مائی لارڈ اب آگے بیان کیجیے۔"

کونٹ۔ "ان باتون کو بالتصریح بیان کرنے کی چندان ضرورت نہیں کہ کیونکر نوجوان شاہزادہ سینٹ پیٹرسبرگ سے غائب ہوکے سائبیریا پہونچا۔ کس طرح وہان اپنا ناجائز خاندان قائم کیا۔ کتنے عرصے تک مفقود الخبر رہا اور اس مفقود الخبری سے کس حدتک تشویش برپا رہی۔ بہرکیف اس نامبارک شادی کے دو برس بعد جب وہ لڑکی ایک سال کی ہوئی تو کسی ذریعے سے گورنمنٹ روس کو حقیقت حال کی اطلاع ہوگئی۔ آخرکار شاہزادہ گرفتا

جنبانی کر رہی ہے۔ اصل میں اُسنے ہز امپیریل
ہائینس کو ایک خط لکھا تھا لیکن وہ ڈاک
تک نہین پہونچا۔ بلکہ جس شخص پر اعتبار
کرکے اُسنے یہ خط دیا تھا اُسنے روسی کانسل
کے حوالے کر دیا۔ اور شخص جسنے اُسکے
ساتھ ایسی بیوفائی کی اُسکے آشنا کے سوا
کوئی دوسرا نہ تھا۔ الغرض ملڈریڈ گرفتار
کر لی گئی اور ایک جہاز مین براہ خلیج فارس
البتیا کے کوچک میں اُتاری گئی۔ وہاں سے
کوہ قاف کو بھیجی گئی اور بعد ازاں اُسے
اصلی مقام سائیبریا کو جلاوطن کردیگئی"
لیڈی لینگپورٹ۔ (ہاتھ ملکے) ہائے
خدا ہائے بدنصیب ملڈریڈ اکتنے ہزار
میل اُسے کھینچا پڑے!"
کونٹ۔ (سرد مہری سے) ہزار در ہزار (
دلسرے) میڈم آپ جانتی ہین کہ آپ کی
ساحرانہ ہمت و استقلال میں پوری بیرنس
کا مرتبہ رکھتی ہین۔ اگر اُنکی آسی دلیرانہ جرأت
نڈری اور بہادری کے کارنامے قلمبند کیے
جائیں جو ایک قوی ہیکل دلیر کا زہرہ آب
کر دینے کو کافی ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اُنھین زندہ جاوید ناموری حاصل ہو سکتی
ہے۔ بہرکیف مین اُسکی تصریح کیے دیتا ہون
یہ ۱۸۴۳ء کا واقعہ ہے جب ملڈریڈ دوبارہ

جانے کہ تین ہی چار برس مین اُسنے دوبارہ
اپنی فراری کا بندوبست کرلیا۔ لیکن اس
مرتبہ مین تحقیق کے ساتھ نہین کہہ سکتا کہ
اُسکے ساتھ کوئی خوشرو ایڈی کیمپ تھا یا نہین
۱۸۴۵ء مین جب میں سیڈرڈ مین سفیر تھا
تو ایک روز کیا دیکھتا ہون کہ ایک انگریز
جاسوسانہ انداز سے میری تلاش مین بیٹھا
ہوا ہے۔ اُسنے ایک طولانی تمہید کے بعد
مجھسے بیان کیا کہ مین وہی شخص ہون جسنے
روسی کانسل بمبئی سے ملڈریڈ کی مخبری کی
تھی۔ مین نے دریافت کیا کہ تم میری پاس
کس غرض سے آئے ہو جسکے جواب مین
اُسنے کہا کہ "آجکل ملڈریڈ یہیں موجود ہے
مین نے اُسے بچشم خود دیکھا ہے اور بخوبی
پہچان لیا۔ بلکہ اُسکے پیچھے پیچھے اُسکی قیامگاہ
تک ہو آیا اور اُسنے مجھے مطلق نہین پہچانا"
یہ سنتے ہی مین نے فوراً ایک اتاشی اُسکے
ہمراہ ملڈریڈ کیطرف روانہ کیا لیکن اتاشی
کو وہاں پہونچکے معلوم ہوا کہ ملڈریڈ نے اُس
انگریز کو پہلے ہی پہچان لیا تھا اور جانتی تھی
کہ وہ پھر اُسے روسی دشمنون کے ہاتھ مین
پھنسا دینے کی فکر کر رہا ہے۔ مگر اسوقت
وہ سیڈرڈ سے فرار ہو جانے سے معذور
تھی کیونکہ وہ سخت بیمار تھی اور اب اُسکی

موقع نہ ملتا"

لیڈی لینگپورٹ۔ (بگڑ کے) "کیا؟ کیا ملڈریڈ ایسی آوارہ تھی؟ کیا ملڈریڈ سے ایسی شرمناک حرکت سرزد ہوئی؟ نہیں مائی لارڈ! غالباً جس شخص نے اُسکا ساتھ دیا اُس سے وہ مظالم نہ دیکھے گئے ہونگے جو ملڈریڈ پر ہو رہے تھے!"

کونٹ۔ (گردن ہلا کے) "آپ کو اپنی بیٹی کی بیچ اور اُسکی بدفعلیوں کی تردید ہر طرح مباح ہے۔ لیکن آپ کو اسکا ثبوت بھی کان کھول کے سُن لینا چاہیے اے میڈم! آپ کی بیٹی ایک آشنا کے ساتھ بھاگ گئی تھی اور وہ بھی اس طرح کہ راہ میں کوئی نقش قدم تک نہ چھوڑا۔ اُسوقت مین قسطنطنیہ کا سفیر تھا اور چونکہ گورنر ٹوبالسک میرے بھتیجے ہوتے تھے لہٰذا اُنھوں نے کُل کیفیت مجھے لکھ بھیجی۔ اسی وجہ سے جب آپ نے قسطنطنیہ مین مجھ سے بیان کیا کہ مین سینٹ پیٹرسبرگ کی مس میلکم ہون تو مجھے قدرتی طور پر خیال گزرا کہ آپ ٹوبالسک سے بھاگی ہین۔ اور اُسوقت جسقدر گفتگو ہوئی وہ بھی اسی خیال کی تائید کرتی تھی۔ خصوصاً آپ کا یہ بیان کہ مین ایسے وقت کی بہت بڑی سیاح ہون اور اب تک ہزارہا میل کا سفر کر چکی ہوں میرے خیال کی زبردست تائید کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مین نے آپ کو گرفتار کر کے سائبیریا بھیج دینے کی فکر کی لیکن خوش نصیبی سے آپ کو عین وقت پر اطلاع ہو گئی اور آپ وہان سے بھاگ کھڑی ہوئین۔ شاید آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کے چند ہی ہفتون بعد آپ کی شادی لارڈ لینگپورٹ کے ساتھ ہو گئی؟"

لیڈی لینگپورٹ "ہان!"

کونٹ "اور اس طرح جب یورپ میں مس میلکم کا نام سُنائی دینا موقوف ہو گیا تو میں نے خیال کیا کہ ملڈریڈ کسی نئے آشنا کے گھر بیٹھ گئی۔ اسی طرح برسین گزر گئین حتے کہ جو واقعات میں اب بیان کرنے والا ہوں وہ ۱۸۳۶ء سے تعلق رکھتے ہیں۔"

لیڈی لینگپورٹ مشتاقانہ انداز سے سنبھل بیٹھیں اور کونٹ نے حسب ذیل بیان کرنا شروع کیا۔

کونٹ "ہان ۱۸۳۶ء میں ملڈریڈ کا نام پھر سُن پڑا۔ اُسوقت وہ آسٹریلیا (؟) وہ سڈنی مین ایک انگریز کے ساتھ رہتی تھی جسکا نام لینا بالفعل مین مناسب نہیں سمجھتا۔ اسی انگریز کے ساتھ وہ ہندوستان گئی۔ لیکن ایک اتفاق سے وہی کونسل متعینہ بمبئی کو اس امر کی اطلاع ہو گئی کہ ملڈریڈ

جلدی اُسے کہا:- "اس طرح غریب ملڈریڈ
دارالسلطنت اسپین سے خارج البلد کی گئی
آپ کے بیان سے دو برس کا عرصہ ہوا
یعنے ۱۸۴۵ء میں وہ میڈرڈ سے روانہ ہوئی تھی
کیا وہ امریکہ تک پہونچی؟"

کونٹ:- "اسکی مجھے متعلق اطلاع نہیں - سوائے
کل کے کبھی میں نے اسکی خبر تک نہیں سُنی
کل ایک شخص نے مجھے ریجنٹ اسٹریٹ مین
اُسے دکھایا تھا - اس سے پہلے مجھے اس کا
گمان بھی نہ تھا کہ وہ انگلستان مین موجود ہے"

لیڈی لینگپورٹ:- "مائی لارڈ آپ کا کیا
ارادہ ہے؟ اب آپ کیا چاہتے ہین؟ شاید
ابھی آپ کہہ چکے ہین کہ جو کارروائی آپ کو
ملڈریڈ سے براہ راست مقصود ہو اب اُسکی
ماں کی معرفت خوش اسلوبی سے انجام
پائے گی۔"

کونٹ:- "ہاں ہاں! (کچھ غور کرکے) "میری
دانست مین آپ سے تمام باتین کہدینا مناسب
ہین آپ کو یہ معلوم ہوجانا چاہیے کہ گرینڈ ڈیوک
اور شاہزادی راگزانا اسی محل مین موجود ہیں"

لیڈی لینگپورٹ - (بیتاب ہوکے)
"میری نواسی؟"

کونٹ:- "ہاں! اور وہ شخص بھی جو کبھی ملڈریڈ
کا شوہر تھا اسی مکان مین موجود ہے لیکن
اُسے اس کی اطلاع نہیں کہ ملڈریڈ
بھی لندن مین وارد ہے - مین نے ان
باتوں کی اُسے اطلاع نہیں ہونے دی ہے
میڈم آپ نہیں سمجھ سکتین کہ میری کیا غرض ہے
مین چاہتا ہون کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے ملڈریڈ
کو یہان سے نکل جانے پر راضی کیا جائے -
ایسے شہر مین اُسکی موجودگی سے اندیشہ ہے کہ
مبادا کہین اُس شخص سے سامنا نہ ہو جائے
جو کبھی اُس سے محبت کرتا تھا اور اگرچہ اب
اُسے بالکل محبت نہین تاہم ایسی ملاقات سے
غمگین خیالات کو ترقی ہو گی - بہت سے پرانے
زخم ہرے ہو جائیں گے - اور اسی قسم کی
بہت سی باتون کا احتمال ہے - تاہم یہ ناممکن
ہے کہ ملڈریڈ کو اپنی بیٹی سے ملنے کی اجازت
دیجائے اور اگرچہ وہ کیسی ہی باتین کیون نہ بنائے
کیسے ہی مکر کیوں نہ کرے لیکن اُسکی مُراد کسی
طرح پوری نہین ہو سکتی - ہاں یہ البتہ ممکن ہے کہ
اگر آپ کی بیٹی کوئی مناسب رقم طلب کرے تو -"

لیڈی لینگپورٹ - (بات کاٹ کے)
"جناب وہ دولت کی بھوکی نہین! جو کچھ میرے
پاس ہے سب اُسکا ہے یا کم از کم ایک نصف
جس وقت وہ چاہے مجھ سے لیلے میرا آغوش
محبت اُس ناشاد اور خانمان برباد کے لیے
کشادہ ہو گا - مین اُسکے مصیبت زدہ دل کو
تسکین و تسلی دونگی - اُسکی غلط کاریون کی
اُس سے توبہ کراؤنگی اور اس طرح اُسے

وہ حیرت انگیز قوت فراہد بالکل زائل ہوگئی
تھی جسنے اتنی مرتبہ اُسے کامیاب کیا تھا۔"
لیڈی لینگپورٹ - (دردناک لہجے مین)
"ہاے غریب ملڈریڈ!"
کونٹ - میرے اٹاشی کو اُسپر ترس آیا اور
اُسنے میری جانب سے فوراً اطمینان دلایا
کہ ابکی بار تمھین سائبیریا بھیجنے کی کارروائی
نہین کی جائے گی - نیز یہ کہ تمھاری بد چلنیون
کی تمھارے شوہر کو پوری اطلاع ہوگئی
اور اب اس بارے مین تمھاری کوئی
کوشش اور خط و کتابت محض فضول ہے
کہ شاہی دل تمھاری طرف پھر متوجہ ہوجائے
مزید بران تمھاری ناسمجھ صاحبزادی کو کامل
یقین دلادیا گیا ہے کہ تمھین وفات کیے
ہوئے عرصہ گذر آتا کہ تمھاری بیحیائیون
سے اُسے ندامت و شرمندگی کا موقع نہ ملے
اب تمھین بھی اس امر کی کوشش نہ کرنا
چاہیے کہ تمھاری بیٹی کو تمھارے زندہ
ہونے کا ثبوت بہم پہونچے اور اُس سے
ملکے اُسے بھی اپنے شرمناک ڈھرے پر
لگاؤ جو تمھاری طرح اُسے بھی عمر بھر رنج و
مصیبت مین مبتلا رکھے۔" یہ باتین اٹاشی
نے اپنی طرف سے کہین جنھین سُنکے ملڈریڈ
نہایت خفیف اور مغموم ہوئی اور اُسنے کہا
کہ وہ مین نے سُنا ہے میری والدہ
دریاے نیوا کے حادثے مین ہلاک ہوگئین
اور اب تمام دُنیا مین میرا کوئی نہین جس سے
اپنی مدد کی خواستگار ہون - ہاے مین کہان
جاؤن! کس سے دستگیری کی التجا کرون!
خداوندا میرا کیا حشر ہوگا! ہاے اس آدمیون
بھری دُنیا مین میرا کوئی نہین!" اٹاشی کو
مین نے پوری آزادی دیدی تھی کہ وہ جو کارروائی
مناسب سمجھے کر گزرے اور حتے الامکان اپنا
فرض نہایت ہوشیاری سے ادا کرے - ناگاہ مگر
اُسنے تجویز کیا کہ ملڈریڈ یونائٹڈ اسٹیٹ (امریکہ)
چلی جاے - ملڈریڈ نے بھی یہ تجویز منظور کرلیا -
اُسیوقت چندہ کیا گیا اور وہ سیدھی روانہ
ہوگئی - اس موقع پر مین نے اُسے اپنی آنکھ سے
نہین دیکھا تھا بلکہ تمام معاملات میرے اٹاشی
کی معرفت طے ہوئے تھے - لہذا مجھے یقین آگیا
کہ یہ وہی ملڈریڈ ہوگی جسے مین نے قسطنطنیہ
دیکھا تھا - ابھی جب مجھ سے مسٹر ٹریور سے گفتگو
ہوئی اور باتون باتون مین یہ معلوم ہوا کہ مس
میلکم کو میرا تمام معلوم ہے تو مین نے خیال کیا
کہ یہ مس میلکم بھی وہی ملڈریڈ ہوگی - پھر مسٹر ٹریور
کی زبان سے قسطنطنیہ والی کارروائی اور
اُسکے افشا ہوجانے کا ذکر سُنکے آپ قیاس
کرسکتی ہین کہ مجھے کس قدر تعجب ہوا ہوگا -
لیڈی لینگپورٹ نہایت ہی گہرے خیالات
میں ڈوبی ہوئی تھین جسے چونک کر کہون

کارڈ نکال کے میز پر رکھدیا اور کہا۔
"بہت اچھا اب مین رخصت ہوا۔"
کونٹ:- آپ کی دوست مسنر ٹریور بھی یہین موجود ہیں۔ اُنکو بھی اپنے ہمراہ لیتی جائیے۔"
اسکے بعد کونٹ الوشیر نے کسی قدر دوستانہ تپاک کے ساتھ لیڈی لینگپورٹ کو رخصت کیا اور جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلین کونٹ نے گھنٹی بجائی۔ خدمتگار نے ہاتھون ہاتھ اُنھین گاڑی تک پہونچایا۔
اسکے بعد ہی اتھیل بھی محل سے برآمد ہوئی کونٹ نے جلدی جلدی اُس سے لیڈی لینگپورٹ کے آنے اور تمام راز کے معلوم ہوجانے کی کیفیت بیان کردی۔ لہذا جب وہ گاڑی پر سوار ہوئی تو اُسے اپنی محسنہ کی پریشان صورت دیکھکے زیادہ تعجب نہین ہوا۔

# خاتمہ حصہ اول

روسی گورنمنٹ کے خوف اور روز کی کاشہون
سے نجات حاصل ہو جائے گی ؟"
کونٹ "خوف سے نجات ہوئے اُسے
بہت عرصہ ہوا کیونکہ گرینڈ ڈیوک کو اُسکی بدکاری
مین سدرتی بھی شک ہین باقی لیکن یہ گوشگزار
کر دینا ضروری ہے کہ اگر کسی نے اس عورت
کو گوشۂ عافیت سے اُکسا کے شاہی خاندان
کے ایک شاہزادے کے ساتھ نکاح کے دعوے
پر کھڑا کیا تو اُسکے لیے اچھا نہ ہوگا۔ اسی قدر
نہیں البکہ اس کوشش سے یہ نتیجہ نکالا جائیگا
کہ وہ کمسن اور بھولی شاہزادی کو خیال دلانا
چاہتی ہے کہ تمھاری ماں اب تک زندہ ہے
حالانکہ اسی لحاظ سے اس فاحشہ ماں اور کمسن
بیٹی مین سات سمندر درمیان رکھنا مناسب
خیال کیا گیا ہے۔ لیڈی لینگپورٹ اب
مین نے تمام حالات پوست کندہ بیان کر دیے
اور سب باتین صاف صاف کہدیں۔ کیا کرون
ایسی مجبوریان لاحق ہین کہ مین آپکی دلشکنی
روا رکھنے پر مجبور ہون "
لیڈی لینگپورٹ "آپ ملڈریڈ کو میری
رائے پر چھوڑ دیجیے۔ میں اُسکی طرف سے
اطمینان دلاتی ہون کہ تمام باتین آپ کی
حسب مرضی انجام پائینگی۔ آپ جانتے
ہین کہ وہ کہان مقیم ہے ؟"
کونٹ "نہین مجھے اُسکا پتہ نہیں معلوم "
لیڈی لینگپورٹ "لیکن شاید آپ فرما چکے
ہین کہ مین کسی شخص سے دریافت کر سکتا ہون ؟
کونٹ۔ (گھگھتی ہوئی آواز مین) "کونٹ میڈوائل "
لیڈی لینگپورٹ "اس عنٹلمین کا نام مین نے بھی
سُنا ہے۔ یہ کوئی فرانسیسی رئیس ہے۔ حال ہی
مین یہان وارد ہوا ہے اور اعلے حلقون
مین آمدورفت رکھتا ہے۔ اسے ملڈریڈ کے
حالات کی کیا اطلاع یا ملڈریڈ اسے کیونکر
جان سکتی ہے ؟"
کونٹ "بہرکیف میڈوائل کو ملڈریڈ کے
بعض بعض حالات معلوم ہین۔ مین دریافت
کرونگا کہ وہ ملڈریڈ کے تیامگاہ سے بھی
واقف ہے یا نہیں۔ اگر اس سے مطلب نہ
نکلے گا تو میڈم مین آپ سے وعدہ کرتا ہون
کہ تین روز کے اندر اُسکا سراغ لگا دونگا۔
اگر یورپ کا کوئی ایسا شہر ہوتا جہان خفیہ پولیس
اور پاسپورٹ کا قاعدہ جاری ہے تو مین تین
منٹ مین اسکی تحقیق کر لیتا۔ مگر چونکہ برٹش
دارالسلطنت مین اس قسم کے قواعد نہیں
جاری ہیں لہذا مین خلاف قاعدہ کارروائی
کرنے سے مجبور ہون۔ آپ براہ مہربانی اپنے
پتہ سے مجھے اطلاع دین اور اطمینان رکھین
کہ وقت مناسب پر آپ سے خط و کتابت
کی جائے گی "
لیڈی لینگپورٹ نے اپنے پتے کا

# اعلان